"فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَائِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوْا فِي الدِّيْنِ "......(التوبة)

"قَالَ النَّبِيُّ ﷺ مَنْ يُّرِدِ اللّٰهُ بِهٖ خَيْرًا يُّفَقِّهْهُ فِي الدِّيْنِ "......(الحديث)

ارشاد المفتین

(جلد سوم)

(کتاب الصلوٰۃ)

فقیہ العصر، مفتی اعظم، شیخ الحدیث والتفسیر، ولی کامل

حضرت اقدس مفتی **حمید اللہ جان** صاحب نور اللہ مرقدہ

بانی جامعۃ الحمید لاہور

ناشر

مکتبہ الحسن

حق سٹریٹ اردو بازار لاہور

نام کتاب: ارشاد المفتین (جلد سوم)

مجموعہ فتاویٰ جات: حضرت اقدس مفتی حمید اللہ جان صاحب نور اللہ مرقدہ

باہتمام: مفتی عارف اللہ خان صاحب حفظہ اللہ تعالیٰ

تصحیح وتخریج: مفتیان ومتخصصین جامعۃ الحمید لاہور

کمپوزنگ ترتیب وتبویب: مفتی محمد حامد علی نفیسی

اشاعت اول: مارچ 2017ء

قیمت:

ناشر: مکتبۃ الحسن، اردو بازار لاہور

ملنے کے پتے:

جامعۃ الحمید عظیم آباد رائیونڈ روڈ لاہور 042.35971895

دار العلوم الاسلامیہ لکی مروت

جامع مسجد محمدی ﷺ گلشن معمار کراچی

ضروری وضاحت:

اگر چہ انسانی وسعت کے مطابق کوشش کی گئی ہے کہ فتاوی ارشاد المفتین کی تصحیح وتخریج وکمپوزنگ میں کسی قسم کی لفظی غلطی نہ رہے، لیکن کبھی سہواً کوئی غلطی رہ جاتی ہے اگر کسی صاحب کو ایسی کسی غلطی کا علم ہو تو ہمیں مطلع فرمائیں تاکہ آئندہ ایڈیشن میں اس کی تصحیح ہو سکے، ادارہ آپ کے تعاون کا شکر گزار رہوگا۔ شکریہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم ط

ارشاد المفتین (جلد سوم)

اجمالی فہرست

کتاب الصلوٰۃ

تفصیلی فہرست فتاویٰ ارشاد المفتین (جلد سوم)

کتاب الصلوٰۃ

الباب الاول فی اوقات الصلوۃ

الباب الثانی فی الاذان والاقامة

الباب الثالث فی شروط الصلوۃ

الباب الرابع فی صفة الصلوٰة

الباب الخامس فی الامامۃ

مسئلہ نمبر (۶۲۳)	مسبوق آدمی امام کو جس حالت میں بھی پائے اس کے ساتھ شریک ہو جائے:	670

☆......☆......☆......☆......☆......☆......☆

صدائے دل مضطر!

سب جام پرائے لگتے ہیں ساقی ہی نہیں میخانے میں
نہ کیف و مستی جھومنے میں نہ لذت پینے پلانے میں

یہ دنیا فانی ہے اوراس کی ہر چیز کو فناء ہے، یہاں جو بھی آیا ہے وہ جانے کے لیے آیا ہے، بقاء اگر ہے تو وہ صرف خدائے وحدہ لاشریک کی ذات کو ہے،اور یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے جس کے سامنے دنیا کے ہر طبقے، ہر مذہب، ہر رنگ و نسل اور ہر علاقے کے لوگوں نے اپنے گھٹنے ٹیک دیے ہیں، قرآن کریم واشگاف الفاظ میں اس حقیقت کا اعلان کرتے ہوئے گویا ہے "کل نفس ذائقة الموت" اور ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جس نفس کے لیے جتنا اس دنیا میں ٹھہرنا مقدر کردیا ہے وہ نہ اس سے ایک لحہ زیادہ ٹھہر سکتا ہے اور نہ ہی ایک لحہ کم "فاذاجاء اجلهم لايستاخرون ساعة ولا يستقدمون"

لیکن بعض ہستیاں ایسی ہوتی ہیں جو خود تو چلی جاتی ہیں لیکن ان کا فیضان جاری رہتا ہے اور ان کا لگایا ہوا باغ ثمر آور ہوتا ہے اوراس کے لیے صدقہ جاریہ ثابت ہوتا ہے،ان کی نیک اولاد ان کے لیے صدقہ جاریہ ہے، ان کے روحانی فرزندان کے لیے صدقہ جاریہ ہیں، خیر کے سلسلے جن کو وہ اپنی زندگی میں چلا رہے تھے وہ ان کے لیے صدقہ جاریہ ہیں، آسمان بھی ان کی موت پر نوحہ کناں ہوتا ہے اور زمین کی وہ متبرک جگہیں جہاں وہ عبادت کیا کرتے تھے وہ بھی آنسو بہاتی ہیں، گویا وہ دنیا سے جاتے ہوئے یہ کہہ رہے ہوتے ہیں۔

رضينا قسمة الجبار فينا لنا علم وللجهال مال
فان المال يفنى عن قريب وان العلم باق لايزال

انہیں ہستیوں میں سے ایک برگزیدہ ہستی حضرت اقدس مفتی حمید اللہ جان صاحب نور اللہ مرقدہ کی ہے جو کہ علم و عمل کے جامع تھے، تقویٰ اور عزیمت کے کوہ گراں تھے، بیک وقت وہ معلم و مدرس بھی تھے اور محدث و مفسر بھی، تصوف اور تزکیہ سے دلوں کی اصلاح کرنے والے مصلح بھی تھے اور میدان کارزار کے صف شکن مجاہد بھی، دینی تحریکوں کے سرپرست بھی تھے اور افتاء کے میدان کے بلند پایہ مفتی اعظم بھی، لیکن اب وہ اس دنیا سے رخصت ہوگئے "انا لله وانا اليه راجعون"

آج مفتیوں کا مرجع چلا گیا، تخصص اور دورہ حدیث کے طلباء خصوصا اور حضرت کے تمام متعلقین یتیم ہوگئے، وہ مجلسیں جو حضرت انور شاہ کشمیری اور حضرت بنوری رحمہما اللہ کے تذکرہ سے معطر ہوتی تھیں ناپید ہوگئیں، لیکن وہ دنیا کی زندگی میں رہتے ہوئے وہ کام کر کے جارہے ہیں کہ قیامت کی صبح تک ان کا نام زندہ وجاوید رہے گا، ان کا کام روشن اور تابندہ رہے گا، ان کی علمی مباحث کو پڑھ اور سن کر قلوب منور ہوتے رہیں گے۔

بقول شاعر!

میں جاچکا ہوں پھر بھی تیری محفلوں میں ہوں

اللہ تعالیٰ استاذ جی کی مرقد پر کروڑوں رحمتیں نازل فرمائے اور استاذ جی کو کروٹ کروٹ راحتیں نعمتیں اور بلند درجات عطا فرمائے، آمین۔

استاذ جی نوراللہ مرقدہ کے فیضان کے سلسلے کی ایک اہم کڑی اور حضرت کی زندگی کا نچوڑ حضرت کے ان فتاویٰ کا مجموعہ ہے جن کی تحقیق میں آپ کی ساری زندگی وقف تھی، اور وہ مجموعہ ''ارشادالمفتین'' کے نام سے موسوم ہے، جس کی پہلی دو جلدیں الحمدللہ چھپ کر منظر عام پر آچکی ہیں، پہلی جلد تو حضرت کی حیات مبارکہ میں زیور طبع سے آراستہ ہوچکی تھی اور دوسری جلد اس وقت تیار ہوئی جب کہ حضرت علالت میں تھے، لیکن اس کا پہلا پروف ۱۵ رمضان المبارک کو چیک کرنے کے لیے حضرت نے لیا اور بعض چیدہ چیدہ مقامات کو دیکھا اور ۱۵ شوال کو جب کہ حضرت علیل ہوچکے تھے وہ واپس دیا اور کہا کہ اس پر کام تیز کردو، حضرت کی علالت، مہمانوں کی آمدورفت، شروع سال اور قربانی کے موقع کی گوناگوں مصروفیات اور اس کے بعد وفات حسرت آیات اور حزن وملال اور رنج والم کی کیفیات کی وجہ سے اس میں کچھ تاخیر ہوگئی۔

اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے حضرت کے صاحبزادہ وجانشین اور جامعۃ الحمید کے مہتمم وشیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی عارف اللہ خان صاحب حفظہ اللہ تعالیٰ کو جنہوں نے باقی تمام شعبوں کے کام تیز کرنے کے ساتھ ساتھ اس فتاویٰ کے کام میں خصوصی دلچسپی لی، اور تمام وسائل اور سہولیات کو بروئے کار لاتے ہوئے اس کام کو تیز اور وسیع بنیادوں پر کرنے کا عزم مصمم کیا اور بندہ کو حکم صادر فرمایا، کہ رات دن ایک ہوجائے لیکن حضرت رحمہ اللہ کا یہ سلسلہ جلد از جلد تکمیل کو پہنچ جائے، کیونکہ اس کام کی تکمیل حضرت رحمہ اللہ کی زندگی کی ایک دیرینہ خواہش تھی، الحمدللہ انہی کی محنتوں اور کاوشوں کا ثمرہ ہے کہ اپنی تمام خصوصیات اور حسن ترتیب کو سموئے ہوئے یہ تیسری جلد آپ کے ہاتھوں میں ہے۔

اس جلد میں کتاب الصلوۃ شروع ہورہی ہے اور اس کے ابواب کو فتاویٰ عالمگیری کی ترتیب پر مرتب

کیا گیا ہے، موجودہ جلد میں کتاب الصلوۃ کے شروع والے پانچ ابواب کے مسائل ہیں، ہزاروں مسائل کی چھان بین، حذف تکرار، اصل کی طرف رجوع کرنے کے بعد یہ مجموعہ تیار ہے۔

آخر میں مشکور ہوں ان تمام حضرات کا جنہوں نے اس کام کی تصحیح اور تخریج میں تعاون فرمایا، خصوصاً جامعۃ الحمید کے اساتذہ کرام مفتی دین محمد صاحب اور مفتی محمد نعمان صاحب اور متخصصین نعمان احمد نعمانی، محمد توقیر اور محمد امیر معاویہ جنہوں نے بڑی جانفشانی سے اور بڑی محنت سے اغلاط کی تصحیح اور حوالہ جات کو اصل مراجع سے چیک کیا، اللہ تعالیٰ ان سب حضرات کو اپنی شایان شان اجر جزیل عطا فرمائے، اور استاذ جی کے اس فیض سے ہم سب کو حظ وافر نصیب فرمائے، اور استاذ جی کے لگائے ہوئے گلشن کی آبیاری فرمائے اور اس کو دن دگنی اور رات چگنی ترقی نصیب فرما کر چہار دانگ عالم میں اس کا فیض پھیلائے، اور اس جامعہ کو پورے عالم کے لیے رشد و ہدایت کا عظیم مرکز بنائے۔

آمین بجاہ النبی الکریم وعلیٰ آلہ واصحابہ واتباعہ اجمعین ۔

والسلام

دعاؤں کا طلب گار

محمد حامد علی نفیسی

یکے از تلامذہ وخادمین حضرت مفتی صاحب نور اللہ مرقدہ

خادم ومدرس جامعۃ الحمید عظیم آباد رائیونڈ روڈ لاہور

۲۰ جمادی الاخریٰ ۱۴۳۸ھ

الباب الاول فی اوقات الصلوٰۃ

(فجر)

فجر کا وقت کب تک ہے؟

مسئلہ(۱): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ فجر کا وقت کب تک ہوتا ہے؟ اور کب تک ہم فجر کی نماز ادا کر سکتے ہیں مثال کے طور پر سورج سات بج کر دس منٹ 7:10 پر طلوع ہوتا ہے اور میں نے نماز سات بج کر چھ منٹ 7:06 پر ختم کر لی کیا میری نماز ہوگئی یا دوبارہ ادا کرنی پڑے گی۔

الجواب باسم الملک الوھاب

فجر کی نماز کا وقت طلوع شمس تک ہوتا ہے اور فجر کی نماز وقت ختم ہونے سے پہلے پڑھ سکتے ہیں، بنابریں مذکورہ صورت میں آپ کی نماز ہوگئی، دوبارہ پڑھنے کی ضرورت نہیں، البتہ اتنی زیادہ تاخیر مناسب نہیں۔

"وقت الفجر من الصبح الصادق وھو البیاض المنتشر فی الافق الی طلوع الشمس الخ"......(الھندیۃ: ۱/۵۱)

"یستحب تاخیر الفجر ولایؤخرھا بحیث یقع الشک فی طلوع الشمس الخ"......(الھندیۃ: ۱/۵۱)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆

فجر کی سنتیں رہ جائیں تو کب پڑھے؟

مسئلہ(۲): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہمارے علاقے میں یہ مسئلہ باعث نزاع بنا ہوا ہے، بعض حضرات فرماتے ہیں کہ جب فجر کی سنتیں قضا ہو جائیں تو قبل طلوع الشمس پڑھ سکتے ہیں اس میں کوئی حرج نہیں ہے، جب کہ باقی حضرات کہتے ہیں کہ قبل طلوع الشمس نہیں پڑھ سکتے، اب پوچھنا یہ ہے کہ اس میں احناف رحمہم اللہ کا کیا مذہب ہے؟ اور بعد طلوع الشمس قضاء کرنا سنت ہے یا مستحب؟ کیا قبل طلوع الشمس قضاء کرنے والا گناہ گار ہوگا یا نہیں؟ مکمل وضاحت اور تحقیق کے ساتھ مسئلہ کی وضاحت فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔

الجواب باسم الملک الوھاب

صورۃ مسئولہ میں اگر فجر کی سنتیں رہ جائیں تو قبل طلوع الشمس قضاء کرنا باتفاق حنفیہ مکروہ ہے، لہذا صبح کی فرض نماز کے بعد طلوع الشمس سے پہلے قضاء کرنے والا گناہ گار ہوگا، اور بعد طلوع الشمس حضرات شیخین کے نزدیک قضاء نہیں کریں گے، جب کہ امام محمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ قضاء کرنا میرے نزدیک محبوب ہے، بہر حال بعد طلوع الشمس قضاء کرنا امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک مستحب ہے، اور نہ کرنے والے کو برا بھلا کہنا بھی درست نہیں ہے۔

"قال في الدر ولا يقضيها الا بطريق التبعية" (الدر على هامش الرد: ۱/۵۳۰)

"قال ابن عابدين رحمه الله تعالى واما اذافاتت وحدها فلا تقضى قبل طلوع الشمس بالاجماع لكراهة النفل بعدالصبح واما بعد طلوع الشمس فكذلك عندهما وقال محمد احب الى ان يقضيها الى الزوال كما في الدرر قيل هذا قريب من الاتفاق لا ن قوله احب الى دليل على انه لو لم يفعل لا لوم عليه وقالا لايقضى وان قضىٰ فلا بأس به كذافي الخبازيه ومنهم من حقق الخلاف وقال الخلاف في انه لو قضىٰ كان نفلا مبتدأ او سنة كذا في العنايه يعني نفلا عندهما سنة عنده كما ذكره في الكافي "(ردالمحتار : ۱/۵۳۰)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆

فجر کی سنتوں کو فرضوں کے بعد پڑھنے کا حکم:

مسئلہ (۳): طلوع فجر اور نماز فجر کے بعد قضاء نماز پڑھنا درست ہے؟ اور یہ کہ کچھ لوگ فجر کی سنتوں کو نماز فجر کے بعد قضاء کرتے ہیں کیا یہ درست ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

طلوع فجر سے طلوع شمس تک وقت کی نماز کے علاوہ قضاء نمازیں پڑھنا بھی درست ہے البتہ اس وقت میں نفل پڑھنا جائز نہیں اگر کسی نے نفل وغیرہ اس وقت میں شروع کیے ہیں، تو انہیں توڑ کے صحیح وقت میں پڑھنا لازم ہے فجر کی سنتوں کو نماز فجر کے بعد قضاء نہیں کرسکتے، قضاء کرنا مکروہ تحریمی ہے۔

"واعلم ان الاوقات المکروهة نوعان الاول الشروق والاستواء والغروب والثانی مابین الفجر والشمس ومابین صلاة العصر الی الاصفرار .فالنوع الاول لاینعقدفیه شیئ من الصلوات التی ذکرناها اذاشرع بهافیه وتبطل ان طرأعلیها الاصلاة جنازة حضرت فیهاوسجدة تلیت آیتهافیهاوعصریومه والنفل والنذرالمقیدبهاوقضاء ماشرع به فیهاثم أفسده فتنعقدهذه الستة بلاکراهة اصلافی الاولی منهاومع الکراهة التنزیهیة فی الثانیة والتحریمة فی الثالثة وکذافی البواقی...... والنوع الثانی ینعقدفیه جمیع الصلوات التی ذکرناهامن غیرکراهة الا النفل والواجب لغیره فانه ینعقدمع الکراهة، فیجب القطع والقضاء فی وقت غیر مکروه اه"......(ردالمحتار: ۱/۲۷۵)

"(وکره نفل) قصداً ولوتحیة مسجد(وکل ماکان واجبا) لالعینه بل(لغیره) وهومایتوقف وجوبه علی فعله(کمنذورورکعتی طواف) وسجدتی سهو(والذی شرع فیه) فی وقت مستحب اومکروه(ثم أفسده)و لوسنة الفجر(بعدصلاة فجرو) صلاة (عصر) ولوالمجموعة بعرفة (لا) یکره(قضاء فائتة) ولووترا أو(سجدة تلاوة وصلاة جنازة وکذا) الحکم من کراهة نفل وواجب لغیره لافرض وواجب لعینه(بعدطلوع فجرسوی سنته) لشغل الوقت به تقدیراحتی لونوی تطوعاکان سنة الفجربلاتعیین (وقبل صلاة مغرب)وقال ابن عابدین فی حاشیته، قوله(ولوسنة الفجر) ای ولوکان الذی شرع فیه ثم أفسده سنة الفجرفانه لایجوزعلی الاصح وماقیل من الحیل مردودکماسیأتی ......(وتحت قوله بعدصلاة فجروعصر) متعلق بقوله"وکره" ای وکره نفل ...... الخ بعدصلاة فجروعصرای الی ماقبیل الطلوع والتغیربقرینة قوله السابق لاینعقدالفرض الخ ولذاقال الزیلعی هنا المرادبمابعدالعصرقبل تغیرالشمس وامابعدفلایجوزفیه القضاء ایضاوان کان قبل ان یصلی العصراه ...... وقال ایضاتحت قوله(لشغل الوقت به) ای بالفجرای

بصلاتہ ففی العبارۃ استخدام أی لأن المرادبالفجر الزمن لا الصلاۃ"......(الدرمع الرد: ۱/ ۲۷۶، ۲۷۷)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

فجر وعصر کے بعد قضاء نماز پڑھنا:

مسئلہ(۴): فجر اور عصر کی نماز کے بعد قضاء نماز پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟ بعض حضرات کہتے ہیں کہ اس وقت نماز پڑھنا مکروہ ہے، آپ شرعی مسئلہ بتائیں۔

الجواب باسم الملک الوھاب

فجر اور عصر کی نماز کے بعد قضاء نماز پڑھ سکتے ہیں (یہاں تک کہ اصفرار شمس نہ ہو) مکروہ نہیں ہے، البتہ طلوع فجر کے بعد سے طلوع شمس تک نفل پڑھنا مکروہ ہے خواہ فجر کی نماز سے پہلے پڑھے جائیں یا بعد میں، اسی طرح عصر کی نماز کے بعد بھی نفل پڑھنا مکروہ ہے۔

"(أما الاوقات التی تکرہ فیھابالصلوۃ فخمسۃ)...... ثلثۃ ای ثلثۃ اوقات من تلک الخمسۃ یکرہ فیھا الفرض والتطوع ذلک عندطلوع الشمس وعندغروبھا الاعصریومہ ووقت الزوال...... واما الوقتان الآخران من الخمسۃ فانہ یکرہ فیھما التطوع فقط ولایکرہ فیھما الفرض ای اللازم عملافیشمل الواجب ایضاولذاقال یعنی الفوائت وصلوۃ الجنازۃ (الی قولہ) وھما ای الوقتان المذکوران مابعدطلوع الفجر الی ان ترتفع الشمس الاسنۃ الفجر ومابعدصلوۃ العصر الی غروب الشمس"......(حلبی کبیری: ۲۰۶ تا ۲۰۹)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

نماز فجر، عصر کے بعد نوافل پڑھنا:

مسئلہ(۵): نماز فجر اور عصر کے بعد تحیۃ الوضو کی نیت سے نوافل پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

نمازِ فجر کے بعد طلوعِ آفتاب تک اور نمازِ عصر کے بعد مغرب تک نوافل پڑھنا مکروہ ہے، چونکہ تحیۃ الوضو بھی نوافل میں سے ہے، لہٰذا اس کا پڑھنا بھی مکروہ ہے۔

"ووقتان آخران یکرہ فیھما التطوع وھما بعدطلوع الفجرالی طلوع الشمس الارکعتی الفجرومابعدصلاۃ العصرالی وقت غروب الشمس ولایکرہ فیھما الفرائض ولاصلاۃ الجنازۃ"......(المحیط البرھانی: ۲/ ۱۰،ادارۃ القرآن بیروت، التتارخانیۃ: ۱/ ۳۰۱)

"(قولہ بعدصلوۃ فجروعصر) متعلق بقولہ وکرہ ای وکرہ نفل الخ بعدصلوۃ فجروعصر"...... (ردالمحتار: ۱/ ۲۷۶)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

طلوعِ آفتاب اور صبح صادق کے درمیان کتنا وقت ہے:

مسئلہ(۶): طلوعِ آفتاب سے صبح صادق کتنی دیر یا گھنٹے یا منٹ پہلے ہوتی ہے اس کے لیے ایسا نقشہ اوقات نماز جو مستند ہو بذریعہ ڈاک ارسال فرمادیں تاکہ اپنی عوام کی نمازوں کی حفاظت ہوسکے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

صبح صادق آفتاب سے ۱۸؍درجہ پہلے ہوتی ہے جس کی مقدار ہر موسم میں تبدیل ہوتی رہتی ہے اور صبح صادق اور کاذب میں تین درجے کا تفاوت ہوتا ہے۔ جو موسم کے حساب سے تبدیل ہوتا رہتا ہے اس لیے اس کی کوئی خاص مقدار ایسی مقرر کرنا کہ وقت ایک رہے ناممکن ہے۔

"ان التفاوت بین الفجرین وکذابین الشفقین الأحمروالأبیض انماھوبثلاث درج ۱۵"......(ردالمحتار: ۱/ ۲۶۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

صبح صادق سے پہلے نماز فجر پڑھنا:

مسئلہ(۷): فجر کی نماز صبح صادق سے ۴ یا ۵ منٹ پہلے اور نماز عشاء وقت عشاء سے ۴ یا ۵ منٹ پہلے پڑھ لی جائے ادا ہو جائے گی یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

فجر کی نماز صبح صادق اور نماز عشاء وقت عشاء سے چار پانچ منٹ پہلے پڑھ لی تو ادا نہیں ہوئی۔

"ومنها: الوقت لان الوقت کماھو سبب لوجوب الصلوۃ فھو شرط لأدائھا قال اللہ تعالیٰ (ان الصلوۃ کانت علی المؤمنین کتابا موقوتا) أی فرضا مؤقتا حتی لایجوز أداء الفرض قبل وقتہ"......(البدائع: ۱/۳۱۵)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

طلوع آفتاب کے کتنی دیر بعد نماز پڑھ سکتے ہیں؟:

مسئلہ(۸): جب طلوع آفتاب ہو جائے تو کتنی دیر تک نماز پڑھنا منع ہے۔

الجواب باسم الملک الوھاب

آفتاب کے طلوع ہونے کے بعد افق سے ایک رمح (نیزہ) کی مقدار بلند ہو جائے جس کی مقدار عام طور پر ۱۰ سے ۱۵ منٹ ہوتی ہے تو اس کے بعد نماز پڑھنا درست ہے۔

"اقول ینبغی تصحیح مانقلوہ عن الاصل للامام محمد من انہ مالم ترتفع الشمس قدر رمح فھی فی حکم الطلوع لان أصحاب المتون مشوا علیہ فی صلوۃ العید حیث جعلوا أول وقتھا من الارتفاع ولذا جزم بہ ھنا فی الفیض ونور الایضاح"

......(ردالمحتار: ۱/۲۷۳)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

فجر کی سنتیں فرضوں کے بعد قضاء کرنے کا حکم:

مسئلہ(۹): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک آدمی فجر کی نماز میں بغیر سنتیں پڑھے جماعت میں شریک ہوتا ہے، تو کیا فرض پڑھنے کے بعد وہ سنتیں پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

مذکورہ صورت میں فجر کی نماز کے بعد طلوع شمس تک سنتیں قضاء کرنا باتفاق حنفیہ مکروہ ہے اور شیخین کے نزدیک قضاء نہیں ہے نہ طلوع شمس سے پہلے اور نہ طلوع شمس کے بعد، البتہ امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک اسی دن کے طلوع شمس کے بعد زوال تک صبح کی سنتیں قضاء کرنا مستحب ہے۔

"ورکعتاالفجر اذا فاتتا وحدھما بان جاء رجل ووجدالامام فی صلوۃ الفجرفدخل مع الامام فی صلوتہ ولم یشتغل برکعتی الفجر انھا لاتقضی قبل طلوع الشمس ولابعدہ قیاسا وھوقول ابی حنیفۃ وابی یوسف رحمھمااللہ تعالٰی وتقضی بعدطلوع الشمس استحسانا الی وقت الزوال وھوقول محمد"......(تاتارخانیہ : ۱/۴۶۸)

"لایقضی سنۃ الفجر الااذافاتت مع الفجر فیقضیھا تبعا لقضائہ لوقبل الزوال واما اذافاتت وحدھا فلاتقضی قبل طلوع الشمس بالاجماع لکراھۃ النفل بعدالصبح واما بعدطلوع الشمس فکذلک عندھما وقال محمداحب الی ان یقضیھا الی الزوال کمافی الدرر قیل ھذا قریب من الاتفاق لان قولہ احب الی دلیل علی انہ لولم یفعل لالوم علیہ وقالا لایقضی وان قضی فلابأس بہ کذا فی الخبازیۃ ومنھم من حقق الخلاف وقال الخلاف فی انہ لوقضی کان نفلا مبتدئا اوسنۃ کذا فی العنایۃ یعنی نفلا عندھما سنۃ عندہ کماذکرہ فی الکافی اسمعیل"......(فتاویٰ شامی: ۱/۵۳۰)

واللہ تعالٰی اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

نماز فجر کا مستحب وقت:

مسئلہ(۱۰): کیا فرماتے ہیں علماء کرام فجر کی نماز کا مستحب وقت کیا ہے؟ قرآن وسنت کی روشنی میں جواب دیں۔

الجواب باسم الملک الوهاب

فجر کی نماز کا مستحب وقت اسفار میں یعنی روشنی میں پڑھنا ہے جب کہ طلوع آفتاب کا خطرہ نہ ہو اور نماز کے اندر اگر غلطی ہو یا فاسد ہو جائے تو مسنون طریقہ سے دوبارہ نماز پڑھی جا سکے۔

"ویستحب تاخیر الفجر ولایؤخرھا بحیث یقع الشک فی طلوع الشمس بل یسفر بھا بحیث لوظھر فسادصلاته یمکنه ان یعیدھا فی الوقت بقراءة مستحبة کذا فی التبیین"......(فتاویٰ الھندیة: ۱/۵۱)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

طلوع فجر اور نماز فجر کے بعد قضاء کرنے کا حکم:

مسئلہ(۱۱): طلوع فجر اور نماز فجر کے بعد قضاء نماز پڑھنی درست ہے اور یہ کہ کچھ لوگ فجر کی سنتوں کو نماز فجر کے بعد قضاء کرتے ہیں کیا یہ درست ہے؟

الجواب باسم الملک الوهاب

طلوع فجر اور نماز فجر کے بعد قضاء نمازوں کا پڑھنا جائز ہے اور نماز فجر کے فوراً بعد فجر کی سنتوں کی قضاء جائز نہیں ہے، بلکہ طلوع شمس کے بعد قضاء پڑھنی چاہیے۔

"لان قضاء الفائتة بعدطلوع الفجر لیس بمکروہ لان النھی عن التنفل فیه لحق رکعتی الفجر حتی یکون کالمشغول بھالان الوقت متعین لھا"

......(البحر الرائق: ۱/۴۳۹)

"ویکرہ ان یتنفل بعدالفجر حتی تطلع الشمس وبعدالعصر حتی تغرب لماروی انه علیه السلام نھی عن ذلک ولاباس بان یصلی فی ھذین الوقتین الفوائت ویسجد للتلاوۃ ویصلی علی الجنازۃ "......(ھدایه : ۱/۸۳)

"اتفق اصحابنا رحمهم الله تعالى على ركعتى الفجر اذافاتتا وحدها بان جاء رجل ووجد الامام فى صلوة الفجر ودخل مع الامام فى صلاته ولم يشغل بركعتى الفجر انها لاتقضى قبل طلوع الشمس واذاارتفعت الشمس لاتقضى استحسانا الى وقت الزوال وهوقول محمد رحمة الله عليه" ......(المحيط البرهانى: ۲/۲۳۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

نماز فجر سورج نکلنے سے کتنی دیر پہلے پڑھی جائے؟

مسئلہ(۱۴): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ صبح کی نماز قرآن وحدیث کی روشنی میں سورج نکلنے سے کتنی دیر پہلے ہونی چاہیے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

مردوں کے لیے فجر کی نماز کو سورج نکلنے سے اتنی دیر پہلے پڑھنا مستحب ہے کہ اگر نماز میں کسی وجہ سے فساد آ جائے تو نماز کو دوبارہ مستحب طریقہ سے لوٹایا جا سکے۔

"يستحب تاخير الفجر ولايؤخرها بحيث يقع الشك فى طلوع الشمس بل يسفر بها بحيث لو ظهر فساد صلاته يمكنه ان يعيدها فى الوقت بقراءة مستحبة كذافى التبيين"......(فتاوىٰ عالمگیری: ۱/۵۱،۵۲)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

(ظہر)

ظہر کا اول وقت اور قبل الاذان سنت ونوافل پڑھنا:

مسئلہ(۱۳): ظہر کی اذان سے پہلے سنت ونوافل کا پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ اوراس کے ثواب کے بارے میں بھی لکھ دیں، نیز جناب مفتی صاحب اگر نفلوں کا پڑھنا بھی جائز ہے تواس کے بارے میں بھی لکھ دیں کہ اس کا ٹائم زوال کے بعد کس وقت شروع ہوتا ہے؟

الجواب باسم الملک الوهاب

ظہر کی اذان سے پہلے اور زوال کے بعد سنتوں کا پڑھنا جائز ہے اوراس سے ثواب میں بھی کمی نہیں آئیگی اور نفل پڑھنا بھی جائز ہے اس لیے کہ اذان فرضوں کے لیے سنت ہے نہ کہ سنن ونوافل کے لیے اوران کا وقت زوال کے بعد فوراً شروع ہوجاتا ہے۔

”ولیس لغیر الصلوات الخمس والجمعة نحو السنن والوتر والتطوعات والتراویح والعیدین أذان ولا اقامة اما السنن والتطوعات، فلان الاذان والاقامة من سنة الصلاة بالجماعة والسنن والتطوعات لاتؤدی بجماعة فلایشرع فیها اذان ولا اقامة اه“ ......(المحیط البرهانی: ۲:۹۶)

”(الاوقات المکروهة) اولها (عند طلوع الشمس الی ان ترتفع) والثانی عنداستوائها فی بطن السماء الی ان تزول (ای تمیل الی جهة المغرب) والثالث عنداصفرارها “......(مراقی الفلاح علی الطحطاوی: ۱۸۶)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆

گرمی اور سردی میں نماز ظہر اور جمعہ کا مستحب وقت:

مسئلہ(۱۴): ہمارے شہر کی بعض مساجد میں نماز ظہر سوا ایک بجے پرانے وقت کے مطابق ادا کی جاتی ہے اور نماز جمعہ ایک بجے ادا کیا جاتا ہے جبکہ مساجد کی انتظامیہ کا تعلق حنفی مسلک سے ہے گرمی ہو یا سردی ایک ہی وقت مقرر ہے۔

الجواب باسم الملک الوھاب

مذکورہ وقت میں ظہر کی ادائیگی درست ہے لیکن احناف کے نزدیک مستحب وقت یہ ہے کہ گرمیوں میں ابراد تک تاخیر کی جائے اور سردیوں میں تعجیل کی جائے اور جمعہ کا بھی یہی وقت ہے۔

”والمستحب......و تأخیر ظهر الصیف...... وجمعة کظهر اصل او استحبابًا“

......(الدر المختار علی هامش ردالمحتار: ۱/ ۲۶۹)

”والمستحب تعجیل ظهر شتاء“......(الدر المختار: ۱/ ۲۷۲)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

12:45 پر ظہر کی نماز ادا کرنے کا حکم:

مسئلہ(۱۵): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ موجودہ وقت کے مطابق نماز ظہر 1:45 پر ادا کی جا سکتی ہے یا نہیں؟ جب کہ پاکستان کے سابق وقت کے مطابق 12:45 بنتا ہے۔

الجواب باسم الملک الوھاب

موجودہ وقت کے مطابق نماز ظہر 1:45 (پونے دو بجے) ادا کی جا سکتی ہے۔

نوٹ: ظہر کا وقت زوال شمس سے شروع ہو کر فئی زوال کے علاوہ مثلین تک رہتا ہے ان کے درمیان جو بھی وقت ہو اس میں ظہر کی نماز ادا کرنا درست ہے۔

”ووقت الظهر من الزوال الی بلوغ الظل مثلیه سوی الفئی کذا فی الکافی وهو الصحیح هکذا فی محیط السرخسی“......(هندیه: ۱/ ۵۱)

” واول وقت الظهر اذازالت الشمس لامامة جبریل علیه السلام فی الیوم الاول حین زالت الشمس وآخروقتها عندابی حنیفة اذاصار ظل کل شیء مثلیه سوی فیء الزوال“......(هدایه اولین: ۷۷)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

نماز ظہر احناف کے نزدیک مؤخر کیوں ہے؟

مسئلہ(۱۶): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ظہر کی نماز کا وقت تو زوال کے وقت شروع ہو جاتا ہے لیکن احناف نماز ظہر کو تاخیر سے ادا کرتے ہیں اس کی کیا وجہ ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

صورت مسئولہ میں واضح ہو کہ نماز ظہر کا وقت زوال سے شروع ہو جاتا ہے البتہ احناف کے نزدیک گرمیوں میں ظہر کی نماز کو تاخیر کے ساتھ ادا کرنا مستحب ہے، کیونکہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ گرمی کی شدت جہنم کی تپش اور حرارت سے ہے لہذا نماز کو ٹھنڈا کرو مراد تاخیر سے ادا کرو۔

”(والمستحب) للرجل ......(وتاخیر ظهر الصیف) بحیث یمشی فی الظل مطلقا كذافي المجمع وغيره ای بلااشتراط شدة حر وحرارة بلد(وقال الشامی قوله ای بلااشتراط الخ)تفسير للاطلاق وعبارة ابن مالک فی شرح المجمع ای سواء كان يصلي الظهر وحده اوبجماعة اه ای لرواية البخاری كان ﷺ اذا اشتد البرد بكر بالصلوة واذااشتد الحر ابرد بالصلاة والمراد الظهر وقوله ﷺ ان شدة الحر من فيح جهنم فاذااشتد فابردوا بالصلوة متفق عليه وليس فيه تفصيل“......(فتاویٰ شامی: ۲۷۰،۲۶۹/۱)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆
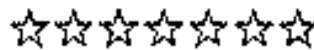
(عصر)

عصر کی نماز کے بعد قضاء نماز کا حکم:

مسئلہ(۱۷): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ عصر کی نماز کے بعد غروب آفتاب تک کوئی فرض نماز قضاء پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

عصر کی نماز کے بعد سورج کے زرد ہونے سے پہلے قضاء نماز پڑھ سکتے ہیں البتہ سورج کے زرد ہونے کے بعد نہیں پڑھ سکتے۔

"تسعة اوقات يكره فيها النوافل ومافى معناها لا الفرائض هكذا فى النهاية والكفاية فيجوز فيها قضاء الفائتة وصلاة الجنازة وسجدة التلاوة كذافى فتاوى قاضيخان ،منها مابعد طلوع الفجر ....ومنها مابعد صلاة العصر قبل التغير هكذا فى النهاية والكفاية"......(الهندية : ١/ ٥٢، ٥٣)

"وفى الخانية تسعة اوقات يجوز فيهاقضاء الفائتة وصلاة الجنازة وسجدة التلاوة ولايجوزفيهانفل لها سبب كالمنذورة وركعتى الفجر والطواف وتحية المسجدو فى الهداية والذى شرع فيه ثم افسده اولم يكن لهاسبب بعدطلوع الفجر قبل صلاة الفجر لايجوز الاسنة الفجر وبعدالفريضة قبل طلوع الشمس وبعدصلاة العصر قبل التغير "......(الفتاوى التاتارخانية : ١/ ٣٠٢)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

بوجہ مجبوری عصر کی نماز وقت سے پہلے پڑھنا:

مسئلہ(۱۸): ہم لوگ پاک آرمی میں اپنی خدمات انجام دے رہے ہیں، ہمارے یونٹ کی مسجد کی اذان ۳:۳۰ پر ہوتی ہے اور نماز عصر ۳:۴۵ پر پڑھی جاتی ہے یہ حکم ہمارے کرنل صاحب کا ہے، کیونکہ ہماری گیم چار بجے

شروع ہوتی ہے، کرنل صاحب کہتے ہیں کہ گیم سے پہلے آدمی عصر کی نماز پڑھ کر فارغ ہو جائے تا کہ گیم شروع کی جائے ہم نے کرنل صاحب کو بتایا کہ باقی یونٹوں میں بھی گیم ہوتی ہے، لیکن نماز عصر اپنے ٹائم پر پڑھائی جاتی ہے، نماز کا ٹائم تبدیل نہ کریں، بلکہ گیم کا ٹائم تبدیل کریں، کیونکہ ۳:۴۵ پر کسی جگہ بھی نماز عصر نہیں ہوتی، لیکن کرنل صاحب نہیں مانتے اور امام صاحب بھی فوجی ہیں وہ بھی کرنل صاحب کی نہیں مانتا وہ بھی کہتا ہے کہ جب سایہ دو مثل ہو جائے اس وقت نماز عصر پڑھی جاتی ہے، آیا وقت داخل ہونے سے پہلے کرنل کے حکم کے مطابق ۳:۴۵ پر نماز پڑھی جائے یا کہ امام صاحب کے کہنے کے مطابق کہ ہر چیز کا سایہ اس کے دو مثل ہو جائے اس کے مطابق نماز پڑھی جائے؟

(نوٹ: ہماری مسجد میں نقشہ کے مطابق عصر کی نماز کا وقت ۴:۱۷ پر شروع ہوتا ہے)

الجواب باسم الملک الوہاب

احناف کے نزدیک عصر کا ابتدائی وقت اس وقت شروع ہوتا ہے جب سایہ دو مثل ہو جائے اصلی سایہ کے علاوہ، اس وقت سے پہلے نماز عصر جائز نہیں اگر پڑھ لی تو اپنے وقت پر لوٹانا ضروری ہے حتی الامکان کرنل صاحب کو مجبور کیا جائے کہ نماز کا وقت تبدیل کریں اور اگر نہیں مانتے تو ہر ایک کو انفرادی طور پر اپنے وقت پر نماز عصر پڑھنا ضروری ہے۔

"ویمتد الی وقت العصر وفیه روایتان عن الامام فی روایة (الی) قبیل (ان یصیر ظل کل شیئ مثلیه) سوی فیئ الزوال لتعارض الاثار وهو الصحیح وعلیه اجمع المشایخ والمتون والروایة الثانیة اشارالیها بقوله (او مثله) مرة واحدة (سوی ظل الاستواء) فانه مستثنی علی الروایتین والفیئ بالهمزة بوزن الشیئ مانسخ الشمس بالعشی والظل مانسخته الشمس بالغداة (واختار الثانی الطحاوی وهو قول الصاحبین) ابی یوسف ومحمد لامامة جبریل العصر فیه ولکن علمت ان اکثر المشائخ علی اشتراط بلوغ الظل مثلیه والاخذ به احوط لبرأة الذمة بیقین اذ تقدیم الصلاة عن وقتها لا یصح وتصح اذا خرج وقتها فکیف والوقت باق اتفاقا وفی روایة اسد اذا خرج وقت الظهر بصیرورة الظل مثله لا یدخل وقت العصر حتی یصیر ظل کل شیئ مثلیه فبینهما وقت مهمل فالاحتیاط ان یصلی الظهر قبل ان یصیر الظل مثله والعصر بعد مثلیه لیکون مؤدیا بالاتفاق کذا فی المبسوط"......(مراقی الفلاح شرح نور الایضاح: ۱/۴۱)

"واول وقت العصر اذا صار ظل کل شئ مثلیه وهو المختار"......(فتاوی التتارخانیة : ۱/ ۲۹۷)

"ووقت العصر من صیرورة الظل مثلیه غیر فیئ الزوال الی غروب الشمس هکذا فی شرح المجمع"......(الهندیة : ۱/ ۵۱)

"(قوله الی بلوغ الظل مثلیه) هذا ظاهر الروایة عن الامام نهایة وهو الصحیح بدائع ومحیط وینابیع وهو المختار......(قوله وعلیه عمل الناس الیوم) ای فی کثیر من البلاد والاحسن مافی السراج عن شیخ الاسلام ان الاحتیاط ان لایؤخر الظهر الی المثل وان لایصلی العصر حتی یبلغ المثلین لیکون مؤدیا للصلاتین فی وقتهما بالاجماع وانظر هل اذا لزم من تاخیره العصر الی المثلین فوت الجماعة یکون الاولی التاخیر ام لا والظاهر الاول بل یلزم لمن اعتقد رجحان قول الامام تأمل "......(ردالمحتار : ۱/ ۳۶۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

عصر کے وقت کے بارے میں احناف کا مذہب:

مسئلہ (۱۹): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ چند آدمی ۲۸/اپریل ۲۰۰۷ کو کسی فوتگی کے موقع پر قلعہ دیدار سنگھ کے مقام میں ایک گھر میں جمع ہوئے اس گھر کے قریب غیر مقلدین کی ایک مسجد واقع ہے اس مسجد میں ایک غیر مقلد نے ۳ بجے عصر کی نماز کے لیے اذان کہی جبکہ عصر کی نماز ٹھیک ۴ بجے ادا ہوتی تھی جنازہ کی نماز کے بارے میں بحث چھڑ گئی ایک مولوی صاحب نے کہا کہ ہم حنفی المسلک ہیں، لہٰذا ابھی ہمارے نزدیک عصر کا وقت داخل نہیں ہوا اور ہماری نماز ادا نہیں ہوگی لیکن چونکہ ہم مسجد میں آچکے ہیں تو ویسے بیٹھنے سے بہتر ہے کہ ہم ان کے پیچھے نفل کی نیت کرلیں لیکن دوسرے حنفی المسلک نے کہا کہ ایسی کوئی بات نہیں بلکہ ہمارے نزدیک بھی نماز ہوجائیگی، تو ٹھیک تین بجے اس حنفی المسلک مولوی نے خود ہی عصر کی جماعت کرادی حالانکہ اس کو معلوم تھا کہ فقہ حنفی میں عصر کا وقت ۴ بجے شروع ہوتا ہے اور اس کی اقتدا میں چند غیر مقلدین اور چند حنفی المسلک افراد نے نماز ادا کی، اب جواب طلب امور یہ ہیں کہ، (۱) عصر کی نماز ادا ہوئی یا نہیں؟ (۲) جس حنفی المسلک امام نے جان

بوجہ کروقت سے پہلے یعنی تین بجے عصر کی نماز پڑھائی اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟ برائے مہربانی شریعت کی روشنی میں جواب مرحمت فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوھاب

مندرجہ ذیل عبارات سے یہ پتہ چلتا ہے کہ فقہ حنفی کا مختار مذہب یہ ہے کہ جب تک سایہ اصلی کے علاوہ ہر چیز کا سایہ دو مثل نہ ہوجائے ظہر کا وقت باقی رہتا ہے اور جب سایۂ اصلی کے علاوہ ہر چیز کا سایہ دو مثل ہوجائے۔اس وقت عصر کا وقت داخل ہوگا اور یہی ظاہر الروایت بھی ہے اور شیخ الاسلامؒ کے نزدیک احتیاط کا تقاضا بھی یہی ہے کہ عصر کی نماز دو مثل سے پہلے نہ پڑھی جائے حتی کہ علامہ شامیؒ فرماتے ہیں کہ اگر دو مثل تک عصر کی نماز مؤخر کرنے سے جماعت کے فوت ہونے کا خوف ہو تو جو شخص امام ابو حنیفہؒ کے قول کے راجح ہونے کا اعتقاد رکھتا ہے اس کے لیے لازم ہے کہ عصر کی نماز دو مثل کے بعد پڑھے۔

"عن عبدالله بن رافع مولی ام سلمة زوج النبی ﷺ انه سأل اباهریرةؓ عن وقت الصلاة فقال ابوهریرة انا اخبرک صل الظهر اذاكان ظلک مثلک والعصر اذاكان ظلک مثلیک اه"

"(ووقت الظهر من زواله الی بلوغ الظل مثليه) وعنه مثله وهو قولهما وزفر والائمة الثلاثة قال الامام الطحاوی وبه نأخذ وفی غرر الاذكار وهو المأخوذ به وفی البرهان وهو الاظهر قال العلامة الشامی تحت (قوله الی بلوغ الظل مثليه) هذا ظاهر الرواية عن الامام نهاية وهو الصحيح بدائع ومحيط وينابيع وهو المختار غيائية واختاره الامام المحبوبی وعول عليه النسفی وصدر الشريعة تصحيح قاسم واختاره اصحاب المتون وارتضاه الشارحون فقول الطحاوی وبقولهما نأخذ لايدل علی انه المذهب (وقد قال فی البحر لايعدل عن قول الامام الی قولهما)"...... (در مع الرد: ۲۶۳/۱)

"والاحسن مافی السراج عن شيخ الاسلام ان الاحتياط ان لايؤخر الظهر الی المثل وان لايصلی العصر حتی يبلغ المثلين ليكون مؤديا للصلاتين فی وقتهما بالاجماع وانظر هل اذا لزم من تأخيره العصر الی المثلين فوت الجماعة يكون الاولی

التاخیر ام لا والظاہر الاول بل یلزم لمن اعتقد رجحان قول الامام تأمل ثم رأیت فی آخر شرح المنیۃ ناقلاعن بعض الفتاوی انہ لو کان امام محلتہ یصلی العشاء قبل غیاب الشفق الابیض فالافضل ان یصلیہا وحدہ بعد البیاض"......(ردالمحتار: ۱/ ۳۶۴)

پس صورت مذکورہ میں حنفی امام نے دومثل سے پہلے عصر کی نماز پڑھائی ہے اس وجہ سے نماز نہیں ہوئی اس کو چاہیے کہ توبہ واستغفار کرے اور خود بھی عصر کی نماز کی قضاء کرے اور ان لوگوں کو بتلانا بھی اس کے ذمہ ہے جن لوگوں نے اس امام کے پیچھے عصر کی نماز وقت سے پہلے پڑھی ہے۔

واللہ تعالی اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

عصر کی نماز عصر حنفی سے پہلے پڑھنے کا حکم:

مسئلہ (۴۰): کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک ایسی مسجد جہاں نماز عصر دیگر حنفی مسلک کی مساجد سے قبل ہوتی ہو آیا وہاں باجماعت نماز عصر ادا کرنا درست ہے (۱) ہمیں جماعت کا ثواب مل جائے گا یا نہیں؟ (۲) نماز لوٹانا ضروری ہے یا نہیں؟ (۳) قصداً ایسی مسجد میں نماز عصر پڑھنا جائز ہے؟ (۴) کیا اس جماعت کے ختم ہونے پر انفراداً پڑھ لینی چاہیے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

صورت مرقومہ میں ائمہ احناف کے درمیان اختلاف ہے، صاحبینؒ کے نزدیک مثل اول کے بعد عصر کی نماز کا وقت داخل ہو جاتا ہے جبکہ امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک مثل ثانی (یعنی جب ہر چیز کا سایہ سایہ اصلی کے علاوہ دومثل ہو جائے) اس وقت داخل ہوتا ہے اس سے پہلے پڑھنا درست نہیں دونوں قولوں کی تصحیح کی گئی ہے البتہ محققین حضرات نے امام صاحبؒ کے قول کو راجح قرار دیا ہے اور جمہور مشائخ کا عمل بھی اسی پر ہے، لہذا سایہ دومثل ہو جانے سے پہلے عصر کی نماز پڑھنا درست نہیں۔

۴۔ علامہ شامیؒ نے لکھا ہے کہ اگر مثلین تک عصر مؤخر کرنے سے جماعت فوت ہونے کا اندیشہ ہو تو تب بھی مثلین تک مؤخر کرنا لازم ہے اور بعد میں تنہا پڑھے۔

"(وقت الظهر من زواله الى بلوغ الظل مثليه) هذا ظاهر الرواية عن الامام نهاية هو الصحيح بدائع و محيط وينابيع وهو المختار غيائية واختاره الامام المحبوبي وعول عليه النسفي وصدر الشريعة تصحيح قاسم واختاره اصحاب المتون وارتضاه الشارحون فقول الطحاوى وبقولهما نأخذ لايدل على انه المذهب الخ(وعنه مثله وهو قولهما وزفرؒ والائمة الثلاثة قال الامام الطحاوىؒ وبه نأخذ وفى غرر الاذكار وهو المأخوذ به وفى البرهان وهو الأظهر لبيان جبريلؑ وهو نص فى الباب وفى الفيض وعليه عمل اليوم وبه يفتى) أى فى كثير من البلاد والأحسن مافى السراج عن شيخ الاسلام ان الاحتياط ان لايؤخر الظهر الى المثل وان لايصلى العصر حتى يبلغ المثلين ليكون مؤديا للصلوتين فى وقتهما بالاجماع وانظر هل اذا لزم من تأخيره العصر الى المثلين فوت الجماعة يكون الأولى التأخير أم لا والظاهر الأول بل يلزم لمن اعتقد رجحان قول الامام تأمل"......(الدر مع الرد: ۱/ ۲۶۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

نمازِ عصر کے بعد قضا نماز پڑھنے کا حکم:

مسئلہ(۴۱): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ نماز عصر کے بعد قضاء نماز پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوہاب

قضا نمازیں عصر کی نماز کے بعد پڑھ سکتے ہیں، البتہ تین اوقات میں قضاء نمازیں بھی پڑھنا مکروہ ہے اس کے علاوہ جس وقت ادا کرنا چاہیں کر سکتے ہیں، جن تین اوقات میں نماز قضا کرنا درست نہیں وہ یہ ہیں: (۱) طلوع شمس کے وقت یہاں تک کہ صاف روشن ہو جائے (۲) استوائے شمس کے وقت یہاں تک کہ زوال ہو جائے (۳) سورج کے زرد ہونے کے وقت سے غروب ہونے تک، ان تینوں اوقات میں کوئی فرض نماز کی قضا نہیں ہو سکتی اور نہ نوافل پڑھنا درست ہیں، البتہ عصر کی نماز کے بعد جب تک سورج زرد نہ ہو جائے، قضاء نمازیں پڑھنا درست ہے، البتہ

سورج کے زرد ہونے کے بعد سے غروب آفتاب تک (اس دن کے عصر کی نماز کے علاوہ دوسری) قضاء نمازیں پڑھنا جائز نہیں ہے۔

"وجميع أوقات العمروقت للقضاء الا الثلثة المنهية" ...... (الدرالمختار على هامش ردالمحتار: ١/٥٣٧)

"(وكره صلوة ولوعلى جنازة وسجدة تلاوة وسهو مع شروق واستواء وغروب الاعصريومه)"......(در مختار على ردالمحتار: ١/٢٨٢)

" ثلاثة أوقات لايصح فيهاشئ من الفرائض والواجبات التى لزمت فى الذمة (الى ان قال) أى الاوقات المكروهة أولها(عندطلوع الشمس) والثانى (عنداستوائها و)الثالث (عنداصفرارها الى ان تغرب)"......(حاشية الطحطاوى مع مراقى الفلاح:١٨٦ تا١٨٨)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

حنفی کے لیے مثلین سے پہلے نماز عصر پڑھنے کا حکم:

مسئلہ(۲۲): کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین درج ذیل مسئلہ کے بارے میں کہ ایک ایسی مسجد جہاں نماز عصر دیگر حنفی مسلک کی مساجد سے قبل ہوتی ہے، آیا وہاں باجماعت نماز عصر ادا کرنا درست ہے؟

(۱) ہمیں جماعت کا ثواب مل جائے گا یا نہیں؟

(۲) نماز لوٹانا ضروری ہے یا نہیں؟

(۳) قصداً ایسی مسجد میں نماز عصر پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

(۴) علیحدہ جماعت کے ختم ہونے پر نماز انفرادی طور پر پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟

(۵) حرمین شریفین میں بھی نماز عصر جماعت کے ساتھ پڑھنا کیسا ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

عندالاحناف راجح اور مفتی بہ یہی ہے کہ نماز عصر دو مثل کے بعد پڑھی جائے بنا بریں جہاں ہمیشہ مثلین سے پہلے نماز ہوتی ہے جیسا کہ غیر مقلدین کی مساجد میں ہو رہا ہے، تو حنفی کو اپنے مسلک پر عمل کرتے ہوئے دو مثل کے

بعد پڑھنے کا اہتمام کرنا لازم ہے، لیکن اگر کسی نے مثل اول کے بعد لاعلمی میں پڑھ لی تو چونکہ صاحبین رحمہما اللہ کا قول جواز کا ہے اس لیے نماز ہو جائے گی، دفعاً للحرج، اور اسی وجہ سے حرمین شریفین میں حنفی علماء بھی پڑھتے ہیں، لیکن اپنے ملک میں تو امام صاحب ہی کے قول پر عمل کرنا ہوگا، کیونکہ یہاں جماعت کا وقت مقرر کرنا اپنے اختیار میں ہے اور حرمین شریفین میں ہمارا مذہب نہیں ہے، لہٰذا وہاں تو انہی کے ساتھ پڑھیں اور پھر مثل ثانی کے بعد اعادہ کریں۔

"ووقت العصر من صيرورة الظل مثليه غير فيء الزوال الى غروب الشمس "

......(فتاوىٰ هندية: ١/٥١)

"ووقت العصر من بلوغ الظل مثليه سوى الفيء الى غروب الشمس "

......(البحر الرائق: ١/٤٢٦)

"واخر وقتها عندابي حنيفة اذاصار ظل كل شيء مثليه سوى فيء الزوال وقالا اذاصار الظل مثله وهورواية عن ابي حنيفة ....لهماامامة جبريل في اليوم الاول للعصر في هذاالوقت "......(هدايه اولين : ٧٧)

"واول وقت العصر اذاصار ظل كل شيء مثليه وهو المختار"......(التاتارخانية: ١/٢٩٧)

"وقوله الى بلوغ الظل مثليه هذا ظاهر الرواية عن الامام نهاية وهو الصحيح بدائع ومحيط وينابيع وهو المختار "......(الدرمع الرد:١/٢٦٣)

"ان الامام اذااخرها اول وقتها يستحب للماموم ان يصليها في اول الوقت منفردا ثم يصليها مع الامام فيجمع فضيلتي اول الوقت والجماعة فلواراد الاقتصار على احداهما فهل الافضل الاقتصار على فعلها منفردا في اول الوقت ام الاقتصار على فعلهاجماعة في آخر الوقت ....؟والمختار استحباب الانتظار ان لم يفحش التاخير، قاله النووي في شرح مسلم (١/٢٣٠)وقواعدناتوافقه الجماعة واجبة وفعل الصلاة في الوقت المختار مستحب ورعاية الواجب آكدمن المستحب كمالايخفى وهذا هوالحكم فيما اذاقدمها الامام عن وقتها عندابي حنيفة في العصر والعشاء فيصليها قبل المثلين في الاولى وقبل غياب البياض في الثانية مثلافيستحب للماموم ان

یصلیها مع الامام لادراک فضیلة الجماعة ثم یعیدها منفردا ولواراد الاقتصار فالاولی ان یقتصر علی ادائها منفردا فی الوقت المجمع علیه کماقدمناه فی الجز والثانی عن ردالمحتار ونصه وانظر هل اذالزم من تاخیره العصر الی المثلین فوت الجماعة یکون الاولی التاخیر ام لا؟والظاهر الاول بل یلزم لمن اعتقد رجحان قول الامام تامل ثم رأیت فی آخرشرح المنیة ناقلا عن بعض الفتاویٰ انه لوکان امام محلة یصلی العشاء قبل غیاب الشفق الابیض فالافضل ان یصلیها وحده بعدالبیاض اه (۱/۳۷۲)والاولی ماقلناانه یصلی مع الامام ثم یعیدها ولاتکره اعادة العصر فی هذه الصورة لان الاولی لم تصح عندالامام فیکون الفرض هی الثانیة ،لم اره صریحا ولکنه مقتضی القواعد "......(اعلاء السنن :۲/۳۸۷)

"عن ابی ذرقال لی قال رسول الله ﷺ کیف انت اذاکانت علیک امراء یؤخرون الصلاة عن وقتها اویمیتون الصلاة عن وقتها؟قال قلت فماتامرنی؟ قال صل الصلوة لوقتها فان ادرکتها معهم فصل فانهالک نافلة"

......(صحیح مسلم : ۱/۲۳۰)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

عصر حنفی سے قبل نماز عصر پڑھنے کا حکم:

مسئلہ(۲۳): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ میں ایک سڑک بنانے والی کمپنی میں کام کرتا ہوں کمپنی والوں نے ایک کوارٹر رہائش کے لیے دیا ہوا ہے جس میں ہم چار پانچ افراد رہتے ہیں قریب کوئی مسجد نہیں ہے اس لیے ہم کوارٹر میں ہی جماعت کے ساتھ نماز ادا کر لیتے ہیں میرے علاوہ باقی تمام افراد کا تعلق جماعت اہل حدیث (غیر مقلد) سے ہے تمام نمازوں میں جماعت میں ہی کرواتا ہوں سوائے عصر کے، وہ عصر اس وقت پڑھنے کا اصرار کرتے ہیں جس وقت مذہب حنفی کے مطابق وقت داخل بھی نہیں ہوتا مثلاً آج کل وہ چار بجے نماز پڑھتے ہیں اور ہمارے نزدیک اس وقت آج کل وقت بھی داخل نہیں ہوتا اس لیے وہ علیحدہ کروالیتے ہیں اور میں وقت

داخل ہونے کے بعد تنہا نماز پڑھتا ہوں کیا میرا تنہا نماز پڑھنا جائز ہے یا ان کے ساتھ جماعت میں شریک ہوکر نماز پڑھوں حالانکہ اس وقت عصر کا وقت داخل نہیں ہوتا وہ کسی طرح بھی اس وقت سے آگے پیچھے نہیں ہوتے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

بشرط صحت سوال صورت مسئولہ میں کیونکہ وقت سے پہلے نماز جائز نہیں ہے، اس لیے آپ جماعت میں شریک نہ ہوں اور وقت کے داخل ہونے کے بعد اپنی نماز پڑھ لیں۔

"(ووقت العصر منه الی) قبیل (الغروب)"......(الدرعلی الشامی: ۱/۲۶۵)

"قوله منه ای من بلوغ الظل مثليه على رواية المتن"......(فتاوی شامی: ۱/۲۶۵)

"قوله والعصر منه الى الغروب ای وقت العصر من بلوغ الظل مثلیه سوی الفیء الی غروب الشمس والخلاف فی آخر وقت الظهر جاز فی اول وقت العصر "......(البحر الرائق : ۱/۴۲۶)

"والاحسن مافی السراج عن شیخ الاسلام ان الاحتیاط ان لایؤخر الظهر الی المثل وان لایصلی العصر حتی یبلغ المثلین لیکون مؤدیا للصلاتین فی وقتهما بالاجماع وانظر هل اذالزم من تاخیره العصر الی المثلین فوت الجماعة یکون الاولی التاخیر ام لا والظاهر الاول بل یلزم لمن اعتقد رجحان قول الامام تامل ثم رأیت فی آخر شرح المنیة نافلا عن بعض الفتاویٰ انه لو کان امام محلته یصلی العشاء قبل غیاب الشفق الابیض فالافضل ان یصلیها وحده بعدالبیاض "......(فتاویٰ شامی : ۱/۲۶۴)

"تتمة ،یشترط لصحة الصلاة دخول الوقت واعتماد دخوله کمافی نورالایضاح وغیره فلوشک فی دخول وقت العبادة فاتی بها فبان انه فعلها فی الوقت لم یجزه کمافی الاشباه فی بحث النیة "......(فتاویٰ شامی : ۱/۲۷۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

(مغرب)

مغرب کی اذان کے بعد وقفہ کا شرعی حکم:

مسئلہ(۲۴): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ مغرب کی اذان کے بعد دو تین منٹ کاوقفہ بعض مساجد میں کیا جاتا ہے اس کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

مغرب کی اذان کے بعد اقامت سے پہلے دو یا تین منٹ کا وقفہ آپ ﷺ وصحابہ کرام رضی اللہ عنہم وائمہ اربعہ رحمہم اللہ میں سے کسی سے ثابت نہیں ہے لہذا یہ وقفہ کرنا بدعت ہے۔

"عن عائشة رضي الله عنها قالت قال رسول الله ﷺ من احدث في امرنا هذا ماليس منه فهورد،متفق عليه " ...... (مشكوة: ١/٢٧)

"قال القاضي المعنى من احدث في الاسلام رايا لم يكن له من الكتاب والسنة سند ظاهرا وخفي ملفوظ اومستنبط فهومردود عليه"......(مرقاة المفاتيح: ١/٣٣٦)

واللہ تعالی اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆

نماز مغرب میں تعجیل افضل ہے:

مسئلہ(۲۵): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام کہ مغرب کی اذان اور نماز کے درمیان چند منٹ کا وقفہ کرنا درست ہے یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

صورت مسئلہ میں حکم یہ ہے کہ مغرب کی نماز میں تعجیل افضل ہے، بلاضرورت تاخیر خلاف سنت ہے البتہ تین چھوٹی آیات کی تلاوت کے بقدر یا اذان کی جگہ سے اقامت کی جگہ تک آنے کے بقدر تاخیر کی گنجائش ہے۔

"واما المغرب فالمستحب فيها التعجيل في الشتاء والصيف جميعا"......(بدائع الصنائع: ١/ ٣٢٥)

”فیسکت قائما قدر ثلاث آیات قصار ویکرہ الوصل اجماعا ویستحب التحول للاقامة الی غیر موضع الاذان وھو متفق علیہ وتمامہ فی البحر“......(الدر مع الرد: ۱/ ۲۸۷)

”وفی فتح القدیر تعجیلھا ھو ان لایفصل بین الاذان والاقامة الا بجلسة خفیفة او سکتة“......(البحر الرائق: ۱/ ۳۳۲)

”اتفق العلماء من سائر المذاھب علی ان یتوقف بین الاذان والاقامة ماعدا المغرب......(ثم قال) واما فی المغرب فلایسن الجلوس بل السکوت مقدار ثلاث آیات قصار او آیة طویلة او مقدار ثلاث خطوات عند ابی حنیفة“......(معارف السنن: ۱۹۶/۲، ۱۹۵، ایچ ایم سعید کراچی)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

اذانِ مغرب کے بعد جماعت کتنی تاخیر سے شروع کرنی چاہیے؟:

مسئلہ (۲۶): آج کل لاہور بلکہ بہت سے علاقوں میں چند مساجد میں بلکہ اکثر مساجد میں یہ رواج عام ہوتا جارہا ہے کہ مغرب کی اذان کے بعد دو سے پانچ منٹ تک وقفہ کیا جاتا ہے تاکہ زیادہ نمازی جماعت میں شریک ہوسکیں اس سلسلہ میں قرآن وحدیث اور فقہ کی روشنی میں رہنمائی فرمائی جائے کہ کیا یہ طریقہ درست ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

نماز مغرب میں مطلق تعجیل مستحب ہے اور مروجہ تاخیر کا اہتمام خلاف سنت ہے اگر بغیر اہتمام کے کبھی اتفاقاً مقدار مذکور کی تاخیر ہوجائے تو کوئی حرج نہیں اور ظہور نجوم تک تاخیر مکروہ تحریمی ہے۔

”(والمستحب تعجیل مغرب مطلقا) وتاخیرہ قدر رکعتین یکرہ تنزیھا)(قولہ یکرہ تنزیھا) أفادأن المراد بالتعجیل أن لایفصل بین الاذان والاقامة بغیر جلسة او سکتة علی الخلاف وان مافی القنیة من استثناء التاخیر القلیل محمول علی مادون الرکعتین وان الزائد علی القلیل الی اشتباک النجوم مکروہ تنزیھا ومابعدہ تحریما الا بعذر“......(درمع ردالمحتار: ۱/ ۳۷۲)

" ویکرہ تاخیرھا الی اشتباک النجوم لروایۃ احمدلاتزال امتی بخیرمالم یؤخروا المغرب حتی تشتبک النجوم"......(البحر: ۱/ ۴۳۱)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

اذان مغرب میں غروب کے بعد تاخیر کرنا:

مسئلہ(۱۷): کیامغرب کی اذان نقشہ میں دیئے گئے وقت سے ایک دومنٹ تاخیر سے دینامناسب ہے کہ نہیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

واضح رہے کہ جب سورج غروب ہوجانے کا یقین حاصل ہوجائے توبغیرتاخیر کے اذان دے کرمغرب کی نماز پڑھنی چاہیے،سورج غروب ہونے کا یقین چاہے ظاہری آنکھ سے حاصل ہو یانقشے سے تجربہ کی بنیاد پرحاصل ہوکہ جووقت غروب آفتاب کانقشہ میں دیاگیاہے واقعتاً اسی وقت غروب بھی یقینی ہوتاہے تواس صورت میں مزیدانتظارکرنامناسب نہیں البتہ جس دن بادل یاگردوغبارہویانقشے میں غروب کاوقت مشکوک ہوتواس صورت میں سورج غروب ہوجانے کایقین حاصل کرنے کیلئے تاخیرکرسکتے ہیں۔

"ویعجل المغرب فی الصیف والشتاء جمیعاً"......(قاضیخان علی ھامش الھندیۃ : ۱/ ۷۴)(ھکذافی الھندیۃ : ۱/ ۵۲)

"واما المغرب فیکرہ تاخیرھا اذاغربت الشمس وفی السراجیہ الابعذرالسفراو بان کان علی المائدۃ....... وفی یوم الغیم یؤخرالفجروالظھروالمغرب ویعجل العصروالعشاء فی الازمنۃ کلھا"......(التتارخانیۃ : ۱/ ۳۰۰)

"(قولہ مطلقاً) ای شتاءً وصیفاً ولیس المرادمن الاطلاق یوم غیم ام لاوان او ھمتہ عبارتہ لانہ غیرالمنصوص علیہ...(قولہ وتاخیرغیرھمافیہ) ای فی یوم غیم.....ویؤخرالظھروالمغرب بحیث یتیقن وقوعھمابعدالوقت قبل مجئ الوقت المکروہ کمافی الامداد"......(ردالمحتار: ۱/ ۲۷۲)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

اذان مغرب اور نماز میں مطلقا یا بوجہ افطار تاخیر کرنا:

مسئلہ (۲۸): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہمارے محلے کی مسجد میں نماز مغرب میں اذان اور جماعت کے دوران پانچ منٹ کا وقفہ کیا جاتا ہے مسجد کی انتظامیہ یہ اس لیے کرتی ہے کہ نمازی حضرات پاکی اور وضو سے فارغ ہوکر جماعت میں آسانی سے شامل ہوسکیں نیز مشاہدہ کے مطابق اکثر نمازی تکبیر اولی میں بھی شریک ہوجاتے ہیں نیز رمضان المبارک میں بعض مساجد میں روزہ کھلنے کے ساتھ ہی پانچ یا دس منٹ کی تاخیر کے بعد اذان دی جاتی ہے پھر اذان کے فوراً جماعت کھڑی کردی جاتی ہے ہر سہ صورتوں کی قرآن وسنت کی روشنی میں وضاحت فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوهاب

نماز مغرب میں مطلق تعجیل مستحب ہے اور دو رکعت کے بقدر تاخیر خلاف سنت ہے اور ظہور نجوم تک تاخیر مکروہ تحریمی ہے اور اذان کا حکم بھی یہی ہے۔

”(والمستحب تعجیل)(مغرب مطلقا) وتأخیرہ قدر رکعتین یکرہ تنزیها.....وحکم الاذان کالصلوة تعجیلا وتأخیرا “......(الدرمع الرد: ۱/۲۷۲)

اس وقت میں رمضان اور غیر رمضان کی کوئی قید نہیں،لہذا رمضان میں بھی اکثر اس وقت کو نماز مغرب میں ملحوظ رکھا جائے۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

رمضان المبارک میں مغرب کی اذان اور نماز میں تاخیر کرنے کا حکم:

مسئلہ (۲۹): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہمارے یہاں چند مساجد میں رمضان کے مہینہ میں مغرب کی اذان افطاری کے وقت دی جاتی ہے اور اذان کے دس منٹ کے بعد نماز کھڑی ہوتی ہے اور بعض مساجد میں اذان افطاری کے دس منٹ بعد دے کر نماز فورا کھڑی کر لی جاتی ہے،ان میں سے کون سی صورت صحیح ہے؟

الجواب باسم الملک الوهاب

مذکورہ بالا دونوں صورتوں میں نماز کو وقت مستحب سے مؤخر ادا کرنے کا دوام (ماہ رمضان میں) کیا جارہا ہے، جب کہ آپ ﷺ کی سنت مستمرہ مغرب میں تعجیل ہی کی تھی، خواہ رمضان ہو یا غیر رمضان۔

"واحادیث التعجیل المذکورة فی هذا الباب ای کراهیة تاخیر المغرب وغیره اخبار عن عادة رسول الله ﷺ المتکررة التی واظب علیها ای التعجیل الا لعذر فالاعتماد علیها"......(اعلاء السنن: ۲/۴۸)

"حدثنا هناد نا ابومعاویة الی قوله قالت عائشة ایهما یعجل الافطار ویعجل الصلوة قلنا عبدالله بن مسعود قالت هکذا صنع رسول الله ﷺ"......(معارف السنن: ۵/۳۶۱)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رمضان میں بھی تعجیل ہی مسنون ہے، افطاری میں بھی اور نماز میں بھی۔

اور افطاری سے مراد یہ نہیں ہے کہ جو کہ ہمارے زمانہ میں رائج ہے کہ بہت ساری اشیاء جمع کر لی جائیں، بلکہ ایک کھجور یا پانی کے گھونٹ سے افطاری کر لی جائے۔

"عن انس بن مالک قال قال رسول الله ﷺ من وجد تمرا فلیفطر علیه ومن لا فلیفطر علی ماء فان الماء طهور"......(معارف السنن: ۵/۳۵۴)

البتہ اگر کسی شخص کی بھوک اتنی زیادہ ہو کہ خشوع میں مخل ہو تو اس کے لیے گنجائش ہے کہ وہ کچھ تاخیر کر سکتا ہے۔

"لایکره للسفر وللمائدة او کان یوم غیم"......(البحر الرائق: ۱/۴۳۲)

البتہ سارے نمازی بھی ضروری نہیں کہ ایسے ہی ہوں کہ جن کو اتنی سخت بھوک لگی ہو اور ساری جماعت کو موخر کرنے پر پورا رمضان دوام کیا جائے۔

لہذا امام کو چاہیے کہ وہ نمازیوں کا بھی خیال رکھے، اگر وقت مستحب میں نماز ادا کرنے سے تقلیل جماعت لازم نہ آئے، تو وقت مکروہ کے دخول سے قبل تک انتظار کرنے کی گنجائش ہے۔

"وعند البیهقی ان النبی ﷺ کان یقوم للصلوة فاذا رآهم لم یجتمعوا قعد"......(فیض الباری: ۲/۱۲۸)

خلاصہ یہ کہ رمضان میں بھی نماز وقت مستحب میں ہی ادا کرنے کا اہتمام کرنا چاہیئے ،نا کہ پورا رمضان نماز کو مؤخر کرنے پر دوام کرنا، الا یہ کہ جب تقلیل جماعت کا اندیشہ غالب ہو تو وقت مکروہ سے قبل تک انتظار کر سکتے ہیں۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

مغرب کی اذان اور نماز میں وقفہ کرنے کا حکم:

مسئلہ(۳۰): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ مغرب کی اذان اور نماز میں چند منٹ کا وقفہ کرنا درست ہے یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

اذان مغرب اور نماز مغرب کے درمیان تین مختصر آیتوں کے بقدر وقفہ کرنا جائز ہے اور اس سے زیادہ وقفہ کرنا مکروہ ہے۔

"ولم يعتبر الفصل في المغرب بالصلوة...... وتاخير المغرب مكروه قال النبي ﷺ لايزال امتي بخير مالم يوخر المغرب الى اشتباك النجوم ......واذالم يفصل في المغرب بماذايفصل ؟قال ابويوسف ومحمديفصل بجلسة خفيفة ......قال ابوحنيفة يفصل بالسكوت...... ثم ان عندابي حنيفة مقدارالسكتة مايقرأفيه ثلاث آيات قصار اوآية طويلة "......(المحيط البرهاني : ۱/۹۲)

"ويجلس بينهما الافي المغرب اى ويجلس المؤذن بين الاذان والاقامة على وجه السنية الافي المغرب فلايسن الجلوس بل السكوت مقدارثلاث آيات قصاراوآية طويلة اومقدارثلاث خطوات " ......(البحر الرائق:۱/۴۵۴)

"قوله ويستحب تعجيل المغرب هوبان لايفصل بين الاذان والاقامة الابجلسة خفيفة اوسكتة"......(فتح القدير : ۱/۲۰۰)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

تکثیر جماعت کے لیے مغرب میں تاخیر کرنے کا حکم:

مسئلہ(۴۱): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہماری مسجد مرکزی مسجد ہے اور نمازی اذان کے بعد مسجد میں آتے ہیں تو باقی نمازوں میں سوائے مغرب کے نمازی کثرت سے جماعت کو پہنچ جاتے ہیں، تو اب دریافت یہ کرنا ہے کہ ہم مغرب کی اقامت اور اذان میں کتنا ٹائم رک سکتے ہیں جب کہ بعض حضرات کہتے ہیں کہ کثرت تعداد کی بناء پر تین یا پانچ منٹ رکنا چاہیئے۔

دلائل سے مزین فتویٰ تحریر فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوھاب

صورت مسئولہ میں نماز مغرب میں خیر القرون میں کسی بھی خلیفہ سے کسی مقتدی یا عام مقتدیوں کے لیے انتظار ثابت نہیں ہے، کتب فقہ وحدیث میں مغرب کی اذان واقامت کے درمیان صرف اتنا وقفہ کرنا مستحب ہے، جس میں تین چھوٹی آیتیں پڑھی جا سکیں، مزید تاخیر کرنے کو فقہاء نے مکروہ لکھا ہے، اور تین چھوٹی آیتوں کی مقدار کا جب عملاً اندازہ لگایا گیا تو معلوم ہوا کہ کم از کم پانچ سیکنڈ اور زیادہ سے زیادہ دس سیکنڈ میں مذکورہ مقدار پوری ہو جاتی ہے، لہذا دس سیکنڈ سے زیادہ قصداً تاخیر کرنا مکروہ ہے، مذکورہ تاخیر میں امام صاحب کے قول کے مطابق تو جلسہ بھی نہیں ہے بلکہ اذان کے بعد جب مذکورہ وقفہ ہو جائے تو اقامت شروع کرنا مسنون ہے، جب کہ صاحبین کے ہاں اتنی مقدار میں جلسہ کرنا ثابت ہے اور متون سے معلوم ہوا ہے کہ فتویٰ بھی امام صاحب کے قول پر ہے، لہذا کثرت جماعت کا انتظار نہ کیا جائے کیونکہ جو لوگ سستی کے عادی ہوتے ہیں ان کے لیے تاخیر کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے، البتہ اگر کبھی کوئی شرعی عذر لاحق ہو تو اس کے لیے فقہاء نے گنجائش دی ہے۔

"ذکر فی اعلاء السنن فی باب کراهة التاخير فی المغرب عدة احاديث ثم قال فی آخره واحاديث التعجيل المذكورة فی هذا لباب وغيره اخبار عن عادة رسول الله ﷺ المتكررة التی واظب عليها الالعذر فالاعتماد عليها"......(اعلاء السنن : ۲/۴۷)

"قوله ويجلس بينهما الافی المغرب ای ويجلس المؤذن بين الاذان والاقامة علی وجه السنية الافی المغرب فلايسن الجلوس بل السكوت مقدار ثلاث آيات قصار او آية طويلة اومقدار ثلاث خطوات وهذا عندابی حنيفة وقالا

یفصل ایضا فی المغرب بجلسة خفیفة قدر جلوس الخطیب بین الخطبتین وھی مقدار ان تتمکن مقعدته من الارض بحیث یستقر کل عضو فی موضعه "......(البحر الرائق : ۱/۴۵۴)

"واما اذا کان فی المغرب فالمستحب ان یفصل بینھما بسکتة یسکت قائما مقدار مایتمکن من قراء ۃ ثلاث آیات قصار ھکذا فی النھایة فقد اتفقوا علی ان الفصل لابد منه فیه ایضا کذا فی العتابیة واختلفوا فی مقدار الفصل فعند ابی حنیفة المستحب ان یفصل بینھما بسکتة یسکت قائما ساعة ثم یقیم ومقدار السکتة عنده قدر مایتمکن فیه من قراء ۃ ثلاث آیات قصار او آیة طویلة وعندھما یفصل بینھما بجسلة خفیفة مقدار الجلسة بین الخطبتین وذکر الامام الحلوانی الخلاف فی الافضلیة حتی ان عند ابی حنیفة ان جلس جاز والافضل ان لایجلس وعندھما علی العکس کذا فی النھایة "......(فتاوی الھندیة: ۱/۵۷)

(ھکذا فی التتارخانیة: ۱/۳۸۱،وھکذا فی ردالمحتار:۱/۲۸۷،وھکذا فی خلاصة الفتاویٰ : ۱/۴۹،وھکذا فی معارف السنن: ۵/۳۶۱)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

رمضان المبارک میں مغرب کی نماز میں تاخیر کرنے کا حکم:

مسئلہ(۳۲): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہمارے محلے کی مسجد میں نماز مغرب میں اذان اور جماعت کے دوران پانچ منٹ کا وقفہ کیا جاتا ہے، مسجد کی انتظامیہ یہ اس لیے کرتی ہے کہ نمازی حضرات پاکی اور وضو سے فارغ ہوکر جماعت میں آسانی سے شامل ہوسکیں، نیز مشاہدہ کے مطابق اکثر نمازی تکبیر اولیٰ میں بھی شریک ہوجاتے ہیں، نیز رمضان المبارک میں بعض مساجد میں روزہ کھلنے کے ساتھ ہی اذان دے دی جاتی ہے اور جماعت پانچ یا دس منٹ کے بعد کھڑی کی جاتی ہے،اور بعض مساجد میں پانچ منٹ یا دس منٹ تاخیر سے اذان دے کر فوراً جماعت کھڑی کردی جاتی ہے،تمام صورتوں کی قرآن وحدیث کی روشنی میں وضاحت فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوھاب

مغرب کی نماز میں تعجیل مستحب ہے اور دو رکعت کی مقدار تاخیر کرنا مکروہ ہے۔

"وتاخیرہ (ای المغرب) قدر رکعتین یکرہ تنزیھا"......(الدر علی ردالمحتار ۱/۲۷۲)

"والمغرب ای و ندب تعجیلھا لحدیث الصحیحین کان یصلی المغرب اذا غربت الشمس وتوارت بالحجاب"......(البحر الرائق : ۱/۴۳۱)

"قال فی الجامع الصغیر ویجلس بین الاذان والاقامۃ فی سائر الصلوات الا فی المغرب "......(المحیط البرھانی:۲/۹۵)

آخری دونوں صورتوں میں نماز کو وقت مستحب سے مؤخر ادا کرنے کا دوام (ماہ رمضان میں) کیا جا رہا ہے جب کہ آپ ﷺ کی سنت مستمرہ مغرب کی تعجیل ہی کی تھی، خواہ رمضان ہو یا غیر رمضان میں۔

"واحادیث التعجیل المذکورۃ فی ھذا الباب وغیرہ اخبار عن عادۃ رسول اللہ المتکررۃ التی واظب علیھا الا لعذر فالاعتماد علیھا"......(اعلاء السنن : ۲/۴۸)

"حدثنا ھناد نا ابو معاویۃ الی قولہ قالت عائشۃ ایھما یعجل الافطار ویعجل الصلوۃ قلنا عبداللہ بن مسعود قالت ھکذا صنع رسول اللہ ﷺ" ......(معارف السنن : ۵/۳۲۱)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رمضان میں بھی تعجیل ہی مسنون ہے، افطاری میں بھی اور نماز میں بھی، اور افطاری سے مراد یہ نہیں ہے جو کہ ہمارے زمانے میں رائج ہے کہ بہت ساری اشیاء جمع کر لی جائیں بلکہ ایک کھجور یا پانی کے گھونٹ سے افطاری کر لی جائے، کما ثبت فی الحدیث

"عن انس بن مالک قال قال رسول اللہ ﷺ من وجد تمرا فلیفطر علیہ ومن لا فلیفطر علی ماء فان الماء طھور"......(معارف السنن : ۵/۳۵۴)

البتہ اگر کسی شخص کی بھوک اتنی زیادہ ہو کہ خشوع میں مخل ہو تو اس کے لیے گنجائش ہے کہ وہ کچھ تاخیر کر سکتا ہے۔

"لایکرہ للسفر وللمائدۃ او کان یوم غیم"......(البحر الرائق: ۴۳۲/۱)

البتہ سارے نمازی بھی ضروری نہیں کہ ایسے ہی ہوں کہ جن کو اتنی سخت بھوک لگی ہو، اور ساری جماعت کو مؤخر کرنے پر پورا رمضان دوام کیا جائے، لہذا امام کو چاہیئے کہ وہ نمازیوں کا بھی خیال رکھے اگر وقت مستحب میں نماز ادا کرنے سے تقلیل جماعت لازم آئے تو وقت مکروہ کے دخول سے قبل تک انتظار کرنے کی گنجائش ہے۔

"وعند البیهقی ان النبی ﷺ کان یقوم للصلوۃ فاذا رآهم لم یجتمعوا قعدا"

......(فیض الباری: ۱۲۸/۲)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

مغرب کی اذان کے بعد جماعت میں پانچ منٹ کی تاخیر کرنے کا حکم:

مسئلہ(۴۳): محترم جناب مفتی صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علماء دین بیچ اس مسئلہ کے کہ آج کل مختلف مساجد بلکہ اکثر مساجد میں یہ طریقہ عام ہوتا جارہا ہے کہ مغرب کی اذان کے بعد پانچ سے دس منٹ تک وقفہ کر کے نماز کی جماعت کھڑی کی جاتی ہے جب کہ اس سے پہلے یہ رواج بہت کم تھا، براہ مہربانی قرآن وحدیث اور فقہ کی روشنی میں اس سلسلہ میں رہنمائی فرمائیں کہ آیا یہ طریقہ درست ہے یا نہیں؟

وقفہ کا یہ جواز بتایا جاتا ہے کہ زیادہ نمازی جماعت میں شامل ہو جائیں گے۔

الجواب باسم الملک الوهاب

مذکورہ مقدار سے اس وقفے کا اہتمام خلاف سنت ہے، یہ غیر مقلدین کا پراپیگنڈہ ہے کہ یہ تکثیر جماعت کا ذریعہ ہے، شریعت میں صرف اتنا وقفہ کافی ہے کہ مؤذن اذان خانہ سے تکبیر کی جگہ تک پہنچ جائے اور اس میں تین مختصر آیتوں کی تلاوت ہو سکے، جس کا تخمینہ ہم نے عملاً لگایا جو کہ زیادہ سے زیادہ پانچ سیکنڈ بنتے ہیں آدھا منٹ بھی پورا نہیں ہوتا۔

"ویستحب تعجیل صلاۃ المغرب صیفا وشتاء ولا یفصل بین الاذان والاقامة فیه الا بقدر ثلاث آیات او جلسة خفیفة لصلاۃ جبریل علیه السلام بالنبی ﷺ صلعم باول الوقت فی الیومین وقال علیه السلام ان امتی لن یزالوا بخیر مالم

یؤخروا المغرب الی اشتباک النجوم مضاھاۃ للیھود فکان تاخیرھا مکروھاالافی یوم غیم والامن عذر سفر اومرض اوحضور مائدۃ والتاخیر قلیلا لایکرہ "......(مراقی الفلاح :۴۳)

"قولہ ویجلس بینھما الافی المغرب ای ویجلس المؤذن بین الاذان والاقامۃ علی وجہ السنیۃ الافی المغرب فلایسن الجلوس بل السکوت مقدار ثلاث آیات قصار اوآیۃ طویلۃ اومقدار ثلاث خطوات وھذاعند ابی حنیفۃ رحمہ اللہ وقالا یفصل ایضا فی المغرب بجلسۃ خفیفۃ قدرجلوس الخطیب بین الخطبتین وھی مقدار ان تتمکن مقعدتہ من الارض بحیث یستقر کل عضومنہ فی موضعہ "......(البحرالرائق :۱/۴۵۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

نمازیوں کے انتظار میں نماز کو موخر کرنے کا حکم:

مسئلہ(۴۴): کیا فرماتے ہیں علماء دین درج ذیل مسئلہ کے متعلق

یہاں تھرمل پاور سٹیشن کی کی مسجد میں مغرب کی اذان کے بعد تقریباً پانچ اور سات منٹ تک بیٹھے رہتے ہیں، اکثر امام صاحب اذان ہونے کے بعد آ کر بیٹھ جاتے ہیں اور جواز پیش کرتے ہیں کہ سب نمازی آ جائیں، حالانکہ اس وقت سینکڑوں نمازی مسجد میں موجود ہوتے ہیں، رمضان شریف میں تو وقفہ برائے افطاری کچھ موزوں تھا مگر اب اذان کے بعد بیٹھے رہنا کچھ غیر موزوں سا معلوم ہوتا ہے، دریافت یہ کرنا ہے کہ اس طرح مغرب کی اذان کے بعد پانچ سات منٹ تک بیٹھے رہنا ازروئے شریعت کیسا عمل ہے؟ مزید برآں اس سے پہلے اسی مسجد میں کبھی ایسا نہیں ہوتا تھا، امید کرتا ہوں شرعی مسئلہ سے مستفید فرمائیں گے۔

الجواب باسم الملک الوھاب

مغرب کا وقت غروب آفتاب سے لے کر غروب شفق تک رہتا ہے اس دوران میں کسی بھی وقت نماز ادا کی جائے تو وہ نماز صحیح ہوگی، البتہ مغرب کی نماز میں جلدی کرنا مستحب ہے کیونکہ دوسری نمازوں کے اوقات کی بہ نسبت مغرب کا وقت مختصر ہوتا ہے، شریعت میں صرف اتنا وقفہ کافی ہے کہ جس میں تین مختصر آیتوں کی تلاوت ہو سکے جس کا

تخمینہ ہم نے عملاً لگایا جو کہ زیادہ سے زیادہ پانچ سیکنڈ بنتے ہیں، یعنی آدھا منٹ بھی پورا نہیں ہوتا، لہذا منٹوں کا وقفہ خلاف سنت اور مذہب کے خلاف ہے، یہ غیر مقلدین کی سازش ہے جس سے آرام پسند لوگ متاثر ہوتے ہیں شریعت کے پابند لوگ اس سے متاثر نہیں ہوتے، حضور ﷺ اور خلفاء راشدین سے مغرب کی نماز کے لیے اذان کے بعد مخصوص وقفے اور انتظار کا صحیح صریح حدیث سے ثبوت نہیں ملتا، بعض صحابہ کرام اگر اپنے طور پر دو رکعت نفل پڑھتے ان کے لیے کبھی بھی ائمہ سلف وخلف سے انتظار کا ثبوت صحیح روایت میں نہیں ہے، لہذا مروجہ منٹوں کا انتظار خلاف سنت اور مکروہ ہے۔

"وقت المغرب من غروب الشمس الی غروب الشفق ......الشفق هو البیاض عند الامام وهومذهب ابی بکرالصدیق وعمر ومعاذوعائشة رضی الله عنهم وعندهما وهورواية عنه هوالحمرة وهوقول ابن عباس وابن عمر وصرح فی المجمع بان علیها الفتویٰ ورده المحقق فی فتح القدیر بانه لایساعده روایة ولادرایة...... ورجحه ایضا تلمیذه قاسم فی تصحیح القدوری وقال فی آخره فثبت ان قول الامام هوالاصح اه وبهذا ظهرانه لایفتی ویعمل الابقول الامام الاعظم ولایعدل عنه الی قولهما اوقول احدهما اوغیرهماالالضرورة من ضعف دلیل اوتعامل "......(البحر الرائق : ۴۲۶،۴۲۷/۱)

"قوله والمغرب ای وندب تعجیلها لحدیث الصحیحین کان یصلی المغرب اذاغربت الشمس وتوارت بالحجاب ویکره تاخیرها الی اشتباک النجوم لروایة احمد لاتزال امتی بخیر مالم یؤخروا المغرب حتی تشتبک النجوم...... وتاخیرها لصلاة الرکعتین مکروهة "......(البحر الرائق: ۴۳۱،۴۳۲/۱)

"ویجلس المؤذن بین الاذان والاقامة علی وجه السنية الافی المغرب فلایسن الجلوس بل السکوت مقدار ثلاث آیات قصار اوآیة طویلة اومقدار ثلاث خطوات "......(البحر الرائق: ۴۵۴/۱۱)

"ویعجل المغرب فی الصیف والشتاء جمیعا "......(قاضی خان علی هامش الهندیة: ۷۴/۱)

"ویجلس بینھما بقدر مایحضر الملازمون مراعیا لوقت الندب(الافی المغرب) فیسکت قائما قدرثلاث آیات قصار "......(الدر علی ھامش الرد:۳۸۷/۱)

"ویفصل بین الاذان والاقامة بقدرما یحضر الملازمون للصلوة مع مراعاة الوقت المستحب وفی المغرب بسکتة قدرقراء ة ثلاث آیات قصار اوثلاث خطوات"......(نورالایضاح علی مراقی الفلاح: ۳۶)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

مغرب کی اذان اورنماز کے درمیان وقفے کا حکم:

مسئلہ(۴۵): کیافرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ مغرب کی اذان اورنماز کے درمیان چندمنٹ کاوقفہ کرنادرست ہے یانہیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

(۱) مغرب کی اذان اورنماز کے درمیان تین مختصر آیتوں کی مقدار وقفہ کرنا جائز ہے اوراس سے زیادہ وقفہ کرنامکروہ ہے۔

"ولم یعتبر الفصل فی المغرب بالصلوة ......وتاخیرالمغرب مکروہ قال النبی ﷺ لایزال امتی بخیر مالم یؤخرالمغرب الی اشتباک النجوم...... واذالم یفصل بالصلوة فی المغرب بماذایفصل ؟قال ابویوسف ومحمد یفصل بجلسة خفیفة ......قال ابوحنیفة یفصل بالسکوت ...... ثم ان عندابی حنیفة مقدارالسکتة مایقرء فیہ ثلاث آیات قصار اوآیة طویلة "......(المحیط البرھانی : ۹۲/۱)

"(قولہ ویجلس بینھما الافی المغرب) ای ویجلس المؤذن بین الاذان والاقامة علی وجہ السنیة الافی المغرب فلایسن الجلوس بل السکوت

مقدار ثلاث آيات قصار او آية طويلة اومقدار ثلاث خطوات "

......(البحر الرائق : ۱/۴۵۴)

" (قوله ويستحب تعجيل المغرب) هوبان لايفصل بين الاذان والاقامة الابجلسة خفيفة اوسكتة "......(فتح القدير : ۱/۲۰۰)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

مغرب کی اذان اور اقامت کے درمیان بیٹھنا بہتر ہے یا کھڑے رہنا؟

مسئلہ(۳۶): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ مغرب کی اذان کے بعد اقامت سے پہلے بہتر کیا ہے موذن کھڑا رہے یا بیٹھ جائے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

بیٹھنا جائز ہے لیکن امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک افضل یہ ہے کہ موذن اذان دینے کے بعد کھڑا رہے۔

"وذكر الامام الحلواني الخلاف في الافضلية حتى ان عندابي حنيفة رحمه الله تعالى ان جلس جازوالافضل ان لايجلس وعندهما على العكس كذا في النهاية"......(الهندية: ۱/۵۷)

"(قوله فيسكت قائما) هذا عنده وعندهما يفصل بجلسة كجلسة الخطيب والخلاف في الافضلية فلو جلس لايكره عنده"......(ردالمحتار : ۱/۲۸۷)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

مغرب کی اذان اور اقامت کے دوران کتنا فاصلہ ہونا چاہیے؟

مسئلہ(۳۷): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام ان مسائل کے بارے میں کہ مغرب کی اذان واقامت کے درمیان کتنا فاصلہ ہونا چاہیے؟

نیز مغرب کی نماز ادا کرنے کا مستحب وقت کیا ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک مغرب کی اذان واقامت کے درمیان تین چھوٹی آیتیں یا ایک بڑی آیت کی مقدار فاصلہ رکھنا چاہیئے، جس کا ہم نے عملاً تجربہ کیا ہے جس کی زیادہ سے زیادہ مقدار ۵ سیکنڈ ہے اور اتنا فاصلہ رکھنے کے بعد فوراً نماز ادا کرنا مستحب ہے۔

"ثم ان عندابی حنیفة مقدار السکتة مایقرء فیه ثلاث آیات قصار او آیة طویلة وروی عنه انه قال مقدار مایخطون ثلاث خطوات"......(المحیط البرھانی: ۹۶/۲)

"فالمستحب ان یفصل بینھما بسکتة یسکت قائما مقدار مایتمکن من قراء ة ثلاث آیات قصار ھکذافی النھایة فقداتفقوا علی ان الفصل لابد منه فیه ایضا کذافی العتابیة واختلفوا فی مقدار الفصل فعندابی حنیفة رحمه الله تعالی المستحب ان یفصل بینھما بسکتة یسکت قائما ساعة ثم یقیم ومقدار السکتة عنده قدرمایتمکن فیه من قراء ة ثلاث آیات قصار او آیة طویلة وعندھما یفصل بینھما بجلسة خفیفة مقدار الجلسة بین الخطبتین"......(الھندیة: ۵۷/۱)

"ویستحب تعجیل المغرب لان تاخیرھامکروہ لمافیه من التشبه بالیھود وقال علیه السلام لاتزال امتی بخیر ماعجلوا المغرب واخروا العشاء"......(الھدایة: ۸۰/۱)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

اذان مغرب کے بعد ایک منٹ کا وقفہ کرنے کا حکم:

مسئلہ(۴۸): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ مغرب کی اذان کے بعد جماعت میں ایک منٹ کا وقفہ کرنا کیسا ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

مغرب کی نماز میں تعجیل مستحب ہے، ہاں البتہ اذان اور اقامت کے درمیان وقفہ مسنون ہے، جس کی مقدار امام صاحب کے نزدیک اتنا سکتہ ہے کہ جس میں تین چھوٹی آیتیں یا ایک بڑی آیت تلاوت کی جاسکے اور صاحبین کے نزدیک اتنا وقفہ ہے کہ جس کی مقدار جلسہ بین الخطبتین کے بقدر ہو، اور تجربہ اور مشاہدہ کے ذریعے یہ مقدار پانچ چھ سیکنڈ یا اس سے بھی کم ہے لہذا تین یا پانچ منٹ کا وقفہ جیسا کہ آج کل عام لوگ کرتے ہیں خلاف سنت ہے اس سے پرہیز ضروری ہے، کیونکہ اس مروجہ وقفہ کا ثبوت سلف کے اقوال وافعال سے نہیں ملتا، ہاں بعض صحابہ کرام کے بارے میں آتا ہے کہ وہ اذان شروع ہوتے ہی ستونوں کی طرف لپکتے تھے رکعتین ادا کرنے کے لیے، لیکن بعض صحابہ کے اس عمل کو اس وقفہ کے لیے دلیل نہیں بنایا جاسکتا کیونکہ یہ کہیں بھی ثابت نہیں کہ ان کی وجہ سے جماعت کو مؤخر کیا گیا ہو، علاوہ ازیں خود حضور ﷺ اور خلفائے راشدین سے رکعتین قبل المغرب کا پڑھنا ثابت نہیں ہے "وکفی بھم اقتداء" نبی کریم ﷺ سے صرف ایک مرتبہ رکعتین قبل المغرب پڑھنا ثابت ہے وہ بھی رکعتین قبل العصر کی قضاء کے طور پر جیسا کہ آپ نے خود فرمایا "نسیت الرکعتین قبل العصر فصلیتھما الآن"

"واما اذا کان فی المغرب فالمستحب ان یفصل بینھما بسکتة یسکت قائما مقدرا مایتمکن من قراء ة ثلاث آیات قصار ھکذافی النھایة فقداتفقوا علی ان الفصل لابدمنه فیه ایضاً کذافی العنایة واختلفوا فی مقدارالفصل فعندابی حنیفة المستحب ان یفصل بینھما بسکتة یسکت قائماساعة ثم یقیم ومقدارالسکتة عنده قدرمایتمکن فیه من قراء ة ثلاث آیات قصار او آیة طویلة وعندھما یفصل بینھما بجلسة خفیفة مقدار الجلسة بین الخطبتین"

......(فتاویٰ الھندیة: ۱/۵۷)

"(قوله ویکره تنزیھا) افادان المراد بالتعجیل ان لایفصل بین الاذان والاقامة بغیرجلسة اوسکتة علی الخلاف وان مافی القنیة من استثناء التاخیر القلیل محمول علی مادون الرکعتین وان الزائد علی القلیل الی اشتباک النجوم مکروه تنزیھا ومابعده تحریما الابعذر کمامر قال فی شرح المنیة والذی اقتضته الاخبار کراھة التاخیر الی ظھورالنجم وماقبله مسکوت عنه فھوعلی

الاباحة وان كان المستحب التعجيل اه ونحوه ماقدمناه عن الحلية ومافي النهر من ان مافي الحلية مبني على خلاف الاصح اى المذكور في المبتغىٰ بقوله يكره تاخير المغرب في رواية وفي اخرىٰ لامالم يغب الشفق والاصح الاول الالعذر اه فيه نظر لان الظاهر ان المراد بالاصح التاخير الى ظهور النجم اولى غيبوبة الشفق فلاينافي انه الى ماقبل ذلك مكروه تنزيها لترك المستحب وهو التعجيل تامل"......(ردالمحتار:۱/۲۷۲)

"ولم يستحبهما ابوبكر وعمر وعثمان وعلي واخرون من الصحابة ومالك واكثر الفقهاء وقال النخعي هي بدعة"......(شرح نووى على مسلم:۱/۲۷۸)

"وقال ابوبكر بن العربي اختلف الصحابة فيه ولم يفعله احدبعدالصحابة رضى الله عنهم وقال النخعي انهابدعة وروى عن الخلفاء الاربعة وجماعة من الصحابة انهم كانوا لايصلونها"......(عمدة القارى:۵/۲۰۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆
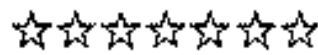
مغرب کی اذان اور اقامت میں بلاعذر تاخیر کرنا مکروہ ہے:

مسئلہ(۳۹): کیا فرماتے ہیں علماء دین درج ذیل مسئلہ سے متعلق کہ یہاں تھرمل پاور سٹیشن کی مکی مسجد میں مغرب کی اذان کے بعد تقریباً پانچ اور سات منٹ تک بیٹھے رہتے ہیں، امام صاحب اکثر اذان ہونے کے بعد آکر بیٹھ جاتے ہیں اور جواز پیش کرتے ہیں کہ سب نمازی آجائیں حالانکہ اس وقت سینکڑوں نمازی مسجد میں موجود ہوتے ہیں، رمضان شریف میں تو وقفہ برائے افطاری کچھ موزوں تھا مگر اب اذان کے بعد بیٹھے رہنا کچھ غیر موزوں سا معلوم ہوتا ہے۔

دریافت یہ کرنا ہے کہ اس طرح مغرب کی اذان کے بعد پانچ سات منٹ تک بیٹھے رہنا از روئے شریعت کیسا عمل ہے؟ مزید برآں اس سے پہلے اسی مسجد میں کبھی ایسا نہیں ہوتا تھا، امید کرتا ہوں کہ شرعی مسئلہ سے مستفید فرمادیں گے۔

الجواب باسم الملک الوھاب

بشرط صحت سوال مسئلہ مسئولہ میں چونکہ اکثر نمازی مسجد میں موجود ہوتے ہیں اس لیے مغرب کی اذان کے

بعد نماز میں مشغول ہو جانا چاہیے، لیکن معمولی سی تاخیر یعنی ایک دو منٹ کی تاخیر میں کوئی حرج نہیں ہے بشرطیکہ اس کو مستقل ضابطہ نہ بنایا جائے، تاہم مغرب کی اذان اور اقامت کے درمیان بلا عذر زیادہ تاخیر کرنا مکروہ ہے۔

"(قوله ويستحب تعجيل المغرب) هوبان لايفصل بين الاذان والاقامة الابجلسة خفيفة أوسكتة اه "......(فتح القدير : ١/٢٢٠)

"وفي الحلية بعد كلام والظاهر ان السنة كان تعجيل المغرب افضل لان اداء النافلة قبلهامكروه"......(عنايه شرح الهدايه على فتح القدير : ١/١٩٩)

"ان السنة فعل المغرب فورا وبعده مباح الى اشتباک النجوم فيكره بلاعذر اه قلت يكره تحريما والظاهر انه ارادبالمباح مالايمنع فلاينافى كراهةالتنزيه"......(ردالمحتار : ١/٢٧١)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆
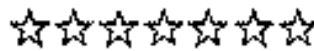
(عشاء)

نماز عشاء وقتِ مقررہ سے کسی وجہ سے مؤخر کرنا:

مسئلہ (۴۰): مسجد میں نماز عشاء کا وقت آٹھ بجے کا ہے اسی مسجد میں نماز عشاء سے پہلے دینی اجتماع تھا جس میں علمائے کرام کے خطاب کی وجہ سے نماز عشاء دس منٹ لیٹ ہوگئی جس کے لیے امام صاحب نے محفل میں موجود نمازی حضرات کو لاؤڈ سپیکر میں آگاہ بھی کیا کہ علماء کے خطاب کی وجہ سے آج نماز عشاء مقرر وقت سے تھوڑی لیٹ پڑھیں گے۔ کیا ایسی صورت میں نماز پر کوئی فرق پڑا یا امام صاحب کا یہ عمل غیر شرعی ہے یا امام صاحب کو یہ اختیار حاصل تھا کہ وہ ایسا کرتا؟

الجواب باسم الملک الوهاب

بشرط صحت سوال صورت مسئولہ میں امام کا یہ عمل غیر شرعی نہیں ہے، جب تک کہ مستحب وقت کے اندر نماز کو کسی دینی مصروفیت کی وجہ سے مؤخر کرے، بلکہ حضور ﷺ سے دینی مشاورت کی وجہ سے تاخیر ثابت ہے، البتہ مستحب وقت سے مؤخر کرنا مکروہ ہے، عشاء کا مستحب وقت تہائی رات تک ہے اور نصف رات تک جائز ہے اور اس سے تاخیر مکروہ ہے۔

"فلو انتظر قبل الصلوة ففي اذان البزازية لو انتظر الاقامة ليدرک الناس الجماعة يجوز ولو احدبعدالاجتماع لا الااذا كان داعرا شريرا "......(فتاویٰ شامی : ۱/۳۶۵)

"فالحاصل ان التاخير القليل لاعانة اهل الخير غير مكروه "......(فتاویٰ شامی : ۱/۳۶۶)

"عبدالاعلیٰ عن حميد قال سالت ثابتا البناني عن الرجل يتكلم بعدماتقام الصلوة فحدثني عن انس بن مالک قال اقيمت الصلوة فعرض لرسول الله ﷺ رجل فحبسه بعدمااقيمت الصلوة "......(سنن ابی داؤد: ۱/۹۱)

"باب الامام تعرض له الحاجة بعدالاقامة، حدثنا ابومعمر عبدالله بن عمرو قال حدثنا عبدالوارث قال حدثنا عبدالعزيز هوابن صهيب عن انس قال

اقیمت الصلوۃ والنبی ﷺ یناجی رجلا فی جانب المسجد فماقام الی الصلوۃ حتی نام القوم" ......(صحیح البخاری : ۱/۸۹)

"(واما العشاء) فالمستحب فیها التاخیر الی ثلث اللیل فی الشتاء ویجوز التاخیر الی نصف اللیل ویکرہ التاخیر عن النصف"......(بدائع الصنائع: ۱/۳۲۵)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

وقت عشاء کب شروع ہوتا ہے؟:

مسئلہ(۴): غروب آفتاب سے وقت عشاء کتنی دیر بعد (یعنی علماء وفقہاء حضرات کی تحقیق کے مطابق گھڑی اور گھنٹے کے حساب سے) شروع ہوتا ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

عشاء کا وقت اندھیرا چھا جانے سے پہلے نظر آنے والی سفیدی کے اختتام سے شروع ہوتا ہے۔

"قال أبو حنیفةؒ یؤذن للفجر بعدطلوعه وفی الظهرفی الشتاء حین تزول الشمس ...... وفی العشاء یؤخرقلیلابعدذهاب البیاض"...... (ردالمحتار: ۱/ ۲۸۳)

"قوله(والیه رجع الامام) ای الی قولهما الذی هوروایة عنه ایضاوصرح فی المجمع بان علیها الفتوی ورده المحقق فی الفتح بانه لایساعده روایة ولادرایة الخ .....قال العلامة قاسم فثبت أن قول الامام هوالاصح ومشی علیه فی البحرمؤیداً له بماقدمناه عنه من انه لایعدل عن قول الامام الالضرورة من ضعف دلیل أوتعامل بخلافه کالمزارعة لکن تعامل الناس الیوم فی عامة البلادعلی قولهماوقدأیده فی النهرتبعاللنقایة والوقایة والدرروالاصلاح ودرالبحاروالامدادوالمواهب وشرحه البرهان وغیرهم مصرحین بان علیه الفتوی وفی السراج قولهما اوسع وقوله احوط " ......(ردالمحتار: ۱/ ۲۶۵)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

وقت عشاء میں امام صاحب کا قول معتبر ہے:

مسئلہ(۴۲): کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ عشاء کی نماز کا وقت کب شروع ہوتا ہے؟ کیا شفق ابیض کے غائب ہونے سے پہلے عشاء کی نماز ادا کر سکتے ہیں؟

الجواب باسم الملک الوهاب

عشاء کا وقت شفق کے غائب ہونے کے بعد شروع ہوتا ہے البتہ شفق میں اختلاف ہے، امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک شفق ابیض ہے اور صاحبین کے نزدیک شفق احمر مراد ہے امام صاحبؒ کا قول راجح اور واجب العمل ہے۔

"قال في الاختيار الشفق البياض وهو مذهب الصديق ومعاذبن جبلؓ وعائشةؓ قلت ورواه عبدالرزاق عن ابي هريرة وعن عمربن عبدالعزيز ولم يروالبيهقي الشفق الاحمرالاعن ابن عمروتمامه فيه واذاتعارضت الاخباروالاثارفلايخرج وقت المغرب بالشك كمافي الهداية وغيرهاقال العلامة قاسم فثبت ان قول الامام هوالاصح ومشى عليه في البحر"......(ردالمحتار: ۱/۲۶۵)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆
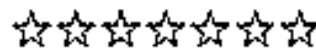
عشاء کا اول وقت:

مسئلہ(۴۳): اذان مغرب اور عشاء کی نماز کے درمیان کتنا وقت ہونا چاہیے آیا ایک گھنٹہ؟ کیا اذان کے بعد نماز جائز ہوجاتی ہے؟ مغرب کی اذان ۷ بجکر ۳۵ منٹ پر اور عشاء کی اذان ہوتی ہے ۸ بجکر ۳۵ منٹ پر اس اذان پر لوگ گھروں میں نماز پڑھتے ہیں اور اکثر شہروں میں ڈیڑھ گھنٹہ بعد اذان ہوتی ہے۔

الجواب باسم الملک الوهاب

نماز عشاء کا وقت شفق ابیض کے غائب ہونے کے بعد شروع ہوتا ہے اور شفق ابیض مختلف جگہوں کے اندر مختلف اوقات میں غروب ہوتا ہے، لہٰذا آپ اپنے علاقے کے اعتبار سے تحقیق کرکے غروب شفق ابیض کے بعد اذان دیں غروب شفق ابیض سے پہلے عشاء کی اذان دینا مفتی بہ اور اصح قول کے مطابق درست نہیں۔

"اول وقت صلوة العشاء اذاغابت الشفق على القولين لمامروآخره مالم يطلع الفجر"...... (کبیری: ۲۰۱)

"قال فی الاختیار الشفق البیاض وھو مذھب الصدیقؓ ومعاذبن جبلؓ وعائشةؓ

.... فثبت ان قول الامام ھو الاصح"...... (الدر المختار: ۱/۲۶۵)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

شفق ابیض کے غائب ہونے سے قبل عشاء کی نماز پڑھنے کا حکم:

مسئلہ(۴۴): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ عشاء کی نماز کا وقت کب شروع ہوتا ہے؟ کیا شفق ابیض کے غائب ہونے سے پہلے عشاء کی نماز پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

عشاء کی نماز کا وقت شفق کے بعد شروع ہوتا ہے اور امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک شفق سے مراد شفق ابیض ہے، اور فتویٰ بھی امام اعظم رحمہ اللہ کے قول پر ہے۔

"ای الشفق ھو البیاض عندالامام"...... (البحر الرائق: ۱/۴۲۷)

"ووقت العشاء لم یکن ثابتا بیقین فلایدخل بالشک فقول ابی حنیفة اوثق"...... (کفایه علی فتح القدیر: ۱/۱۹۶)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

(متفرقات اوقات)

جمع بین الصلوتین کا حکم:

مسئلہ(۴۵): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ کہا جاتا ہے کہ سفر کے دوران ظہرین (ظہر وعصر) اور مغربین (مغرب وعشاء) ایک ساتھ پڑھی جاسکتی ہیں کیا یہ صحیح ہے مہربانی فرما کر راہنمائی فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوھاب

دونمازوں کو ایک وقت جمع کر کے ادا کرنا درست نہیں ہے البتہ ایک نماز کو اس کے آخری وقت میں ادا کرلے اور دوسری نماز کو اول وقت میں ادا کرلے تو یہ صورت مرض یا سفر میں درست ہے۔

"فکما لایجمع بین العشاء والفجر ولابین الفجر والظهر لاختصاص کل واحدمنهما بوقت منصوص علیه شرعا فکذلک الظهر مع العصر والمغرب مع العشاء وتاویل الاخبار ان الجمع بینهما کان فعلا لاوقتا وبه نقول وبیان الجمع فعلا ان المسافر یؤخر الظهر الی آخرالوقت ثم ینزل فیصلی الظهر ثم یمکث ساعة حتی یدخل وقت العصر فیصلیها فی اول الوقت وکذلک یؤخرالمغرب الی آخرالوقت ثم یصلیها فی آخرالوقت والعشاء فی اول الوقت فیکون جامعابینهما فعلا"......(المبسوط: ۱/۲۹۸)

"(وعن الجمع بین الصلاتین فی وقت بعذر)ای منع عن الجمع بینهما فی وقت واحدبسبب العذر للنصوص القطعیة بتعیین الاوقات فلایجوزترکه الا بدلیل مثله ....واما ماروی من الجمع بینهما فمحمول علی الجمع فعلابان صلی الاولی فی آخروقتها والثانیة فی اول وقتها"......(البحرالرائق :۱/۴۴۱)

"ولایجوز الجمع عندنابین صلوتین فی وقت واحدسوی الظهروالعصربعرفة والمغرب والعشاء بمزدلفة"......(حلبی کبیری: ۴۷۰)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆

اوقات نماز کی تعیین کے لیے حدیث امامت جبریل علیہ السلام اصل ہے:

مسئلہ (۴۶): طلوع آفتاب اور غروب آفتاب سے نمازوں کے اوقات کس طرح متعین کیے جاتے ہیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

واضح رہے کہ اوقات نماز میں اصل "حدیث جبریل" ہے، جبکہ ہر نماز کے لیے اول وآخر وقت اس حدیث سے ثابت ہیں جو مندرجہ ذیل ہے:

"أخبرني ابن عباس رضي الله عنه أن النبي ﷺ قال أمني جبرئيل عندالبيت مرتين فصلى الظهرفي الأولى منهماحين كان الفيئ مثل الشراک ثم صلى العصرحين كان كل شيئ مثل ظله ثم صلى المغرب حين وجبت الشمس (أي غربت) وأفطر الصائم ثم صلى العشاء حين غاب الشفق ثم صلى الفجرحين برق الفجر (أي طلع) وحرم الطعام على الصائم وصلى المرة الثانية الظهرحين كان ظل كل شيئ مثله لوقت العصربالأمس ثم صلى العصرحين كان ظل كل شيء مثليه ثم صلى المغرب لوقته الأول ثم صلى العشاء الآخرة حين ذهب ثلث الليل ثم صلى الصبح حين اسفرت الأرض ثم التفت اليَّ جبرئيل فقال يامحمدهذاوقت الأنبياء من قبلک والوقت فيمابين هذين الوقتين"......(جامع الترمذی: ۱/ ۱۳۳)

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری جبرائیل علیہ السلام نے بیت اللہ کے پاس دومرتبہ امامت کروائی، پہلی مرتبہ ظہر کی نماز پڑھائی جبکہ ہر چیز کا سایہ جوتی کے تسمہ کے برابر تھا، پھر عصر کی نماز پڑھائی، جبکہ ہر چیز کا سایہ اس کی مثل ہوگیا، پھر مغرب کی نماز پڑھائی جبکہ سورج غروب ہوا، اور روزہ دار نے روزہ افطار کیا پھر عشاء کی نماز پڑھائی جبکہ شفق غائب ہوگیا اور فجر کی نماز اس وقت پڑھائی جب صبح صادق ظاہر ہوئی اور جس وقت روزہ دار کے لیے کھانا حرام ہوجاتا ہے۔اوردوسری مرتبہ ظہر کی نماز اس وقت پڑھائی جب ہر چیز کا سایہ اس کی مثل ہوجاتا ہے،جس وقت کل عصر پڑھی تھی پھر عصر کی نماز ہر چیز کا سایہ دوگنا ہونے پر، پھر مغرب پہلے دن کے وقت پر اور پھر عشاء تہائی رات گزرجانے پر، پھر صبح کی نماز اس وقت جب زمین روشن ہوگئی پھر جبرائیل علیہ السلام نے میری طرف متوجہ ہوکر کہا اے محمد (ﷺ)! "یہ آپ سے پہلے انبیاء کا وقت ہے اوران دونوں کے درمیان نماز کا وقت ہے"۔

اصل میں نمازوں کے اوقات طلوع آفتاب اور غروب آفتاب سے متعین نہیں کیے گئے، بلکہ اس حدیث کے ذریعے سے متعین کیے گئے ہیں اور اس حدیث کی روشنی میں فقہاء کرام نے وقت کی تعیین کے بارے میں لکھا ہے کہ طلوع آفتاب وغروب آفتاب سے نمازوں کے مستحب اوقات مندرجہ ذیل ہیں:

ا۔نماز فجر:

طلوع فجر (صبح صادق) اور طلوع شمس کے نصف پر نماز فجر کے مستحب وقت کی ابتداء ہے اور انتہا یہ ہے کہ جب نماز شروع کی جائے تو اس وقت طلوع آفتاب میں کم از کم نصف گھنٹہ باقی ہو۔

"ویستحب فی صلوۃ الفجر الاسفار"......(کبیری:۲۰۳،مکتبہ نعمانیہ کوئٹہ)

۲۔نماز ظہر:

طلوع وغروب کے درمیانی وقت کے بعد نماز ظہر ادا کی جاسکتی ہے مگر اس میں تفصیل یہ کہ موسم سرما میں جلدی پڑھنا اور موسم گرما میں دیر سے پڑھنا مستحب ہے۔

"ویستحب ایضاً عندنا الابرادبالظہر فی الصیف ......ویستحب تقدیمھافی الشتاء"......(کبیری:۲۰۴،مکتبہ نعمانیہ کوئٹہ)

۳۔نماز عصر:

غروب شمس سے تقریباً پونے دو گھنٹے قبل، تاہم اصفرار شمس یعنی سورج کی ٹکیہ زرد ہو جانے تک تاخیر کرنا مکروہ تحریمی ہے اور اصفرار شمس غروب سے تقریباً دس منٹ پہلے ہوتا ہے اور یہ وہ وقت ہے جب آنکھ سورج پر ٹک سکے۔

"ویستحب ایضاعندناتأخیرالعصرفی کل الازمنۃ الایوم الغیم مالم تتغیر الشمس"......(کبیری:۲۰۴،مکتبہ نعمانیہ کوئٹہ)

۴۔نماز مغرب:

جب سورج ڈوب گیا تو مغرب کا وقت آگیا پھر جب مغرب کی طرف آسمان کے کنارے پر سرخی باقی رہتی ہے تب تک مغرب کا وقت رہتا ہے غروب کے بعد معمولی دیر کا تو مضائقہ نہیں، لیکن تیقن غروب کے بعد فوراً اذان کہنی چاہیے اور اذان اور اقامت میں تھوڑا سا وقفہ بھی مامور بہ ہے جس کی مقدار تین آیتوں کا پڑھنا ہے اگر اس سے زیادہ دیر کی تو اس میں تفصیل یہ ہے کہ ستاروں کے ظاہر ہونے تک تاخیر کرنا تو مکروہ تحریمی ہے اور اتنی دیر کرنا کہ ایک آدھ

ستارہ ظاہر ہوجائے مکروہ تنزیہی ہے اور اگر ستارے تو ظاہر نہ ہوں مگر اتنی دیر ہوگئی کہ اطمینان سے دو رکعتیں پڑھی جاسکتی ہیں تو اکثر فقہاء اس قدر تاخیر کو مکروہ تنزیہی کہتے ہیں جیسا کہ صاحب الدر اور فتح القدیر وغیرہ نے کہا ہے، تاہم اگر کوئی عذر نہ ہو تو دیر نہ کی جائے، لیکن اگر کوئی عذر ہو جیسے رمضان میں افطار کی وجہ سے دیر ہونا تو مضائقہ نہیں۔

"ویستحب ایضاً تعجیل المغرب فی کل الازمنة الایوم الغیم کمافی الصحیحین.......مالم یؤخروا المغرب الی ان تشتبک النجوم"......(کبیری:۲۰۵،مکتبہ نعمانیہ کوئٹہ)

۵۔نمازِ عشاء:

شفق کے غائب ہونے کے بعد وقت شروع ہوتا ہے، شرعاً رات غروب آفتاب سے طلوع فجر تک ہے، تہائی رات گزرنے سے پہلے عشاء کا وقت مستحب ہے، تہائی رات کے بعد نصف لیل ہونے سے پہلے وقت جواز یعنی مباح ہے اور نصف لیل کے بعد عشاء کی نماز پڑھنا مکروہ ہے۔

"(وتأخیر صلوٰة العشاء الی ماقبل ثلث اللیل مستحب)..........(وتأخیرها الی مابعده أی بعدثلث اللیل الی نصف اللیل مباح)..........(وتأخیرها الی مابعده أی بعدنصف اللیل الی طلوع الفجر مکروه)"......(کبیری:۲۰۵،۲۰۶،مکتبہ نعمانیہ کوئٹہ)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

مروجہ اوقات صلوۃ کے نقشے تخمینی ہیں:

مسئلہ(۴۷): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ تقریباً تمام مساجد میں اوقات نماز کی بابت چارٹ لگے ہوتے ہیں ہماری مسجد (جو دیوبند مسلک سے تعلق رکھنے والوں نے زمین خرید کر تعمیر کی ہے) میں آج مورخہ ۷ رستمبر کو ان اوقات میں نمازیں اس طرح ادا کی گئی کہ فجر صبح ۵:۵،ظہر ۱:۳۰ پر، عصر شام پانچ بجے، مغرب ۶:۲۶ پر، چارٹ کے ٹائم سے چار منٹ بعد اذان دی گئی یعنی ۶:۲۶ پر، ۸:۱۵ بجے عشاء ہوئی، بعض نمازی حضرات کا کہنا ہے کہ عصر کی نماز پونے پانچ بجے اور مغرب کی اذان چارٹ کے مطابق چھ بج کر چھبیس منٹ پر ہونی چاہیے، بلکہ بعض

لوگ کہتے ہیں کہ اذان مغرب چارٹ کے حساب سے دی جائے، بعد میں ۵ منٹ تک نمازی حضرات کا انتظار کرلیا جائے اس میں آپ کی کیا رائے ہے، اب میں چارٹ کے اوقات تحریر کررہا ہوں تاکہ آپ اس معاملے کی نوعیت کے مطابق انصاف کرسکیں۔ فجر ۴:۱۸ بجے، ظہر ۲:۰۰ بجے عصر ۴:۳۲ بجے غروب آفتاب ۶:۳۲۔

الجواب باسم الملک الوهاب

واضح رہے کہ تمام نقشے تخمینی ہیں اوراذان کے لیے یقینی طور پر وقت کا داخل ہونا ضروری ہے، لہذا اگر آپ کے امام صاحب عالم ہیں تو یہ ان کی صوابدید پر چھوڑ دیں ہر عام وخاص کو مفتی نہیں بننا چاہیے۔

"ومنها أن يكون عالمابالسنة لقوله ﷺ"يؤمكم اقرؤكم ويؤذن لكم خياركم " وخيار الناس العلماء ....ومنها ان يكون عالما باوقات الصلاة"......(بدائع الصنائع: ۱/ ۳۷۳)

"تقديم الاذان على الوقت في غير الصبح لايجوز اتفاقاو كذافي الصبح عندابي حنيفة ومحمد وان قدم يعادفي الوقت هكذافي شرح المجمع البحرين لابن الملک".....(الهندية : ۱/ ۵۳)

واللہ تعالی اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

مسجد میں سرخ بلب روشن ہوتو نماز کا حکم:

مسئلہ(۴۸): کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام دین متین اس مسئلہ میں کہ مسجد کے اندر جب سرخ بلب جل رہا ہوتو ایسے وقت میں نماز پڑھنے کا کیا حکم ہے؟

الجواب باسم الملک الوهاب

مسجد میں اگر سرخ بلب مکروہ اوقات کو ظاہر کرنے کے لیے لگایا گیا ہو جیسا کہ عموماً اسی مقصد کے لیے لگایا جاتا ہے تو ایسے وقت میں نماز پڑھنا مکروہ ہے، بشرطیکہ وہ صرف مکروہ اوقات ہی میں جلایا جاتا ہو، اور اگر مقررہ وقت کی شناخت کے لیے نہ ہو بلکہ روشنی کے لیے دیگر بلبوں کی طرح جلتا ہو تو فی نفسہ سرخ بلب جلتے وقت نماز پڑھنے میں شرعاً کوئی قباحت نہیں۔

”قال فی الکنز ومنع عن الصلوۃ وسجدۃ التلاوۃ وصلاۃ الجنازۃ عند الطلوع والاستواء والغروب الاعصر یومہ وعن التنفل بعد صلاۃ الفجر والعصر لاعن قضاء فائتہ وسجدۃ تلاوۃ وصلاۃ جنازۃ“......(کنز علی البحر الرئق: ۱/۴۳۲تا۴۳۸)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

نماز کے لیے گھڑی کے اوقات مقرر کرنا:

مسئلہ(۴۹): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ عہد نبوی اور عہد صحابہ میں فرض نمازوں کے اوقات کی کیا ترتیب تھی آیا تمام نمازوں کے اوقات مقرر تھے یا جس وقت آپ ﷺ تشریف لاتے تو اس وقت جماعت کھڑی ہوتی تھی اس کے بارے میں جواب عنایت فرمائیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

صورت مرقومہ میں گھنٹوں کے حساب سے نماز کے اوقات متعین کرنا حضور ﷺ کے زمانہ میں نہ تھا، لیکن حضور ﷺ اوقات مستحبہ بتا چکے تھے اس لیے اذان کے بعد اوقات مستحبہ میں حضور ﷺ جب بھی تشریف لے آتے جماعت کھڑی ہو جاتی اور حضور ﷺ کی عدم موجودگی میں آپ کے نائب بھی ایسا ہی کرتے، اب اس زمانہ میں کثرت مصروفیت کی وجہ سے لوگوں کی سہولت کے لیے گھنٹوں سے وقت متعین کرنا جائز ہے لیکن اسی کو ضروری خیال کر کے امام کو بروقت جماعت کھڑی کرنے پر مجبور کرنا جائز نہیں کیونکہ خیر القرون میں اس کی مثال نہیں ملتی کہ امام پر اس قسم کی پابندی ہو۔

”وفی الھدایۃ :ویستحب الاسفار بالفجر لقولہ علیہ السلام اسفروا بالفجر فانہ اعظم للأجر......والابراد بالظھر فی الصیف وتقدیمہ فی الشتاء وتاخیر العصر مالم تتغیر الشمس فی الصیف والشتاء ویستحب تعجیل المغرب...... وتأخیر العشاء الی ماقبل ثلث اللیل“......(الھدایۃ : ۱/ ۷۹)

”وندب تاخیر الفجر وظھر الصیف والعصر مالم تتغیر والعشاء الی الثلث والوتر الی آخر اللیل لمن یثق بالانتباہ“......(کنز علی البحر الرائق: ۱/ ۴۲۸)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆

نمازوں کے اوقات کا دورانیہ:

مسئلہ(۵۰): طلوع آفتاب اور غروب آفتاب سے نمازوں کے اوقات کس طرح متعین کئے جاتے ہیں؟

الجواب باسم الملک الوہاب

احادیث مبارکہ میں نمازوں کے اوقات کا دورانیہ مذکور ہے فجر کا وقت صبح صادق سے طلوع آفتاب تک ہے اور مغرب کی نماز کا وقت غروب آفتاب سے شروع ہوتا ہے وغیرہ اور یہ اوقات سارا سال بدلتے رہتے ہیں اس بارے میں ہر علاقے کے علماء نے اوقات نماز کی دائمی جنتریاں تیار کی ہیں، آپ اپنے علاقے کے مستند عالم کی طرف رجوع کریں۔

"من اول طلوع الفجر الثاني وهوالبياض المنتشر المستطير لا المستطيل الى قبيل طلوع ذكاء بالضم غير منصرف اسم الشمس ووقت الظهر من زواله اى ميل ذكاء عن كبد السماء الى بلوغ الظل مثليه وعنه مثله وهو قولهما وزفر والأئمة الثلاثة قال الامام الطحاوى وبه نأخذ وفى غرر الاذكار وهو المأخوذ به وفى البرهان وهو الأظهر لبيان جبريل وهو نص فى الباب وفى الفيض وعليه عمل الناس اليوم وبه يفتى سوى فئ يكون للأشياء قبيل الزوال ويختلف باختلاف الزمان والمكان ولو لم يجد مايغرز اعتبر بقامته وهى ستة أقدام ونصف بقدمه من طرف ابهامه وقت العصر منه الى قبيل الغروب فلو غربت ثم عادت هل يعود الوقت الظاهر نعم وهى الوسطى على المذهب ووقت المغرب منه الى غروب الشفق وهو الحمرة عندهما وبه قالت الثلاثة واليه رجع الامام كمافى شروح المجمع وغيرها فكان هو المذهب ووقت العشاء والوتر منه الى الصبح".....(الدر المختار على هامش ردالمحتار ۱/ ۲۶۳ تا ۲۶۶)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

جمع بین الصلوتین:

مسئلہ(۵۱): کلام اللہ میں واضح طور پر فرمایا گیا ہے کہ نمازوں کو ان کے اپنے اپنے اوقات میں فرض کیا گیا ہے اس روشنی میں کیا یہ جائز ہے؟ کہ.........

(۱)　سفر کے دوران یا کسی اور مجبوری کے تحت ظہر وعصر کو ملا کر پڑھنا؟(۲) اسی طرح مغرب وعشاء اور وتر کو مغرب کے وقت میں یا عشاء کے وقت میں ملا کر پڑھنا، کیونکہ کلام اللہ کی رو سے ظہر کے وقت عصر کی فرضیت شروع نہیں ہوتی، اسی طرح مغرب کے وقت عشاء کی فرضیت شروع نہیں ہوتی جبکہ عصر کے وقت ظہر کی قضاء اور عشاء کے وقت مغرب کی قضا کا تصور تو ہے۔(۳) کیا حج کے علاوہ بھی کسی مقام پر نمازوں کو ملا کر پڑھنا جائز ہے؟(۴) کیا کوئی نماز سفر یا کسی اور مجبوری کے تحت وقت سے پہلے پڑھنا جائز ہے؟ حضرت نعمان بن ثابت امام ابوحنیفہؒ اور دیگر ائمہ کرام کا اس بارے میں کیا مسلک ہے؟ نیز قصر نمازوں میں سنتوں وغیرہ کے بارے میں کیا مسئلہ ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

(۱) واضح رہے کہ احناف کے نزدیک حج کے دوران عرفہ اور مزدلفہ کے علاوہ کسی اور مقام پر ایک ہی وقت میں جمع بین الصلاتین جائز نہیں خواہ عذر ہو یا نہ ہو، البتہ جمع بین الصلاتین صورتاً صرف عذر یا سفر کی وجہ سے جائز ہے یعنی نماز ظہر کو اس کے آخری وقت میں اور نماز عصر کو اس کے اول وقت میں پڑھا جائے اور اسی طرح نماز مغرب کو اس کے آخری وقت میں اور نماز عشاء کو اس کے اول وقت میں پڑھا جائے تو جائز ہے۔

”ولایجمع بین الصلوتین فی وقت واحد لافی السفر ولافی الحضر بعذر ماماعدا عرفة والمزدلفة کذافی المحیط“......(الھندیة : ۱/ ۵۲)

”الجمع بین الصلاتین فعلا بعذر المطر جائز، لاحراز فضیلة الجماعة وذلک بتأخیر الظھر وتعجیل العصر وتأخیر المغرب وتعجیل العشاء“......(المحیط البرھانی: ۲/ ۹)

۲۔　یاد رہے کہ اوقات مکروہ کے علاوہ فوت شدہ نمازوں کو ہر وقت قضاء کرنا جائز ہے۔

”ثم لیس للقضاء وقت معین بل جمیع اوقات العمر وقت له الاثلاثة وقت طلوع الشمس ووقت الزوال ووقت الغروب فانه لاتجوز الصلاة فی ھذه الاوقات کذافی البحر الرائق“......(الھندیة : ۱/ ۱۲۱)

۳۔　کسی بھی فرض نماز کو دخول وقت سے پہلے پڑھنا ہرگز جائز نہیں۔

”وان صلی المریض قبل الوقت عمداً اوخطأً مخافة ان یشغله المرض عن الصلاة لم یجزئه“......(الھندیة : ۱/ ۱۳۸)

۴۔ حنفیہ اور مالکیہ کے نزدیک جمع بین الصلاتین عذر کی وجہ سے صرف صورۃً جائز ہے، حقیقتاً جائز نہیں۔

”وقال مالک لایجمع الرجل بین الصلاتین فی السفر الا أن یجدبه السیر فاذاجدّ به السیر جمع بین الظهر والعصر ویؤخر الظهر حتی یکون فی آخر وقتها ثم یصلیها ثم یصلی العصر فی أول وقتها“......(المدونة الکبری: ۱/ ۲۰۵، مکتبه دار الکتب العلمیه بیروت)

۵۔ حنابلہ اور شافعیہ کے ہاں جمع بین الصلاتین حقیقتاً عذر کی وجہ سے جائز ہے۔

”ان الجمع بین الصلاتین فی السفر فی وقت احداهما جائز فی قول اکثر اهل العلم“......(المغنی: ۲/ ۱۷۲)

”قال الشافعیؒ فدلت سنة رسول الله صلی الله علیه وسلم علی ان للمسافر ان یجمع بین الظهر والعصر وبین المغرب والعشاء فی وقت احداهما “......(کتاب الام: ۱/ ۱۵۹، ۱۶۰)

۶۔ اگر سفر اپنی سواری پر ہو رہا ہو اور حالت امن ہو اور جلدی بھی نہ ہو تو سنن کی ادائیگی بہتر ہے اور اگر سواری اپنی نہیں یا حالت امن نہیں یا جلدی ہے تو سنن ونوافل کو ترک کر سکتا ہے لیکن فجر کی سنتوں کو حتی الامکان ادا کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔

”(ویأتی) المسافر (بالسنن) ان کان (فی حال امن وقرار والا)بأن کان فی خوف وفرار(لا)یأتی بها هو المختار لأنه ترک لعذر تجنیس قیل الاسنة الفجر“......(الدر المختار: ۱/ ۵۸۵)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

عذر کی وجہ سے جمع بین الصلاتین کا حکم:

مسئلہ(۵۲): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہمارے ایک بزرگ ہیں جو کہ چلنے پھرنے سے معذور ہیں کیا وہ دو نمازیں اکٹھی ادا کر سکتے ہیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

صورت مرقومہ میں دونمازوں کوفعلا ایک نماز کودوسری نماز کے وقت میں پڑھنا اکٹھا کرناعذر ہو یابلا عذر جائزنہیں، البتہ عذر کے باعث صورتاً ایک نماز کوآخری وقت میں پڑھنا اوردوسری نماز کوابتدائی وقت میں جمع کر کے ادا کرسکتے ہیں۔

۲۔ کسی خوبصورت انسان کااپنی خوبصورتی کی وجہ سےدوسروں کوحقیر سمجھناتکبر ہےاورتکبر حرام ہے۔

"(ولاجمع بين فرضين في وقت واحدبعذر) سفرومطرقال في الشامي (قوله محمولا الخ اى مارواه ممايدل على التأخيرمحمول على الجمع فعلالاوقتا،أى فعل الأولى في آخروقتهاوالثانية في أول وقتها "......(الدرمع الرد: ۱/ ۳۸۱)

" وقيل الجمع بين الصلاتين فعلالعذرالمطرجائز،حرزالفضيلة الجماعة وذلک بتأخيرالظهروتعجيل العصروتأخيرالمغرب وتعجيل العشاء"......(منية المصلى: ۳۶۹)

"(في وقت) احترزعن الجمع بينهمافعلا،وكل واحدة منهمافي وقتهابأن يصلي الأولى في آخروقتهاوالثانية في أول وقتهافذلک جائزكمافي التبيين " ......(الطحطاوی: ۱۷۹)

"عن عبدالله عن النبي ﷺ قال لايدخل الجنة من كان في قلبه مثقال ذرة من كبرولايدخل النارمن في قلبه مثقال ذرة من إيمان قال فقال رجل إنه يعجبني أن يكون ثوبي حسناونعلي حسنا،قال:إن الله يحب الجمال ولكن الكبرمَنْ بَطَرَ الحق وغمص الناس هذاحديث حسن صحيح غريب " ......(ترمذی: ۲/ ۲۶۳)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

نماز کے وقت سے قبل نماز پڑھنے کا حکم:

مسئلہ(۵۳): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص روزانہ بذریعہ ٹرین سفر کرتا ہے صبح 5:30 دسمبر اور جنوری کے مہینوں میں ٹرین چلتی ہے فجر کی نماز مذکورہ مہینوں میں 5:25 پر پڑھ لیتا ہے بوجہ مجبوری کہ ٹرین میں آداب کا لحاظ نہیں رکھا جا سکتا لہذا وہ پلیٹ فارم پر آداب کے ساتھ نماز فجر ادا کر لیتا ہے اس کی نماز پڑھنے کے پانچ یا سات منٹ بعد اذانیں شروع ہو جاتی ہیں آیا اس کی نماز ہوئی کہ نہیں؟ اگر نہیں تو اب کیا کرے؟ شرعی لحاظ سے مسئلہ کا حل بتلائیں۔

الجواب باسم الملک الوهاب

مذکورہ صورت میں اگر وقت داخل ہو چکا تھا تو نماز ہوگئی اور اگر وقت داخل نہیں ہوا تھا تو نماز نہیں ہوگی، لہذا قبل از وقت پڑھی ہوئی نمازوں کی قضاء ضروری ہے۔

"قال الله تعالى: ان الصلوة كانت على المؤمنين كتابا موقوتا...... معناه انه مفروض في اوقات معلومة معينة" ...... (احكام القرآن لابي بكر الجصاص: ۲/۳۷۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

بارش یا کسی اور عذر کی وجہ سے دو نمازوں کو ایک وقت میں ادا کرنا:

مسئلہ(۵۴): کیا فرماتے ہیں علماء کرام و مفتیان عظام دین متین درج ذیل مسئلہ کے بارے میں کہ بارش یا کسی عذر کے باعث دو نمازوں کو ایک نماز کے وقت میں پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

اگر جائز ہے تو کن شرائط کی بناء پر؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں وضاحت درکار ہے۔

الجواب باسم الملک الوهاب

اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہر نماز کا وقت متعین کیا ہے اس لیے قبل از وقت نماز نہیں ہوتی اور بعد از وقت قضاء شمار ہوتی ہے، حتی کہ میدان جنگ میں عین لڑائی کے وقت نماز خوف پڑھنے کا حکم دیا گیا نہ یہ کہ نمازوں کو باہم جمع کر کے پڑھنے کا اور اگر لڑائی سخت ہو اور نماز میں اتنی تاخیر ہو جائے کہ اس کا وقت ہی جاتا رہے تو وہ نماز قضاء شمار ہوتی ہے، اس

کو جمع تاخیر کا عنوان نہیں دیا جا سکتا، اسی لیے غزوہ خندق کے موقع پر جب حضور اکرم ﷺ اور حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کی بعض نمازوں میں تاخیر ہوگئی تو آپ نے اس پر افسوس کا اظہار فرمایا اگر اس کو جمع تاخیر کا عنوان دینا ممکن ہوتا تو حضور اکرم ﷺ بددعا دیتے ہوئے یہ نہ فرماتے۔

"حبسونا عن صلوۃ الوسطیٰ صلوۃ العصر ملأ اللہ بیوتھم وقبورھم نارا"

......(سنن ابی داؤد: ۱/۷۰)

ارشاد ربانی ہے:

"ان الصلوۃ کانت علی المؤمنین کتابا موقوتا"......(النساء: ۱۰۳)

بے شک نماز تو ایمان والوں پر پابندی وقت کے ساتھ فرض ہے۔

"عن ابی قتادۃ قال خطبنا رسول اللہ ﷺ ......اما انہ لیس فی النوم تفریط انما التفریط علی من لم یصل الصلوۃ حتی یجیء وقت الصلوۃ الاخری"

......(صحیح مسلم، باب قضاء الفائتۃ: ۲۳۸، ۱/۲۳۹، قدیمی کتب خانہ)

حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ہمیں خطبہ دیا (اور اس میں فرمایا) کہ نیند میں گناہ نہیں ہے، گناہ تو یہ ہے کہ کوئی شخص نماز نہ پڑھے تا آنکہ دوسری نماز کا وقت آجائے۔

واضح رہے کہ جمع بین الصلوتین کی جتنی روایات منقول ہیں وہ جمع ظاہری کی ہیں تمام روایات کے تفصیلی تجزیہ کے بعد یہی نتیجہ نکلتا ہے، البتہ دوران حج صرف عرفات میں جمع تقدیم (ظہر کے وقت میں ظہر اور عصر) اور مزدلفہ میں جمع تاخیر (عشاء کے وقت میں مغرب اور عشاء) رسول اکرم ﷺ سے ثابت ہے، لہٰذا ان مقامات کے علاوہ اپنے قیاس سے نمازوں کے اوقات میں تقدیم و تاخیر کا اختیار کسی کو نہیں ہے، البتہ سفر کی حالت میں یا کسی اور ضرورت کی وجہ سے جمع ظاہری (صوری) کرنا چاہے تو اس کی اجازت ہے چونکہ اس میں پابندی وقت کا لحاظ رہتا ہے، عرفات و مزدلفہ کے علاوہ جمع بین الصلوتین کی جو روایات نبی اکرم ﷺ سے منقول ہیں وہ جمع ظاہری کی ہیں اور اس کا واضح قرینہ یہ ہے کہ آپ نے ہمیشہ ظہر عصر اور مغرب وعشاء کو جمع کیا کہ جمع ظاہری (صوری) کے لحاظ سے یہ ممکن تھا جب کہ آپ ﷺ نے کبھی بھی فجر و ظہر کو جمع نہیں کیا چونکہ یہاں اوقات کی رعایت نہیں رہتی۔

"عن انس ان النبی ﷺ اذا عجل علیہ السفر یؤخر الظھر الی اول وقت العصر فیجمع بینھما ویؤخر المغرب حتی یجمع بینھما وبین العشاء حین

یغیب الشفق "......(صحیح مسلم،باب جواز الجمع بین الصلوتین فی السفر
: ۱/۲۴۵،قدیمی کتب خانہ)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر نبی اکرم ﷺ کو سفر کی جلدی ہوتی تو آپ ظہر کو عصر کے ابتدائی وقت تک مؤخر کرتے اور دونوں نمازوں کو جمع کر کے پڑھتے (ظہر کو عصر کے اخیر وقت میں اور عصر کو عصر کے اول وقت میں)اسی طرح مغرب کو غروب شفق تک مؤخر کر کے عشاء کے ساتھ جمع کر کے پڑھتے۔

یہی وجہ ہے کہ بعض اوقات حضور ﷺ نے خوف سفر کے عذر کے بغیر بھی جمع ظاہری پرعمل کرلیا کہ ایک نماز کو اس کے آخری وقت میں اور دوسری کو اس کے اول وقت میں پڑھ لیا تاکہ اگر امت کو ضرورت پڑے تو وہ مشقت میں مبتلا نہ ہو۔

"عن ابن عباس ؓ قال صلی رسول الله ﷺ الظهر والعصر جمعا بالمدينة فی غير خوف ولاسفر قال ابوا لزبير فسالت سعيد الم فعل ذلک ؟فقال سألت ابن عباس كما سالتنی فقال اراد ان لايحرج احدامن امته "......(صحيح مسلم : ۱/۲۴۶،قديمی كتب خانه)

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ میں ظہر وعصر کو ملا کر پڑھا حالانکہ یہ کسی خطرہ یا سفر کی حالت نہ تھی ابوالزبیر کہتے ہیں کہ میں نے حضرت سعید سے پوچھا کہ آپ نے ایسا کیوں کیا؟ حضرت سعید نے جواب دیا کہ میں نے یہ بات حضرت ابن عباس سے پوچھی تھی تو انہوں نے بتایا کہ آپ ﷺ کا مقصد تھا کہ لوگ تنگی میں مبتلاء نہ ہوں،مشہور غیر مقلد عالم علامہ مبارکپوری کا قول حضرت ابن عباس کی اس روایت کی بابت فتاویٰ نذیریہ میں ہے کہ۔

اس حدیث میں جمع بین الصلوتین سے مراد جمع صوری ہے یعنی ظہر کو اس کے آخر وقت میں اور عصر کو اس کے اول وقت میں پڑھا،وعلی ہذا القیاس مغرب وعشاء کو پڑھا اس جواب کو علامہ قرطبی نے پسند کیا ہے اور امام الحرمین نے اس کو ترجیح دی ہے اور قدماء میں سے ابن الماجشون اور طحاوی نے اس کے ساتھ جزم کیا ہے اور ابن سید الناس نے اس کو قوی بتلایا ہے اس وجہ سے کہ اس کے راوی ابوالشعثاء ہیں جنہوں نے اس کو حضرت ابن عباس سے روایت کیا ہے ان کا خیال بھی یہی ہے کہ اس حدیث میں جمع سے جمع صوری مراد ہے،علامہ شوکانی نیل الاوطار میں لکھتے ہیں کہ اس حدیث میں جمع سے جمع صوری مراد ہونا متعین ہے۔(فتاویٰ نذیریہ:۱/۳۶۵)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

ملک میں ٹائم آگے کرنے سے نمازوں کے اوقات کا حکم:

مسئلہ(۵۵): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام ان مسائل کے بارے میں

(۱) حکومت پاکستان نے ٹائم تبدیل کیا ہے جس کی وجہ سے نماز کے اوقات میں بھی فرق واقع ہو گیا ہے۔

مثلاً ایک مسجد میں ظہر کی نماز ہوا کرتی تھی سوا ایک بجے اور اب وہ نئی ٹائمنگ کے اعتبار سے ڈیڑھ بجے پڑھنا چاہتے ہیں جب کہ دن کے اعتبار سے یہ ٹائم ساڑھے بارہ کا ہے۔

کیا اس میں کوئی حرج ہے؟ اگر حرج ہے تو نماز ظہر کے لیے افضل وقت کیا ہے؟ حدیث کی رو سے ظہر کا افضل وقت تحریر فرمادیں، نوازش ہوگی۔

(۲) کیا مسلک احناف کے اعتبار سے عصر کی نماز مثل ثانی کے ختم ہونے سے پہلے پڑھ سکتے ہیں؟ مثلاً نئے ٹائم کے مطابق عصر کی نماز پانچ بجے پڑھی جائے جب کہ مثل ثانی ختم ہوتی ہے 5:37 پر تو کیا پانچ بجے نماز عصر ادا کرنا درست ہوگا یا نہیں؟ احادیث کی روشنی میں فقہ حنفی کے مطابق مسئلہ کی وضاحت فرمادیں۔

نوازش ہوگی۔

الجواب باسم الملک الوهاب

ہر نماز اس کے وقت میں پڑھنا لازم ہے اگر وقت سے پہلے نماز پڑھ لی گئی تو نماز نہ ہوگی چنانچہ اگر ظہر کی نماز زوال سے قبل اور عصر کی نماز مثل ثانی ختم ہونے سے پہلے پڑھی جائے تو یہ نمازیں نہ ہوں گی، اور ان کی قضاء ضروری ہے لہٰذا پریشان نہ ہوں انہی سابقہ وقتوں پر اپنی نمازیں پڑھیں صرف ایک گھنٹہ انہی وقتوں سے آگے کرلیں۔ اسی طرح جتنے نقشے ہیں مثلاً وقت زوال، استواء، طلوع، غروب، صبح صادق، غروب شفق وغیرہ سب میں ایک ایک گھنٹہ آگے کرلیں۔

"ووقت الظهر من الزوال الى بلوغ الظل مثليه سوى الفئى كذافى الكافى وهو الصحيح هكذا فى محيط السرخسى"......(الهنديه: ۱/۵۱)

"ووقت العصر من صيرورة الظل مثليه غير فىء الزوال الى غروب الشمس هكذا فى شرح المجمع"......(الهنديه: ۱/۵۱)

"يشترط لصحة الصلاة دخول الوقت واعتماد دخوله"......(رد المحتار على در المختار: ۱/۲۷۳)

"(قوله وبعد خروجه)ای خروج الوقت بلا صلاۃ "(رد المحتار:۲۶۲/۱)

"قال اللہ تعالیٰ (ان الصلوۃ کانت علی المؤ منین کتابا موقوتا) "
......(النساء:۱۰۳)

"روی عن عبد اللہ بن مسعودؓ انہ قال (ان للصلاۃ وقتا کوقت الحج)"
......(احکام القرآن: ۲/۳۷۴)

"عن علیؓ ان النبی ﷺقال یا علی ثلث لاتوخرھا الصلوۃ اذا اتت والجنازۃ اذا حضرت والایم اذا وجدت لھا کفوا،رواہ الترمذی"......(مشکوۃ المصابیح:۱/۲۲)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆
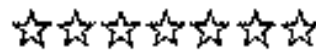
پانچ نمازوں کے اوقات:

مسئلہ(۵۶): کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ نمازوں کے اوقات کیا ہیں؟کس نماز کا کب تک وقت ہوتا ہے،پانچوں نمازوں کے اوقات لکھ دیں۔

الجواب باسم الملک الوھاب

صورت مسئولہ میں فجر کی نماز کا وقت صبح صادق سے طلوع آفتاب تک ہے اور ظہر کی نماز کا وقت زوال شمس سے لے کر ہر چیز کا سایہ دو مثل ہوجانے تک ہے،سوائے فی ءالزوال (سایہ اصلی) کے،اور عصر کی نماز کا وقت اس کے بعد سے شروع ہو کر غروب آفتاب تک ہے،اور مغرب کی نماز کا وقت غروب آفتاب سے لے کر شفق ابیض کے غروب ہونے تک ہے،اور عشاء کی نماز کا وقت غیوبت شفق ابیض سے صبح صادق تک رہتا ہے۔

"باب المواقیت ،اول وقت الفجر اذاطلع الفجر الثانی وھو المعترض فی الافق وآخروقتھا مالم تطلع الشمس ......واول وقت الظھر اذازالت الشمس وآخروقتھا عندابی حنیفة اذاصارظل کل شیء مثلیه سوی فیء الزوال...... واول وقت العصر اذاخرج وقت الظھر علی القولین وآخروقتھا مالم تغرب

الشمس ......واول وقت المغرب اذاغربت الشمس وآخر وقتها مالم یغیب الشفق......واول وقت العشاء اذاغاب الشفق وآخر وقتها مالم یطلع الفجر لقوله علیه السلام وآخر وقت العشاء حین لم یطلع الفجر "......(هدایه : ۱/۷۸)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

طلوع آفتاب کے بعد کتنی دیر نماز پڑھنا ممنوع ہے؟

مسئلہ(۵۷): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ جب طلوع آفتاب ہوجائے تو کتنی دیر تک نماز پڑھنا منع ہے۔

الجواب باسم الملک الوھاب

طلوع آفتاب کے بعد جب تک سورج اتنا بلند نہ ہوجائے کہ اس کی طرف نظر کرنا مشکل ہو تو اس وقت تک سورج طلوع ہی کے حکم میں ہے، لہٰذا اتنی دیر نماز پڑھنا منع ہے۔

"قال الشیخ الامام ابوبکر محمدبن فضل مادام الانسان یقدر علی النظر الی قرض الشمس فهی فی الطلوع "......(فتاوی عالمگیری: ۱/۵۲)

"ومادامت العین لاتحار فیها فهی فی حکم الشروق کماتقدم فی الغروب " ......(ردالمحتار: ۱/۲۷۳)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

نفل نمازوں کے اوقات:

مسئلہ(۵۸): کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ نفل نمازوں کے اوقات کیا ہیں؟ کن اوقات میں انسان نفل نماز پڑھ سکتا ہے اور کن اوقات میں نہیں پڑھ سکتا؟

الجواب باسم الملک الوھاب

نوافل کی ادائیگی ہر وقت میں کی جاسکتی ہے سوائے بارہ اوقات کے جو کہ درج ذیل ہیں۔

(۱) طلوع شمس سے لے کر سورج کے روشن ہونے تک۔
(۲) استوائے شمس سے لے کر زوال شمس تک۔
(۳) عصر کے بعد تغیر شمس سے لے کر غروب شمس تک۔
(۴) طلوع صبح صادق سے لے کر فجر کی نماز کی ادائیگی تک۔
(۵) نماز فجر کی ادائیگی سے لے کر طلوع فجر تک۔
(۶) صلوۃ عصر کی ادائیگی سے لے کر غروب شمس تک۔
(۷) غروب شمس سے لیکر صلوۃ مغرب کی ادائیگی تک۔
(۸) امام کے نماز میں شروع ہونے کے بعد۔
(۹) خطبہ کے دوران۔
(۱۰) جب امام خطبہ کے لیے نکلے اور خطبہ ابھی تک شروع نہ کیا ہو۔
(۱۱) امام کے خطبہ سے فارغ ہونے سے لے کر نماز کی ادائیگی تک۔
(۱۲) عیدین کے روز فجر کی نماز کے بعد نماز عیدین کی ادائیگی تک۔

"واماالذی یرجع الی الوقت فیکرہ التطوع فی الاوقات المکروھۃ وھی اثناعشر بعضھا یکرہ التطوع فیھا لمعنی فی الوقت وبعضھا یکرہ التطوع فیھالمعنی فی غیر الوقت اماالذی یکرہ التطوع فیھالمعنی یرجع الی الوقت فثلاثۃ اوقات احدھا مابعد طلوع الشمس الی ان ترتفع وتبیض والثانی عنداستواء الشمس الی ان تزول والثالث عندتغیر الشمس وھواحمرارھا واصفرارھا الی ان تغرب ففی ھذہ الاوقات الثلاثۃ یکرہ کل تطوع فی جمیع الازمان یوم الجمعۃ وغیرہ "......(بدائع الصنائع : ۱۴،۱۵/۲)

"واما الاوقات التی یکرہ فیھاالتطوع لمعنی فی غیر الوقت فمنھامابعد طلوع الفجرالی صلاۃ الفجر ومابعد صلاۃ الفجر الی طلوع الشمس ومابعد صلاۃ العصر الی مغیب الشمس ...... ومنھا مابعدالغروب یکرہ النفل وغیرہ لان فیہ تاخیر المغرب وانہ مکروہ ومنھا مابعد شروع الامام فی الصلاۃ وقبل شروعہ

بعدما اخذ المؤذن فی الاقامۃ یکرہ التطوع فی ذالک الوقت قضاء لحق الجماعۃ کما تکرہ السنۃ الا فی سنۃ الفجر علی التفصیل الذی ذکرنا فی السنن ومنہا وقت الخطبۃ یوم الجمعۃ یکرہ فیہ الصلاۃ لانہا سبب لترک استماع الخطبۃ و......منہاما بعد خروج الامام للخطبۃ یوم الجمعۃ قبل ان یشتغل بہا ومابعدفراغہ منہا قبل ان یشرع فی الصلاۃ یکرہ التطوع فیہ...... ومنہا ماقبل صلاۃ العید یکرہ التطوع فیہ لان النبی ﷺ لم یتطوع قبل العیدین مع شدۃ حرصہ علی الصلاۃ "......(بدائع الصنائع : ۲/۱۸،۱۲)

"التطوع المطلق یستحب اداءہ فی کل وقت کذا فی محیط السرخسی" ......(فتاویٰ ھندیۃ:۱/۱۱۳)

مندوبات میں سرفہرست اشراق، چاشت، اوابین، اور تہجد (یعنی رات کی نماز) ہیں اشراق کی دو رکعتیں ہیں، چاشت کی کم از کم دو رکعتیں اور زیادہ سے زیادہ بارہ رکعتیں ہیں، اوران دونوں کا وقت ارتفاع شمس سے لے کر زوال شمس تک ہے، اوابین کی چھ رکعتیں اوران کا وقت مغرب کے بعد ہوتا ہے اور تہجد کی نماز جو کہ رات کی نماز ہے اس کو رات کے کسی بھی حصہ میں ادا کیا جا سکتا ہے صبح صادق سے پہلے تک۔

"عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ من صلی الصبح فی جماعۃ ثم قعد یذکر اللہ حتی تطلع الشمس ثم صلی رکعتین کانت لہ کاجر حجۃ وعمرۃ"......(اعلاء السنن:۷/۳۰)

"ومن المندوبات صلاۃ الضحیٰ واقلہا رکعتان واکثرہا ثنتاعشرۃ رکعۃ ووقتہا من ارتفاع الشمس الی زوالہا...... ومنہا صلاۃ اللیل کذافی البحر الرائق ومنتہی تہجدہ علیہ السلام ثمان رکعۃ واقلہ رکعتان کذافی فتح القدیر ناقلۃ عن المبسوط "......(فتاویٰ ھندیۃ: ۱/۱۱۲)

"وست بعدرکعتی المغرب"......(الاشباہ والنظائر لابن نجیم :۳۸)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

انگلستان میں ایک وضوء سے دو نمازیں پڑھنے کا حکم:

مسئلہ(۵۹): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اکثر انگلستان میں ظہر اور عصر کی نمازوں کے اوقات قریب قریب ہوتے ہیں سردی کی وجہ سے بار بار وضو کرنا مشکل ہے کیا ان دونوں نمازوں کو اکٹھا کرکے پڑھا جاسکتا ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

ایک وضوء سے دو نمازیں اپنے اپنے اوقات میں پڑھی جاسکتی ہیں، لیکن ایک وقت میں جمع نہیں کی جاسکتیں، جمع بین الصلاتین حقیقتاً ہمارے ہاں جائز نہیں ہے۔

"اکثر اهل العلم علی عدم وجوب الوضوء لکل صلاة بل حکی النووی علیه الاجماع ولکن ذکر الطحاوی وغیره ثم ابن عبدالبر عن بعض السلف وجوبه وربما انعقد الاجماع علی عدم الوجوب فیما بعد وراجع "العمدة" و"الفتح" نعم یستحب تجدید الوضوء عندنا وعند کثیر من غیرنا لکل صلاة واشترط علماء نا لاستحباب الوضوء الجدید اختلاف المجلس او توسط عبادة بین الوضوئین ووضوئه ﷺ لکل صلاة کان فی ابتداء الامر لما رواه ابوداؤد والطحاوی من حدیث عبیدالله بن عبدالله بن عمرو فیه ان رسول الله ﷺ امر بالوضوء لکل صلاة طاهرا او غیر طاهر فلما شق ذلک علیه امر بالسواک لکل صلاة "......(معارف السنن: ۱/۲۱۳)

"وعن سلیمان بن بریدة عن ابیه قال کان النبی ﷺ یتوضا لکل صلاة فلما کان عام الفتح صلی الصلوات کلها بوضوء واحد ومسح علی خفیه فقال عمر انک فعلت شیئا لم تکن فعلته قال عمدا فعلته، قال ابو عیسیٰ هذا حدیث حسن صحیح ......والعمل علی هذا عند اهل العلم انه یصلی الصلوات بوضوء واحد مالم یحدث وکان بعضهم یتوضا لکل صلاة استحبابا"......(جامع الترمذی: ۱/۱۱۰)

"یایها الذین آمنوا اذا قمتم الی الصلوة الآیة........ قوله بهذا النص لان

ھذاالنص قطع وظاھرالآیۃ یوجب الوضوء علی کل قائم الی الصلوۃ سواء کان محدثا اوغیرمحدث وعلیہ اصحاب الظواھر فقالوا الوضوء سببہ القیام الی الصلوۃ فکل من قام الیھا فعلیہ ان یتوضأ وھذافاسد لماروی ان النبی علیہ السلام کان یتوضا لکل صلاۃ فلماکان یوم الفتح صلی الخمس بوضوء واحدفقال لہ عمرر أیتک الیوم فعلت شیئا لم تکن تفعلہ من قبل فقال عمدا فعلت یاعمر کیلایحرجوا"......(الکفایۃ علی فتح القدیر : ۱/۱۱)

"ولایجمع بین الصلوتین فی وقت واحد لافی السفر ولافی الحضر بعذر ماماعدا عرفۃ والمزدلفۃ" ......(فتاویٰ الھندیۃ:۱/۵۳)

"(ولاجمع بین فرضین فی وقت بعذر) سفرومطر خلافاللشافعی وماروا ہ محمول علی الجمع فعلالاوقتا"......(الدرعلی الرد:۱/۲۸۱)

"قولہ تعالی حافظوا علی الصلوات والصلوۃ الوسطیٰ(البقرۃ:۲۳۸) ای فی مواقیتھاوقال تعالیٰ ان الصلوۃ کانت علی المؤمنین کتاباموقوتا (النساء: ۱۰۳) ای فرضا موقتا وعن ابن مسعودان النبی ﷺ قال من جمع بین الصلاتین فی وقت واحد فقداتی بابامن الکبائر وقال عمر رضی اللہ عنہ ان من اکبرالکبائر الجمع بین الصلاتین فکمالایجمع بین العشاء والفجر ولابین الفجر والظھر لاختصاص کل واحدمنھما بوقت منصوص علیہ شرعا فکذلک الظھر مع العصر والمغرب مع العشاء"......(مبسوط السرخسی ۱/۲۹۸:)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

سرخ بلب جل رہا ہو تو نماز پڑھنے کا حکم:

مسئلہ(۶۰): کیافرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ مسجد کے اندر جب سرخ بلب جل رہا ہوتوایسے وقت میں نماز پڑھنے کا کیا حکم ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

مسجد کے اندر لگائے گئے بلب یا کوئی اور علامت جو اوقات مکروہہ پر تنبیہ کے لیے لگائی گئی ہو وہ معیار نہیں بلکہ فقہاء نے اوقات مکروہہ کی جو تفصیل بیان کی ہے اس کا اعتبار ہوگا ، اگر لگائی گئی علامت اوقات مکروہہ کے عین مطابق ہے تو اس کا اعتبار کیا جائے گا ورنہ نہیں، اوقات مکروہہ کی تفصیل یہ ہے۔

تین اوقات ایسے ہیں جن میں ہر قسم کی نماز ناجائز ہے (۱) جس وقت سورج طلوع ہو یہاں تک کہ اتنا بلند ہو جائے کہ اس پر نظر نہ ٹک سکے (۲) استواء کے وقت یہاں تک کہ سورج ڈھل جائے (۳) جس وقت سورج کی روشنی اتنی زرد پڑ جائے کہ اس پر نظر ٹک سکے یہاں تک کہ سورج غروب ہو جائے ، البتہ اس وقت میں اس دن کی عصر کی نماز پڑھی جا سکتی ہے۔

اور دو اوقات ایسے ہیں کہ جن میں صرف نفل نماز پڑھنا مکروہ ہے چاہے ذوات السبب ہوں یا غیر ذوات السبب ، البتہ فرائض، نماز جنازہ، اور سجدہ تلاوت جائز ہے، وہ دو اوقات مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) طلوع فجر کے بعد سے طلوع شمس تک سوائے فجر کی دو سنتوں کے (۲) نماز عصر کے بعد سے غروب شمس تک۔

”الاوقات التی یکرہ فیھا الصلوۃ خمسۃ ثلاثۃ یکرہ فیھا التطوع والفرض وذلک عند طلوع الشمس ووقت الزوال وعند غروب الشمس الاعصر یومہ فانھا لا یکرہ عند غروب الشمس...... ولا یجوز فی ھذہ الاوقات صلوۃ الجنازۃ ولا سجدۃ التلاوۃ ولا سجدۃ السھو ولا قضاء فرض...... ووقتان آخران یکرہ فیھما التطوع وھما بعد طلوع الفجر الی طلوع الشمس الا رکعتی الفجر ومابعد صلوۃ العصر الی وقت غروب الشمس ولا یکرہ فیھما الفرائض ولا صلوۃ الجنازۃ وفی الکافی ولا سجدۃ التلاوۃ وفی الینابیع ولا سجدۃ السھو“......(فتاویٰ تاتارخانیۃ : ۱/۳۰۱)

”الاوقات التی تکرہ فیھا الصلوۃ خمسۃ ثلاثۃ یکرہ فیھا التطوع والفرض وذلک عند طلوع الشمس ووقت الزوال وعند غروب الشمس الاعصر

یوم فانہا لاتکرہ عندغروب الشمس وعن ابی یوسف انہ جوزالتطوع وقت الزوال یوم الجمعۃ ولایجوز فی ھذہ الاوقات صلوۃ الجنازۃ ولاسجدۃ التلاوۃ ولاسجدۃ سہوولا قضاء فرض ولوقضی فرضا من الفائتات فی ھذہ الاوقات یجب علیہ اعادتہا ......ووقتان اخران یکرہ فیہما التطوع وھمابعد طلوع الفجر الی طلوع الشمس الارکعتی الفجر ومابعدصلوۃ العصر الی وقت غروب الشمس لایکرہ فیہما الفرائض ولاصلوۃ الجنازۃ" ......(المحیط البرھانی : ۲/۱۰)

"ثلاث ساعات لاتجوز فیہاالمکتوبۃ ولاصلوۃ الجنازۃ ولاسجدۃ التلاوۃ اذاطلعت الشمس حتی ترتفع وعندالانتصاف الی ان تزول وعنداحمرارھا الی ان تغیب الاعصریومہ ذلک فانہ یجوزاداء ہ عندالغروب ھکذافی فتاویٰ قاضی خان قال الشیخ الامام ابوبکر محمدبن الفضل مادام الانسان یقدر علی النظر الی قرص الشمس فھی فی الطلوع کذافی الخلاصۃ "......(فتاویٰ الھندیۃ: ۱/۵۲)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

عندالاحناف پانچوں نمازوں کے اوقات:

مسئلہ(۶۱): کیافرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ تقریباتمام مساجدمیں اوقات نماز کی بابت چارٹ لگے ہوتے ہیں ہماری مسجد جودیوبند مسلک سے تعلق رکھنے والوں نے زمین خرید کرتعمیر کی ہے آج مورخہ ۷ستمبرکوان اوقات میں نمازیں اس طرح ادا کی گئیں کہ فجرصبح ۵:۰۵ پانچ بج کر پانچ منٹ پر،۱:۳۰پرظہرکی نماز،عصرکی نمازشام ۵:۰۰ بجے،مغرب کی نماز ۶:۲۶ پر،مغرب چارٹ کے ٹائم سے چارمنٹ بعداذان دی گئی،یعنی ۶ بج کر ۲۶ منٹ پراذان دی گئی ہے،اورعشاء کی نماز ۸:۱۵ پرہوئی ہے،بعض نمازی حضرات کا کہناہے کہ عصرکی نمازپونے پانچ بجے اورمغرب کی اذان چارٹ کے مطابق چھ بج کرچھبیس منٹ پرہونی چاہیے،بلکہ لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ اذان مغرب چارٹ کے اعتبار سے دی جائے،بعدمیں پانچ منٹ تک نمازی حضرات کاانتظارکرلیاجائے،اس

میں آپ کی کیا رائے ہے؟اب میں چارٹ کے اوقات تحریر کر رہا ہوں تا کہ آپ اس معاملے کی نوعیت کے مطابق انصاف کر سکیں۔

فجر ۴:۱۸ بجے،ظہر ۲:۰۰ بجے،عصر ۴:۳۲،غروب آفتاب ۶:۳۲،عشاء......

اس کے علاوہ ایک اور مسئلہ یہ ہے کہ ہمارے امام صاحب نماز پڑھاتے ہوئے رفع یدین کا عمل پہلے کرتے ہیں اور تکبیر بعد میں کہتے ہیں یعنی اللہ اکبر کہنے سے پہلے ہاتھ باندھ لیتے ہیں یہ عمل رکوع اور سجدے میں بھی کرتے ہیں،کیا ایسا کرنا صحیح ہے؟

الجواب باسم الملک الوهاب

صورت مسئولہ میں احناف کے نزدیک ۷ ستمبر کو ۴:۴۵ پر عصر کی نماز ادا کرنے سے نماز ادا ہو جائے گی،لیکن احناف کے چارٹ کے مطابق اذان کا وقت ۴:۳۲ پر ہے،لہذا اس سے قبل اذان دینا درست نہیں ہے،احناف کے نزدیک عصر کی ابتداء سوائے فیء الزوال کے دو مثل کے اتمام پر ہے جہاں انتہائے ظہر ہے۔

"(ووقت الظهر من زواله الى بلوغ الظل مثليه) وعنه مثله وهو قولهما ....وبه يفتى (درمختار)وقوله الى بلوغ الظل مثليه هذا ظاهر الرواية عن الامام نهاية وهو الصحيح بدائع"......(ردالمحتار: ۱/۲۶۴)

نوٹ: البتہ ائمہ احناف کے نزدیک عصر کی نماز میں تاخیر مستحب ہے لہذا عصر کی نماز ۵:۰۰ بجے ادا کی جائے۔

(۲) نماز مغرب کی ادائیگی میں جب وقت میں گنجائش ہو اور ضروری امر کی وجہ سے کچھ دیر ہو جائے تو کچھ مضائقہ نہیں ہے لیکن اس کو معمول نہیں بنانا چاہیے۔

"ووقت المغرب الى غيوب الشفق عن ابى ايوب قال قال رسول الله ﷺ لاتزال امتى بخير اوقال على الفطرة مالم يؤخروا المغرب الى تشتبك النجوم"......(سنن ابی داؤد : ۱/۷۱)

(۳) اولیٰ یہ ہے کہ رفع یدین تکبیر اولیٰ کے ساتھ ہو،رکوع سجدہ میں بھی ایسے ہی کرے۔

"بان يبدء بالرفع عندبداء ته التكبير ويختم به عندختمه"......(ردالمحتار: ۱/۳۵۶)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

﴿الباب الثانی فی الاذان والاقامۃ﴾

(اذان)

عذر کی وجہ سے بیٹھ کر اذان دینا:

مسئلہ(۶۲): کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک معذور آدمی کرسی پر بیٹھ کر آذان دے سکتا ہے؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب دے کر مشکور فرماویں، والسلام

الجواب باسم الملک الوھاب

صورت مسئولہ میں حالت عذر میں بیٹھ کر اذان دینے کی گنجائش ہے اور بغیر عذر کے بیٹھ کر اذان دینا مکروہ ہے۔

"ویکرہ اذان جنب واقامتہ واقامۃ محدث لااذانہ علی المذھب واذان امرء ۃ وخنثی وفاسق الی قولہ وقاعد الا اذااذن لنفسہ وراکب الا لمسافر"......(الدرالمختار علی ردالمحتار: ۱/ ۲۸۹)

"قال (ویکرۃ الاذان قاعدا) لانہ فی حدیث الرؤیا قال فقام الملک علی حزم حائط ولان المقصود الاعلام وتمامہ فی حالۃ القیام ولکنہ یجزئہ لان اصل المقصود حاصل"......(المبسوط: ۱/ ۲۷۵،۲۷۶)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

ڈاڑھی کٹے کی اذان:

مسئلہ(۶۳): کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ بندہ محمد یعقوب ایک مسجد میں عرصہ چھ سال سے خدمت دین بسلسلہ خادم ومؤذن کے فرائض سرانجام دے رہا ہے کچھ مہینوں سے بعض نمازیوں کی جانب سے بندہ پر شریعت کی حدود تجاوز کرنے کا اعتراض ہے کہ میری ڈاڑھی موافق شرع نہیں ہے گزارش ہے کہ قرآن وسنت کی روشنی میں بندہ کی رہنمائی فرمائیں، اور بندہ اپنی ڈاڑھی کٹوانے کے فعل سے توبہ کرتا ہے میری اور نمازیوں کی تشفی فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوھاب

واضح رہے کہ ڈاڑھی کی شرعی مقدار ایک مشت ہے اور ایک مشت سے کم کرنا حرام ہے لہذا اگر آپ کی ڈاڑھی سنت کے مطابق ایک مشت کے برابر ہے تو درست ہے اور اگر ایک مشت سے کم کر چکے تھے پھر توبہ کر لی اور ڈاڑھی کٹوانا ترک کر دیا تو اس صورت میں اذان درست ہے، اور مستقبل کے خطرات کی بنیاد پر نکالنا جائز نہیں ہے، ہاں اگر مستقبل میں دوبارہ اس جرم کے مرتکب ہوئے تو وہ اس وقت نکال سکتے ہیں۔

"(قولہ والسنة فیھا القبضة) وھو ان یقبض الرجل لحیتہ"......(الشامیة :۵/۲۸۸)

"ولذا یحرم علی الرجل قطع لحیتہ"......(الدر علی ردالمحتار:۵/۲۸۸)

"(وعن عبداللہ بن مسعود قال قال رسول اللہ ﷺ التائب من الذنب) ای توبة صحیحة (کمن لاذنب لہ) ای فی عدم المؤاخذة"......(مرقاة المفاتیح :۵/۲۶۹)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆

اذان کے بعد دوبارہ اعلان کا حکم:

مسئلہ(۶۴): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ حال ہی میں ہمارے ہاں ایک نئی مسجد تعمیر ہوئی ہے، جس میں صبح کی اذان کے بعد مؤذن صاحب اس اعلان کو بار بار دوہراتے ہیں کہ میرے بھائیو! نماز کا وقت ہو چکا ہے جلدی تیاری کرو اس وقت 4-20 ہیں اور نماز 4-30 پر ہوتی ہے، کیا اس طرح اعلان کرنا درست ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

اذان کے بعد بار بار نماز کے وقت کے اعلان کو تھویب کہتے ہیں اور اس کو قدیم فقہاء کرام نے مکروہ کہا ہے، لیکن متاخرین نے اس کو حسن کہا ہے، اس لیے کہ لوگوں میں غفلت بہت زیادہ ہو چکی ہے اور بہت کم لوگ ایسے ہیں جو اذان کی آواز سن کر فوراً نماز کے لیے جائیں اور متقدمین نے تو صرف فجر کی نماز کی تخصیص کی ہے کہ فجر کی نماز میں ہی تھویب کی جائے لیکن متاخرین نے سوائے مغرب کے تمام نمازوں میں تھویب کو حسن کہا ہے۔

"قوله(ويثوب) اى المؤذن والتثويب العود الى الاعلام بعدالاعلام ومنه الثيب لان مثيبها عائد اليها والثواب لان منفعة عمله تعود اليه والمثابة لان الناس يعودون اليه ووقته بعدالاذان على الصحيح كماذكره قاضى خان وفسره فى رواية الحسن بان يمكث بعدالاذان قدر عشرين آية ......فالاول الصلاة خير من النوم وكان بعد الاذان الا ان علماء الكوفة الحقوه بالاذان والثانى احدثه علماء الكوفة بين الاذان والاقامة حى على الصلوة مرتين حى على الفلاح مرتين واطلق فى التثويب فافاد انه ليس لفظ يخصه بل تثويب كل بلد على ماتعارفوه اما بالتنحنح او بقوله الصلاة الصلاة اوقامت قامت لانه للمبالغة فى الاعلام وانما يحصل بماتعارفوه..... وافا دانه لا يخص صلاة بل هو فى سائر الصلوات وهواختيار المتاخرين لزيادة غفلة الناس وقلما يقومون عندسماع الاذان وعندالمتقدمين هومكروه فى غير الفجر وهوقول الجمهور كماحكاه النووى فى شرح المهذب الخ"......(البحر الرائق : ١/٢٥٣)

"هكذا فى الدرالمختار مع ردالمحتار : ١/٢٨٦،٢٨٧،والفتاوى التاتارخانية : ١/٣٧٨،٣٧٩قديمى كتب خانه، وبدائع الصنائع : ١/٣٦٧،٣٦٨)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆
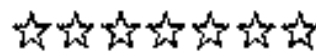
ڈاڑھی منڈے کی اذان کا حکم:

مسئلہ(٦٥): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ باشرع آدمی کے ہونے کے باوجود کیا ایسا شخص اذان دے سکتا ہے جو ڈاڑھی منڈواتا ہو اور جواز پیش کرتا ہو کہ ڈاڑھی میں اذان نہیں بلکہ اسلام میں ڈاڑھی ہے، آیا ان الفاظ کے کہنے سے ایمان پر کچھ فرق پڑتا ہے کہ نہیں؟ شریعت کی رو سے جواب دیں۔

الجواب باسم الملک الوهاب

چونکہ ڈاڑھی منڈوانا حرام ہے اس لیے باشرع آدمی کی موجودگی میں ڈاڑھی منڈوانے والے کی اذان مکروہ تحریمی ہے، کیونکہ ڈاڑھی منڈوانے والا شخص فاسق ہے اور مذکورہ الفاظ سے یہ شخص دائرہ اسلام سے خارج نہیں ہوا ہے۔

"ویکرہ اذان الفاسق ولایعاد ھکذا فی الذخیرۃ"......(الھندیۃ" ۱/۵۴)

"ویکرہ اذان جنب واقامته واقامة محدث لااذانه علی المذھب واذان امرءۃ وخنثی وفاسق "......(الدرعلی الرد : ۱/۲۸۹)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

اذان کے وقت تلاوت کا حکم:

مسئلہ(۶۶): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر مؤذن اذان دے رہا ہو اور قاری تلاوت کر رہا ہو تو قاری کے لیے کیا حکم ہے؟ جب کہ قاری مسجد میں موجود ہو؟

الجواب باسم الملک الوهاب

قاری تلاوت اگر جاری رکھنا چاہے تو بھی درست ہے اور رک بھی سکتا ہے۔

"ورایت فی فتاوی الفقیه ابی جعفران الرجل اذاکان یقرأ القرآن فیؤذن المؤذن روی عن ابی حنیفة رحمه الله تعالیٰ انه یرد جواب المؤذن بقلبه وعن محمدرحمه الله تعالی انه یمضی علی القراءۃ ولایلتفت الیه ولایشغل بقلبه کمالا یشتغل بلسانه"......(محیط البرھانی:۷/۵۱۰)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

ڈاڑھی منڈوانے سے توبہ کرنے والے کی اذان کا حکم:

مسئلہ(۶۷): کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایسے آدمی کی اذان صحیح ہے یا نہیں؟ جس نے ڈاڑھی رکھنے کی نیت سے چھوڑ دی ہو لیکن ابھی تک ایک مشت نہیں ہوئی۔

الجواب باسم الملک الوهاب

بشرط صحت سوال صورت مسئولہ میں اگر موصوف نے سچے دل سے توبہ کرلی ہے تو اسکی اذان صحیح ہے فاسق کی اذان کو فقہاء نے کراہت کے ساتھ صحیح قرار دیا ہے اور یہ توبہ کرلینے کی وجہ سے فاسق بھی نہیں رہا، لہٰذا اس کی اذان بدرجۂ اولیٰ صحیح ہے جبکہ ضروری مسائل اذان جانتا ہو۔

”وحاصله انه يصح اذان الفاسق وان لم يحصل به الاعلام أى الاعتماد على قبول قوله فى دخول الوقت بخلاف الكافر وغير العاقل فلايصح أصلافتسوية الشارح بين الكافر والفاسق غير مناسبة“......(ردالمحتار: ۱/ ۲۸۹، ۲۹۰)

”ويستحب أن يكون المؤذن عالمابالسنة تقيا“......(حلبى كبيرى: ۳۲۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

اذان میں شہادتین سننے پر ”صلی اللہ علیہ وسلم“ کہنا:

مسئلہ (۶۸): کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اذان اور اقامت میں ” اشهد ان محمدارسول الله“ کے جواب میں ”صلی اللہ علیہ وسلم“ کہنا یا ان کا جواب انہی کلمات کے ساتھ دیکر آخر میں ”صلی اللہ علیہ وسلم“ کا اضافہ کرنا کیسا ہے؟

الجواب باسم الملک الوهاب

اذان اور اقامت میں حضور ﷺ کے نام مبارک کے ساتھ درود شریف پڑھنا منقول نہیں ہے جبکہ اذان کے بعد درود شریف اور دعائے وسیلہ مانگنا منقول ہے۔

”واما مايفعله الناس من الصلاة عندالشهادتين فلم يرد به الحديث اه“......(فيض البارى: ۲/ ۱۶۵)

”عن عبدالله بن عمرو بن العاص ؓ انه سمع النبى ﷺ يقول اذاسمعتم المؤذن فقولوا مثل مايقول ثم صلوا على فانه من صلى على صلوة صلى الله عليه بهاعشرا ثم سلوا الله لى الوسيلة فانهامنزلة فى الجنة لاتنبغى الالعبدمن عبادالله وارجو ان

اکون انا ھو فمن سأل لی الوسیلة حلت علیه الشفاعة‘‘......(مسلم شریف: ۲۰۲/ ۱ ،مکتبہ رحمانیہ)

’’وفیه استحباب الصلاة علی رسول الله ﷺ بعد فراغه من متابعة المؤذن واستحباب سؤال الوسیلة له‘‘......(نووی شرح مسلم: ۲۰۳/ ۱ ،مکتبہ رحمانیہ)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

مالدار گداگر کی اذان کا حکم:

مسئلہ(۶۹): مالدار گداگر اذان دے سکتا ہے یا نہیں غریب نہیں ہے صرف مانگنے کی عادت ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

جس شخص کے پاس ایک دن کا کھانا موجود ہو اس کے لیے دست سوال دراز کرنا حلال نہیں ہے، اگر وہ مانگتا ہے تو حرام کام کے ارتکاب کی وجہ سے فاسق ہوگا اور فاسق کی اذان مکروہ تحریمی ہے البتہ واجب الاعادہ نہیں ہے۔

’’(ولا) یحل ان(یسئل) شیئا من القوت(من له قوت یومه) بالفعل أو بالقوة کالصحیح المکتسب ویأثم معطیه ان علم بحاله لاعانته علی المحرم‘‘......(الدرالمختار علی ردالمحتار: ۲/ ۷۵)

’’(قوله ولایحل ان یسأل) قیدبالسوال لان الاخذبدونه لایحرم بحر وقیدبقوله شیئامن القوت لان له سوال ماھو محتاج الیه غیرالقوت کثوب شرنبلالیة واذاکان له داریسکنها ولایقدرعلی الکسب قال ظهیر الدین لایحل له السوال اذاکان یکفیه مادونها معراج ثم نقل مایدل علی الجواز وقال وھواوسع وبه یفتی‘‘......(ردالمحتار: ۲/ ۷۵،۷۶)

’’ویکره اذان الفاسق ولایعادھکذافی الذخیرة‘‘......(الھندیة: ۱/ ۵۴)

’’وکذایکره اذان الفاسق ولایعاداذانه لحصول المقصودبه‘‘......(التتارخانیة ،مط قدیمی: ۱/ ۳۸۰)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

اذان کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا:

مسئلہ(۷۰): اذان کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا کیسا ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

اذان کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا نبی کریم ﷺ سے ثابت نہیں، ہاں ہاتھ اٹھانا دعا کے آداب میں سے ہے، اگر کوئی اٹھاتا ہے تو مباح ہے۔

"(قوله فيبسط يديه حذاء صدره) كذاروى عن ابن عباس ؓ من فعل النبي ﷺ قنية عن تفسير السمان ولاينافيه ما في المستخلص للامام أبي القاسم السمرقندي أن من آداب الدعاء أن يدعو مستقبلا ويرفع يديه بحيث يرى بياض ابطيه لامكان حمله على حالة المبالغة والجهدوزيادة الاهتمام كمافي الاستسقاء"

......(ردالمحتار: ۱/۳۷۵)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

دوران اذان شہادتین سننے پر انگوٹھے چومنا:

مسئلہ(۷۱): دوران اذان جب مؤذن **" اشهدان محمدارسول الله "** کہتا ہے تو لوگ انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر لگاتے ہیں کیا یہ جائز ہے یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

صورت مسئلہ میں **" أشهدان محمدارسول الله "** سننے کے وقت انگوٹھے چومنا کسی مرفوع صحیح حدیث سے ثابت نہیں، لہٰذا چومنا مناسب نہیں بلکہ شہادتین کے وقت مؤذن کے کلمات کا جواب دینا چاہیے، واضح رہے کہ یہ فقہی اختلافی مسئلہ ہے اس کو نظریاتی مسئلہ نہ بنایا جائے۔

"يستحب أن يقال عندسماع الاولى من الشهادة صلى الله عليك يارسول الله وعندالثانية منهاقرت عيني بك يارسول الله .... وفي كتاب الفردوس من قبل ظفري ابهاميه عندسماع أشهدان محمدارسول الله في الأذان أناقائده

ومدخله فی صفوف الجنة وتمامه فی حواشی البحر للرملی عن المقاصد الحسنة للسخاوی وذکر ذلک الجراحی واطال ثم قال ولم یصح فی المرفوع من کل هذا شئ".....(ردالمحتار: ۱/۲۹۳)

"(من سمع الأذان بأن يقول كمقالته)"......(تنویر الابصار علی الشامی: ۱/۲۹۲)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

کلمات اذان میں اعراب کی غلطی کا حکم:

مسئلہ(۷۴): اس محلے میں جہاں میں رہتا ہوں اس کے مؤذن صاحب اذان دیتے وقت" حَی علی الصلوة " کی بجائے" حِیّ علی الصلوة " پڑھتے ہیں اس کی اذان کی طرف امام صاحب کی توجہ مبذول کرائی ہے لیکن اصلاح احوال پیدا نہیں ہو سکے کیا اس طرح غلط پڑھنے سے کوئی نقص واقع ہوتا ہے یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

صورت مسئولہ میں" حی علی الصلوة "میں لفظ حی پر زبر کی جگہ زیر پڑھنا مکروہ ہے۔

"قال فی الکنز (الاذان) (سن للفرائض) (بلاترجیع) (ولحن) وفی البحر (قوله ولحن) ای لیس فیه لحن أی تلحین وهو کمافی المغرب التطریب والترنم ....(ثم قال) واما اللحن فهو الفطنة والفهم.....(ثم قال) وفی الصحاح اللحن الخطأ فی الاعراب والتلحین التخطئة والمناسب هنا المعنی الاول والثالث الخ وفی المنحة الخالق مراده بالاول التطریب والترنم وبالثالث الخطأ فی الاعراب......(قال صاحب البحر فی آخر هذا البحث) وصرح الشارح بکراهة الخطأ فی اعراب کلماته"...... (البحر الرائق مع منحة الخالق : ۱/۴۴۵،۴۴۶)

"(ویکره التلحین) وهو التطریب والخطأ فی الاعراب واماتحسین الصوت بدونه فهو مطلوب".....(طحطاوی مع مراقی الفلاح : ۱۹۹)

"ولابأس بالتطریب فی الاذان وهو تحسین الصوت من غیر ان یتغیر، فان تغیر بلحن اومداوما أشبه ذلک کره".....(المحیط البرهانی: ۲/۱۰۳)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

رمضان میں اذان کا جواب دینا:

مسئلہ(۷۳): رمضان کے مہینہ میں جب اذان ہوتی ہے اور ایک ہی وقت پر کئی اذانیں شروع ہونے کی وجہ سے بعض مقامات پر شور ہی شور ہوتا ہے جبکہ شور کی وجہ سے کسی اذان کی آواز بھی نہیں سنائی دیتی اس صورت حال میں اذان کا جواب کس طرح دیا جائے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

اگر مسجدوں میں اذانیں اکٹھی شروع ہو جائیں تو محلّہ کی مسجد کی اذان کا جواب دیا جائے اگر یکے بعد دیگرے مساجد میں اذانیں شروع ہو جائیں تو پہلی اذان کا جواب دیا جائے گا۔

"قوله من سمع الاذان يفهم منه انه لولم يسمع لصمم اولبعد انه لايجيب وهوظاهر الحديث الاتى اذاسمعتم الاذان علق حيث على السماع "......

(فتاویٰ شامی : ۱/۲۹۲)

" وسئل ظهيرالدين عمن سمع فى وقت من جهات ماذاعليه؟ قال اجابة اذان مسجده بالفعل "......(البحر الرائق : ۱/۳۵۲)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

"الصلوۃ خیر من النوم" کا ثبوت:

مسئلہ(۷۴): کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ "الصلوۃ خیر من النوم" کہاں سے ثابت ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

ان الفاظ کا ثبوت ابوداؤد شریف اور مشکوۃ شریف میں حضرت ابومحذورہؓ کی مندرجہ ذیل روایات سے ہوتا ہے۔

"حدثنا مسدد ثنا الحارث بن عبيد عن محمد بن عبدالملك بن ابى محذورة عن ابيه عن جده قال قلت يارسول الله ﷺ علمنى سنة الاذان قال فمسح مقدم

رأسي قال تقول الله أكبر الله أكبر.......فان كان صلوة الصبح قلت "الصلوة خير من النوم"...... الخ"......(سنن أبي داود: ۱/ ۸۳ ومشكوة: ۱/ ۶۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

جمعے کے دن اذان ثانی کا جواب دینا اور دعا مانگنا:

مسئلہ(۷۵): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ جمعہ کے دن اذان ثانی کا جواب دینا اور بعد میں دعا مانگنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

اذان خطبہ کا جواب دینا اور بعد اذان خطبہ میں دعا مانگنا عند الفقہاء مکروہ ہے۔

"في الدر المختار قال وينبغي ان لايجيب بلسانه اتفاقافي الاذان بين يدى الخطيب"......(الدر المختار على ردالمحتار: ۱/ ۲۹۴)

"اذاخرج الامام فلاصلاة ولا كلام الىٰ تمامها(أى الخطبة)"...... (تنوير الابصار مع الشامي: ۱/ ۶۰۵، ۶۰۶)

"واجابة الاذان حينئذمكروهة"......(ردالمحتار: ۱/ ۶۰۷)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

بارہ تیرہ سالہ نابالغ لڑکے کا اذان دینا:

مسئلہ(۷۶): کیا بارہ تیرہ سال کا نابالغ لڑکا اذان دے سکتا ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

صورت مرقومہ میں بارہ تیرہ سال کا لڑکا اگر مجنون نہ ہو تو اسکی اذان بلا کراہت جائز ہے۔

"ويجوز بلاكراهة اذان صبي مراهق اه وقال الشاميؒ تحت قوله "صبي مراهق" المرادبه العاقل وان لم يراهق كماهوظاهر البحر وغيره وقيل يكره لكنه

خلاف ظاهر الرواية كما في الامداد وغيره اه"..... (درمختار مع ردالمحتار: ١/٢٨٨)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

مؤذن کی اجازت کے بغیر اذان دینا:

مسئلہ(۷۷): کیافرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص مؤذن کی اجازت کے بغیراذان دے سکتا ہے یا نہیں؟ جبکہ لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ اس کے چہرے پرداڑھی نہیں اور جب مسجد کی نماز ہورہی ہوتی ہے تو یہ باہر بیٹھے ہوتے ہیں اس سے سوال کیا جائے کہ تم نماز کیوں نہیں پڑھتے تو جواب میں کہتے ہیں کہ یہ میرا اپنا فعل ہے، جبکہ ہماری مسجد میں بہت اچھی نعت شریف پڑھتا ہے اور مسجد کی انتظامیہ کا ممبر بھی ہے اور مسجد کی خدمت میں بھی حصہ لیتا ہے شریعت کی روشنی میں وضاحت فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوهاب

بشرط صحت سوال صورت مرقومہ میں مذکورہ شخص فاسق ہے اور فاسق کی اذان مکروہ ہے نیز مؤذن کی اجازت کے بغیراذان دینا جائز ہے، جبکہ مؤذن ناراض نہ ہو گرنہ نہیں۔

"و كذا يكره اذان الفاسق"......(التتارخانيه مط قديمي: ١/٣٨٠)

"قوله(و كره اذان الجنب واقامته واقامة المحدث واذان المرأة والفاسق) الى أن قال وأما الفاسق فلأن قوله لايوثق به ولايقبل في الامور الدينيه ولايلزم أحدا فلم يوجد الاعلام"......(البحر الرائق: ١/٤٥٨)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

قبل از وقت دی ہوئی اذان کا اعادہ ضروری ہے:

مسئلہ(۷۸): کیافرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں گوالہ کالونی رکھ چندرائے لاہور میں مدرسہ مدینۃ العلوم میں جو کہ اصغر علی شاہ کا ہے، ۲۶ر نومبر ۲۰۰۰ء کو مغرب کی اذان سورج غروب ہونے سے تیرہ منٹ پہلے

دی گئی اور ۲۶-۱۱-۲۰۰۰ کو ۵ بجے سورج غروب ہوا ہے چونکہ اصغر علی شاہ قریبی مسجد والوں کو نقصان پہنچا رہا ہے ۱۲ منٹ پہلے اذان پڑھ کر اس نے کالونی والوں سے معذرت بھی نہیں کی، آیا تو اس کے بارے میں مفتیان دین متین کیا فرماتے ہیں۔ اس کا قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔ اصغر شاہ کا جو مدرسہ ہے اس کی اپنی پراپرٹی ہے اور اس مدرسہ میں اذان دیتا ہے۔

الجواب باسم الملک الوھاب

صورت مسئولہ میں اذان کا لوٹانا ضروری ہے اور قبل از وقت اذان دینے کی صورت میں عوام کو اپنی غلطی پر آگاہ کرنا ضروری ہے تا کہ عوام غلط فہمی میں مبتلا نہ رہے۔

"ولا یؤذن لصلوۃ قبل دخول وقتھا ویعاد فی الوقت"......(الھدایۃ: ۹۰/۱ وفتح القدیر: ۲۲۱/۱)

"تقدیم الاذان علی الوقت فی غیر الصبح لایجوز اتفاقا وکذا فی الصبح عند ابی حنیفۃ ومحمد رحمھما اللہ تعالیٰ وان قدم یعاد فی الوقت ھکذا فی شرح مجمع البحرین لابن الملک وعلیہ الفتویٰ ھکذا فی التاتارخانیہ ناقلا عن الحجۃ"......(الھندیہ: ۵۳/۱)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

التغني والتطریب في الاذان یعنی اذان کو گانے کی طرز پر پڑھنا:

مسئلہ(۷۹): نسأل من علماء الدین القویم وفقھاء الشرح المتین ان یجیبونا بان:

۱. ماحکم الاذان الذی یقرأ بالتغنی والتطریب مایفضی الی تغیر حروفه واعرابه کماھو المعروف فی بلادنا الباکستانیة.

۲. وھل یستدل بجوازہ علی قول النبی ﷺ اقرؤا القرآن بلحون العرب وأصواتھا بان أذان العرب ھکذا أی بالتغنی والاذان کالقرآن فی حکم القراءۃ.

۳. والأذان الذی ینشر من المسجد الحرام ھل ھو صحیح من کل الوجوہ أم فیه شئ من التطریب.

۴. وأذان الحرم هل يكون حجة لنا أم لا .

۵. وهل كان أذان بلال ؓ هكذابالتغني كمايقول بعض الناس أم لا؟

الجواب باسم الملک الوهاب

۱ "(ويكره التلحين) وهوالتطريب والخطأ في الاعراب وأماتحسين الصوت بدونه فهومطلوب(قوله وهوالتطريب) أى التغني به بحيث يؤ دى الى تغير كلمات الأذان وكيفياتهابالحركات والسكنات ونقص بعض حروفها أوزيادةفيها فلايحل فيه"......(حاشية الطحطاوى على مراقى الفلاح:۱۹۸،۱۹۹)

۲. يستدل به ولكن بشرط ماذكرفى الجواب الاول.

۳. الاذان المنشورمن المسجدالحرام صحيح لانه لم يرفى اذانه تغيرالكلمات.

۴. لايصيرحجة لنا الا اذاكان موافقا للسنة.

۵. يعلم من كتب الحديث والتاريخ ان بلالاً ؓ كان حسن الصوت فصيحاجهيراً وأما التغني المروج في زماننافلادليل على اثباته ولاعلى نفيه من بلال ؓ فالله تعالىٰ اعلم وعلمه أتم كمافى البدايه والنهاية :

"وكان بلال ؓ ندى الصوت حسنه، فصيحا، ومايروى "ان سين بلال ؓ عندالله شيناً" فليس له أصل"......(البدايه والنهاية :۱۱۰/۷)بيروت

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆
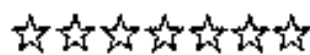
اذان میں "اللہ اکبر" کی راء پرپیش پڑھنا:

مسئلہ(۸۰): کیافرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اذان میں " اللہ اکبر" میں راء کے اوپرپیش پڑھنا کیساہےایسا کرنا جائز ہے یانہیں؟ فقہ حنفی کی روشنی میں مدلل ومکمل جواب سے سرفراز فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوهاب

اذان میں سنت طریقہ یہ ہے کہ اللہ اکبرمیں راء پرسکون (جزم) پڑھاجائے اورملانے کی صورت میں فتحہ پڑھنابھی درست ہےالبتہ رفع (پیش) پڑھناراء پرغلط اورخلاف سنت ہے۔

"ان التکبیرة الثانیة فی الاذان ساکنة الراء للوقف حقیقتا ورفعها خطأ واما التکبیرة الاولیٰ من کل تکبیرتین منه وجمیع تکبیرات الاقامة فقیل محرکة الراء بالفتحة علی نیة الوقف وقیل بالضمة اعرابا وقیل ساکنة بلاحرکة علی ماهو ظاهر کلام الامداد والزیلعی والبدائع وجماعة من الشافعیة "......(ردالمحتار: ۱/۲۸۳)

"وفی الشامیة وحاصلها ان السنة أن یسکن الراء من اللّٰہ أکبر الاول أویصلها باللّٰہ أکبر الثانیة فان سکنها کفی وان وصلها نوی السکون فحرک الراء بالفتحة فان ضمها خالف السنة اه"...... (ردالمحتار: ۱/۲۸۳)

"روی مالک موقوفا قال الجوهری وعوام الناس یقولون الله اکبر بضم الراء وکان ابوالعباس المبرد یفتح الراء فی الاولی ویسکنها فی الثانیة فیحرکها بالاول لالتقاء الساکنین لقوله تعالی" الم الله" وذکر ابن بطة عن ابی نعیم النخعی قال ابن شیبان مجذومان کانوا لایعرفونهما الاذان والاقامة "......(البنایه شرح الهدایة: ۲/۹۲)

"ویسکن کلماتها علی الوقف لکن فی الاذان حقیقة وفی الاقامة ینوی الوقف کذافی التبیین"......(فتاویٰ الهندیة: ۱/۵۶)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

اذان سے قبل بسم اللہ پڑھنا ضروری نہیں:

مسئلہ(۸۱): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اذان سے قبل" بسم الله الرحمن الرحیم " جہراً یا سراً پڑھنا ضروری ہے یا نہیں؟ مدلل جواب دے کر ممنون فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوهاب

اذان سے قبل اگر تسمیہ ضروری سمجھ کر نہ پڑھی جائے تو سراً پڑھنے میں کوئی حرج نہیں۔

"کل أمر ذی بال لا یبدأ فیه ببسم الله الرحمن الرحیم فهوابتر......رواه الخطیب بهذا اللفظ فی کتاب الجامع"......(مرقاة المفاتیح : ۱/۴۳،مطبوعه رشیدیه)

البتہ تسمیہ کا اذان سے قبل جہراً پڑھنا چونکہ زیادتی فی الاذان کے مشابہ ہے نیز خیر القرون سے بھی ثابت نہیں اس لیے کراہت سے خالی نہیں۔

"والزیادة في الأذان مكروهة اه"......(البحر الرائق: ١/٢٥٤)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

اذان کے بعد مفتی یا مدرس کو نماز کے لیے بلانا:

مسئلہ(٨٢): السلام علیکم بخدمت جناب مفتی صاحب! گزارش ہے کہ ہمارے محلے کا مؤذن مسجد میں اذان دینے کے بعد لوگوں کو آواز دے کر بلاتا ہے اول تو "حی علی الصلوة، حی علی الفلاح، الصلوة خير من النوم" یہ بہت آوازیں ہیں ان کی موجودگی میں لوگوں کو بلانا یہ ایک لایعنی حرکت ہے لیکن وہ سمجھتا نہیں برائے مہربانی اس کی راہنمائی فرمائیں اذان کے بعد لوگوں کو آوازیں دینا اور ان کو گھروں سے بلانا ازروئے شریعت کہاں تک درست ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

صورت مسئولہ میں اذان کے بعد لوگوں کو گھروں سے آوازیں دے کر بلانا شرعا جائز نہیں ہے ماسوائے قاضی، مفتی اور مدرس کے ان کو آوازیں دینے کی گنجائش ہے۔

"(و)يثوب بين الأذان والاقامة في الكل للكل(قوله للكل) أي كل أحد وخصه ابويوسف ؒ بمن يشتغل بمصالح العامة كالقاضي والمفتي والمدرس واختاره قاضيخان وغيره نهر"......(الدرمع الرد: ١/٢٨٧،٢٨٦)

"وقال ابويوسف ؒ لا أرى بأسا ان يقول المؤذن للأمير في الصلوات كلها السلام عليك ايها الأمير ورحمة الله وبركاته حي على الصلوة، حي على الفلاح، الصلوة يرحمك الله واستبعده محمد ؒ لان الناس سواسية في أمر الجماعة وابويوسف ؒ خصهم بذلك لزيادة اشتغالهم بامور المسلمين كيلا تفوتهم الجماعة وعلى هذا القاضي والمفتي"......(الهداية : ١/٨٨)

”وقدروی عن ابی یوسفؒ انہ قال لابأس بان یخص الأمیر بالتثویب فیأتی بابہ فیقول السلام علیک ایھا الأمیر ورحمۃ اللہ وبرکاتہ حی علی الصلوۃ مرتین،حی علی الفلاح مرتین،الصلوۃ یرحمک اللہ لان الأمراء لھم زیادۃ اھتمام باشغال المسلمین ورغبۃ فی الصلوۃ بالجماعۃ فلابأس بأن یخصوابالتثویب“

......(المبسوط: ۱/۲۷۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

متعدد اذانیں ہوں تو کس کا جواب دینا چاہیے؟

مسئلہ(۸۳): ایک شہر میں سینکڑوں مساجد ہیں بلکہ ایک محلے یا بستی میں کئی کئی مساجد ہوتی ہیں بالکل قریب قریب ہوتی ہیں اور مختلف مکاتب فکر کے لوگوں کے زیر اہتمام ہوتی ہیں جمعہ کے دن زوال کے وقت کے فوراً بعد سے لیکر تقریباً ایک بجے تک اذان اول دی جاتی ہے یعنی مختلف مساجد میں مختلف اوقات ہیں اب ان میں سے کس کی اذان کا اعتبار کیا جائے گا اور جمعہ کے علاوہ عام پنجگانہ اذانیں تقریباً ایک ہی وقت پر ہوتی ہیں تو اذان کا جواب دینے میں کیا صورت ہوسکتی ہے کیا سب کا جواب دیا جائے؟

الجواب باسم الملک الوهاب

صورت مرقومہ میں ایک محلے میں کئی مسجدیں ہوں اور سب میں وقفے وقفے سے اذان ہوتی ہو تو جس مسجد کی اذان کی آواز سب سے پہلے سنے اسی کا جواب دے خواہ اپنی مسجد کے علاوہ کی کیوں نہ ہو اور جمعہ میں بھی اذان اول کا اعتبار ہوگا۔

”وسئل ظھیر الدین عمن سمع فی وقت من جھات ماذاعلیہ قال اجابۃ اذان مسجدہ بالفعل وھذالیس ممانحن فیہ اذمقصود السائل أی مؤذن یجیب باللسان استحبابا أووجوبا والذی ینبغی اجابۃ الاول سواء کان مؤذن مسجدہ أوغیرہ لانہ حیث یسمع الاذان ندب لہ الاجابۃ أووجبت فاذافرض أن مسموعہ من غیر مسجدہ تحقق فی حقہ السبب فیصیر کتعددھم فی المسجد الواحد فان

سمعهم معا أجاب معتبرا كون جوابه لمؤذن مسجده حتى لو سبق مؤذنه بعدذلك أوسبق تقيدبه دون غيره من المؤذنين ولولم يعتبرهذا الاعتبارجازوانمافيه مخالفة الاولى اه".....(فتح القدير: ۱/۲۱۷)

"اذا أذن واحدبعدواحدعلى المنارة يوم الجمعة قال الشمس الأئمة الحلوانى الصحيح أن الموجب للسعي وترك التجارة هوالاذان الاول ليس للثاني من الحرمة مايكون للاول".....(قاضي خان على الهندية: ۱/۷۸)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

ایک مسجد میں متعدد اذانیں دینا:

مسئلہ(۸۴): ایک آدمی نے ایک مسجد میں اذان دی اسی مسجد میں دوسرے آدمی نے ضد کی وجہ سے دوبارہ اذان دے دی تو اس کا کیا حکم ہے قرآن وسنت کی روشنی میں جواب تحریر فرمائیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

واضح رہے کہ پہلے مؤذن کی اذان کی حرمت (احترام) ثابت ہوگئی ہے،لہٰذا دوسرے مؤذن کی اذان بغیر شرعی ضرورت کے درست نہیں۔

"اذاكان في المسجدأكثرمن مؤذن واحدأذنواواحدابعدواحدفالحرمة للاول".....(الهندية : ۱/۵۷)

"وفي التفاريق:اذاكان في المسجدأكثرمن مؤذن أذنواواحدابعدواحدفالحرمة للأول".....(البحرالرائق: ۱/۴۵۲) و(كفاية : ۱/۲۲۳)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

کن جگہوں میں اذان کا جواب دینا جائز نہیں؟

مسئلہ(۸۵): کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ کن کن جگہوں میں اذان کا جواب

دینا جائز نہیں؟ کیونکہ بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ تعلیم کی حالت میں تعلیم بند کرکے اور وضو کرنے کی حالت میں وضو روک کر اذان کا جواب دینا چاہیے۔ براہ کرم قرآن وسنت کی روشنی میں جواب سے سرفراز فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوهاب

صورت مرقومہ میں چند جگہوں میں اذان کا جواب نہیں دینا چاہیے، نماز کی حالت میں، خطبہ کی حالت میں، خواہ خطبہ جمعہ کا ہو یا کسی اور چیز کا، جنازہ کی حالت میں، علم دین پڑھنے پڑھانے کی حالت میں، جماع کی حالت میں، پیشاب کی حالت میں کھانا کھانے کی حالت میں، حیض ونفاس کی حالت میں، البتہ ان چیزوں سے فارغ ہونے کے بعد اذان ہوئے دیر نہ ہوئی ہو تو جواب دے دینا چاہیے ورنہ نہیں۔

”ولم أرحكم ما اذافرغ المؤذن ولم يتابعه السامع هل يجيب بعدفراغه وينبغي انه ان طال الفصل لايجيب والايجيب وفي المجتبى، في ثمانية مواضع اذاسمع الاذان لايجيب،في الصلوة، واستماع خطبة الجمعة، وثلاث خطب الموسم والجنازة وفي تعلم العلم وتعليمه والجماع والمستراح وقضاء الحاجة والتغوط قال أبوحنيفة لايثني بلسانه وكذا الحائض والنفساء لايجوزاذانهما وكذالتاؤهما، والمرادبالثناء الاجابة وكذالاتجب الاجابة عندالاكل كماصرح به“......(البحر: ۱/ ۴۵۲)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆
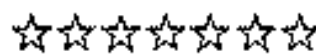
اذان کے بعد صلوۃ وسلام پڑھنا:

مسئلہ(۸۶): کیا فرماتے علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اذان کے بعد صلوۃ وسلام پڑھنا کیسا ہے؟

الجواب باسم الملک الوهاب

صورت مرقومہ میں اذان کے بعد درود شریف پڑھنا احادیث سے ثابت ہے البتہ مروجہ صلوۃ وسلام جو کہ اذان کے بعد لاؤڈ سپیکر پر باعتقاد حاضر ناظر کے پڑھا جاتا ہے یہ ثابت نہیں بلکہ بدعت ہے۔

”عن عبدالله بن عمروبن العاص ؓ انه سمع النبي ﷺ يقول اذاسمعتم المؤذن فقولوامثل مايقول ثم صلواعليّ فانه من صلى عليّ صلوة صلى الله عليه بهاعشراثم

سلوا اللہ لی الوسیلة فانھامنزلة فی الجنة لاتنبغی الالعبدمن عباداللہ وأرجوأن أکون أنا ھوفمن سأل لی الوسیلة حلت علیہ الشفاعة"......(مسلم شریف: ۱/۲۰۲،مکتبہ رحمانیہ)

"من أحدث فی أمرناھذامالیس منه فھورد"......(البخاری: ۱/۳۷۱)

"من عمل عملالیس علیه أمرنافھورد"......(مسلم شریف: ۲/۷۷)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

ڈاڑھی منڈے شخص کا اذان دینا اور امامت کروانا:

مسئلہ(۸۷): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر کوئی آدمی جس کا فسق بالکل ظاہر ہو مثلاً ڈاڑھی وغیرہ منڈواتا ہو وہ اگر اذان دے تو کیا اس کا اذان دینا جائز ہے یا نہیں؟ اگر جائز نہیں تو کیا واجب الاعادہ ہے یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

صورت مسئولہ میں مذکورہ آدمی جو ڈاڑھی منڈواتا ہے وہ فاسق ہے اس کا اذان دینا مکروہ تحریمی ہے اس کی اذان کا اعادہ مستحب ہے۔

"یکرہ اذان جنب واقامتہ واقامة محدث لااذانہ واذان امرءة وفاسق وسکران"......(تنویرالابصار علی ردالمحتار : ۱/۲۸۹)

"وظاھرہ ان الکراھة تحریمیة بحر"......(فتاویٰ شامی : ۱/۲۸۹)

"وصرح بکراھة اذان الفاسق ولایعاد فالاعادة فیہ لیقع علی وجہ السنة"......(البحرالرائق : ۱/۴۵۹)

"لکن فی القھستانی اعلم ان اعادة اذان الجنب والمرأة والمجنون والسکران والصبی والفاجروالراکب والقاعد والماشی والمنحرف عن القبلة واجبة لانہ غیرمتعد بہ وقیل مستحبة فانہ متعدبہ الاانہ ناقص

وھوالاصح کمافی التمرتاشی "......(منحۃ الخالق ھامش علی البحرالرائق : ۱/۲۶۰)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

اوقات صلوۃ کے نقشوں کے مطابق اذان دینے کا حکم:

مسئلہ(۸۸): کیافرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ آج کل مسجدوں میں اوقات کے جونقشے ہیں ان میں عین ان نقشہ کے مطابق اذان دینی چاہیے یادویاتین منٹ تاخیر سے مغرب کی اذان اورافطار کرنا چاہیے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

آج کل مروجہ نقشہ جات جوکہ مستند ومحقق مفتیان کرام کی زیرنگرانی تیارہوتے ہیں نقشہ جات میں سے بعض میں احتیاطی وقت شامل ہوتا ہے اوربعض میں شامل نہیں ہوتا،جن نقشہ جات میں احتیاطی وقت شامل ہوتوایسی صورت حال میں نقشہ جات میں ذکرکردہ وقت کے مطابق اذان وافطاری کی جائے اورجن میں احتیاط شامل نہ ہوتوایسی صورت میں تین یاچارمنٹ احتیاط کی جائے اوراس سے وہ تاخیرلازم نہیں آتی جوشرعاً مکروہ ہے۔

"ان عمرابن الخطاب وعثمان بن عفان کانایصلیان المغرب حین ینظر ان الی اللیل الاسود قبل ان یفطرا ثم یفطران بعدالصلوۃ وذلک فی رمضان (حاشیۃ) ولیس فی ھذامن تاخیر الفطر المکروہ لان المکروہ تاخیرہ الی اشتباک النجوم ....واما ماصح ان عمر وعثمان رضی اللہ عنھما کانا برمضان یصلیان المغرب الحدیث فھولبیان جواز التاخیر لئلایظن وجوب التعجیل "......(حاشیۃ مؤطاامام مالک : ۲۲۸)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

ایک مسجد میں مکرراذان دینے کا حکم:

مسئلہ(۸۹): کیافرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہماری مسجد میں اذان کے وقت لائٹ

نہیں تھی تو ایک جماعت والے ساتھی نے بغیر سپیکر کے اذان دے دی بعد ازاں لائٹ آ گئی اور مؤذن بھی آ گیا اور اس نے دوسری مرتبہ سپیکر پر اذان پڑھ دی، کیا دوسری مرتبہ اذان ہو جاتی ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

صورت مسئولہ میں دوسری مرتبہ اذان دینا شرعاً جائز ہے۔

"لان تكراره مشروع كمافي اذان الجمعة لانه اعلام الغائبين فتكريره مفيد لاحتمال عدم سماع البعض بخلاف تكرار الاقامة اذهو غير مشروع"

......(البحر الرائق : ۱/۴۵۸)

" والفرق ان السنة وصل الاقامة بالشروع في الصلوة فكان الفصل مكروها بخلاف الاذان ولاتعاد لان تكرارها ليس بمشروع بخلاف الاذان"

......(بدائع الصنائع: ۱/۳۷۴)

"لمشروعية تكراره في الجمعة دون تكرارها"......(الدر على الرد : ۱/۲۸۹)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

متعدد اذانیں ہوں تو کس اذان کا جواب دیا جائے؟

مسئلہ(۹۰): کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام مندرجہ ذیل مسائل کے متعلق

(۱) محلہ یا شہر میں ہونے والی ہر اذان کا جواب دینا چاہیے یا صرف ایک اذان کا جواب دے دینا کافی ہے؟

(۲) قضاء نماز یا نفل نماز کس کس وقت میں ادا نہیں کی جا سکتی؟

(۳) وضوء میں استعمال شدہ پانی پاک ہے یا ناپاک؟

شریعت مطہرہ کی روشنی میں وضاحت فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوھاب

(۱) بشرط صحت سوال واضح رہے کہ مذکورہ بالا صورت میں صرف پہلی اذان کا جواب دینا کافی ہے، ہر اذان کا جواب دینا ضروری نہیں ہے۔

"(قوله واذاتعددالاذان یجیب الاول) مطلقا سواء کان مؤذن مسجده ام لا لانه حیث سمع الاذان ندبت له الاجابة ثم لایتکرر علیه فی الاصح ذکره الشهاب فی شرح الشفاء" ......(حاشیة الطحطاوی علی مراقی الفلاح : ۲۰۲)

"وسئل ظهیرالدین عمن سمع فی وقت من جهات ماذاعلیه ؟قال اجابة اذان مسجده بالفعل وفی فتح القدیر وهذالیس ممانحن فیه اذمقصودالسائل ای مؤذن یجیب باللسان استحبابا اووجوبا والذی ینبغی اجابة الاول سواء کان مؤذن مسجده اوغیره لانه حیث سمع الاذان ندبه له الاجابة اووجبت علی القولین" ......(البحرالرائق : ۱/۴۵۲)

(۲)　واضح رہے کہ صرف تین اوقات ایسے ہیں جن میں قضاء نمازادانہیں کی جاسکتی،طلوع شمس کے وقت جب تک کہ سورج اوپر کواٹھ نہ جائے ،نصف النہار کے وقت یہاں تک کہ یہ وقت زائل ہوجائے ،غروب شمس کے وقت یہاں تک کہ سورج غروب ہوجائے ،اورنفل نمازان اوقات میں جائزتوہےلیکن مکروہ ہے۔

"ثلاث ساعات لاتجوزفیهاالمکتوبة ولاصلوة الجنازة ولاسجدة التلاوة اذاطلعت الشمس حتی ترتفع وعندالانتصاف الی ان تزول وعنداحمرارها الی ان تغیب الاعصر یومه ذلک فانه یجوز اداء ه عندالغروب هکذافی فتاوی قاضی خان ......ولایجوزفیها قضاء الفرائض والواجبات الفائتة عن اوقاتها کالوتر هکذا فی المستصفی والکافی والتطوع فی هذه الاوقات یجوز ویکره کذافی الکافی وشرح الطحاوی" ......(فتاویٰ الهندیة: ۱/۵۲)

"ثلاث اوقات لایصح فیهاشیء من الفرائض والواجبات التی لزمت فی الذمة قبل دخولها ای الاوقات المکروهة اولها عندطلوع الشمس الی ان ترتفع وتبیض قدررمح اورمحین (و)الثانی عنداستوائها فی بطن السماء الی ان تزول ای تمیل الی جهة المغرب والثالث عنداصفرارها وضعفها حتی تقدر العین علی مقابلتها الی ان تغرب لقول عقبة بن عامر ثلاثة اوقات نهانا رسول

اللہ ان نصلی فیھا وان نقبر موتانا عند طلوع الشمس حتی ترتفع وعند زوالھا حتی تزول وحین تضیف للغروب حتی تغرب ،رواہ مسلم"......(حاشیۃ الطحطاوی علی مراقی الفلاح : ۱۸۵،۱۸۶)

(۳) واضح رہے کہ وضو میں استعمال شدہ پانی خود تو پاک ہوتا ہے لیکن کسی اور چیز کو پاک نہیں کرتا، یعنی اگر کپڑے پر لگ جائے تو کپڑا ناپاک نہیں ہوگا، اور اگر اسی استعمال شدہ پانی سے وضو کیا تو وضو نہیں ہوگا۔

"وھو طاھر (قولہ وھو الظاھر) کذافی الذخیرۃ ای ظاھر الروایۃ وممن صرح بان روایۃ الطھارۃ ظاھر الروایۃ وعلیھا الفتویٰ وفی الکافی والمصفی کمافی شرح الشیخ اسمعیل"......(درمع الرد:۱۴۷/۱)

"(قولہ علی الظاھر) استظھرہ فی الذخیرۃ وصحح المشایخ ھذہ الراویۃ حتی قال فی المجتبیٰ وقد صححت الروایات عن الکل انہ طاھر غیر طھور الاالحسن وقال فخر الاسلام ھو المختار عندنا وھو المذکور فی عامۃ الکتب لمحمد عن اصحابنا واختارھاالمحققون من مشایخ ماوراء النھر وفی المحیط ھو المشھور عن الامام وفی کثیر من الکتب وعلیہ الفتویٰ من غیر تفصیل بین المحدث والجنب"......(حاشیۃ الطحطاوی علی الدر: ۱/۱۱۱)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

صحیح العقیدہ شخص کو اذان سے روکنے کا حکم:

مسئلہ(۹۱): بخدمت جناب مفتی صاحب جامعہ اشرفیہ مسلم ٹاؤن لاہور

جناب عالی!

مؤدبانہ گزارش ہے کہ میرا نام امداد حسین ولد محمد دین ڈیرہ الایاں کالاخطائی اسٹیشن کے نزدیک ہمارے گاؤں میں چھوٹی سی مسجد ہے اسے بنے تقریباً آٹھ سال ہوگئے ہیں، میں آٹھ سال سے اذان بھی دیتا ہوں نماز بھی پڑھاتا ہوں تقریباً 2 ماہ ہوگئے ہمارے گاؤں میں ذاتی جھگڑا ہوا دین کا نہیں ڈاکٹر عارف ولد محمد یوسف کے چند ساتھی

آئے اور انہوں نے مجھے اذان دینے سے روکا بعد میں اگلے دن نماز پڑھنے سے روکا جو اور پارٹی کے ہیں اس نے کمیٹی بھی بنائی ہے جو پیسے اکھٹے کر کے اسلحہ خریدتے ہیں اور غنڈہ گردی کرتے ہیں، لہذا انہوں نے مجھے اذان دینے سے روکا، لہذا مہربانی فرما کر قرآن وسنت کی روشنی میں اس کا جواب دیں۔

الجواب باسم الملک الوهاب

اگر امداد حسین صحیح العقیدہ ہے اور متبع شریعت ہے تو اس کو اذان دینے سے روکنا اور مسجد میں آنے سے منع کرنا شرعا درست نہیں ہے۔

"لقوله تعالیٰ وان المساجد لله فلاتدعوا مع الله احدا "......(سورة الجن: ۱۸)

"وينبغي ان يكون المؤذن رجلا عاقلا صالحا تقيا عالمابالسنة كذافي النهاية "......(فتاویٰ الهندية: ۱/۵۳)

" الاذان سنة لاداء المكتوبة بالجماعة عرف ذلک بالسنة واجماع الامة وانه من شعائر الاسلام حتى لو امتنع اهل مصر اوقرية اومحلة اجبرهم الامام فان لم يفعلوا قاتلهم"......(فتاویٰ قاضی خان علی هامش الهندية: ۱/۶۹)

"(قوله هي كالواجب) بل اطلق بعضهم اسم الواجب عليه لقول محمد لواجتمع اهل بلدة على تركه قاتلهم عليه ولوتركه واحدضربته وحبسته وعامة المشائخ على الاول والقتال عليه لمانه من اعلام الدين وفي تركه استخفاف ظاهر به"......(فتاویٰ شامی : ۱/۲۸۳)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

جس مسجد کا مؤذن مقرر نہ ہو وہاں اذان دینے کا حق کس کو ہے؟

مسئلہ(۹۲):　　(۱) کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسجد میں اذان دینے کے بارے میں کہ جس میں کوئی مؤذن مقرر نہیں ہے کہ ایسی مسجد میں اذان دینے کا حق کس آدمی کا ہے؟

(۲)　بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ ہماری مسجد میں جو صاحب اذان دیتے ہیں انہوں نے پہلے سے ہی کسی

اور صاحب کو اجازت دی ہوئی ہوتی ہے اقامت کہنے کی، چنانچہ اگر چہ وہ آدمی دیر سے ہی مسجد میں آئیں مگر مؤذن صاحب کسی دوسرے آدمی کو اقامت کی اجازت نہیں دیتے، آیا شرعاً ایسا کرنا درست ہے؟

الجواب باسم الملک الوهاب

(۱) صورت مسئولہ میں اذان کا سب سے زیادہ حق دار وہ آدمی ہے جس نے مسجد بنائی یا عاقل بالغ باشرع آدمی کو وہ مقرر کردے۔

"وولاية الاذان والاقامة لمن بنى المسجد وان كان فاسقا والقوم كارهون له"......(البحر الرائق : ۱/۴۴۴)

(۲) اذان دینے والے کے لیے ایسا کرنا شرعاً درست نہیں ہے، بشرطیکہ کوئی شرعی ضرورت نہ ہو۔

" وان اذن رجل واقام آخر باذنه لابأس به "......(البحر الرائق : ۱/۴۴۷)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆
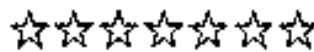
ایک جماعت کے لیے کئی اذانیں دینے کا حکم:

مسئلہ(۹۳): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک جماعت کے لیے کئی اذانیں دینا کیسا ہے؟ جیسے رائے ونڈ مرکز میں کئی جگہ اذانیں ہوتی ہیں، نیز اجتماع کے موقع پر بھی ایسا ہوتا ہے؟

الجواب باسم الملک الوهاب

چونکہ اذان سے مقصود اعلام (نماز کے وقت کی خبر دینا) ہے، لہذا اس مقصد کے لئے اگر کئی جگہ اذان کہی جائے جیسا کہ صورت مسئولہ میں ہے تو یہ جائز ہے۔

"واماالاذان الاول فقدصرح فى النهاية بانه المتوارث حيث قال فى شرح قوله واذا اذن المؤذنون الاذان الاول ترك الناس البيع ،ذكر المؤذنين بلفظ الجمع اخراجا للكلام مخرج العادة فان المتوارث فيه اجتماعهم لتبلغ اصواتهم الى اطراف المصر الجامع اه ففيه دليل على انه غيرمكروه لان المتوارث لايكون مكروها وكذلك نقول فى الاذان بين يدى الخطيب فيكون بدعة حسنة اذمارا ه المؤمنون حسنا فهو حسن اه ملخصا اقول

وقدذکر سیدی عبدالغنی المسئلة کذلک اخذا من کلام النهایة المذکور ثم قال ولاخصوصیة للجمعة اذالفروض الخمسة تحتاج للاعلام "

......(ردالمحتار: ۱/۲۸۷)

"اذاکان فی المسجد اکثرمن مؤذن واحداذنوا واحدا بعدواحد فالحرمة للاول کذافی الکفایة "......(فتاویٰ الهندیة: ۱/۵۷)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

اذان سے پہلے یا اذان کے بعد مروجہ درود وسلام پڑھنے کا حکم:

مسئلہ(۹۴): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اذان سے پہلے یا اذان کے بعد مروجہ درود وسلام پڑھنا جائز ہے یا ناجائز؟ اور کیا یہ سرور کائنات ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین سے ثابت ہے یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوهاب

آنحضرت علیہ الصلوۃ والسلام، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین رحمہم اللہ کے دور میں مروجہ صلوۃ وسلام مروجہ طریقے سے نہ اذان سے پہلے ہوتا تھا اور نہ اذان کے بعد میں، بلکہ اذان " اللہ اکبر " سے شروع "لاالہ الااللہ " پر ختم ہوتی تھی، البتہ اذان ختم ہونے کے بعد بغیر لاؤڈ اسپیکر کے اپنے ساتھ درود شریف پڑھنا مستحب ہے۔

"التسلیم بعدالاذان حدث فی ربیع الآخر سنة سبعمائة واحدی وثمانین فی عشاء لیلة الاثنین ثم یوم الجمعة ثم بعدعشرسنین الخ (قوله سنة ۷۸۱) کذافی النهر عن حسن المحاضرة للسیوطی ثم نقل عن القول البدیع للسخاوی انه فی سنة ۷۹۱ وان ابتداؤه کان فی ایام السلطان الناصر صلاح الدین یامره"......(درمختارعلی ردالمحتار: ۱/۲۸۷)

" یکره ان یقال فی الاذان حی علی خیرالعمل لانه لم یثبت عن النبی ﷺ والزیادة فی الاذان مکروهة اه وقدسمعناه الآن عن الزیدیة ببعض البلاد "

......(البحرالرائق : ۱/۲۵۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

اذان کے بعد الفاظ اذان سے تثویب کرنے کا حکم:

مسئلہ(۹۵): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ مؤذن اذان دینے کے بعد دوبارہ "حی علی الصلوۃ ،حی علی الفلاح ، الصلوۃ خیر من النوم " کے الفاظ سے تثویب کرتا ہے، آیا شرعاً ایسا کرنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوهاب

صورت مسئولہ میں مؤذن کا لوگوں کو نماز کی طرف بلانا تثویب کی ایک قسم ہے، اور تثویب کی دو قسمیں ہیں (۱) فجر کی اذان میں "الصلوۃ خیر من النوم " کہنا (۲) اذان واقامت کے درمیان لوگوں کو نماز کی طرف بلانے کے لیے اعلان کرنا، پہلی قسم تمام فقہاء کے نزدیک جائز ہے بلکہ فجر کی اذان کا حصہ ہے اور دوسری قسم کے بارے میں تفصیل یہ ہے کہ روایات میں فجر کی اذان واقامت کے درمیان تثویب کا استحباب منقول ہے، اور باقی نمازوں کے اوقات میں تثویب کی نفی کی گئی ہے اور عشاء اور ظہر کے اوقات میں تثویب پر حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کی نکیر بھی ثابت ہے، اور حضرت امام ابو یوسفؒ نے مسلمانوں کے کاموں میں مشغولیت کی وجہ سے امراء وغیرہ کے لیے تثویب کی اجازت دی تھی ،مگر اب وہ امراء نہیں رہے جیسا کہ صاحب تبیین نے فرمایا ہے کہ "ولیس امراء زماننا مثلهم فلایخصون بشیء "......(۱/۹۲)۔

اور متاخرین فقہاء نے تمام نمازوں کے لیے تثویب کی گنجائش دی ہے مگر آج کل صورت حال یہ ہے کہ مساجد میں بلندی آواز کے لیے لاؤڈ اسپیکر کے استعمال اور ایک ہی نماز کے لیے مختلف مساجد سے وقفے وقفے سے اذان دیے جانے کے نتیجے میں اذان کی آواز ہر آدمی تک پہنچ جاتی ہے، لہٰذا اس صورت میں تثویب کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔

"فانه روی ان بلالا رضی الله عنه اتی النبی علیه الصلوة والسلام یؤذنه بالصلوة فوجده راقدا فقال الصلوة خیر من النوم فانتبه النبی ﷺ وقال مااحسن هذا یابلال اجعله فی اذانک "......(المحیط البرهانی : ۲/۹۲)

"ولاتثویب الافی صلوة الفجر عندنا والاصل فیه قوله علیه الصلوة والسلام لبلال رضی الله عنه ثوب فی الفجر ولاتثویب فی غیرها والمعنی فی المسئلة

ان وقت الفجر وقت نوم وغفلة فاستحبوا زيادة الاعلام للتنبيه فيدركون فضيلة الصلوة بالجماعة اماا وقات سائر الصلوات فاوقات انتباه ولاحاجة الى التثويب فيها"......(المحيط البرهاني : ٢/٩١)

"وهوفى الفجر خاصة وكره فى غيرالفجر من الصلوات الافى قول ابى يوسف فى حق امراء زمانه خصهم بذلك لاشتغالهم باموراالمسلمين وليس امراء زماننامثلهم فلايخصون بشيء"......(تبيين الحقائق : ١/٩٢)

"ولاتثويب الافى صلوة الفجر لماروى ان عليا رضى الله عنه راى مؤذنا يثوب فى العشاء فقال اخرجوا هذا المبتدع من المسجد والحديث مجاهد رضى الله عنه قال دخلت مع ابن عمر رضى الله عنهما مسجدانصلى فيه الظهر فسمع المؤذن يثوب فغضب وقال قم حتى نخرج من عند هذا المبتدع "......(المبسوط : ١/٢٧٣)

"(قوله ويثوب) اى المؤذن والتثويب العود الى الاعلام بعدالاعلام ومنه الثيب لان مثيبها عائد اليها والثواب لان منفعة عمله تعود اليه والمثابة لان الناس يعودون اليه ووقته بعدالاذان على الصحيح كماذكره قاضى خان وفسره فى رواية الحسن بان يمكث بعدالاذان قدر عشرين آية ......فالاول الصلاة خير من النوم وكان بعد الاذان الا ان علماء الكوفة الحقوه بالاذان والثانى احدثه علماء الكوفة بين الاذان والاقامة حى على الصلوة مرتين حى على الفلاح مرتين واطلق فى التثويب فافاد انه ليس لفظ يخصه بل تثويب كل بلد على ماتعارفوه اما بالتنحنح او بقوله الصلاة الصلاة اوقامت لانه للمبالغة فى الاعلام وانما يحصل بماتعارفوه..... وافادانه لا يخص صلاة بل هو فى سائر الصلوات وهواختيار المتاخرين لزيادة غفلة الناس وقلما يقومون عندسماع الاذان وعندالمتقدمين هومكروه فى غيرالفجر

وھو قول الجمھور کما حکاہ النووی فی شرح المھذب الخ"......(البحر الرائق : ۱/۴۵۳)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

احاطہ مسجد سے باہر اذان دینے کا حکم:

مسئلہ(۹۶): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام مندرجہ ذیل مسائل کے بارے میں

(۱) کیا اذان کہتے وقت مؤذن کا احاطہ مسجد سے باہر ہونا ضروری ہے یا مسجد کے اندر کھڑا ہو کر بھی اذان دے سکتا ہے؟

(۲) کیا ڈاڑھی منڈے شخص کو ابتداء بالسلام جائز ہے یا نہیں؟

(۳) آج کل عشق مجازی میں گرفتار لوگ اپنے محبوب کے لیے صنم کا لفظ بولتے ہیں جب کہ صنم بت کو کہتے ہیں تو کیا اس طرح کہنے سے شرک تو لازم نہیں آتا؟

مفصل اور مدلل جواب دے کر ممنون فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوھاب

(۱) مناسب تو یہ ہے کہ اذان کے لیے مسجد سے باہر جگہ بنائی جائے اور وہاں اذان دی جائے۔

"وینبغی ان یؤذن علی المأذنة اوخارج المسجد ولایؤذن فی المسجد کذافی فتاویٰ قاضی خان "......(فتاویٰ الھندیة: ۱/۵۵)

" وینبغی ان یؤذن علی المأذنة اوخارج المسجد ولایؤذن فی المسجد"......(فتاویٰ قاضی خان علی ھامش الھندیة: ۱/۷۸)

" وینبغی للمؤذن ان یؤذن فی موضع یکون اسمع للجیران ویرفع صوته ولایجھدنفسه لانه یتضرربذلک وفی الخلاصة ولایؤذن فی المسجد "

......(البحر الرائق: ۱/۴۴۴)

(۲) ڈاڑھی منڈا شخص فاسق ہے اور فاسق کو ابتداء بالسلام مکروہ تنزیہی ہے۔

"ویکرہ السلام علی الفاسق لومعلنا والالا"......(درعلی الرد : ۵/۲۹۴)

”(لو معلنا) تخصیص لماقدمہ عن العینی وفی فصول العلامی ولایسلم علی الشیخ المازح الکذاب واللاغی ولاعلی من یسب الناس اوینظر وجوہ الاجنبیات ولاعلی الفاسق المعلن ولاعلی من یغنی اویطیر الحمام مالم تعرف توبتھم ویسلم علی قوم فی معصیۃ وعلی من یلعب بالشطرنج ناویا ان یشغلھم عماھم فیہ عندابی حنیفۃ وکرہ عندھماتحقیرالھم “......(فتاویٰ شامی: ۵/۲۹۴)

” واختلف فی السلام علی الفساق فی الاصح انہ لایبدأ بالسلام کذافی التمرتاشی“......(فتاویٰ الھندیۃ :۵/۳۲۶)

”والاصل الفاصل بینھما ان ینظر الی الاصل فان کان الاصل فی حقہ اثبات الحرمۃ وانماسقطت الحرمۃ لعارض ینظر الی العارض ان کان مما تعم بہ البلوی وکانت الضرورۃ قائمۃ فی حق العامۃ فھی کراھۃ تنزیہ وان لم تبلغ الضرورۃ ھذا المنع فھی کراھۃ تحریم فصار الی الاصل وعلی العکس ان کان الاصل الاباحۃ ینظر الی العارض فان غلب علی الظن وجودالمحرم فالکراھۃ للتحریم والا فالکراھۃ للتنزیہ “......(فتاویٰ الھندیۃ: ۵/۳۰۸)

(۳) صنم کا معنی بت ہے اور عشق مجازی میں گرفتار لوگ اس کو تشبیہ کے لیے استعمال کرتے ہیں جیسے بت کو اپنی منشاء کے مطابق بناتے ہیں اسی طرح وہ سمجھتے ہیں کہ ان کا محبوب ان کی منشاء کے مطابق بنا ہوا ہے اس سے شرک لازم نہیں آتا کیوں کہ وہ اس کو معبود نہیں سمجھتے۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

وقت سے پہلے اذان دینے کا حکم:

مسئلہ(۹۷): کیا فرماتے ہیں علمائے دین درج ذیل مسئلہ کے بارے میں

آج کل ہماری مسجد میں صبح کی اذان وقت سے پہلے دی جارہی ہے اور وقت 05:15 سے شروع ہوتا ہے اوراذان 05:00 بجے ہورہی ہے، کیا اس وقت اذان ہوسکتی ہے یا نہیں؟ اگر نہیں ہوسکتی تو جو ہم نے ان اذانوں سے نمازیں پڑھی ہیں کیا ان کا اعادہ ضروری ہے کہ نہیں؟ وضاحت سے بیان کریں۔

الجواب باسم الملک الوھاب

قبل از وقت اذان کہنا درست نہیں ہے اور اگر کہہ دی گئی ہو تو وقت پر اس کا اعادہ کیا جائے، البتہ جو نمازیں ادا کی گئی ہیں وہ درست ہوگئیں، بشرطیکہ وقت پر ادا کی ہوں۔

" فیعاد اذان وقع بعضه قبله کالاقامة خلافاللثانی فی الفجر"......(الدر علی الرد: ۱/۳۵۸)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

نابالغ لڑکے کی اذان کا حکم:

مسئلہ(۹۸): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ نابالغ لڑکے کی اذان شرعاً درست ہے یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

ایسے نابالغ لڑکے کی اذان جو سمجھدار، عقلمند ہو شرعاً درست ہے، البتہ بالغ کا اذان دینا افضل ہے۔

" (قوله صبی مراهق)المرادبه العاقل وان لم یراهق کماهوظاهر البحر وغیره وقیل یکره لکنه خلاف ظاهر الروایة کمافی الامداد وغیره وعلی هذا یصح تقریره فی وظیفة الاذان بحر"......(ردالمحتار: ۱/۳۸۸)

" واماالصبی الذی یعقل فاذانه صحیح من غیر کراهة فی ظاهر الروایة الاان اذان البالغ افضل کذافی السراج الوهاج اه"......(البحر الرائق: ۱/۲۶۰)

" اذان الصبی العاقل صحیح من غیر کراهة فی ظاهر الروایة ولکن اذان البالغ افضل "......(فتاویٰ الهندیة: ۱/۵۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

کیا وقت ہوتے ہی اذان دینا ضروری ہے یا تاخیر کی گنجائش ہے؟

مسئلہ(۹۹): گرامی قدر حضرت اقدس مفتی صاحب زید فضلکم وعنایتکم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اللہ تعالیٰ آپ کی مساعی جمیلہ کو قبول فرمائیں اور بصحت وعافیت رکھیں بندہ بھی بحمد اللہ بخیریت ہے۔

اس عریضہ سے جناب سے درج ذیل مسائل کے بارے میں رہنمائی مطلوب ہے۔

اذان کی مشروعیت کی حکمت" اعلام الناس الغائبین لوقت الصلوۃ " بیان کی گئی ہے، قدیم زمانہ میں گھڑیاں وغیرہ وقت کی اطلاع کے آلات نہیں تھے، اذان وقت نماز کے ہوتے ہی دیجاتی تھی۔

(۱) وقت ہونے کے فوری بعد اذان دینے کا حکم شرعی طور پر کیسا ہے؟ واجب، سنت مؤکدہ، مندوب وغیرہ۔

(۲) آج کل اغلب عمل وقت ہوجانے کے بعد قدرے تاخیر سے اذان دینے کا ہے کہ مختلف مساجد میں نمازوں کے اوقات مختلف ہوتے ہیں اور جماعت سے ۱۵ منٹ یا کم وبیش قبل اذان دی جاتی ہے، نماز مغرب اس معمول سے مستثنیٰ ہے کہ اس میں اذان کے فوراً بعد جماعت کھڑی ہوجاتی ہے۔

(۳) وقت کی ابتداء کے فوری بعد اذان دینے کا جو شرعی حکم ہے وہ پانچوں نمازوں کے لیے ایک ہی ہے یا کچھ فرق اور تفصیل ہے؟

(۴) اسی طرح نماز جمعہ کی اذان اول کا کیا حکم ہے اور کیا طریقہ ہے؟ نماز جمعہ کی ادائیگی میں بھی معمول مختلف ہے اول وقت اور تاخیر سے اداء کی جاتی ہے اور اذان بھی زوال کے متصل نہیں بلکہ قدرے تاخیر سے دی جاتی ہے، اگر تاخیر سے اذان دینے کی گنجائش ہے تو کتنی تاخیر کی جاسکتی ہے؟

بندہ کو تفصیلی جواب مرحمت فرمادیں، اللہ پاک آپ کو اجر عظیم سے سرفراز فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوھاب

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

(۱) وقت مستحب کے داخل ہونے کے بعد فوری طور پر اذان دینا سنت ہے۔

(۲،۳) وقت مستحب کی ابتداء کے فوری بعد اذان دینا سنت ہے اور یہ حکم تمام نمازوں کا ہے ہاں اگر وقت مستحب سے تاخیر کرکے اذان دی گئی تو وہ خلاف سنت ہوگی۔

(۴) نماز جمعہ کا حکم بھی یہی ہے تاخیر کی گنجائش تو ہے لیکن وقت مستحب کے اندر اندر اس سے زائد تاخیر کرنا خلاف سنت ہے۔

(۱)"الاذان شرع لاحضار الناس الی المسجد لاداء الصلوۃ واعلامھم

بدخول وقت الصلاۃ ....فاذالم یعرف الوقت یکون اذانہ سببا للفتنۃ"......(فتاویٰ قاضی خان ھامش علی الھندیۃ: ۶۹/۱)

(۲) "لکن فی التتارخانیۃ ینبغی ان یؤذن فی اول الوقت ......والظاھر انہ اراد اول الوقت المستحب اھ"......(فتاویٰ شامی: ۳۸۳/۱)

"عن ابی ذر رضی اللہ عنہ قال اذن مؤذن النبی ﷺ الظھر فقال ابرد ابرد اوقال انتظر انتظر الخ"......(صحیح البخاری : ۷۶/۱)

(۳)"وحکم الاذان کالصلاۃ تعجیلاوتاخیرا ......قال القھستانی بعدہ ولعل المراد بیان الاستحباب والافوقت الجواز جمیع الوقت ......فلواذن اولہ وصلی اخرہ اتی بالسنۃ "......(فتاویٰ شامی: ۳۸۳/۱)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

اذان کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا اور اشھدان محمدارسول اللہ پر انگوٹھے چومنے کا حکم:

مسئلہ(۱۰۰): (۱) کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اذان کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا کیسا ہے؟

(۲) نیز جب مؤذن" اشھدان محمدا رسول اللہ" کہتا ہے تو لوگ انگوٹھے چومتے ہیں اور چوم کر آنکھوں پر لگاتے ہیں شرعاً ایسا کرنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

(۱) بہت سی دعائیں مخصوص اوقات یا مخصوص جگہوں میں آپ ﷺ سے بلا رفع یدین ثابت ہیں اور انہی میں ایک بعد الاذان دعا کرنا ہے، یہ دعا بھی بلا رفع یدین احادیث میں موجود ہے لہذا اگر ہاتھ نہ اٹھائیں تو بہتر ہے۔

" (قولہ ویدعوا الخ)ای بعد ان یصلی علی النبی لمارواہ المسلم وغیرہ اذاسمعتم المؤذن فقولوا مثل مایقول ثم صلوا علی فانہ من صلی علی صلاۃ صلی اللہ علیہ بھا عشرا ثم سلوا لی الوسیلۃ فانھا منزلۃ فی الجنۃ " ......

(فتاویٰ شامی : ۲۹۳/۱)

(۲) فقہ کی معتبر کتابوں میں انگوٹھے چومنے کا حکم کہیں نہیں ملتا البتہ علامہ شامی اور صاحب حاشیۃ الطحطاوی نے استحباب نقل کیا ہے،لیکن انہوں نے جن کتابوں کا حوالہ نقل کیا ہے مثلاً فتاویٰ صوفیہ، کتاب الفردوس اور قہستانی وغیرہ ان تمام کتب کے بارے میں علامہ عبدالحیی صاحب لکھنوی نے لکھا ہے کہ یہ غیر معتبر کتب ہیں (النافع الکبیر لمن یطالع الجامع الصغیر:۳۱)اور جو حدیث ہے اس کے بارے میں خود شامی میں یہ عبارت ہے۔

"وذکر ذلک الجراحی واطال ثم قال ولم یصح فی المرفوع من کل هذا شیء"......(فتاویٰ شامی: ۱/۲۹۳)

اس میں فقہاء کرام کا اختلاف ہے اس لیے بچنا بہتر ہے البتہ اگر کوئی شخص اس کو ضروری نہ سمجھے روحانی علاج کی نیت سے کرے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

"الصلوٰۃ خیر من النوم" کا حدیث سے ثبوت:

مسئلہ(۱۰۱): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ صبح کی اذان میں جو "الصلوۃ خیر من النوم" کہا جاتا ہے اس کی شرعی حیثیت کیا ہے؟اور کیا یہ الفاظ حدیث سے ثابت ہیں؟

الجواب باسم الملک الوهاب

فجر کی اذان میں "حی علی الفلاح" کے بعد دو مرتبہ "الصلوۃ خیر من النوم" کہنا مستحب ہے اور اس کا ثبوت احادیث مبارکہ اور فقہاء کی عبارات صریحہ سے ملتا ہے۔

"ویزید فی اذان الفجر بعد الفلاح الصلوۃ خیر من النوم مرتین لان بلالا قال الصلوۃ خیر من النوم حین وجد النبی ﷺ راقدا فقال علیه السلام ما احسن هذا یا بلال اجعله فی اذانک وخص الفجر به لانه وقت نوم وغفلة"......

(الهدایة: ۱/۸۵)

"قوله (ویزید بعد فلاح اذان الفجر الصلاة خیر من النوم مرتین) لحدیث بلال حیث ذکرها حین وجد النبی ﷺ نائما فلما انتبه اخبره به فاستحسنه وقال اجعله فی اذانک وهو للندب بقرینة قوله ما احسن هذا"......(البحر الرائق: ۱/۴۴۶)

" عن ابی محذورۃ عن ابیہ عن جدہ قال قلت یارسول اللہ علمنی سنۃ الاذان قال فمسح مقدم راسی قال تقول اللہ اکبر ...... الی ان قال فان کان صلاۃ الصبح قلت الصلوۃ خیر من النوم الصلوۃ خیر من النوم اللہ اکبر اللہ اکبر لاالہ الا اللہ "......(سنن ابی داؤد : ۸۳،۸۴/۱)

" عن بلال انہ اتی النبی ﷺ یؤذنہ بصلوۃ الفجر فقیل ھو نائم فقال الصلوۃ خیر من النوم الصلوۃ خیر من النوم فاقرت فی تاذین الفجر فثبت الامر علی ذلک "......(سنن ابن ماجہ : ۱/۱۵۵)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

جمعہ کی اذان اول کا وقت اور اس کے بعد کون کونسے افعال ممنوع ہیں؟

مسئلہ(۱۰۴): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام مسائل ہٰذا کے بارے میں کہ

(۱) ہدایہ میں ایک عبارت ہے۔

"واذا اذن المؤذنون الاذان الاول ترک الناس البیع والشراء وتوجھوا الی الجمعۃ لقولہ تعالیٰ فاسعوا الی ذکر اللہ وذروا البیع "

کچھ آگے چل کر لکھا ہے۔

"والاصح ان المعتبر ھو الاول اذا کان بعد الزوال لحصول الاعلام بہ "

اس سے معلوم ہوا کہ بیع وشراء اذان اول سے ممنوع ہے، اور اول اذان زوال کے بعد ہے، اب مسئلہ یہ ہے کہ جمعۃ المبارک کے دن ہمارے مدرسہ کی مسجد میں اذان ایک بجے ہوتی ہے اور ٹھیک اسی وقت مدرسہ میں طلباء کی حاضری ہوتی ہے، تقریباً ۲۰ منٹ تک مدرسہ میں رہ کر سورۃ الکہف پڑھنا ہوتی ہے حاضر نہ ہونے والے کو مناسب سرزنش بھی کی جاتی ہے اس کے بعد سب طلبہ مسجد کی طرف جاتے ہیں، دریافت طلب امر یہ ہے کہ اذان اول کے بعد کون سے افعال ممنوع ہیں اور کہاں ممنوع ہیں؟ مسجد میں یا غیر مسجد میں، اگر کوئی شخص اذان اول کے بعد گھر یا مدرسہ میں جمعہ کی تیاری (غسل تیل خوشبو لگانا ناخن تراشنا وغیرہ) کرتا ہے، صلاۃ التسبیح، سورۃ الکہف پڑھتا ہے یا کھانا کھاتا ہے پھر اذان ثانی کے وقت مسجد میں چلا جاتا ہے تو کیا حکم ہے؟ اگر ممنوع ہیں تو پھر اذان اول کے بعد مسجد میں جا کر کن

اعمال وافعال میں مشغول ہوسکتا ہے؟ زید کہتا ہے کہ ائمہ مساجد کو چاہیئے کہ اذان اول تاخیر سے دی جائے ،مثلاً اگر ۲ بجے جمعہ ہوتا ہے تو ایک بج کر پینتالیس منٹ پر اذان اول دے کر دو بجے اذان ثانی دے دی جائے ، اس طرح لوگ کراہت سے بچ سکتے ہیں ، اگر ایسا ٹھیک ہے تو جو سنا ہے اور پڑھا ہے کہ اذان اول کا وقت زوال کے بعد ہے تو اس سے مراد زوال کے فوراً بعد کا وقت مراد ہوگا یا تاخیر کی بھی گنجائش ہے ، نیز احسن الفتاویٰ کا مسئلہ جلد چہارم صفحہ نمبر ۱۴۱ بحوالہ ردالمحتار میں ہے کہ اذان اول کے بعد جمعہ کی تیاری کے سوا کوئی کام بھی جائز نہیں ہے خواہ وہ دینی کام ہی کیوں نہ ہوں ، اگر ایسا ہی ہے تو پھر نماز تک کیا کرنا چاہیئے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

جمعہ کی اذان اول وقت کے داخل ہوتے ہی دی جائے گی کیونکہ اذان کا مطلب اعلام دخول وقت ہے اور وہ زوال کے فوراً بعد شروع ہوجاتا ہے، ہاں البتہ تاخیر کی گنجائش ہے لیکن تاخیر کرنا خلاف سنت ہے۔

جمعہ کی اذان اول کے بعد وہ تمام کام حرام ہوجاتے ہیں جو جمعہ کی تیاری میں مخل ہوں،

" والاصح انه الاول باعتبار الوقت وهوالذى يكون على المنارة بعدالزوال "

......(فتاویٰ شامی : ۱/۶۰۷)

" قوله(ويجب السعى اليها وترك البيع بالاذان الاول) لقوله تعالى يايهاالذين آمنوا اذانودى للصلوة من يوم الجمعة فاسعوا الى ذكر الله وذروا البيع وانما اعتبر الاذان الاول لحصول الاعلام به ومعلوم انه بعدالزوال اذالاذان قبله ليس باذان وهذاالقول هوالصحيح فى المذهب "

......(البحر الرائق : ۲/۲۷۳)

" وذروا البيع قال ابوبكر اختلف السلف فى وقت النهى عن البيع فروى عن مسروق والضحاك ومسلم بن يسار ان البيع يحرم بزوال الشمس وقال مجاهد والزهرى يحرم بالنداء وقدقيل ان اعتبار الوقت فى ذلك اولى اذكان عليهم الحضور عنددخول الوقت فلايسقط ذلك عنهم تاخير النداء "

......(احکام القرآن للجصاص : ۳/۶۷۰)

" والمرادمن البيع مايشغل عن السعى اليها حتى لواشتغل بعمل آخر سوى

البیع فهو مکروه ایضا کذافی السراج الوهاج واشار بعطف ترک البیع علی السعی الی انه لو باع اواشتری حالة السعی فهو مکروه ایضا"......(البحر الرائق : ۲/۲۷۳،۲۷۴)

" وترک البیع ارادبه کل عمل ینافی السعی وخصه اتباعا للآیة نهر......ثم قال (قوله وفی المسجد) اوعلی بابه بحر"......(فتاویٰ شامی : ۱/۶۰۷)

" اختلف العلماء فی معناه السعی علی ثلاثة اقوال ، فذکر الثانی منها الثانی انه العمل کقوله تعالیٰ 'ومن ارادالآخرة وسعی لها الخ ......ثم قال ......واما من قال انه العمل فاعمال الجمعة هی الاغتسال والتمشط والادهان والتطیب وللتزین باللباس اه "......(احکام القرآن للجصاص : ۳/۱۸۴،۱۸۵)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆
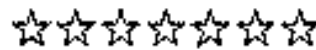
مؤذن کے اوصاف:

مسئلہ(۱۰۳): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام دریں مسئلہ کہ!

(۱) مؤذن کس طرح کا آدمی ہونا چاہیے؟

(۲) فاسق آدمی کا اذان دینا کیسا ہے؟

(۳) مغرب کی اذان اقامت اور نماز میں کتنا فاصلہ ہونا چاہیے؟

(۴) کیا اذان پڑھتے وقت کانوں میں انگلیاں رکھنا ضروری ہے؟

(۵) کور عمامہ پر سجدہ کرنا کیسا ہے؟

الجواب باسم الملک الوهاب

(۱) مؤذن کو نیک وپرہیزگار اور اوقات کو جاننے والا ہونا چاہیے۔

"ویستحب ان یکون المؤذن صالحا ای متقیا لانه امین فی الدین عالمابالسنة فی الاذان وعالما بدخول اوقات الصلوة لتصحیح العبادة "......(حاشیة الطحطاوی علی مراقی الفلاح :۱۹۷)

"وینبغی ان یکون مؤذن رجلا عاقلا صالحا تقیا عالمابالسنة کذافی النهایة "
......(فتاویٰ الهندیة: ۱/۵۳)

(۲) فاسق آدمی کا اذان دینا مکروہ تحریمی ہے، اگراذان پڑھ دی تو اعادہ مستحب ہے۔

" فی المنحة (قوله وینبغی ان لایصح اذان الفاسق الخ) کذافی النهر ایضا وظاهره انه یعاد......فی القهستانی اعلم ان اعادة اذان الجنب والمرأة والمجنون والسکران والصبی والفاجر...... فقدصرح باعادة اذان الفاجر ای الفاسق"......(منحة الخالق هامش علی البحر : ۱/۴۶۰)

ولیؤذن لکم خیارکم وصرحوا بکراهة اذان الفاسق من غیرتقیید بکونه عالما اوغیره "......(البحرالرائق : ۱/۴۴۲)

(۳) نمازمغرب کی اذان واقامت کے درمیان تین آیات قصار یا آیات طویلہ کا فاصلہ کرنا مستحب ہے۔

" المستحب ویفصل بینهما فی المغرب بسکتة هی قدر قراءة ثلاث ایات قصار اوایة طویلة "......(حاشیة الطحطاوی علی مراقی الفلاح :۱۹۸)

"واما اذاکان فی المغرب فالمستحب ان یفصل بینهما بسکتة یسکت قائما مقدار مایتمکن من قراءة ثلاث ایات قصار هکذافی النهایة "......(فتاویٰ الهندیة : ۱/۵۷)

(۴) اذان پڑھتے وقت کانوں میں انگلیاں رکھنا مستحب وحسن ہے فرض یا واجب نہیں۔

"ویستحب ان یجعل اصبعیه ......وان جعل یدیه علی اذنیه فحسن "......
(حاشیة الطحطاوی علی مراقی الفلاح : ۱۹۷)

" (قوله ویجعل اصبعیه فی اذنیه)لقوله علیه السلام اجعل اصبعیک فی اذنیک فانه ارفع لصوتک والامر للندب بقرینة التعلیل "......(البحرالرائق : ۱/۴۵۳)

" وجعل اصبعیه فی اذنیه سنة الاذان لیرفع صوته بخلاف الاقامة "......
(فتاویٰ الهندیة : ۱/۵۶)

(۵) کورِ عمامہ یعنی پگڑی کے پیچ پر بلا عذر سجدہ کرنا مکروہ تنزیہی ہے۔

"کمایکرہ تنزیھا بکور عمامتہ الابعذر "......(درمختار ھامش علی الشامی : ۱/۳۶۹)

"(قولہ وکرہ باحدھما اوبکور عمامتہ) ..... ولایخفی ان محل الکراھۃ عندعدم العذر"......(البحر الرائق : ۱/۵۵۷،۵۵۶)

" فان سجد علی کور عمامتہ اوفاضل ثوبہ جاز..... انہ علیہ السلام صلی فی ثوب واحد یتقی بفضولہ حرالارض وبردھا "......(ھدایہ : ۱/۱۰۹)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

دوران تلاوت اگر اذان شروع ہوجائے تو کیا کریں؟

مسئلہ(۱۰۴): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ جب اذان شروع ہوجائے اور ایک آدمی قرآن پاک کی تلاوت کر رہا ہو تو وہ تلاوت جاری رکھے یا تلاوت روک کر اذان کا جواب دے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

مستحب یہ ہے کہ اذان کا جواب دیا جائے ،لیکن اگر تلاوت میں مصروف رہے تو شرعا اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

" ولو کان السامع یقرء یقطع القراءۃ ویجیب .....ولو کان فی منزلہ یترک القراءۃ ویجیب "...... (البحر الرائق : ۱/۴۵۱)

" ولو کان فی القراءۃ ینبغی ان یقطع ویشتغل بالاستماع والاجابۃ کذافی البدائع "......(فتاویٰ الھندیۃ : ۱/۵۷)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

اذان کے بعد دوبارہ اعلان کا حکم:

مسئلہ(۱۰۵): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ حال ہی میں ہمارے ہاں ایک نئی مسجد

تعمیر ہوئی ہے،جس میں صبح کی اذان کے بعد موذن صاحب اس اعلان کو بار باردوہراتے ہیں کہ میرے بھائیو!نماز کا وقت ہو چکا ہے جلدی تیاری کرواس وقت 20-4 ہیں اور نماز 30-4 پر ہوتی ہے،کیا اس طرح اعلان کرنا درست ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

عام نمازوں میں تثویب ویسے بھی مکروہ ہے،اور بار بار دوہرانا توبطریق اولی قبیح ہے مگر نماز صبح میں بعض فقہاء کرام کا قول موجود ہے،مگر بار باردوہرانا کسی بھی وقت کسی کا قول نہیں ہے،لہذا اس سے اجتناب کرنا چاہیئے۔

"قولہ (فی الاصح)ویکرہ عندھمافی غیر الفجر لانہ وقت نوم وغفلۃ بخلاف غیرہ "......(حاشیۃ الطحطاوی علی مراقی الفلاح:۱۹۸)

واللہ تعالی اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆
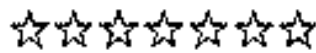
(اقامت)

اقامت کی ابتداء کب اور کیسے ہوئی؟:

مسئلہ(۱۰۶): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اقامت کی ابتداء کب اور کیسے ہوئی؟ باحوالہ جواب عنایت فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔

الجواب باسم الملک الوهاب

اقامت کی ابتداء اذان کے وقت سے ہوئی ہے، ایک انصاری آئے اور رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ میں نے خواب میں آدمی کو دیکھا ہے جس نے دو سبز رنگ کے کپڑے پہنے ہوئے تھے، مسجد میں کھڑے ہو کر اذان دینے لگا اور اذان کے بعد بیٹھ گیا تو تھوڑی دیر بعد کھڑا ہو گیا اور دوبارہ پڑھنے لگا اور اس میں "قد قامت الصلوۃ" کی دو مرتبہ زیادتی کی، جواب میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "اراک اللہ خیرا فمر بلالا" اسی طرح حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے خواب دیکھا تھا۔

"فجاء رجل من الانصار فقال یارسول اللہ انی لمارجعت لمارایت من اهتمامک رایت رجلا کان علیه ثوبین اخضرین فقام علی المسجد فاذن ثم قعد قعدة ثم قام فقال مثلها الا انه یقول قدقامت الصلوة......حدثنا اصحاب محمد ﷺ ان عبداللہ بن زید الانصاری جاء الی النبی ﷺ فقال یارسول اللہ رایت فی المنام کان رجلا قام وعلیه بردان اخضران فقام علی حائط فاذن مثنی مثنی واقام مثنی مثنی"......(نصب الرایة: ۱/ ۳۴۱)

"فجاء رجل من الانصار فقال یارسول اللہ انی لمارجعت لمارایت من اهتمامک رایت رجلا کان علیه ثوبین اخضرین فقام علی المسجد فاذن ثم قعدثم قام فقال مثلها مثلها الا انه یقول قدقامت الصلوة ولولا ان تقول الناس ،قال ابن المثنی بعدادراک خیرا ولم یقل عمرواخذ فمر بلالا فلیؤذن،قال، فقال عمر، اماانا فقدرایت مثل الذی رای ولکن لماسبقت استحییت "واخرجه احمدفی مسنده"مطولا وفیه انی رایت شخصا علیه ثوبان اخضران

فاستقبل القبلة فقال، الله اکبر، الله اکبر ،اشهد ان لااله الا الله، مثنی حتی فرغ من الاذان ثم امهل ساعة ثم قال مثل الذی قاله غیره انه یزید فی ذلک قدقامت الصلوة ،قدقامت الصلوة ،فقال رسول الله ﷺ علمها بلالا ،فکان بلال رضی الله عنه اول من اذن بها "......(البنایة: ۲/ ۸۳،۸۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

اقامت میں مقتدی اور امام کس وقت کھڑے ہوں؟:

مسئلہ(۱۰۷): زید دعویٰ کرتا ہے کہ جماعت کے لیے جب اقامت ہو تو اس وقت امام اور مقتدی اقامت میں "حی علی الصلوۃ" پر کھڑے ہوں اور یہی امام ابوحنیفہؒ کا مسلک ہے اور مسلم شریف جلد:۱ ص:۲۲۱ کا حوالہ دیتا ہے، کنزالدقائق کے ص۲۴ مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان اور مشکوۃ ص۶۴ کے حاشیہ کا حوالہ بھی دیتا ہے عالمگیری میں بھی اسی دعویٰ کی تائید ہوتی ہے جبکہ عمرو اس دعویٰ کا منکر ہے؟

الجواب باسم الملک الوهاب

صورت مرقومہ میں زید جس بات کا مدعی ہے وہ صرف آداب صلوۃ میں سے ہے کوئی تاکیدی سنت اور حکم نہیں، کہ نہ کرنے پر ملامت کی جائے اگر امام اور مقتدی شروع اقامت سے کھڑے ہوجائیں تو اس میں کوئی حرج نہیں بلکہ بہتر اور افضل یہی ہے اور یہ عمل حدیث مبارکہ سے بھی ثابت ہے۔

"(آداب الصلوة) (والقیام) لامام ومؤتم (حین قیل "حی علی الفلاح ")......(ان کان الامام بقرب المحراب والافیقوم کل صف ینتهی الیه الامام علی الاظهر)وان دخل من قدام قاموا حین یقع بصرهم علیه الا اذا أقام الامام بنفسه فی مسجدفلایقفواحتیٰ یتم اقامته ظهیریة وان خارجه قام کل صف ینتهی الیه بحر (وشروع الامام)فی الصلاة (مذقیل قدقامت الصلوة) ولوأخرحتی أتمهالابأس به اجماعاً وهوقول الثانی والثلاثةوهواعدل المذاهب کمافی شرح المجمع لمصنفه"......(الدرالمختارعلی الرد: ۱/ ۳۵۴)

" (قوله والقيام لامام ومؤتم) مسارعة لامتثال امره والظاهر انه احترازعن التأخير لاالتقديم حتى لوقام اول الاقامة لابأس"......(حاشية الطحطاوى على الدر: ۱/ ۲۱۵،مكتبه رشيديه كوئٹه)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

اقامت کے بعد تکبیر تحریمہ میں تاخیر کرنا:

مسئلہ(۱۰۸): امام صاحب کے لیے اقامت ہو جانے کے بعد اس طرح بولنا کہ کندھے سے کندھا ملا کر کھڑے ہوں شلوار ٹخنوں سے اوپر کرلیں اس کے ساتھ کوئی ترغیبی بات جوتقریباً ایک دومنٹ پر مشتمل ہو کیسا ہے؟ شریعت میں اس کی کیا حیثیت ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

واضح رہے کہ اقامت کہنے کے بعد امام کا تکبیر تحریمہ کہنے میں بلاعذر تاخیر کرنا خلاف اولی ہے اور قبل از اقامت ترغیبی بات کہنے میں کوئی حرج نہیں بشرطیکہ قوم پر ثقیل نہ ہو۔

"وينبغي للقوم اذاقاموا الى الصلاة ان يتراصوا ويسدوا الخلل ويسووابين مناكبهم في الصفوف ولاباس أن يأمرهم الامام بذلك ...... وفي فتح القديروروى ابوداودوالامام احمدعن ابن عمرانه ﷺ قال " أقيموا الصفوف وحاذوابين المناكب وسدوا الخلل ولينوابايديكم اخوانكم لاتذروافرجات للشيطان من وصل صفاوصله الله ومن قطع صفاقطعه الله"......(البحر الرائق: ۱/ ۲۱۹، ۲۱۸)

"ومنها: ان المؤذن اذاقال: قدقامت الصلاة كبرالامام في قول ابي حنيفة ومحمدوقال ابويوسف والشافعي لايكبرحتى يفرغ المؤذن من الاقامة"...... (بدائع الصنائع: ۱/ ۳٦۷)

"(وشروع الامام مذقيل قدقامت الصلاة) عندابي حنيفة ومحمدوقال ابويوسف يشرع اذافرغ من الاقامة محافظة على فضيلة متابعة المؤذن واعانة للمؤذن على

الشروع معه ...... وفی الظهیریة ولواخرحتی یفرغ المؤذن من الاقامة لاباس به فی قولهم جمیعاو الله اعلم "...... (البحر الرائق: ۱/ ۵۳۱)"

(قوله اذافرغ من الاقامة) ای بدون فصل وبه قالت الائمة الثلاثة وهو اعدل المذاهب شرح المجمع وهو الاصح قهستانی عن الخلاصة وهو الحق نهرولوفصل بینهماهل تعادقال فی القنیة لوصلی السنة بعدالاقامة او حضر الامام بعدهابساعة ولایعیدها...... عن انس قال اقیمت الصلاة فعرض للنبی صلی الله تعالی وسلم رجل فحبسه بعدما اقیمت الصلاة زادهشام فی روایته حتی نعس بعض القوم قال الشمنی فی هذاردعلی من قال اذاقال المؤذن قدقامت الصلاة وجب علی الامام تکبیر الاحرام وفیه دلیل علی ان اتصال الاقامة بالشروع فی الصلاة لیس من اکیدالسنن وانماهومن مستحباتها کماذکره العینی وغیره من شارحی البخاری قوله(فلوأخرالخ) فالخلاف فی الاستحباب کمافی السراج"......

(حاشیة الطحطاوی علی مراقی الفلاح: ۲۷۸)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

اقامت میں حیعلتین پر منہ دائیں بائیں پھیرنا:

مسئلہ(۱۰۹): نماز کے لیے اقامت کہنے والا " حی علی الصلوۃ " اور " حی علی الفلاح " پر اذان کی طرح منہ دائیں بائیں پھیرے گا یا نہیں؟ شرعی حکم بیان فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوهاب

اقامت میں حیعلتین کے وقت دائیں بائیں چہرہ پھیرنے میں مختلف اقوال ہیں۔

۱۔ بعض اقوال سے تحویل وجہ کا ثبوت ملتا ہے ۲۔ بعض سے عدم تحویل کا۔

۳۔ بعض میں تفصیل ہے کہ اگر کشادہ جگہ ہو تو چہرہ پھیر لے ورنہ نہ پھیرے لیکن علامہ شامیؒ نے "منحۃ الخالق" میں دوسرے قول یعنی عدم تحویل وجہ کو راجح قرار دیا ہے۔

"(قوله ويلتفت يميناو شمالابالصلاة والفلاح)..... واطلق في الالتفات ولم يقيده بالاذان وقدمناعن الغنية انه يحول في الاقامة ايضاوفي السراج الوهاج لايحول فيهالانهالاعلام الحاضرين بخلاف الاذان فانه اعلام للغائبين وقيل يحول اذاكان الموضع متسعا"......(البحر الرائق: ۱/ ۴۵۰،۴۴۹)

"قال ابن عابدين في حاشيته" قال في النهر :الثاني اعدل الاقوال"......(منحة الخالق على البحر الرائق: ۱/ ۴۵۰)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

اقامت کہنے کا حق مؤذن کا ہے:

مسئلہ(۱۱۰): کیا فرماتے ہیں مفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ مؤذن اذان دے کر کسی اور کو تکبیر کہنے کی اجازت دے سکتا ہے یا نہیں؟ اگر کوئی بغیر اجازت کے تکبیر پڑھ دے تو کیا نماز ہوگی یا نہیں؟ ازروئے شریعت مسئلہ کی وضاحت فرما کر ممنون فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوهاب

مذکورہ بالا صورت میں مؤذن کی اجازت پر کوئی اور شخص اقامت کہہ سکتا ہے اور اجازت کے بغیر اقامت کہنا مکروہ ہے البتہ نماز ہو جائے گی۔

"وان أذن رجل وأقام آخر باذنه لابأس به وان لم يرض به الأول يكره.....الى قوله:والأفضل أن يكون المقيم هو المؤذن ولو أقام غيره جاز"......(البحر الرائق: ۱/ ۴۴۷)

"وقال صاحب المبسوط:(ولابأس بان يؤذن واحدويقيم آخر) لماروى أن عبدالله بن زيدؓ سأل رسول الله ﷺ أن يكون له في الأذان نصيب، فأمربأن يؤذن بلالؓ ويقيم هو.......الى قوله:والذى روى أن الحرث الصدائى أذن في بعض الأسفاروبلال كان غائبافلمارجع بلال وأرادأن يقيم قال ﷺ ان أخا صداء أذن

ومن أذن فهو يقيم. (الحديث) انماقاله على وجه تعليم حسن العشرة لا ان خلاف ذلک لایجزئ"...... (المبسوط للسرخسي: ۱/۲۷۶)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

کیاہر جماعت کے لیے الگ اقامت ضروری ہے؟

مسئلہ(۱۱۱): کیافرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ جماعت ثانیہ یاجماعت ثالثہ کے لیے اقامت کہنا ضروری ہے؟ مثلاً رائے ونڈ مرکز میں استقبالیہ کی جگہ بعض اوقات ایک ہی نماز کی کئی جماعتیں ہوتی ہیں، کیاہر جماعت کے لیے الگ اقامت کہنا ضروری ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

فرض نماز جب جماعت کیساتھ ادا کی جائے تو اقامت کہنا مسنون ہے لہذا دوسری یا تیسری مرتبہ بلکہ جب بھی جماعت ہو اس کے لیے اقامت کہنا ہوگی۔

" ثم الاذان سنة في قول عامة الفقهاء وكذا الاقامة ...... ثم هماسنة للصلوات الخمس اداء وقضاء اذاصليت بجماعة وللجمعة دون ماسواها "......(حلبی كبيرى: ۳۲۲)

"والاذان كالاقامة فيمامر (قوله فيمامر) ......واراد بمامر احكام الاذان العشرة المذكورة في المتن وهي انه سنة للفرائض لكن هي افضل منه قوله هي افضل منه ......وذكر في الفتح ايضا انه صرح ظهير الدين في الحواشي نقلاعن المبسوط بانها آكد من الاذان اى لانه يسقط في مواضع دون الاقامة ......ثم رأيت صاحب البدائع عدمن واجبات الصلوة الاذان والاقامة " ......(ردالمحتار : ۱/۲۸۶)

"ليس على النساء اذان ولااقامة لانهماسنة الصلوة بالجماعة "......(مبسوط السرخسي : ۱/۲۷۶)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

اقامت میں حیعلتین پر منہ پھیرنے کا حکم:

مسئلہ(۱۱۲): محترم جناب مفتی حمید اللہ جان صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

گزارش ہے کہ ان مسائل کا فقہ کی روشنی میں مدلل جواب سے حل فرما کر مستفید فرمائیں۔

(۱) کیا اذان کی طرح اقامت میں بھی "حی علی الصلوۃ" اور "حی علی الفلاح" پر دائیں بائیں منہ پھیرنا چاہیئے؟

(۲) کیا اذان میں "اشهدان لااله الاالله" کو دوبارہ پڑھنا مسنون عمل ہے؟ یعنی "اشهد ان محمدا رسول الله" کے بعد دوبارہ "اشهدان لااله الاالله" پڑھنا کیسا ہے؟

الجواب باسم الملک الوهاب

(۱) صورت مسئولہ میں اقامت کہتے وقت "حی علی الصلوۃ حی علی الفلاح" پر دائیں بائیں منہ نہیں پھیرنا چاہیئے کیونکہ اذان میں باہر کے لوگوں کو اعلام مقصود ہوتا ہے جب کہ اقامت میں اعلام مقصود نہیں ہوتا لہذا تحویل کی ضرورت نہیں ہے۔

"واطلق في الالتفات ولم يقيده بالاذان وقدمنا عن الغنية انه يحول في الاقامة ايضا وفي السراج الوهاج لايحول فيهالانها لاعلام الحاضرين بخلاف الاذان فانه اعلام للغائبين وقيل يحول اذاكان الموضع متسعا " ......(البحر الرائق : ۱/۴۵۰)

" قوله وفي السراج الوهاج لايحول الخ قال في النهر الثاني اعدل الاقوال " ......(منحة الخالق علی البحر: ۱/۴۵۰)

(۲) اذان میں "اشهد ان لااله الا الله" دو مرتبہ کہنے کے بعد "اشهدان محمدا رسول الله" دو مرتبہ یہ سنت طریقہ ہے اس کے بعد پھر دوبارہ "اشهدان لااله الاالله" کہنا صحیح نہیں ہے۔

"ولاترجيع في الاذان وهوان ياتي بالشهادتين مرتين مخافتة ثم يرجع بعدقوله في المرة الثانية اشهدان محمدا رسول الله خفيا الى قوله اشهدان لااله الاالله رافعا صوته فيكرر الشهادتين فيقول كلامن الشهادتين اربع مرات مرتين

علی سبیل الاخفاء ومرتین علی سبیل الجھر کذافی الکفایة "......(فتاویٰ الھندیة: ۱/۵۶)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

مؤذن کے علاوہ کسی اور کے تکبیر پڑھنے کا حکم:

مسئلہ(۱۱۳): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام قرآن وحدیث کی روشنی میں مندرجہ ذیل مسائل کے بارے میں کہ

(۱) مؤذن نے اذان پڑھی اب وہ کسی دوسرے شخص کو تکبیر پڑھنے کی اجازت دے سکتا ہے؟

(۲) کیا امام کو تکبیر پڑھنے کا اختیار ہے؟

(۳) اگر امام خود اذان پڑھے پھر تکبیر کون پڑھے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

(۱) جی ہاں شرعاً مؤذن کو اجازت ہے کہ وہ تکبیر کے لیے کسی اور کو کہے۔

(۳،۲) امام خود بھی تکبیر کہہ سکتا ہے اور کسی اور سے بھی کہلوا سکتا ہے۔

(۱)"وان اذن رجل واقام آخر باذنه لاباس به ،وان لم یرض به الاول یکره"

......(البحر الرائق: ۱/۴۴۷)

(۲)"ولاباس بان یؤذن رجل ویقیم غیره باذن الاول ویکره ان لم یرض به الاول"......(قاضی خان علی هامش الهندیة: ۱/۷۹)

(۳)"وان اذن رجل واقام آخران غاب الاول جازمن غیر کراهة وان کان حاضرا ویلحقه الوحشة باقامة غیره یکره وان رضی به لایکره عندنا"

......(فتاویٰ الهندیة: ۱/۵۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

اقامت کس جگہ کھڑے ہو کر کہنی چاہیے؟

مسئلہ(۱۱۴): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اقامت کس جگہ کھڑے ہو کر کہنی

چاہیئے؟ امام کے دائیں یا بائیں طرف ، اگر بائیں طرف کوئی آدمی کہہ رہا ہو اور دوسرا آدمی اس کو منع کردے کہ دائیں طرف آکر کہو، کیا یہ منع کرنا صحیح ہے یا نہیں؟ دوسری بات یہ ہے کہ پہلی صف کے علاوہ دوسری صفوں میں اقامت کہی جاسکتی ہے یا نہیں؟ جواب مدلل تحریر فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوهاب

اقامت کے لیے کوئی جہت یا صف متعین نہیں ہے لہذا امام کے دائیں یا بائیں طرف کھڑے ہونا اور اسی طرح پہلی صف کے علاوہ کسی صف میں کھڑے ہوکر اقامت کہنا شرعاً جائز ہے۔

"ویسن الاذان فی موضع عال والاقامة علی الارض "......(البحر الرائق : ۱/۴۴۳)

"ثم المؤذن یختم الاقامة علی مکانه اویتمها ماشیا اختلف المشایخ فیه قال بعضهم یتمها علی مکانه سواء کان المؤذن اماما اوغیره و کذا روی عن ابی یوسف وقال بعضهم یتمها ماشیا...... وماروی عن ابی یوسف اصح " ......

(بدائع الصنائع : ۱/۳۷۴،۳۷۵)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

کیا جمعہ کے لیے تمام مسجدوں میں ایک ہی اقامت کافی ہے؟

مسئلہ(۱۱۵): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک مسجد میں نماز جمعہ ادا ہو جائے تو کیا دوسری مسجد میں نماز جمعہ ادا کرنے کے لیے اقامت کی ضرورت ہے یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوهاب

اذان واقامت ہر فرض نماز کے لیے سنت مؤکدہ ہے لہذا جس طرح عام نمازوں کے لیے اذان واقامت کہی جاتی ہے اسی طرح جمعہ کے لیے بھی کہی جائے گی، اور ایک مسجد کی اقامت دوسری مسجد کی اقامت کرنے کے لیے کافی نہیں ہے بلکہ ہر ایک مسجد میں نماز جمعہ کے لیے علیحدہ اقامت کہی جائے گی۔

" سن الاذان فلیس بواجب علی الاصح لعدم تعلیمه الاعرابی و کذا الاقامة

سنة مؤكدة في قوة الواجب لقول النبي ﷺ اذا حضر الصلوة فليؤذن لكم احدكم وليؤمكم اكبركم وللمداومة عليها للفرائض ومنها الجمعة "
......(حاشية الطحطاوى على مراقى الفلاح : ١٩٣)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

مؤذن کے علاوہ کسی اور کے اقامت کہنے کا حکم:

مسئلہ(۱۱۶): کیا فرماتے ہیں مفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ مؤذن کے اذان دینے کے بعد کوئی دوسرا آدمی مؤذن کی اجازت سے یا اس کی اجازت کے بغیر اقامت کہے تو نماز میں کوئی کراہت تو نہیں آئے گی؟ اور کیا کسی حدیث سے یہ ثابت ہے کہ ایک آدمی نے اذان دی ہو اور دوسرے نے اقامت کہی ہو؟ اگر ثابت ہو تو ضرور تحریر فرمادیں۔

الجواب باسم الملک الوهاب

اگر مؤذن موجود ہے اور دوسرے کے تکبیر کہنے پر مؤذن برا نہیں مانتا اور اس کو وحشت نہیں ہوتی تو دوسرے کے تکبیر کہنے میں کوئی حرج ومضائقہ نہیں ہے، اور اگر مؤذن برا مانتا ہو تو اس کی اجازت کے بغیر تکبیر کہنا مکروہ ہے۔

ومنها ان من اذن فهو الذى يقيم وان اقام غيره فان كان يتاذى بذلك يكره لان اكتساب اذى المسلم مكروه وان كان لايتاذى به لايكره "......(بدائع الصنائع : ۱/۳۷۵)

حدیث مبارکہ سے ایک آدمی کا اذان دینا اور دوسرے کا تکبیر کہنا ثابت ہے۔

"عن محمد بن عبدالله عن عمه عبدالله بن زيد قال اراد النبي ﷺ في الاذان اشياء لم يصنع منها شيئا قال فارى عبدالله بن زيد الاذان في المنام فاتى النبي ﷺ فاخبره فقال القه على بلال قال فالقاه عليه قال فاذن بلال فقال عبدالله انا رأيته وانا كنت اريده قال فاقم انت "......(سنن ابى داؤد : ۱/۸۷)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

مقتدی نماز کے لیے کب کھڑے ہوں؟

مسئلہ(۱۱۷): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ آج کل ہمارے گاؤں کی مسجد میں ایک مسئلہ زیر بحث ہے کہ جب اقامت کہی جائے تو مقتدی کب کھڑا ہو؟

(۲) جب مکبر" حی علی الصلاۃ" اور" حی علی الفلاح " کہے تو دائیں بائیں دیکھنا ضروری ہے کہ نہیں؟

الجواب باسم الملک الوهاب

(۱) اس مسئلہ میں بہت سے اقوال ہیں لیکن کسی نے بھی کسی قول کے اختیار کرنے والے کو گنہگار نہیں کہا اور فقہائے کرام کے ان تمام اقوال کا نچوڑ یہ ہے کہ "حی علی الفلاح " سے تاخیر نہ کرے یہ مراد نہیں کہ تقدیم نہ کرے، اس لیے اگر کوئی مقتدی شروع اقامت میں کھڑا ہو یا" حی علی الفلاح" پر تو کسی کو غلط نہیں کہنا چاہیے۔

"القیام للإمام والمؤتم حین قیل حی علی الفلاح مسارعة لامتثال أمره والظاهر أنه احترازعن التأخیر لا التقدیم حتی لوقام أول إقامة لابأس"......(طحطاوی علی الدر: ۱/ ۳۳۰)

(۲) "حی علی الصلاۃ " اور" حی علی الفلاح"میں دائیں اور بائیں دیکھنا اذان کی سنت ہے، جبکہ اقامت میں اختلاف ہے، اگر مسجد بڑی ہو تو دیکھنا چاہیے اور اگر مسجد چھوٹی ہو تو نہ دیکھنا چاہیے۔

"فیهما إیماء إلی أنه لایحول وجهه فی الإقامة لأنها لإعلام الحاضرین بخلاف الأذان وقیل:یحول إذاکان المکان متسعاکذافی السراج والثانی أعدل الأقوال"......(النهر الفائق: ۱/ ۱۷۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

مقتدی اقامت میں کس وقت کھڑے ہوں؟

مسئلہ(۱۱۸): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید دعوی کرتا ہے کہ جماعت کے لیے جب اقامت ہو تو اس وقت امام اور مقتدی اقامت میں "حی علی الصلوۃ " پر کھڑے ہوں اور یہی امام ابوحنیفہ کا مسلک ہے لیکن عمر اس دعوی کا منکر ہے۔

الجواب باسم الملک الوھاب

صورت مسئولہ میں زید جو کہتا ہے کہ امام اور مقتدی اقامت میں "حی علی الصلوۃ " پر کھڑے ہوں یہ درست ہے مگر یہ آخری وقت ہے ،ائمہ ثلاثہ کا یہی مذہب ہے ،عمر کا دلائل کی موجودگی میں زید کے دعویٰ کا انکار کرنا مناسب نہیں ہے۔

"ان کان المؤذن غیر الامام و کان القوم مع الامام فی المسجد فانہ یقوم الامام والقوم اذاقال المؤذن حی علی الصلوۃ عندعلمائنا الثلاثۃ وھو الصحیح "

......(فتاویٰ الھندیۃ: ۱/۵۷)

" اما ان یکون المؤذن غیر الامام اویکون ھو الامام فان کان غیر الامام و کان الامام مع القوم فی المسجدفانہ یقوم الامام و القوم اذاقال المؤذن حی علی الصلوۃ عندعلمائنا الثلاثۃ وھو الصحیح "......(المحیط البرھانی : ۲/۱۰۵)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆
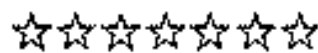
مقتدی اقامت میں کس وقت کھڑے ہوں؟

مسئلہ(۱۱۹): کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ باجماعت نماز پڑھنے کی صورت میں مقتدی کب کھڑے ہوجائیں ،بعض حضرات فرماتے ہیں کہ جب مکبر "حی علی الفلاح" کے الفاظ کہے تو مقتدی کھڑے ہوجائیں ،آپ حضرات سے پوچھنا یہ ہے کہ قرآن وسنت کی روشنی میں کب کھڑا ہونا درست ہے، تفصیل کے ساتھ بیان فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔

الجواب باسم الملک الوھاب

صورت مسئولہ میں امام اور مقتدی دونوں کے کھڑے ہونے کی آخری حد اس وقت تک ہے جب مکبر " حی علی الفلاح " کہے مگر اس سے پہلے بھی کھڑے ہوسکتے ہیں۔

"قال فی الذخیرۃ یقوم الامام والقوم اذاقال المؤذن حی علی الفلاح عندعلمائنا الثلاثۃ اہ والصحیح قول علمائنا الثلاثۃ"......(فتاویٰ شامی:۱/۳۵۴)

"والظاهر انه احتراز عن التاخير لا التقديم حتى لو قام اول الاقامة لاباس"

......(طحطاوی علی الدر: ۱/۲۱۵)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

کیا مسجد میں دوسری جماعت کے لیے اقامت کہنا ضروری ہے؟

مسئلہ(۱۴۰): کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر ایک مسجد میں ایک جماعت ہوگئی ہو تو وہاں اگر دوسری جماعت کروائی جائے تو اس میں تکبیر یعنی اقامت پڑھنی چاہیئے یا نہیں؟ نیز اگر دوسری جماعت مسجد کے کسی برآمدے میں کروائی جائے تو اس کا کیا حکم ہے؟ یعنی اقامت کا، جب کہ یہ معلوم نہ ہو کہ یہ مسجد کا حصہ ہے یا نہیں؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب لکھ دیں۔

الجواب باسم الملک الوهاب

مسجد کے اندر دوسری جماعت کے لیے اقامت کہنے میں اختلاف ہے مگر اقامت کہنا بہتر ہے، خارج مسجد دوسری جماعت کی اقامت بلا اختلاف درست ہے۔

"فان دخل مع رفقائه فی مسجد قد صلی فيه باذان واقامة وصلی مع الجماعة لم يؤذن ولاباس بالاقامة بل هو الافضل بناء علی ان تكرار الاذان فی وقت واحد مشوش والاقامة للحاضرين وهم فی الجماعة الثانی غير الاولين ينبغی لهم الاقامة "......(حاشية شرح الوقاية: ۱/۱۳۶)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

اقامت میں قیام علی "حی علی الصلوۃ" کا امر استحبابی ہے:

مسئلہ(۱۴۱): بخدمت جناب حضرت مفتی صاحب نہایت مؤدبانہ عرض ہے کہ ہمارے ہاں کچھ مساجد میں مکبر کے علاوہ سب لوگ بیٹھ جاتے ہیں اور جب وہ "حی علی الفلاح " کہتا ہے کہ اس وقت سب لوگ کھڑے ہوجاتے ہیں، اور شرح وقایہ کی اس عبارت کا حوالہ دیتے ہیں "ويقوم الامام والقوم عند حی علی الصلوة ويشرع

عند قد قامت الصلوۃ " (ص:۱۵۵)اور جو شخص پہلے سے کھڑا ہو جائے تو اس کو بری نگاہ سے دیکھتے ہیں اور اس کو بے ادب خیال کرتے ہیں، قرآن وحدیث کی روشنی میں واضح فرمائیں کہ ان لوگوں کا یہ عمل درست ہے کہ نہیں؟

الجواب باسم الملک الوهاب

صورت مسئولہ میں جو شخص اقامت کے شروع میں ہی کھڑا ہو جاتا ہے اور دوسرے لوگ اس کو بری نگاہ سے دیکھتے ہیں یہ صحیح نہیں ہے کیونکہ "حی علی الصلوۃ " کے وقت مقتدیوں کو قیام کا حکم استحبابی ہے، اور اس کا مطلب یہ ہے کہ "حی علی الصلوۃ" کے وقت تک کھڑے ہو جانا چاہیے، اس سے تاخیر نہیں کرنی چاہیے، یہ مطلب نہیں کہ "حی علی الصلوۃ" سے پہلے کھڑا ہونا صحیح نہیں ہے۔

"قال الطحطاوی تحت قوله والقیام لامام ومؤتم والظاهر انه احتراز عن التاخیر لاالتقدیم حتی لو قام اول الاقامة لاباس "......(طحطاوی علی الدر المختار: ۱/۳۲۱)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

مؤذن کے علاوہ کسی دوسرے شخص کا اقامت کہنا:

مسئلہ(۱۲۲): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ مؤذن کسی دوسرے شخص کو اقامت کی اجازت دے سکتا ہے؟

الجواب باسم الملک الوهاب

صورت مسئولہ میں مؤذن کسی دوسرے شخص کو اقامت کی اجازت دے سکتا ہے۔

"وان اذن رجل واقام آخر باذنه لاباس به"......(البحر الرائق: ۱/۴۴۷)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

(متفرق اذان واقامت)

منفرد کے لیے گھر میں اذان واقامت کا حکم:

مسئلہ(۱۴۳): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ منفرد آدمی کا بغیر اذان واقامت کے نماز پڑھنا کیسا ہے؟ ازروئے شریعت واضح فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوھاب

منفرد آدمی کا بغیر اذان واقامت کے نماز ادا کرنا درست ہے، البتہ منفرد اگر گھر میں نماز ادا کرے تو اذان واقامت مستحب ہے۔

"وندب الاذان والاقامة للمسافر والمقيم في بيته"......(الهندية: ۱/۵۳)

"وذكر الشارح ان الضابط عندنا ان كل فرض اداء كان اوقضاء يؤذن له ويقام سواء ادى منفرداأوبجماعة الاالظهر يوم الجمعة في المصر فان اداء ه باذان واقامة مكروه"......(بحر الرائق: ۱/۴۵۵)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆
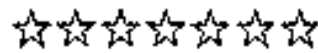
ڈاڑھی منڈوانے والے کی اذان واقامت کا حکم:

مسئلہ(۱۴۴): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک مشی سے کم ڈاڑھی رکھنے والا اور بالکل ڈاڑھی منڈوانے والا، جبکہ اس کے اذان کے تلفظ بھی غلط ہیں، ایسے شخص کی اذان اور تکبیر کیسی ہے، جبکہ وہاں مکمل ڈاڑھی والا اور اذان وتکبیر کے صحیح تلفظ والا موجود ہے؟ برائے مہربانی قرآن وسنت کی روشنی میں مسئلہ کی توضیح فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوھاب

صورت مرقومہ میں چونکہ ڈاڑھی منڈوانا یا کترواکر مٹھی بھر سے کم کرنا موجب فسق ہے، لہٰذا مذکورہ شخص کی اذان وتکبیر بوجہ فسق اور تلفظ صحیح نہ ہونے دونوں وجہ سے مکروہ تحریمی ہے۔

"ويستحب ان يكون المؤذن صالحا عالمابالسنة واوقات الصلوة وعلى وضوء......(مراقي الفلاح على نورالايضاح: ۴۶)

"وصرحوا بكراهة اذان الفاسق من غير تقييده بكونه عالما أو غيره"......

(البحر الرائق: ۱/ ۴۴۲)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

"ترجیع فی الاذان" اور" ایتار فی الاقامۃ" کا حکم:

مسئلہ(۱۲۵): محترم ومکرم جناب حضرت مفتی صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

درج ذیل سوالات کے جوابات عنایت فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔

(۱) رسول اللہ ﷺ کے فرمان کے مطابق تکبیر کے کلمات کو ایک ایک مرتبہ کہا جائے گا یا دو دو مرتبہ؟

(۲) اکہری تکبیر کبھی تھی یا نہیں اگر تھی تو آیا منسوخ ہوگئی ہے؟

(۳) دوہری تکبیر کب سے نافذ العمل ہے؟

(۴) ترجیع کی اذان کی کیا صورت حال ہے؟

(۵) ترجیع کی اذان میں تکبیر کی کیا صورت ہوگی؟

(۶) کیا نماز اکہری تکبیر سے ہو جاتی ہے یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوہاب

(۱،۲،۳) روایات کثیرہ صحیحہ تکبیر دوہری ہونے کی ہیں، البتہ بعض روایات میں تکبیر اکہری بھی آتی ہے، بعض حضرات نے اس کے نسخ کا قول کیا ہے، بعض نے یوں تطبیق دی ہے کہ اذان میں جدا جدا فصل کے ساتھ تکبیرات کہیں اور تکبیر جلدی جلدی بغیر فصل کے کہیں، اور بعض حضرات نے ترجیح کا یہ طریقہ اختیار کیا ہے کہ دوہری تکبیر والی روایات راجح ہیں۔

(۴،۵) ہمارے نزدیک عدم ترجیع افضل ہے گو جائز ترجیع بھی ہے، اور واضح ہو کہ ترجیع صرف شہادتین میں ہوگی، تکبیرات اور دیگر کلمات اذان میں نہیں ہوگی۔

(۶) ترجیع وعدم ترجیع اور اسی طرح تکبیر کے افراد وتثنیہ کا جو اختلاف ہے یہ صرف اولیٰ اور خلاف اولیٰ کا ہے جواز اور عدم جواز کا نہیں ہے، اذان تکبیر اور نماز بہر صورت جائز ہے۔

"عن عبدالعزیز بن رفیع قال سمعت ابامحذورۃ یؤذن مثنی مثنی ویقیم مثنی"

......(طحاوی: ۱/۹۴)

"عن الاسود بن یزید ان بلالا کان یثنی الاذان ویثنی الاقامۃ وکان یبدأ بالتکبیر ویختم بالتکبیر"......(مصنف عبدالرزاق / ۱/۴۶۲)

(طحاوی: ۹۴: ۱، مکتبہ رحمانیہ) دارقطنی: ۱/۳۴۵)

جن صحابہ کرام سے دوہری تکبیر مروی ہیں ان کے اسماء گرامی اور حوالہ جات درج ذیل ہیں۔

(۱) حضرت عبداللہ بن زید الانصاری رضی اللہ عنہ، یہ روایت کئی طریقوں سے مروی ہے (۲) حضرت ابومحذورۃ رضی اللہ عنہ (۳) حضرت بلال رضی اللہ عنہ (۴) سلمۃ بن اکوع رضی اللہ عنہ (۵) حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ (۶) حضرت علی رضی اللہ عنہ (۷) حضرت مجاہد رضی اللہ عنہ (۸) اصحاب علی واصحاب عبداللہ، ان حضرات سے کئی طریقوں سے تثنیہ اقامت مروی ہے (مصنف ابن ابی شیبۃ ۱/۲۰۳)

(طحاوی: ۹۳/۱، صحیح ابی عوانہ: ۳۳۱/۱، جامع ترمذی: ۴۸/۱، سنن نسائی: ۷۳/۱، سنن دارمی: ۲۱۷/۱، سنن ابن ماجۃ: ۵۲/۱، سنن ابی داؤد: ۷۳/۱، طحاوی: ۹۵/۱، دارقطنی: ۲۴۲/۱، مصنف عبدالرزاق: ۱/۴۶۳)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

ڈاڑھی منڈے کا اذان واقامت کہنا:

مسئلہ (۱۲۶): قابل محترم جناب مفتی صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ باریش لوگوں کے ہوتے ہوئے بغیر ڈاڑھی والے اذان دے سکتے ہیں کہ نہیں؟

ہم نے پڑھا ہے کہ اگر ڈاڑھی منڈا اذان یا اقامت کہے تو اس کی اذان یا اقامت مکروہ تحریمی ہے اور اذان اور اقامت کا لوٹانا مستحب ہے، ہم نے اپنے امام صاحب جو کہ عالم ہیں ان سے اس مسئلے پر بات کی، تو انہوں نے کہا کہ ایک دن ڈاڑھی والا اور ایک دن بغیر ڈاڑھی والا اذان یا اقامت کہہ لے جب کہ باریش لوگ موجود ہیں۔

الجواب باسم الملک الوھاب

ڈاڑھی منڈانا اور مٹھی سے کم ہو تو کٹوانا حرام ہے اور اس کا مرتکب شرعاً فاسق ہے اور فاسق کی اذان مکروہ

تحریمی ہے اوراس کی اذان کا اعادہ مستحب ہے، لہذا امام موصوف کا یہ فیصلہ کہ ایک دن ڈاڑھی والا اور ایک دن ڈاڑھی منڈا اذان واقامت کہے غلط ہے، بلکہ انتظامیہ کو چاہیئے کہ اذان کے لیے مؤذن مقرر کریں جو کہ مسائل سے بھی واقف ہو اور متشرع بھی ہو۔

”ویکرہ اذان جنب واقامۃ محدث لااذانہ وامرأۃ وفاسق الی ان قال ویعاد اذان جنب ندبا لااقامتہ الخ “...... (الدر علی الرد : ۱/۳۸۹)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

باشرع آدمی کی موجودگی میں فاسق کا اذان واقامت کہنا:

مسئلہ(۱۱۷): کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایسا شخص جو ڈاڑھی منڈواتا ہو یا ایسا شخص جس نے ڈاڑھی فیشن کے طور پر یعنی سنت رسول کے مطابق نہ رکھی ہو کسی ایسے شخص کی موجودگی میں جس نے ڈاڑھی شریعت اور سنت رسول کے عین مطابق رکھی ہو اذان اور تکبیر کہہ سکتا ہے؟ جب کہ باشرع ڈاڑھی والا شخص اس فریضہ کو ادا کرنے کے لیے تیار ہو۔

برائے مہربانی قرآن وحدیث کے مطابق جواب مرحمت فرمادیں۔

الجواب باسم الملک الوھاب

صورت مسئولہ میں ڈاڑھی منڈوانے والا شخص فاسق ہے اور فاسق کی اذان مکروہ تحریمی ہے، لہذا اذان وہ شخص دے جو کہ پابند شریعت ہو نیز قبضہ سے کم کرنے والا بھی فاسق ہے اوراس کا حکم بھی منڈوانے کی طرح ہے۔

”وینبغی ان یکون المؤذن رجلا عاقلا صالحا تقیا عالما بالسنۃ کذافی النھایۃ“......(فتاویٰ الھندیۃ: ۱/۵۳)

”ویکرہ اذان الفاسق ولایعاد ھکذافی الذخیرۃ “......(فتاویٰ الھندیۃ: ۱/۵۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

کیا اذان اور تکبیر کے بغیر جماعت ہوسکتی ہے؟

مسئلہ(۱۴۸): محترم ومکرم جناب حضرت مفتی صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

(۱) کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ کیا اذان اور تکبیر کے بغیر جماعت ہوسکتی ہے؟ آپ برائے مہربانی حضور ﷺ کی شریعت کے حوالہ سے بیان فرمادیں کہ کچھ لوگوں کا کہنا ہے کہ بغیر اذان اور تکبیر کے جماعت جائز ہے۔

(۲) ایک بچہ زندہ پیدا ہوا اور تین گھنٹے کے بعد فوت ہوگیا اس کے کان میں اذان اور تکبیر نہیں کہی گئی، کیا اس کا جنازہ جائز ہے؟ قرآن اور حدیث کی روشنی سے بندہ کو بیان فرمادیں تاکہ آئندہ ہم اس پر عمل کرسکیں۔

الجواب باسم الملک الوهاب

جماعت تو ہوجائے گی لیکن اذان واقامت کو ترک کرنا مکروہ ہے اس کا گناہ ہوگا "کمافی الهداية ،فان تركهماجميعا يكره"......(هدايه : ۱/۹۰)

"فان تركهما جميعا يكره ولو اكتفىٰ بالاقامة جاز لان الاذان لاستحضار الغائبين والرافقة حاضرون والاقامة لاعلام الافتتاح وهم اليه محتاجون"......(هداية: ۱/۹۰)

"فان تركهما جميعا يكره لانه صار تاركاللصلاة بجماعة حقيقة وتشبيها وترك الصلوة بجماعة مكروه فكذاترك التشبه يكون مكروها كمافي الصوم متى عجز عن الصوم وقدر على التشبه كره ترك ذلك فكذاهذا"

......(كفايه على فتح القدير :۱/۲۲۲)

"واذالم يوذن في تلك المحلة يكره له تركهما"......(فتاوىٰ الهندية: ۱/۵۴)

(۲) جنازہ تو ادا کرنا ہوگا کیونکہ وہ مسلمان ہے اور اگر جنازہ بھی چھوڑ دیا تو اس کا گناہ ہوگا جبکہ پہلے ترک اذان واقامت کی غلطی کی ہے۔

"من استهل بعدالولادة سمي وغسل وصلى عليه لقوله اذا استهل المولود صلى عليه وان لم يستهل لم يصلى عليه"......(هدايه: ۱/۱۹۳)

" ومن صفتها انهافرض کفایة اذاقام بهاالبعض وفی شرح المتفق وحدا کان اوجماعة ذکرا اوانانا سقط عن الباقین واذاترکوا کلهم اثموا "......(فتاویٰ التاتارخانیة: ۲/۱۱۷)

" ولووحده اولمولود لانه سنة الاذان مطلقا (قوله ولووحده)......انه من سنن الاذان فلایخل المنفرد بشیء منها حتی قالوا فی الذی یؤذن للمولود ینبغی ان یحول "......(درمع الرد: ۱/۲۸۵)

" قوله حتی قالوا فی الذی یؤذن للمولود ینبغی ان یحول قال السندی فیرفع المولود عندالولادة علی یدیه مستقبل القبلة ویؤذن فی اذنه الیمنی ویقیم فی الیسریٰ"......(تقریرات الرافعی علی الرد : ۱/۳۵)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆

ڈاڑھی منڈے شخص کی اذان واقامت کا حکم:

مسئلہ(۱۲۹): کیافرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کیاڈاڑھی منڈوانے والا یا کتروانے والا اذان واقامت کہہ سکتا ہے یانہیں؟اگر کہہ لے تو کیا دونوں واجب الاعادہ ہیں یانہیں؟

الجواب باسم الملک الوهاب

ڈاڑھی موںڈنے والے شخص کی اذان واقامت کہنا مکروہ ہے،اذان کا اعادہ مستحب ہے اورا قامت کا اعادہ نہیں ہے۔

"قوله ویعاد اذان جنب الخ زادالقهستانی والفاجر والراکب والقاعد والماشی والمنحرف عن القبلة وعلل الوجوب فی الکل بانه غیر معتد به والندب بانه معتدبه الاانه ناقص قال وهوالاصح کمافی التمرتاشی "......(فتاویٰ شامی: ۱/۲۸۹)

" قوله وکره اذان الجنب واقامته واقامة المحدث واذان المرأة والفاسق والقاعد والسکران " ......(البحرالرائق : ۱/۴۵۸)

" یعاد اذان الجنب لااقامته علی الاشبه کذافی الهدایة وهو الاصح کمافی المجتبیٰ لان تکراره مشروع کمافی اذان الجمعة لانه لاعلام الغائبین فتکریره مفید لاحتمال عدم سماع البعض بخلاف تکرار الاقامة اذهو غیر مشروع "......(البحر الرائق : ۱/۴۵۸)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

بغیر ڈاڑھی والے شخص کی اذان واقامت کا حکم:

مسئلہ(۱۳۰): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ

کہ وہ شخص جس کی ڈاڑھی نہ ہو کیا وہ اذان اور اقامت کہہ سکتا ہے یا نہیں؟ ایک جگہ ہم نے پڑھا ہے کہ بغیر ڈاڑھی والے شخص کا اذان واقامت کہنا مکروہ تحریمی ہے۔

الجواب باسم الملک الوھاب

ایک مٹھی ڈاڑھی رکھنا واجب ہے اس سے ڈاڑھی کم کرنا گناہ ہے اور ایسا آدمی فاسق ہے اور فاسق کا اذان واقامت کہنا مکروہ ہے۔

" قوله والسنة فیها القبضةوهو ان یقبض الرجل لحیته فمازاد منها علی قبضة قطعه "......(فتاویٰ شامی: ۵/۲۸۸)

" یکره اذان الفاسق ولایعاد اذانه لحصول المقصود به"......(فتاویٰ التاتارخانیة: ۱/۳۸۰)

" ویکره اذان الفاسق ولایعاد هکذافی الذخیرة"......(فتاویٰ الهندیة: ۱/۵۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

اذان واقامت کے بعض ضروری مسائل:

مسئلہ(۱۳۱): محترم ومکرم حضرت مفتی صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

گزارش ہے کہ چند مسائل درپیش ہیں ان کی وضاحت فرمادیں آپ کی مہربانی ہوگی۔

(۱) ایک آدمی نے بغیر وضو کے اذان دے دی کیا یہ اذان ہوگئی یا دوبارہ دینی چاہیئے؟

(۲) اذان کا جواب کن الفاظ میں کس طرح دینا چاہیئے؟

(۳) "حی علی الصلوۃ" اور "حی علی الفلاح" پر چہرہ نہیں پھیرا تو کیا اذان ہوگئی؟

(۴) اگر مولوی صاحب تقریر کررہے ہوں اور اذان شروع ہوجائے تو کیا تقریر کو بند کردیا جائے یا جاری رکھا جائے؟

(۵) اگر اذان کے دوران وضو ٹوٹ جائے تو کیا کرنا چاہیئے؟ کیا اذان پوری کر کے دوبارہ دی جائے یا بند کر کے دوبارہ وضو کر کے دی جائے؟

(۶) ایک باباجی اذان دیتے ہیں حالانکہ ان کی ڈاڑھی نہیں ہے تو کیا اذان ہوجاتی ہے؟

(۷) جمعہ والے دن دوسری اذان کس جگہ کھڑے ہوکر دینی چاہیئے؟

(۸) ایک شخص اذان کے وقت مسجد کے اندر تھا اذان کے بعد وہ مسجد سے باہر نکل جائے تو اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟

الجواب باسم الملک الوهاب

(۱) اگر کسی نے بغیر وضو کے اذان دی تو اذان ہوجائے گی اعادہ کی ضرورت نہیں البتہ بہتر یہ ہے کہ باوضو ہوکر اذان دی جائے۔

" ویکره اقامة المحدث واذانه لماروینا ولمافیه من الدعاء لمالایجیب بنفسه واتبعت هذه الروایة لموافقتها نص الحدیث وان صحح عدم کراهة اذان المحدث "......(حاشیة الطحطاوی علی مراقی الفلاح : ۱۹۹)

"ولایکره اذان المحدث فی ظاهر الروایة هکذافی الکافی وهوالصحیح کذافی الجوهرة النیرة "......(فتاویٰ الهندیة: ۱/۵۴)

(۲) اذان کے جواب میں وہی الفاظ کہیں گے جو مؤذن کہتا ہے البتہ احناف کے نزدیک "حی علی الفلاح حی علی الصلوۃ" کے جواب میں " لاحول ولاقوة الاباللہ" کہنا اولیٰ ہے۔

"(من سمع الاذان بان یقول کمقالته الافی الحیعلتین) فیحوقل (قوله

فیحوقل) ای یقول لاحول ولاقوۃ الاباللہ وزاد فی عمدۃ المفتی ماشاء اللہ کان وخیر بینھما فی الکافی وفصل فی المحیط بان یاتی بالحوقلۃ مکان الصلوۃ وبالمشیئۃ مکان الفلاح اسمعیل والمختار الاول "......(درمع الشامی : ۱/۲۹۲)

"یجب علی السامعین عندالاذان الاجابۃ وھی ان یقول مثل ما قال المؤذن الافی قولہ حی علی الصلوۃ حی علی الفلاح فانہ یقول مکان حی علی الصلوۃ لاحول ولاقوۃ الاباللہ العلی العظیم ومکان قولہ حی علی الفلاح ماشاء اللہ کان ومالم یشاء لم یکن کذافی محیط السرخسی"......(فتاویٰ الھندیۃ: ۱/۵۷)

(۳) اذان کے دوران حیعلتین پر چہرہ نہ پھیرنے کی صورت میں اذان ہوجائے گی البتہ خلاف سنت ہے۔

"قولہ(ویلتفت یمینا وشمالا بالصلاۃ والفلاح) لماقدمناہ ولفعل بلال رضی اللہ عنہ علی مارواہ الجماعۃ ثم اطلقہ فشمل ماذاکان وحدہ علی الصحیح لکونہ سنۃ الاذان فلایترکہ خلافا للحلوانی لعدم الحاجۃ الیہ "......(البحر الرائق : ۱/۳۴۹)

"ویلتفت فیہ یمینا ویسارا بصلاۃ وفلاح ولووحدہ اولمولود لانہ سنۃ الاذان مطلقا(قولہ بصلاۃ وفلاح)لف ونشر مرتب یعنی یلتفت فیھما یمینا بالصلاۃ ویسارا بالفلاح وھوالاصح کمافی القھستانی عن المنیۃ وھوالصحیح کمافی البحر والتبیین وقال مشایخ مرویمنۃ ویسرۃ فی کل کذافی القھستانی ح قال فی الفتح والثانی اوجہ وردہ الرملی بانہ خلاف الصحیح المنقول عن السلف(قولہ وحدہ الخ) اشار بہ الی رد قول الحلوانی انہ لا یلتفت لعدم الحاجۃ الیہ ح وفی البحر عن السراج انہ من سنن الاذان فلایخل المنفرد بشیء منھا حتی قالوا فی الذی یؤذن للمولود ینبغی ان یحول "......

(درمختار مع الشامی : ۱/۲۸۵)

(۴) جب اذان کی آواز سنائی دے تو سب کام چھوڑ کر اذان کا جواب دینا چاہئے حتی کہ اگر قرآن پاک کی تلاوت کر رہا ہو تو اس سے بھی رک جانا چاہئے لہذا تقریر کو روک کر اذان کا جواب دینا چاہئے، واضح رہے کہ صرف اپنی مسجد کی اذان کا جواب دینا ضروری ہے۔

"ولاینبغی ان یتکلم السامع فی خلال الاذان والاقامة ولایشتغل بقراءة القرآن ولابشیء من الاعمال سوی الاجابة ولوکان فی القراءة ینبغی ان یقطع ویشتغل بالاستماع والاجابة کذافی البدائع "......(فتاویٰ الهندیة: ۱/۵۷)

"وسئل ظهیرالدین عمن سمع فی وقت من جهات ماذاعلیه؟ قال اجابة اذان مسجده بالفعل "......(البحرالرائق : ۱/۴۵۲) (۵)

(۵) اگر اذان کے دوران وضو ٹوٹ جائے تو اذان کو پورا کرلیا جائے دوبارہ اذان دینے کی ضرورت نہیں ہے۔

"ولوسبقه الحدث فی احدهما فذهب لیتوضأ یستقبل غیره اوهواذارجع هکذافی فتاوی قاضی خان قال مشایخنا رحمهم الله الاولی ان یتم الاذان ان احدث فیه واتم الاقامة ان احدث فیها ثم یذهب ویتوضأ کذافی المحیط "......(فتاویٰ الهندیة: ۱/۵۵)

"(قوله وذها به للوضوء) لکن الاولی ان یتممهما ثم یتوضأ لان ابتداء هما مع الحدث جائز فالبناء اولی بدائع"......(فتاویٰ شامی : ۱/۲۸۹)

(٦) ایک مشت ڈاڑھی کا رکھنا واجب ہے اس سے کم کروانا یا منڈوانا حرام ہے اس سے آدمی فاسق ہوجاتا ہے، اور فاسق کی اذان مکروہ ہے۔

"اماالاخذ منها وهی دون ذلک کمایفعله بعض المغاربة ومخنثة الرجال فلم یبحه احد واخذکلها فعل یهود الهند ومجوس الاعاجم "......(درمختار علی الشامی : ۲/۱۲۳)

"ویکره اذان الفاسق ولایعاد هکذافی الذخیرة "......(فتاویٰ الهندیة: ۱/۵۴)

(۷) جمعہ کی دوسری اذان خطیب کے سامنے کھڑے ہو کر دی جائے گی۔

”ویوذن ثانیابین یدیه ای الخطیب(قوله ویوذن ثانیا بین یدیه) ای علی السبیل السنیة کما یظهر من کلامهم رملی“......(درمختار مع الشامی : ۱/۶۰۷)

”(قوله فاذاجلس علی المنبر اذن بین یدیه واقیم بعدتمام الخطبة) بذلک جری التوارث والضمیر فی قوله بین یدیه عائد الی الخطیب الجالس وفی القدوری بین یدیه المنبر وهومجاز اطلاقا لاسم المحل علی الحال کمافی السراج الوهاج فاطلق اسم المنبر علی الخطیب “......(البحرالرائق : ۲/۲۷۴)

(۸) اذان کے بعد مسجد سے بغیر ضرورت کے باہر نکلنا مکروہ ہے بشرطیکہ وضو ہو اور نکلنے کے لیے شرعی ضرورت نہ ہو۔

”وکره تحریما للنهی خروج من لم یصل من مسجداذن فیه جری علی الغالب والمراد دخول الوقت اذن فیه اولاالالمن ینتظم به امر جماعة اخری اوکان الخروج لمسجد حیه ولم یصلوا فیه اولاستاذه لدرسه اولسماع الوعظ اولحاجة ومن عزمه ان یعود نهر“......(درمختار علی الشامی : ۱/۵۲۸)

”وکره خروجه من مسجد اذن فیه اوفی غیره حتی یصلی لقوله ﷺ لایخرج من المسجد بعدالنداء الامنافق اورجل یخرج لحاجة یریدالرجوع الااذاکان مقیم جماعة اخریٰ کامام ومؤذن لمسجد آخر لانه تکمیل معنی“ ......(حاشیة الطحطاوی علی مراقی الفلاح :۴۵۷)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

قوم لوط والا عمل کرنے والے کی اذان واقامت:

مسئلہ(۱۳۲): بوڑھا معزز شخص (ریٹائرڈ حکومتی ملازم) نوعمر دینی طالب علم کے ساتھ جبراً لواطت میں مسلسل

ملوث رہا پتہ چلنے پر چار پابند شریعت اچھی شہرت کے حامل شاہدوں نے فاعل ومفعول کو (اچانک کمرے کو جو کہ اندر سے چٹخنی کے ساتھ بند کیا گیا تھا، بزور قوت کھولنے پر) برہنہ حالت میں ایک دوسرے سے شرمگاہیں متصل لپٹے ہوئے دیکھا۔

مذکور نے موقع پر تحریری طور پر سابقاً کئی ماہ سے لپٹنے، چمٹنے اور چومنے کا اقرار کیا اور چاروں گواہان نے دستخط کیے، جس پر عمر رسیدہ ہونے کے سبب کسی تعزیر کے بغیر چپکے سے اس دینی ادارے کے کمرہ جس کو کہ وہ عاریتاً اپنے کھانے سونے اور دیگر تصرفات میں لیے تھا سے نکال کر اس کے گھر روانہ کر دیا گیا۔

مذکور اب صحت واقع سے قسمیں اٹھا اٹھا کر نہ صرف منحرف ہو گیا ہے بلکہ گواہان کو اپنے خلاف منصوبہ بندی کے مورد الزام ہونے کا شدت کے ساتھ پروپیگنڈہ کرتا ہے۔

صرف چند غیر عالم پابند صوم وصلوۃ لوگ واقع کی خبر کے باوجود مذکور کی ادارہ میں موجودگی، تکریم وتعظیم مثلاً دینی باتیں کرنے کے لیے ان کو پھر منبر مسجد پر تشکیل کرنا ان کو تعظیماً تکیہ پیش کرنا، سلام، مصافحہ اور معانقہ کرنا وغیرہ نہ صرف خود کرتے ہیں بلکہ دوسروں کو بھی یہ کہہ کر کہ ہم یا تم نے اپنی آنکھ سے نہیں دیکھا ایسا کرنے کی تحریص وترغیب دیتے ہیں، مزید برآں مسلمان کی پردہ پوشی نہ کرنے کی وعیدوں کا خوف دلاتے ہیں۔

کیا ارشاد فرماتے ہیں مفتیان کرام مسئلہ مذکورہ کے بارے میں

(عرض ہے کہ مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات حسب ترتیب یعنی ارقام وار تحریر فرمائے جاویں)

استفسارات:

(۱) کیا یتیم طالب علم اور بیوہ ماں جو آج بھی دینی اداروں میں شرعی تقاضوں کو پورا ہوتا دیکھنے کے لیے اشکبار ہیں کے لیے انصاف واشک شوئی کی ذمہ داری کسی پر عائد ہوتی ہے یا نہیں؟ اس کی شکل کیا ہوگی؟

(۲) پابند شریعت چار آدمیوں کی گواہی کو جھٹلانے والے کے لیے شریعت کیا حکم فرماتی ہے؟

(۳) دینی اور اصلاحی مجالس جہاں کے لوگ دین جاننے اور سیکھنے کی غرض سے آئیں ایسے شخص کو منبر مسجد پر بٹھانے کے بارے میں شریعت کیا فرماتی ہے؟

(۴) دینی ادارے یا کام میں ایسے شخص کو ذمہ دار بنانے کی کیا حیثیت ہے؟

(۵) ایسے شخص کو تکبیر کہنے یا امام صاحب کے پیچھے صف اول میں کھڑا ہونے کا کیا حکم شرعی ہے؟

(۶) مذکور سے تعلقات رکھنا اور اس کی تکریم وتعظیم، ان کو تکیہ پیش کرنا، سلام، مصافحہ اور معانقہ وغیرہ کرنے پر شریعت کا کیا حکم ہے؟

(۷) کیا مذکور سے تعاون کرنے اور اس کی ترغیب دینے والوں کا فعل درست ہے شریعت ان کی براءت یا سزا کے بارے میں کیا فرماتی ہے؟

(۸) کیا ایسے معاملات میں شریعت کی تطبیق چاہنے والے مسلمان کی پردہ دری کے ضمن میں داخل ہیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

حالت مباشرت میں یعنی جس وقت اس کو وہ فعل کرتے دیکھا تھا، اس وقت اس کو سزا دے سکتے تھے، لیکن اس کے بعد حکومت وقت ہی اس کو سزا دے سکتی ہے۔

" قالوا لکل مسلم اقامۃ التعزیر حال المباشرۃ المعصیۃ امابعدالمباشرۃ فلیس ذالک لغیر الحاکم " ......(فتاوی الھندیۃ : ۲/۱۶۷)

بشرط صحت سوال صورت مذکورہ میں ایسے شخص کے لیے اذان واقامت کہنا یا اس کو وعظ کہنے کے لیے مقرر کرنا جائز نہیں، اور اس طرح اس کی تعظیم وغیرہ کرنا بھی درست نہیں، اور ایسے شخص سے بائیکاٹ کرنا بھی درست ہے جب کہ مذکورہ شخص توبہ نہ کرلے۔

"ویکرہ اذان الفاسق ولایعاد ھکذافی الذخیرۃ "......(فتاوی الھندیۃ: ۱/۵۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆
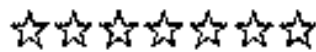
ان پڑھ جاہل کی اذان اور اقامت کا حکم:

مسئلہ(۱۴۳): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کی بابت کہ اگر کوئی مؤذن جو کہ ان پڑھ ہے "اللہ اکبر" میں لفظ "اللہ" کے ہمزہ اور "اکبر" کی ب پر کھڑی زیر اور کاف کو موٹا پڑھے اور اشھدان کے ہاء پر کھڑی زبر اوران کے نون کا الف بڑھادے، اور محمد کی میم پر کھڑی زبر پڑھے، اور "حی علی الصلوۃ" کے حرف یاء پر کھڑی زبر اور حرف صاد پر کھڑی زبر پڑھے، اور ایسے ہی " حی علی الفلاح " کے فاء پر کھڑی زبر پڑھے، اور بسا اوقات اللہ اکبر کے بجائے اقدر کہے، اور رونے والی آواز نکالے بجائے خوش الحانی کے۔

(۱) ایسی اذان واقامت کے متعلق کیا حکم ہے اعادہ ہوگا یا نہیں؟

(۲) اور ایسی اذان کے جواب کے متعلق کیا حکم ہے؟

(۳) جماعت کے متعلق کیا حکم ہے کہ وہ اذان واقامت کے ساتھ ادا کی گئی ہے یا نہیں؟

(۴)　اور ایسی اذان پر اجرت لینا اور دینا کیسا ہے؟

(۵)　اذان کی آواز نوحہ کی شکل میں ایسی معیوب آواز ہوتی ہے جس سے بجائے ترغیب الی الصلوٰۃ کے نفرت الی الصلوٰۃ کا مادہ پیدا ہوتا ہو اور ایسے اذان دینے سے معنیٰ میں کوئی خرابی ہوگی یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوہاب

واضح رہے کہ مؤذن ایسے شخص کو مقرر کرنا چاہیے جو نیک دیندار اور مسائل اذان واقامت اور اوقات نماز سے واقف ہو۔

صورت مسئولہ میں بشرط صحت بیان اگر کسی مؤذن کی اذان میں اس قدر متعدد فحش غلطیاں ہوں تو اسے اولین فرصت میں تبدیل کر کے اس کی جگہ پر کسی دوسرے شخص کو جو اذان واقامت کے مسائل سے واقف ہو اور اذان صحیح دیتا ہو مقرر کرنا چاہیے، اور ایسی اذان واقامت واجب الاعادہ ہوگی اور ایسی اذان واقامت کے ساتھ ہونے والی جماعت تو ہو جائیگی مگر اذان واقامت کے بغیر ہوگی، اور ایسی اذان واقامت پر اجرت لینا دینا منع ہے، جیسا کہ علامہ حصکفی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

”وینبغی ان یکون المؤذن رجلا عاقلا صالحا تقیا عالمابالسنة کذافی النهایة“......(فتاوی الهندیة: ۱/۵۳)

”فلاتقول آلله اکبر لانه استفهام وانه لحن شرعی اومقطوع حرکة الاخر للوقف...... ولالحن فیه ای تغنی یغیر کلماته فانه لایحل فعله وسماعه کالتغنی بالقرآن وبلاتغییر حسن، وفی الشامیة (قوله یغیر کلماته) ای بزیادة حرکة اوحرف اومد اوغیرها فی الاوائل والاواخر قهستانی(قوله وبلا تغییر حسن) ای والتغنی بلاتغییر حسن فان تحسین الصوت مطلوب ولاتلازم بینهما بحروفتح“......(الدرمع الرد :۲۸۵،۲۸۴/۱)

نیز فتاویٰ ہندیہ میں ہے۔

”والمد فی اول التکبیر کفروفی آخره خطأ فاحش......ویکره التلحین وهوالتغنی بحیث یؤدی الی تغیر کلماته کذافی شرح المجمع لابن

السملک وتحسین الصوت للاذان حسن مالم یکن لحنا کذافی السراجیة"......(فتاویٰ الهندیة: ۱/۵۶)

نیز فتاویٰ تاتارخانیہ میں ہے۔

" ویکره للمؤذن ان یقول الله اکبر ویطول ذلک "......(فتاویٰ تاتارخانیه ۱/۳۷۸)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

جب ڈاڑھی والا شخص موجود نہ ہو تو ڈاڑھی منڈے کا اذان واقامت کہنا:

مسئلہ(۱۳۴): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ کیا ڈاڑھی کے بغیر کوئی شخص اذان یا اقامت کہہ سکتا ہے؟ جب کہ ڈاڑھی والا انسان امام کے پیچھے نہ ہو یا اگر موجود ہو تو کیا حکم ہے؟

الجواب باسم الملک الوهاب

ڈاڑھی منڈا شخص فاسق ہے لہٰذا اس کی اذان اور اقامت مکروہ ہے اور فقہاء نے اذان کا اعادہ مستحب لکھا ہے، لہٰذا اذان واقامت ڈاڑھی والے اشخاص ہی کہیں، لیکن اگر کوئی شخص بھی ڈاڑھی والا نہ ہو پھر ڈاڑھی منڈا شخص ہی اذان واقامت کہے اگر چہ اس کی اذان واقامت اس صورت میں بھی مکروہ ہے لیکن اس کراہت کی وجہ سے اذان واقامت کو نہیں چھوڑا جائے گا۔

"قال صاحب تنویر الابصار ،ویکره اذان جنب واقامته واقامة محدث لااذانه وامرءة وفاسق...... ویعاد اذان جنب ......لااقامتهم وقال الشامی تحته(قوله ویعاد اذان جنب) زادالقهستانی والفاجر "...... (درمختار مع ردالمحتار: ۱/۲۸۹)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

پینٹ پتلون پہننے والے شخص کا اذان واقامت کہنا:

مسئلہ(۱۳۵): کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص ڈاڑھی

منڈواتا ہے اور پینٹ پتلون پہنتا ہے اور اذان واقامت بھی کہتا ہے، آیا اس کا اذان واقامت کہنا درست ہے یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

فاسق کی اذان واقامت مکروہ تحریمی ہے، اس کی اذان کا اعادہ مستحب ہے، اقامت نہ لوٹائی جائے بنابریں مسجد انتظامیہ کی ذمہ داری ہے کہ اس کو اذان واقامت کہنے سے روکیں ورنہ اس کا گناہ انتظامیہ کے سر ہوگا۔

" ویکرہ اذان جنب واقامتہ واقامۃ محدث لااذانہ علی المذھب وامرء ۃ وفاسق الی قولہ ویعاد اذان جنب ندبا وقیل وجوبا لااقامتہ لمشروعیۃ تکرارہ فی الجمعۃ دون تکرارھا وقال فی الشامیۃ تحت (قولہ ویکرہ اذان جنب)...... وظاھرہ ان الکراھۃ تحریمیۃ بحر...... (قولہ ویعاد اذان الجنب) زادالقھستانی والفاجر والراکب والقاعد والماشی والمنحرف عن القبلۃ وعلل الوجوب فی الکل بانہ غیر معتدبہ والندب بانہ معتدبہ الاانہ ناقص قال وھوالاصح کمافی التمرتاشی "...... (الدرالمختارمع ردالمحتار: ۱/۲۸۹)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

بغیر ڈاڑھی والے شخص کے اذان واقامت کہنے کا حکم:

مسئلہ(۱۳۶): جناب مفتی صاحب جامعہ اشرفیہ فیروزپور روڈ لاہور

جناب عالی!

گزارش ہے کہ ایک مسئلہ زیر بحث ہے جس کے لیے آپ کا فتویٰ درکار ہے مہربانی فرما کر مندرجہ ذیل مسئلہ پر اپنا فتویٰ جاری کریں، عین نوازش ہوگی۔

کیا کوئی شخص بغیر ڈاڑھی کے اذان دے سکتا ہے، اور اس کے بعد اقامت کے لیے تکبیر بھی کہہ سکتا ہے اگر کوئی ایسا کرے تو کیا اسے روک دیا جائے، اس کے بعد بھی اگر کوئی ایسا کرے تو کیا نماز ہو جائے گی؟

الجواب باسم الملک الوھاب

ڈاڑھی مونڈنا مونڈوانا اور شرعی مقدار (ایک مشت) سے کٹوا کر کم کرنا شرعاً ناجائز ہے، اور ایسا شخص فاسق

ہے اور فاسق کا اذان اور تکبیر کہنا اور فاسق کو امام بنانا مکروہ تحریمی ہے، لہذا فاسق کو اذان وتکبیر سے روکا جائے اور کسی صالح مؤذن ومکبر کا بندوبست کریں، اگر روکنے کے باوجود ایسا کرلیا تو بہر حال اذان، تکبیر اور نماز ذمہ سے ساقط ہوجائیگی۔

"زادفی البزازیة وان باذن الزوج لانه لاطاعة لمخلوق فی معصية الخالق ولذايحرم على الرجل قطع لحيته والمعنى المؤثر التشبه بالرجال انتهىٰ فائدة، روى الطبراني عن ابن عباس رفعه من سعادة المرء خفة لحيته واشتهر ان طول اللحية دليل على خفة العقل وانشدبعضهم مااحدطالت له لحية فزادت اللحية فی هيئته الاوما ينقص من عقله اكثر ممازادفی لحيته (لطيفة)نقل عن هشام بن الكلبي قال حفظت مالم يحفظه احد ونسيت مالم ينسه احدحفظت القرآن في ثلاثة ايام واردت ان اقطع من لحيتي مازاد على القبضة فنسيت فقطعت من اعلاها (قوله لاطاعة لمخلوق) رواه احمد والحاكم عن عمران بن حصين (قوله والمعنى المؤثر) اى العلة المؤثرة فی المهما التشبه بالرجال فانه لايجوز كالتشبه بالنساء حتى قال فی المجتبىٰ رامزايكره غزل الرجل على هيئة غزل النساء "......(الدرالمختارمع ردالمحتار : ٥/٢٨٨)

"(وكره امامة العبد والاعرابی والفاسق والمبتدع والاعمىٰ وولدالزنا) " ......(البحر الرائق : ١/٢١٠)

"ويكره اذان الفاسق ولايعاد هكذافی الذخيرة وكره اذان الجنب واقامته باتفاق الروايات والاشبه ان يعاد الاذان ولاتعاد الاقامة ولايكره اذان المحدث فی ظاهر الرواية هكذافی الكافی "......(فتاوىٰ الهندية: ١/٥٣)

" وينبغی ان يكون المؤذن رجلاعاقلا صالحا تقيا عالما بالسنة كذافی النهاية"......(فتاوىٰ الهندية: ١/٥٣)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

بغیر اذان واقامت کے جماعت کروانے کا حکم:

مسئلہ(۱۳۷): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر اذان اور اقامت نہ ہوئی تو کیا بغیر اذان اور اقامت کے جماعت سے نماز پڑھنے سے ثواب میں کمی ہوگی یا نماز ہی نہ ہوگی؟ جب کہ قریب کی مساجد سے با آسانی اذان کی آواز سنائی دیتی ہے۔

الجواب باسم الملک الوھاب

اذان واقامت کے بغیر جماعت تو درست ہوجائے گی تاہم سنت کے ترک کرنے کی وجہ سے ثواب میں کمی آئے گی۔

" الاذان سنة لاداء المكتوبات بالجماعة كذافي فتاوىٰ قاضي خان وقيل انه واجب والصحيح انه سنة مؤكدة كذافي الكافي وعليه عامة المشايخ هكذافي المحيط والاقامة مثل الاذان في كونه سنة للفرائض فقط كذافي البحر الرائق "......(فتاوىٰ الهندية: ۵۳/۱)

" ويكره اداء المكتوبة بالجماعة في المسجد بغير اذان واقامة كذافي فتاوىٰ قاضي خان "......(فتاوىٰ الهندية: ۵۴/۱)

"الاذان سنة للصلوات الخمس والجمعة دون ماسواها ولاترجيع فيه ويزيد في اذان الفجر بعدالفلاح الصلوة خيرمن النوم مرتين والاقامة مثل الاذان الاانه يزيد فيها بعدحي على الفلاح قدقامت الصلوة مرتين " ......(المختصر للقدوري: ۱۷)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆
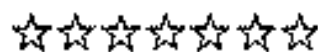
ڈاڑھی کتروانے والے کا اذان واقامت کہنا:

مسئلہ(۱۳۸): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید ہماری مسجد کا سیکرٹری ہے، ڈاڑھی اس کی بالکل چھوٹی ہے یعنی کترواتا ہے اور وہ صرف جمعہ کے دن اذان واقامت کہتا ہے اور لوگوں نے اعتراض کیا ہے

کہ اس کی اذان واقامت نہیں ہوتی ،اس لیے اذان واقامت مؤذن خودکرے یا باشرع آدمی کرے،تو اس صورت میں راہنمائی فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوھاب

بشرط صحت سوال مذکورہ شخص ڈاڑھی ایک مشت سے کم رکھنے کی وجہ سے فاسق ہے اورفاسق کی اذان واقامت مکروہ ہے۔

" ویکرہ اذان الفاسق ولایعاد ھکذافی الذخیرۃ"......(فتاویٰ الھندیۃ: ۱/۵۴)

" ویکرہ اذان السکران ویستحب اعادتہ وکذایکرہ اذان الفاسق ولایعاد اذانہ لحصول المقصود"...... (التاتارخانیۃ : ۱/۳۸۰)

" قولہ وکرہ اذان الجنب واقامتہ واقامۃ المحدث واذان المرأۃ والفاسق والقاعد والسکران "...... (البحرالرائق : ۱/۴۵۸)

"وقال فاذان الفاسق والمرءۃ والجنب صحیح ثم قال وینبغی ان لایصح اذان الفاسق بالنسبۃ الی قبول خبرہ والاعتماد علیہ ای لانہ لایقبل قولہ فی الامور الدینیۃ فلم یوجد الاعلام "......(فتاویٰ شامی: ۱/۲۸۹)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆
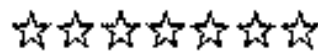
تکبیر سے پہلے صفیں بنانے کا حکم:

مسئلہ(۱۳۹): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام ان مسائل کے بارے میں

(۱) کیا درود شریف چلتے پھرتے پڑھا جاسکتا ہے؟ یا اس بارے میں کوئی امر مانع ہے؟ دیگر اذکار کے بارے میں بھی وضاحت فرمادیں۔

(۲) کیا بیٹھ کرنفل پڑھنا سنت ہے؟ وضاحت فرمادیں۔

(۳) تکبیر سے پہلے صفیں باندھنے کے لیے کھڑے ہونا یا بعد میں کھڑے ہونا ایک ہی بات ہے یا اس میں کوئی حرج ہے؟ وضاحت فرمادیں۔

الجواب باسم الملک الوھاب

(۱) درود شریف اور دیگر اذکار چلتے پھرتے پڑھے جاسکتے ہیں، کوئی حرج نہیں، البتہ گندگی یا نجاست والی جگہ میں احتراز کیا جائے، جیسا کہ فتاوی عالمگیریہ میں ہے۔

"ولا باس بالقراء ة راکبا وماشیا اذالم یکن ذالک الموضع معداللنجاسة فان کان یکره کذافی القنیة"......(فتاوی الھندیة: ۵/۳۱۶)

(۲) سنتیں بغیر عذر بیٹھ کر پڑھنا درست نہیں، البتہ نوافل بغیر عذر بیٹھ کر پڑھنے کی گنجائش ہے، اور قادر کے لیے کھڑے ہوکر پڑھنا ہی مسنون ہے، اور بیٹھ کر پڑھنے میں ثواب کی کمی ہوسکتی ہے۔

"ولایجوزان یصلیھاقاعدا مع القدرة علی القیام ولھذا قیل انھا قریبة من الواجب کذافی التتارخانیة ناقلا عن النافع"......(فتاوی الھندیة: ۱/۱۱۲)

"ویجوزان یتنقل القادر علی القیام قاعدا بلاکراھة فی الاصح کذافی شرح مجمع البحرین لابن الملک "......(۱/۱۱۳)

(۳) جس وقت مقتدی امام کو آتا دیکھیں انہیں کھڑے ہوجانا چاہیئے، اور کوشش کرنی چاہیئے کہ جلد از جلد صفیں درست کرلیں، اور "حی علی الفلاح" کہنے سے پہلے تو ضرور کھڑا ہوجانا چاہیئے، اس کے بعد کھڑا ہونا مکروہ ہے، صاحب فتح الباری نے مسند عبدالرزاق سے ایک حدیث نقل کی ہے۔

"عن ابن جریج عن ابن شھاب ان الناس کانواساعة یقول المؤذن الله اکبر یقومون الی الصلاة فلایأتی النبی مقامه حتی تعتدل الصفوف"......(فتح الباری: ۲/۱۵۳)

"فاما اذاکان الامام خارج المسجد فان دخل من قبل الصفوف فکلما جاوزصفاقام ذلک الصف والیه مال شمس الائمة الحلوانی والسرخسی وشیخ الاسلام خواھرزاده وان کان الامام دخل المسجد من قدامھم یقومون کمارأوا الامام "......(فتاوی الھندیة: ۱/۵۷)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆

ڈاڑھی مونڈنے والے کی اذان واقامت کا حکم:

مسئلہ(۱۴۰): حضرت اقدس مفتی حمید اللہ جان صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

جناب عالی! ایک اہم مسئلہ درپیش ہے کہ ہمارے محلہ کی مسجد میں مؤذن کی ڈاڑھی شریعت کے مطابق نہیں ہے، اذان کے علاوہ مسجد کی امامت بھی کرواتا ہے اور امام صاحب اس میں اس مؤذن کی حمایت بھی کرتے ہیں، جب کہ نمازی حضرات نے انہیں منع بھی کیا ہے کہ آپ ہماری امامت نہ کروائیں، لیکن وہ باز نہیں آتے، اور مؤذن صاحب اور دیگر مولوی صاحبان کا موقف یہ ہے کہ نماز ہو جاتی ہے، اور مؤذن کا قرآن بھی ٹھیک نہیں، اب سوال یہ ہے کہ کیا

(۱) اس امام کے پیچھے نماز ہو جاتی ہے یا نہیں؟

(۲) اور جو لوگ ڈاڑھی مونڈے امام کی معاونت کر رہے ہیں ان کے بارے میں کیا حکم ہے؟

(۳) اور مؤذن میں ایک نقص یہ بھی ہے کہ اس کی تجوید بھی ٹھیک نہیں ہے۔

الجواب باسم الملک الوهاب

اگر سوال حقیقت پر مبنی ہے تو اس شخص کی نہ تو امامت درست ہے اور نہ ہی اذان بلکہ نیک وصالح شخص کو امام بنایا جائے، اور اس شخص کی معاونت کرنا شرعاً درست نہیں ہے، ڈاڑھی کو مٹھی سے کم کر کے رکھنا ناجائز ہے۔

"ویکره امامة عبد واعرابی وفاسق واعمی قوله(وفاسق من الفسق) وهو الخروج عن الاستقامة ولعل المراد به من یرتکب الکبائر کشارب الخمر والزانی واکل الربا ونحو ذلک...... واما الفاسق فقد عللوا کراهة تقدیمه بانه لایهتم لامر دینه وبان فی تقدیمه للامامة تعظیمه وقد وجب علیهم اهانته شرعا ولایخفی انه اذا کان اعلم من غیره لاتزول العلة فانه لایؤمن ان یصلی بهم بغیر طهارة فهو کالمبتدع تکره امامة بکل حال بل مشیٰ فی شرح المنیة علی ان کراهة تقدیمه کراهة تحریم"......(درمختار مع الشامی: ۱/۴۱۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

الباب الثالث فی شروط الصلوۃ

(طھارت ثوب ومکان)

غسل خانہ یا لیٹرین کے سامنے نماز پڑھنے کا حکم:

مسئلہ(۱۴۱): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں اگر کوئی آدمی ایسی جگہ میں نماز پڑھ رہا ہو کہ آگے غسل خانہ یا لیٹرین ہو تو نماز ہو جائے گی یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

جس جگہ پر نماز پڑھنی ہو اس جگہ کا پاک ہونا ضروری ہے، صورت مسئولہ میں اگر یہ جگہ پاک ہو تو محض غسل خانہ یا لیٹرین کے آگے ہونے سے نماز پر کوئی اثر نہیں پڑتا، البتہ اگر بدبو آ رہی ہو تو اس جگہ پر نماز پڑھنا مکروہ ہے۔

"تطهير النجاسة من بدن المصلی وثوبه والمكان الذی يصلی عليه واجب عليه هكذافی الزاهدی فی باب الانجاس "......(فتاویٰ الهندیة: ۵۸/۱)

" وتكره الصلاة فی تسع مواطن فی قوارع الطريق ومعاطن الابل والمزبلة والمجزرة والمخرج والمغتسل "......(فتاویٰ الهندیة: ۶۳/۱)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

شیعہ کے دیے ہوئے کپڑے میں نماز پڑھنے کا حکم:

مسئلہ(۱۴۲): کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے متعلق کہ اگر کسی کو شیعہ نے کپڑا دیا ہو، تو کیا شیعہ کے دیے ہوئے کپڑے کو پہن کر آدمی نماز پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟ وضاحت فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوھاب

شیعہ کا دیا ہوا کپڑا پہن کر نماز پڑھ سکتے ہیں، بشرطیکہ کوئی نجاست نہ لگی ہو۔

" ثياب الفسقة واهل الذمة طاهرة (قوله ثياب الفسقة) قال فی الفتح وقال بعض المشايخ تكره الصلاة فی ثياب الفسقة لانهم لايتقون الخمور قال

المصنف یعنی صاحب الھدایة الاصح انه لایکره لانه لم یکره من ثیاب اھل الذمة الاالسراویل مع استحلالھم الخمر فھذا اولی"......(ردالمحتار: ۱/۲۵۷)

" والصلوة فی سراویلھم نظیر الاکل والشرب من اوانیھم ان علم ان سراویلھم نجسة لاتجوز الصلاة فیھاوان یعلم تکره الصلاة فیھا ولوصلی یجوز"......(فتاوی الھندیة: ۵/۳۴۷)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆
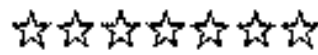
نجس جگہ میں نماز عید پڑھنے کا حکم:

مسئلہ(۱۴۳): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ کیا امام اور خطیب کی موجودگی میں اس کی اجازت کے بغیر کوئی دوسرا آدمی جو وہاں صرف بچوں کو درس دیتا ہو، وہ اپنی من مانی کے طور پر عید پڑھائے تو نماز ہو جائے گی؟ اور نجس جگہ میں نماز عید کا کیا حکم ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

نماز تو ہو جائے گی لیکن مقررہ امام کی موجودگی میں اس کی اجازت کے بغیر دوسرے کی امامت درست نہیں ہے۔

جگہ کا پاک ہونا نماز کی شرائط میں سے ہے، لہذا اگر ناپاک جگہ پر نماز پڑھی ہو تو وہ نماز نہیں ہوئی، اس کا اعادہ واجب ہے۔

" ولایؤمن الرجل الرجل فی سلطانه ای فی مظھر سلطانه ومحل ولایته اوفیما یملکه اوفی محل یکون فی حکمه ......وتحریره ان الجماعة شرعت لاجتماع المؤمنین علی الطاعة فاذاام الرجل الرجل فی سلطانه افضی ذلک الی توھین امر السلطنة وخلع ربقة الطاعة وکذا اذاامه فی قومه واھله ادی ذلک الی التباغض والتقاطع وظھور الخلاف الذی شرع لدفعه الاجتماع

فلایتقدم رجل علی ذی السلطنة لاسیما فی الاعیاد والجمعات ولاعلی امام الحی ورب البیت الاباذن قاله الطیبی "......(مرقاۃ المفاتیح : ۳/۱۷۵)

" لابدلصحة الصلاۃ من سبعة وعشرین شیئا الطھارۃ......من الحدث وطھارۃ الجسد والثوب والمکان من نجس غیر معفو عنه "......(مراقی الفلاح : ۲۰۷،۸)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

میلے کپڑوں میں نماز پڑھنے کا حکم:

مسئلہ(۱۴۴): کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ میلے کپڑے یعنی اگر ہفتہ میں ایک بار کپڑوں کو بدلے یا دو مرتبہ کپڑوں کو بدلے تو کیا ایسے کپڑوں میں نماز ہوجاتی ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

نماز کی شرائط میں سے ایک شرط کپڑوں کا نجاست سے پاک ہونا ہے، اگر کپڑوں پر نجاست نہ لگی ہو تو ان کپڑوں میں نماز پڑھ سکتے ہیں، البتہ اگر کپڑے اتنے میلے ہوجائیں کہ ان کپڑوں میں کسی معزز شخص سے ملاقات کرنا پسند نہیں کرتے تو ایسے کپڑوں میں نماز پڑھنا مکروہ ہے۔

"تطھیر النجاسة من بدن المصلی وثوبه والمکان الذی یصلی علیه واجب ھکذا فی الزاھدی فی باب الانجاس "......(فتاویٰ الھندیة: ۱/۵۸)

" باب شروط الصلوۃ ،ھی طھارۃ بدنه من حدث اوخبث وثوبه ومکانه"......(کنز الدقائق:۲۸)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

نالہ پر لینٹر ڈال کر بنی ہوئی مسجد میں نماز کا حکم:

مسئلہ(۱۴۵): بخدمت جناب مفتی صاحب دار الافتاء جامعہ اشرفیہ

السلام علیکم ورحمة الله وبرکاته

عرض یہ ہے کہ ہماری جامع مسجد ربانیہ ایک نالے پر لینٹر ڈال کر کافی عرصہ سے بنی ہوئی ہے اور نالہ لینٹر سے تقریباً سات فٹ نیچے ہے، مسئلہ یہ پوچھنا ہے کہ اس مسجد میں نماز ہو جاتی ہے یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوهاب

مذکورہ جگہ پر نماز پڑھنے سے نماز ہو جاتی ہے۔

"وفی الغیاشیة نهر لاهل قریة فارادوان یبنوا علیه مسجدافلاباس به مالم یضر بالنهر ولم یعترض لهم اصحاب النهر "......(التاتارخانیة مطبوعه جدیدرشیدیه کوئٹه: ۱۶۰/۸)

" وفی الاجناس : وفی نوادرهشام: قال سألت محمدبن الحسن عن نهر قریة کبیرة لاهل لایحصی عددهم وهونهر قناة اونهروادلهم خاصة ارادقوم ان یعمروا بعض النهر ویبنوا علیه مسجدا ولایضر ذلک بالنهر ولایتعرض لهم احد من اهل النهر؟ قال محمد یسعهم ان یبنوا ذالک المسجد للعامة اوالمحلة "......(التاتارخانیة مطبوعه جدیدرشیدیه کوئٹه: ۱۶۰/۸)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆
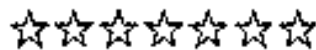
(ستر عورت)

مرد یا عورت کا آدھے بازو والی قمیص پہن کر نماز پڑھنا:

مسئلہ(۱۴۶): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک عورت آدھے بازو والی قمیص پہن کر نماز پڑھتی ہے لیکن بازو کو اپنی چادر میں ڈھانپ کر رکھتی ہے کیا اس کی نماز ہو جائے گی؟

(۲) کیا مرد آدھے بازو والی قمیص پہن کر یا شرٹ پہن کر نماز پڑھ سکتا ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

عورت کا تمام بدن ستر ہے اور مکمل بازو بھی ستر میں داخل ہیں ان کا نماز میں اور نماز کے علاوہ ڈھانپے رکھنا ضروری ہے، لہٰذا اگر کوئی عورت اپنے بازو چادر میں ڈھانپے رکھتی ہے تو اس کی نماز ہو جائے گی، البتہ اگر بازو کا چوتھائی حصہ تین بار سبحان اللہ کہنے کے برابر کھلا رہا تو نماز ٹوٹ جائیگی۔

۲۔ مرد کے لیے آدھے بازو والی قمیص پہن کر نماز پڑھنا مکروہ ہے۔

”(و) کرہ(کفہ) ای رفعہ ولو لتراب کمشمر کم اوذیل قال الشامی قید الکراھۃ فی الخلاصۃ والمنیۃ بان یکون رافعا کمیہ الی المرفقین وظاھرہ انہ لایکرہ الی مادونھما اھ“......(الدرالمختار: ۱/ ۴۷۳)

”(ویمنع) حتی انعقادھا(کشف ربع عضو) قدراداء رکن بلاصنعہ(من) عورۃ غلیظۃ اوخفیفۃ علی المعتمد“......(الدرالمختار: ۱/ ۴۰۰)

” (قولہ قدراداء رکن) ای بسنتہ منیۃ قال شارحھا وذلک قدرثلاث تسبیحات“......(ردالمحتار: ۱/ ۴۰۰)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

(استقبال قبلہ)

مسجد کی سمت قبلہ میں اگر 11 درجہ کا فرق ہو تو نماز کا حکم:

مسئلہ(۱۴۷): (۱) کھاریاں چھاؤنی میں ایک نئی مسجد تعمیر ہو رہی ہے اس مسجد کی سمت قبلہ کمپیوٹر کے ذریعہ رکھی گئی ہے اور اس مسجد کی سمت قبلہ 145 درجہ پر ہے جب کہ ہماری مسجد جو کہ تقریباً تیس سال قبل کی تعمیر شدہ ہے اس کی سمت قبلہ 156 درجہ پر ہے یعنی شمال کی طرف ہے یعنی دونوں مسجدوں میں ۱۱ درجہ کا فرق ہے کیا ہم اپنی مسجد کا سمت قبلہ نئی مسجد کی ڈگری پر کردیں یا کہ پہلے والا ہی ٹھیک ہے۔

(۲) ہمارے ہاں نئے باتھ روم تعمیر ہوئے ہیں جن کی پشت 156 درجہ قبلہ کی طرف ہے یعنی جس طرف پہلی والی مسجد کی سمت ہے اور کچھ باتھ روم ایسے ہیں جن کا منہ تقریباً 17 درجہ شمالی پر ہے قبلہ کی طرف اور جو کمپیوٹر سے سمت قبلہ معلوم ہوئی ہے وہ 145 درجہ پر ہے، آیا یہ ہمارے باتھ روم درست ہیں یا نہیں؟ بینوا توجروا

الجواب باسم الملک الوھاب

بشرط صحت سوال صورت مسئولہ میں اگر آپ کی مسجد کا سمت قبلہ سے صرف گیارہ درجے کا فرق ہے تو اس سے فرق نہیں پڑتا، کیونکہ سمت بیت اللہ 45 درجہ تک شمال یا جنوب کی طرف انحراف کی گنجائش ہے، لہذا آپ اپنی مسجد کو اسی رخ پر رہنے دیں اور پرانے اور نئے اپنے باتھ روم گرا کر صحیح کرلیں، کیونکہ کسی حد تک ان کا رخ جہت قبلہ کی طرف ہے۔

(۱)ولاباس بالانحراف انحرافا لاتزول به المقابلة بالكلية بان يبقى شيء من سطح الوجه مسامتاللكعبة"......(ردالمحتار: ۱/۳۱۶)

"فعلم ان الانحراف اليسير لايضر وهو الذى يبقى معه الوجه اوشيء من جوانبه مسامتالعين الكعبة اولهوائها بان يخرج الخط من الوجه اومن بعض جوانبه ويمرعلى الكعبة اوهوائها مستقيما"......(ردالمحتار: ۱/۳۱۷)

"(قوله ولغيره اصابة جهتها) اى لغير المكى فرضه اصابة جهتها وهوالجانب الذى اذا توجه اليه الشخص يكون مسامتا لكعبة اولهوائها اماتحقيقابمعنى انه لوفرض خط من تلقاء وجهه على زاوية قائمة الى الافق يكون مارا على

الکعبة اوھوائھا واما تقریبا بمعنی ان یکون ذلک منحرفا عن الکعبة اوھوائھا انحرافا لاتزول به المقابلة بالکلیة بان بقی شیء من سطح الوجه مسامتالھا لان المقابلة اذا وقعت فی مسافة بعیدة لاتزول بمالاتزول به من الانحراف لوکانت فی مسافة قریبة ویتفاوت ذلک بحسب تفاوت البعدوتبقی المسامتة مع انتقال مناسب لذلک البعد"

......(البحر الرائق: ۱/۲۹۵، ۲۹۶)

"اتفقوا علی ان القبلة فی حق من کان بمکة عین الکعبة فیلزمه التوجه الی عینها...... ومن کان خارجا عن مکة فقبلته جهةالکعبة وهوقول عامة المشایخ هوالصحیح هکذافی التبیین"......(فتاویٰ الهندیة: ۱/۶۳)

" باب ماجاء ان بین المشرق والمغرب قبلة اختلفوا فی مراد الحدیث والصحیح ان المذکور فیه قبلة اهل المدینة ومن علی سمتها حکی ذلک عن مالک واحمد والاثرم واحمد بن خالد الوهبی وابی الولید الباجی وابن عبدالبر والقاضی ابی بکر بن العربی والبیهقی والتوربشتی والمقریزی والزیلعی والبدرالعینی والطیبی والشعرانی وغیرهم ...... ویؤیده موقع المدینة ودلالة الحال ولم تکن هناک داعیة الی بیان قبلة غیر المدینة فکان سوق الحدیث لبیان قبلة اهل المدینة وانسحب علی من کان فی سمتها ومحاذاتها ثم المراد ان القبلة واقعة بین مشرق المدینة ومغربها فان الکعبة جنوبیة عنها وعلم منه ان الجهة کافیة فی استقبال القبلة وعلم ان فیها سعة وان مثل هذه السعة فی جمیع جهات القبلة والقول باکتفاء الجهة للغائب والغیرالمعائن قول الجمهور ابی حنیفة ومالک واحمدونسبوا الی الشافعی القول باستقبال عین الکعبة للغائب وهومشکل فان استقبال العین للغائب لایمکن الاباٰلات فلکیة وباٰلات رصدیة ولم یردبهاالتکلیف فی الشرع غیران التحقیق انه قائل بالجهة مثل الجمهور الاانه یجتهد للعین بقدرما امکن له من اعطاء النظر فی

الادلة والامارات وهومفادعباراته في كتاب الام وكتاب الرسالة كمااوضحته في بغية الاريب ثم انه قدر تلك السعة في الجهة بقدرربع الدائرة ،وصرحوا بفسادصلاة من خرج عن مقدار الربع واذن يتحمل الانحراف في الجهة عن الكعبة نفسها نحو خمس واربعين درجة كماحققه الغزالي وغيره من المحققين "......(معارف السنن : ۳۷۵،۳۷٦،۳۷۷/۳)

(۴)وكره استقبال القبلة بالفرج في الخلاء واستدبارها وان غفل وقعدمستقبل القبلة يستحب له ان ينحرف بقدرالامكان"......(الهندية: ۱/ ۵۰)

"كره تحريما استقبال قبلة واستدبارهالاجل بول اوغائط الى ماقال ......فانجلس مستقبلا لها غافلا ثم ذكره انحرف الخ" ......الدرالمختار: ۱/ ۵۷)

"قوله كره استقبال القبلة بالفرج في الخلاء واستدبارها ، الكراهة تحريمية لمااخرجه الستة عنه ﷺ اذااتيتم الغائط فلاتستقبلوا القبلة ولاتستدبروها ولكن شرقوا اوغربوا ولهذا كان الاصح من الروايتين كراهة الاستدبار كالاستقبال وهوباطلاقه يتناول الفضاء والبنيان "......(البحرالرائق : ۲/۵۹)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆

سمت قبلہ کے تعین کا طریقہ:

مسئلہ(۱۴۸): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ بندہ کو اپنے گھر میں اور محلّہ کی مسجد میں سمت قبلہ درست کرنا درکار ہے عام طور پر کمپاس(compas)(قطب نما) استعمال کیا جاتا ہے جو صرف شمال، جنوب اور مشرق و مغرب کی سمتیں بتاتا ہے جب کہ عام مسجدوں میں مغرب کی طرف میں قبلہ کی سمت رکھ دی جاتی ہے مکہ معظمہ لاہور شہر کے عین مغرب کی طرف نہیں ہے، بلکہ تقریبا جنوب، مغرب میں واقع ہے، لہٰذا صحیح سمت رکھنے کے لیے کمپاس(compas) کتنے درجے پر رکھنا ہوگا؟

الجواب باسم الملک الوھاب

واضح رہے کہ کمپاس (compas) وغیرہ آلات سے مدد لینا جائز ہے مگر یہ صورت قطعی اور یقینی نہیں ہے اصل شرعی طریقہ بلاد بعیدہ میں یہ ہے کہ مساجد قدیمہ موجود ہیں ان کا اتباع کیا جائے، اکثر بلاد میں خود حضرات صحابہ کرام ؓ وتابعین نے مساجد کی بنیاد ڈالی اور سمت قبلہ متعین فرمائی اور پھر انہیں کو دیکھ کر دوسری بستیوں میں مسلمانوں نے اپنی مساجد بنائی ہیں، اس لیے یہ مساجد مسلمین کیلئے سمت قبلہ معلوم کرنے کے لیے کافی ہیں جن جنگلات یا آبادیات وغیرہ میں مساجد قدیمہ موجود نہ ہوں وہاں شرعی طریقہ جو سنت صحابہ ؓ وتابعینؒ سے ثابت ہے کہ شمس وقمر وقطب وغیرہ کے مشہور معروف ذرائع سے اندازہ قائم کر کے سمت قبلہ متعین کرلیا جائے اس میں معمولی میلان وانحراف بھی رہے تو اس کو نظر انداز کیا جائے، کیونکہ حسب تصریح صاحب بدائع ان بلاد بعیدہ میں تحری اور اندازہ سے قائم کردہ جہت ہی قائم مقام کعبہ کے ہے۔

”ولهذا ان من دخل بلدة وعاين المحاريب المنصوبة فيهايجب عليه التوجه إليهاولايجوزله التحرى وكذاإذادخل مسجدالامحراب له وبحضرته اهل المسجدلايجوزله التحرى بل يجب عليه السوال من اهل المسجدلأن لهم علمابالجهة المبينة على الامارات فكان فوق الثابت بالتحرى وكذالو كان في المفازة والسماء مصحية وله علم بالاستدلال بالنجوم على القبلة لايجوزله التحرى لأن ذلك فوق التحرى، وبه تبين أن نية الكعبة ليست بشرط“......(بدائع الصنائع: ۱/ ۳۰۹،مكتبه رشيديه كوئٹه)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

مسجد کا رخ ٹیڑھا ہوگیا ہو تو کیا حکم ہے؟

مسئلہ(۱۴۹): کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہماری مسجد کا رخ ٹیڑھا ہوگیا ہے اور دوبارہ نئے سرے سے تعمیر بھی نہیں کر سکتے، اب ہماری مسجد کے بارے میں کیا حکم ہے؟ برائے مہربانی مفصل تحریر فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوهاب

"قولہ فللمکی ......اصابۃ عینها ......ولغیرها ای غیر معانیها اصابۃ جهتها "

......(الدر علی الرد:۱/۳۱۵)

بیت اللہ شریف سے پینتالیس درجہ سے کم انحراف مفسد نہیں ہے،اس سے زیادہ ہو تو مفسد ہے،واضح رہے کہ جو نمازیں پڑھ چکے ہیں وہ ہو چکی ہیں آئندہ کے لیے صفیں درست کروالیں۔

"فللمکی فکذا المدنی لثبوت قبلتها بالوحی اصابۃ عینها والمراد بقولی فللمکی مکی یعاین الکعبۃ ولغیرہ ای غیر معانیها اصابۃ جهتها ای یبقی شئ من سطح الوجه مسامتاللکعبۃ اوهوائها"......(درعلی هامش الرد : ۱/۳۱۵)

" باب ماجاء ان مابین المشرق والمغرب قبلۃ ،ثم المراد ان القبلۃ واقعۃ بین مشرق المدینه ومغربها فان الکعبۃ جنوبیۃ عنها وعلم منه ان الجهۃ کافیۃ فی استقبال القبلۃ وعلم ان فیها سعۃ وان مثل هذه السعۃ فی جمیع جهات القبلۃ والقول باکتفاء الجهۃ للغائب والغیر المعاین قول الجمهور ابی حنیفۃ ومالک واحمد ونسبوا الی الشافعی القول باستقبال عین الکعبۃ للغائب لایمکن الابآلات فلکیۃ وبآلات رصدیۃ ولم یرد بهاالتکلیف فی الشرح غیران التحقیق انه قایل بالجهۃ مثل الجمهور الاانه یجتهد للعین بقدرما امکن له من اعطاء النظر فی الادلۃ والامارات وهومفاد عباراته فی کتاب الام وکتاب الرسالۃ کمااوضحته فی بغیۃ الاریب ثم انه قدرتلک السعۃ فی الجهۃ بقدرربع الدائرۃ وصرحوا بفسادصلوۃ من خرج عن مقدار الربع واذن یتحمل الانحراف فی الجهۃ عن الکعبۃ نفسها نحوخمس واربعون درجۃ کماحققه الغزالی وغیرہ من المحققین "......(معارف السنن : ۳/۲۷۶،۲۷۷)

" فان علم انه اخطأ بعدماصلی لایعیدها "......(فتاوىٰ الهندیۃ : ۱/۶۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆

کیا قبلہ رخ سے 9.5 درجہ فرق سے نماز درست ہے؟

مسئلہ(۱۵۰): محترم مفتی حمید اللہ جان صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ہماری مسجد ظل نبی اسلام پورہ لاہور کا رخ قبلہ بیت اللہ سے 9.5 شمال کی طرف ہے، عملاً محکمہ موسمیات نے آکر چیک کرکے اس کی تصدیق کردی ہے، جگہ کی تنگی کی وجہ سے فی الحال مسجد کی صفوں کو صحیح رخ کرنا ممکن نہیں ہے۔

کیا 9.5 کے فرق سے نماز پڑھنا درست ہے؟

قبلہ رخ سے کتنے درجہ دائیں یا بائیں رخ کرکے نماز پڑھی جاسکتی ہے؟

اگر ہم اپنی مسجد کے امام صاحب کا جائے نماز صحیح قبلہ رخ بچھادیں جس کی محراب مسجد میں گنجائش ہے اور باقی نمازیں موجودہ 9.5 کے فرق سے صف بندی کرکے نماز پڑھ سکتے ہیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

یہ انحراف معمولی ہے اور تعمیر شدہ مساجد میں معمولی انحراف کی وجہ سے تبدیلی کرنا ضروری نہیں ہے۔

”(قولہ فتبصر) اشار الی دقۃ ملحظۃ الذی قررناہ والی عدم الاستعجال بالاعتراض ومع ھذا نسبوا الی عدم الفھم فافھم (قولہ محاریب الصحابۃ) والتابعین فلایجوز التحری معھا زیلعی بل علینا اتباعھم خانیہ ولایعتمد علی قول الفلکی العالم البصیر الثقۃ ان فیھا انحرافا خلافا للشافعیۃ فی جمیع ذلک کمابسطہ فی الفتاویٰ الخیریۃ فایاک ان تنظر الی مایقال ان قبلۃ اموی دمشق واکثرمساجدھاالمبنیۃ علی سمت قبلتہ فیھابعض انحراف وان اصح قبلۃ فیھاقبلۃ جامع الحنابلۃ الذی فی سفح الجبل اذلاشک ان قبلۃ الاموی من حین فتح الصحابۃ ومن صلی منھم الیھا وکذامن بعدھم اعلم واوثق وادری من فلکی لاندری ھل اصاب ام اخطأ بل ذلک یرجع خطاہ وکل خیر فی اتباع من سلف قولہ کالقطب ھواقوی الادلۃ وھونجم صغیر فی بنات نعش الصغری بین الفرقدین والجدی اذاجعلہ الواقف خلف اذنہ الیمنی کان مستقبلا القبلۃ ان کان بناحیۃ الکوفۃ وبغدادوھمدان ویجعلہ من بمصر

علی عاتقه الایسر ومن بالعراق علی کتفه الایمن ومن بالیمن قبلته ممایلی جانبه الایسر "......(فتاویٰ شامی: ۱/۳۱۷)

"اعلم ان ذکر المعراج عن شیخه ان جهة الکعبة هی الجانب الذی اذا توجه الیه الانسان یکون مسامتا للکعبة اوهوائها تحقیقا اوتقریبا ومعنی التحقیق انه لو فرض خط من تلقاء وجهه علی زاویة قائمة الی الافق یکون مارا علی الکعبة اوهوائها ومعنی التقریب ان یکون منحرفا عنها اوعن هوائها بمالاتزول به المقابلة بالکلیة بان یبقی شیء من سطح الوجه مسامتا لها اولهوائها "...... (فتاویٰ شامی: ۱/۳۱۵)

" ویستقبل القبلة لقوله تعالیٰ فولوا وجوهکم شطره ثم من کان بمکة ففرضه اصابة عینها ومن کان غائبا ففرضه اصابة جهتها هو الصحیح لان التکلیف بحسب الوسع "......(الهدایة: ۱/۹۵)

" اصابة جهتها بان یبقی شیء من سطح الوجه مسامتا للکعبة اولهوائها بان یفرض من تلقاء وجه مستقبلها حقیقة فی بعض البلاد خط علی زاویة قائمة الی الافق مارا علی الکعبة وخطاخر یقطعه علی زاویتین قائمتین یمنة ویسرة منح قلت فهذا معنی التیامن والتیاسر فی عبارة الدرر"......(درمختار علی هامش الرد: ۱/۳۱۵،۳۱۶،۳۱۷)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

جس مسجد کا رخ 18 درجے شمال کی طرف ہو اس میں نماز کا حکم؟

مسئلہ(۱۵۱): جناب مفتی صاحب ادام اللہ برکاتکم

التماس ہے کہ ہمارے محلہ میں بنائی گئی مسجد رحمت محمدی ان پرانی مسجدوں میں شمار نہیں ہوتی جن کے متعلق انحراف کی گنجائش ہے۔

(۱) جب 1995ء میں جناب احمد بھٹی صاحب نے یہ جگہ مسجد کے لیے وقف کی تھی تو اس میں دکانیں اور رہائشی

مکان بنا ہوا تھا، پہلے پہل ایک رہائشی کمرے اور اس کے صحن میں نمازوں کا اہتمام کیا گیا تھا، صحن میں بالکل صحیح قبلہ رخ پر صف کے لیے لکیریں لگی ہوئی تھیں، معلوم نہیں مسٹر بشیر لودھی نے کس نیت سے مسجد کا رخ 18 درجے شمال کی طرف کیا تھا، جب میری نظر اس لکیر پر پڑی تو میں نے مولوی صاحب اور دیگر احباب کو بتایا کہ یہ لکیر بالکل درست ہے اور آپ نے جان بوجھ کر مسجد کا رخ غلط رکھا تھا، اس پر انہوں نے بہار شریعت والا مسئلہ نکالا اور کہا کہ ۴۵ درجے تک انحراف جائز ہے اور وہ لکیر رگڑ کر مٹا ڈالی جن لوگوں نے وہ پرانی لکیر دیکھی تھی وہ ابھی تک موجود ہیں۔

(۲)　جب مسجد کا ہال تعمیر کروایا گیا تو ایک انجینئر کو بلوایا گیا جس نے کہا کہ میں رخ بھی صحیح متعین کروں گا اور تعمیر میں مدد بھی کروں گا لیکن مسٹر بشیر نے اس کو بھی نہ ٹھہرنے دیا اور اپنی مرضی سے غلط رخ پر مسجد کی تعمیر کروائی۔

(۳)　جب مسجد کے محراب پر کام شروع ہوا تو بھی کاریگر نے بتایا کہ رخ درست نہیں ہے لیکن مسٹر بشیر نے اسے جیسے رخ ہے پر راضی کر کے کام کروایا۔

اب اگر مسجد کو درست کیا جائے صرف سامنے والی دیوار درست کرنا پڑتی ہے، سامنے والی دیوار اور دائیں بائیں دیواریں ویسے ہی رہیں گی، محراب والا صرف پردہ ہے جس کو سیدھا کرنے میں کوئی خاص خرچہ نہیں آتا، آپ کی ہدایت سے قیامت تک آنے والی نسلیں سیدھے رخ پر نمازیں ادا کر سکیں گی، اور اب بھی جن لوگوں کو وسوسہ ہے اور رخ غلط ہونے کی وجہ سے باجماعت نماز غلط رخ پر پڑھنے سے گریز کرتے ہیں وہ بھی بلا تامل نمازیں ادا کر سکیں گے۔

کیا یہ مسئلہ نہیں ہے کہ اگر لاعلمی میں غلط رخ پر نماز پڑھ رہے ہیں اور آپ کو معلوم ہو جائے کہ قبلہ رخ ادھر ہے تو دوران نماز ہی صحیح رخ پر پھر جانا چاہیے، اور اگر صحیح رخ کی طرف نہ پھرے تو نماز نہیں ہوگی؟

یہ کہاں تک جائز ہے کہ آپ کو پہلے معلوم ہے کہ رخ درست نہیں ہے اور پھر آپ اسی طرف منہ کر کے نماز ادا کریں؟

الجواب باسم الملک الوہاب

صورت مسئولہ میں ذکر کردہ تحریر اگر واقعتاً درست ہے کہ مسجد کا رخ قبلہ سے 18 درجے شمال کی طرف ہے تو اس صورت میں مسجد کی انتظامیہ کو چاہیے کہ وہ مسجد کا رخ صحیح کریں اور اس کے لیے مسجد کی صفوں کا رخ صحیح کر لیا جائے، البتہ اب تک جو نمازیں اسی رخ پر پڑھی گئی ہیں وہ درست ہیں اور آئندہ کے لیے کسی ماہر سمت قبلہ سے معلوم کر کے یا علاقہ کی دیگر مساجد کو دیکھ کر صحیح سمت قبلہ پر صفوں کا رخ سیدھا کر لیا جائے۔

"ثم اعلم انه ذكر في المعراج عن شيخه ان جهة الكعبة هي الجانب الذى اذاتوجه اليه الانسان يكون مسامتا للكعبة اوهوائها تحقيقا اوتقريباومعنى التحقيق انه لوفرض خط من تلقاء وجهه على زاوية قائمة الى الافق يكون مارا على الكعبة اوهوائها ومعنى التقريب ان يكون منحرفا عنها اوعن هوائها بمالاتزول به المقابلة بالكلية بان يبقى شيء من سطح الوجه مسامتا لهااولهوائها وبيانه ان المقابلة في مسافة قريبة تزول بانتقال قليل من اليمين اوالشمال مناسب لها وفى البعيدة لاتزول الابانتقال كثير مناسب لها فانه لوقابل انسان آخر في مسافة ذراع مثلاتزول تلك المقابلة بانتقال احدهما يمينا بذراع واذاوقعت بقدرميل اوفرسخ لاتزول الابمائة ذراع اونحوها ولمابعدت مكة عن ديارنا بعدامفرطا تتحقق المقابلة اليهافي مواضع كثيرة في مسافة بعيدة فلوفرضنا خطامن تلقاء وجه مستقبل الكعبة على التحقيق في هذه البلاد ثم فرضنا خطا آخر يقطعه على زاويتين قائمتين من جانب يمين المستقبل وشماله لاتزول تلك المقابلة والتوجه بالانتقال الى اليمين والشمال على ذلك الخط بفراسخ كثيرة فلذاوضع العلماء القبلة في بلاد قريبة على سمت واحد"......(فتاویٰ شامی: ۱/۳۱۵)

"والحاصل ان المراد بالتيامن والتياسر الانتقال عن عين الكعبة الى جهة اليمين اواليسار لاالانحراف لكن وقع فى كلامهم مايدل على ان الانحراف لايضر ففي القهستاني ولابأس بالانحراف انحرافا لاتزول به المقابلة بالكلية بان يبقى شئ من سطح الوجه مسامتاللكعبة"......(فتاویٰ شامی: ۱/۳۱۶)

"ولغيره اصابة جهتها اى لغيرالمكي فرضه اصابة جهتها وهوالجانب الذى اذاتوجه اليه الشخص يكون مسامتا للكعبة اولهوائها اماتحقيقا بمعنى انه لوفرض خط من تلقاء وجهه على زاوية قائمة الى الافق يكون مارا على الكعبة اوهوائها واماتقريبا بمعنى ان يكون ذلك منحرفا عن الكعبة اوهوائها

انحرافا لاتزول به المقابلة بالكلية بان بقي شئ من سطح الوجه مسامتا لها "

......(البحر الرائق : ۴۹۶، ۱/۴۹۵)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

مسجد کا رخ قبلہ نما کے مطابق ہو یا قطب نما کے مطابق؟

مسئلہ(۱۵۴): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص مسجد بنوانا چاہتا ہے اور وہ اس کا رخ قبلہ نما رکھنا چاہتا ہے لیکن کچھ لوگ یہ چاہتے ہیں کہ اس کا رخ قطب نما ہو، ان کی دلیل یہ ہے کہ اکثر پرانی مساجد قطب نما بنی ہوئی ہیں، ان کا خیال یہ ہے کہ اب بھی قطب نما مسجد ہونی چاہیے، جب کہ قبلہ نما ان کے نزدیک غلط ہے، جب کہ نئی تحقیق قبلہ نما کو صحیح رخ بتاتی ہے، قرآن وسنت کی روشنی میں صحیح رخ کے متعلق ہماری راہنمائی فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔

الجواب باسم الملک الوھاب

اصل بات تو یہ ہے کہ قبلہ کی سمت درست رکھی جائے، چاہے وہ قطب نما کے ذریعہ ہو یا قبلہ نما کے ذریعے ہو، کسی ماہر انجینئر کی رہنمائی میں قبلہ کا تعین کریں اگر سمت قبلہ میں معمولی سا فرق آئے تو نماز پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔

" ومن كان غائبا عنها اى عن الكعبة ففرضه اصابة جهتها اى جهة الكعبة لان الطاعة بحسب الطاقة وبه قال جمهور اهل العلم منهم الثورى "......(بنايه شرح الهداية : ۲/۱۴۴)

" لايجوز لاحدا داء فريضة ولانافلة ولاسجدة تلاوة ولاصلوة جنازة الامتوجها الى القبلة كذافى السراج الوهاج "......(فتاوىٰ الهندية: ۱/۶۳)

" وان كان نائيا عن الكعبة غائبا عنهايجب عليه التوجه الى جهتها وهى المحاريب المنصوبة بالامارات الدالة عليها لا الى عينها وتعتبر الجهة دون العين "......(بدائع الصنائع: ۱/۳۰۸)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

مسجد کے قبلہ کو اپنی وسعت کے مطابق درست کرنا ضروری ہے:

مسئلہ (۱۵۳): کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان اسلام اس مسئلہ کے بارے میں کہ جامع مسجد بابری جوکہ ملتان روڈ پھولنگر بھائی پھیرو تحصیل چونی ضلع قصور میں واقع ہے، مذکورہ بالا مسجد زیر تعمیر ہے، اس کی سمت بالکل غلط ہے جوکہ بین الاقوامی آلہ کعبہ نما کے مطابق 8,1/2 ڈگری پر ہے اور غلط ہے، درست سمت کعبہ نما 13 ڈگری ہے، جوکہ عین کعبہ نما درست ہے، لہذا آپ سے استدعا ہے کہ یہ بتائیں کہ مسجد ہذا میں نماز پڑھنا جائز ہے یا ناجائز؟ اور مسجد کا قبلہ درست کرنے کے لیے آپ کا فتویٰ کیا ہے؟

چونکہ مذکورہ مسجد تاریخی تعمیر ہوئی ہے اور لاکھوں روپے خرچ ہوتے ہیں کئی نسلوں تک اسے قائم رہنا ہے اور خدا وحدہ لاشریک کی بندگی کا گھر ہے، بڑی ذمہ داری سے فتویٰ جاری کردیں، آپ کی عین نوازش ہوگی۔

الجواب باسم الملک الوھاب

45 پینتالیس ڈگری سے کم انحراف ہو تو گنجائش ہے اور نماز ہو جاتی ہے، اور اگر 45 پینتالیس ڈگری سے زیادہ ہو تو جائز نہیں اور اس مسجد کے سمت قبلہ کو اپنی وسعت اور سوچ کے مطابق درست کرنا ضروری ہے، تاہم مذکورہ ضابطے کے مطابق نماز جائز ہے۔

" ثم اعلم انه ذكر في المعراج عن شيخه ان جهة الكعبة هي الجانب الذى اذا توجه اليه الانسان يكون مسامتا للكعبة اوهوائها تحقيقا او تقريبا ومعنى التحقيق انه لوفرض خط من تلقاء وجهه على زاوية قائمة الى الافق يكون مارا على الكعبة اوهوائها ومعنى التقريب ان يكون منحرفا عنها اوعن هوائها بمالاتزول به المقابلة بالكلية بان يبقى شيء من سطح الوجه مسامتا لها او لهوائها "......(ردالمحتار: ۱/۳۱۵)

" ولابأس بالانحراف انحرافا لاتزول به المقابلة بالكلية بان يبق شيء من سطح الوجه مسامتا للكعبة"......(ردالمحتار: ۱/۳۱۲)

" اتفقوا على ان القبلة في حق من كان بمكة عين الكعبة فيلزم التوجه الى عينها كذافي فتاوى قاضي خان ......ومن كان خارجا عن مكة فقبلته جهة

الکعبة وهو قول عامة المشائخ هو الصحيح هكذا في التبيين"...... (فتاویٰ الهندية: ۱/۶۳)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

چار یا پانچ ڈگری کا فرق ہو تو نماز کا حکم:

مسئلہ (۱۵۴): بخدمت جناب حضرت اقدس مفتی صاحب دامت برکاتہم

السلام علیکم ورحمة الله وبركاته!

بعد از تسلیم عرض ہے کہ کیا فرماتے ہیں فقہاء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک جنازگاہ جو عرصہ پچاس سال سے ایک رخ پر قائم ہے اب آلہ جدیدہ سے معلوم ہوا کہ اس کا رخ عین قبلہ سے چار پانچ ڈگری منحرف ہے، اب ایک شخص اس بات پر مصر ہے کہ اس کو درست کرنا ضروری ہے، جب کہ کچھ لوگ اس کی مخالفت بھی کر رہے ہیں، اس کو یہ بات سمجھائی گئی کہ دور کے شہروں کے لیے عین کعبہ شرط نہیں جیسا کہ حضرت مفتی شفیع صاحب رحمہ اللہ نے معارف القرآن میں اس کی وضاحت فرمادی ہے کہ دور کے شہروں میں سمت مسجد حرام ہی کافی ہے، پانچ دس ڈگری کا فرق ہو بھی جائے تو نماز پر اس کا کوئی اثر نہیں پڑتا، اور رسول اللہ ﷺ کا فرمان بھی ہے "مابین المشرق والمغرب قبلة" ترمذی بحوالہ معارف القرآن: ۱/۳۸۲، پھر یہ بھی حضرت نے وضاحت فرمائی کہ دو چار ڈگری کے فرق پر اصرار کرنا محض انتشار ہے، پھر آلات جدیدہ کے ذریعہ سے معلوم ہونے والا فرق شرعاً دلیل نہیں ہے کیونکہ اس سے ظن حاصل ہوتا ہے، پھر انسانی آلات میں غلطی کا احتمال ہے، پھر اس پر ایک شرعی مسئلہ کا مدار کیسے رکھا جاسکتا ہے؟ لیکن پھر بھی وہ اصرار کر رہا ہے کہ اس کو درست کرنا چاہیئے، اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ کیا اس تھوڑے سے فرق کی وجہ سے جو احتمالی فرق ہے شرعاً ہمیں اس جنازگاہ کا رخ درست کرنے کی ضرورت ہے یا کہ نہیں؟ اس رخ پر نماز پڑھتے رہیں تو ہمارے ثواب میں کمی تو نہیں ہوگی؟ ترک سنت یا مستحب تو لازم نہیں آئے گا؟ دلائل سے وضاحت فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوهاب

جو پہلے نمازیں پڑھی جاچکی ہیں وہ بلاشبہ و بلاکراہت درست ہیں ان کے ثواب میں اس معمولی انحراف کی وجہ سے کوئی کمی نہیں ہوئی، پھر اس معمولی انحراف کی وجہ سے فتنہ وفساد کھڑا کرنا انتہائی حماقت وجہالت ہے لہذا فتنہ وفساد

کو ختم کردیں اور اس معمولی انحراف کی وجہ سے عیدگاہ کو توڑ پھوڑ کرنے کی ضرورت نہیں ہے، البتہ یونہی بغیر توڑے پھوڑے عیدگاہ کے اندر ہی صفیں درست کرلی جائیں، غلطی معلوم ہونے کے بعد صفوں کو درست نہ کرنے پر بضد رہنا شرعاً جرم ہے اگرچہ نماز ہو جاتی ہے۔

" اتفقوا على ان القبلة في حق من كان بمكة عين الكعبة فيلزمه التوجه الى عينها كذافي فتاوىٰ قاضي خان ......ومن كان خارجا عن مكة فقبلته جهة الكعبة وهوقول عامة المشائخ هوالصحيح هكذافي التبيين"...... (فتاوىٰ الهندية: ۱/۶۳)

" باب ماجاء ان مابين المشرق والمغرب قبلة اختلفوا في مرادالحديث والصحيح ان المذكور فيه قبلة اهل المدينة ومن على سمتها حكى ذلك عن مالك واحمد والاثرم واحمدبن خالد الوهبي وابي الوليد الباجي وابن عبدالبر والقاضي ابي بكربن العربي والبيهقي والتوربشتي والمقريزى والزيلعي والبدر العيني والطيبي والشعراني وغيرهم ...... ويؤيده موقع المدينة ودلالة الحال ولم تكن هناك داعية الى بيان قبله غير المدينة فكان سوق الحديث لبيان قبلة اهل المدينة وانسحب على من كان في سمتها ومحاذاتها ثم المراد ان القبلة واقعة بين مشرق المدينة ومغربها ،فان الكعبة جنوبية عنها وعلم منه ان الجهة كافية في استقبال القبلة وعلم ان فيها سعة وان مثل هذه السعة في جميع جهات القبلة والقول باكتفاء الجهة للغائب وللغير المعائن قول الجمهور ابي حنيفة ومالك واحمد ونسبوا الى الشافعي القول باستقبال عين الكعبة للغائب وهومشكل فان استقبال العين للغائب لايمكن الابآلات فلكية وبآلات رصدية ولم يردبها التكليف في الشرع غيران التحقيق انه قائل بالجهة مثل الجمهور الاانه يجتهد للعين بقدرماامكن له من اعطاء النظر في الادلة والامارات وهومفاد عباراته في كتاب" الام" وكتاب" الرسالة "كمااوضحته في بغية الاريب ثم انه قدرتلك السعة في

الجهة بقدر ربع الدائرة وصرحوا بفساد صلاة من خرج عن مقدار الربع واذن يتحمل الانحراف في الجهة عن الكعبة نفسها نحو خمس واربعين درجة كما حققه الغزالي وغيره من المحققين "......(معارف السنن : ٣/٣٤٤،٣٤٦،٣٤٥)

"(ويتحرى) هو بذل المجهود لنيل المقصود(عاجزعن معرفة القبلة) ممامر فان ظهر خطؤة لم يعد"......(الدرالمختارعلى هامش ردالمحتار: ١/٣١٩)

" فان علم انه اخطأ بعدماصلى لايعيدها "......(فتاوىٰ الهندية: ١/٦٤)

" عن عمروبن مرة قال سمعت سالم بن ابى الجعد الغطفانى قال سمعت النعمان بن بشير قال سمعت رسول الله ﷺ يقول لتسون صفوفكم اوليخالفن الله بين وجوهكم قوله ﷺ لتسون صفوفكم اوليخالفن الله بين وجوهكم قيل معناه يمسخها ويحولها عن صورها لقوله ﷺ يجعل الله صورته صورة حمار وقيل يغير صفاتها والاظهر والله اعلم ان معناه يوقع بينكم العداوة والبغضاء واختلاف القلوب كمايقال تغيروجه فلان على اى ظهرلى من وجهه كراهة لى وتغيرقلبه على لان مخالفتهم فى الصفوف مخالفة فى ظواهر هم واختلاف الظواهر سبب لاختلاف البواطن "......(المسلم مع شرحه : ١/١٨٢)

"والاصل فى فرضية الاستقبال قوله تعالى وحيث ماكنتم فولوا وجوهكم شطره اى جهته ونحوه وهومماعلم من الدين بالضرورة ويكفربتركه عمدا لغيرعذر على قول ابى حنيفة رحمه الله تعالى لكن للزوم الاستهزاء لالمجردالترك اذلايكفر بترك الفرض بل بجحده "......(حلبى كبيرى : ١٩٠)

والله تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

کیا نماز میں عین کعبہ کی طرف رخ ضروری ہے؟ یا کچھ گنجائش ہے؟

مسئلہ(۱۵۵): ''اب پھیرو منہ اپنا طرف مسجدالحرام کے اور جس جگہ تم ہوا کرو پھیرو منہ اسی کی طرف''......(البقرۃ:۱۴۴)

یعنی حضر میں یا سفر میں، مدینہ میں یا دوسرے شہر میں، جنگل میں یا دریا میں یا خود بیت المقدس میں جہاں کہیں ہو کعبہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھو۔(تفسیر شیخ الاسلام حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی)

مسئلہ: 16 جولائی 2003ء کو جب سورج عین کعبہ کے اوپر تھا، مسجد ظل نبی میں سمت قبلہ کا نشان لگایا گیا، اس کے مطابق مسجد کے موجودہ قبلہ میں فرق ہے، مسجد کی عمارت بن گئی ہے، اگر محراب میں امام کا مصلیٰ درست سمت قبلہ کر دیا جائے تو یہ کام شرعی طور پر مسجد انتظامیہ کا ہے، نمازی تو مکلف ہے اپنی نماز درست قبلہ سمت پڑھ سکتا ہے۔

ایک حاجی صاحب ہیں ان کا فرمانا ہے کہ انہوں نے اپنے بیٹے کو جامعہ اشرفیہ بھیجا تھا، جامعہ والوں نے کہا ہے کہ تم نماز ۴۵ درجے دائیں یا بائیں پڑھ سکتے ہو، عثمانی صاحب کی تفسیر میں تو کوئی ایسی بات نہیں ہے۔

شرعی طور پر جامعہ اپنا مؤقف بتلائے کہ جب کسی شخص کو درست قبلہ سمت کا علم ہو گیا اور وہ کعبہ کی طرف منہ کر کے نماز نہیں پڑھتا ہے تو کیا وہ قرآن کا نافرمان نہیں ہے؟

الجواب باسم الملک الوهاب

اگر سمت قبلہ سے واضح انحراف ہو تو پھر صفیں درست کر لینی چاہئیں، اور اگر واضح انحراف نہ ہو تو پھر خواہ مخواہ انتشار نہیں پھیلانا چاہیے، معمولی انحراف کا اعتبار نہیں، اور دونوں صورتوں میں مسجد کی تعمیر نو کرنا اور مسجد کی پہلی حالت کو ختم کرنا ضروری نہیں ہے، اور واضح رہے کہ جو شخص مسجد حرام میں نماز پڑھ رہا ہے اس کے لیے تو عین قبلہ کی طرف منہ کرنا ضروری ہے اور جو شخص بیت اللہ سے دور ہو اس پر جہت کعبہ کی طرف منہ کرنا ہوتا ہے عین کعبہ کی طرف اگر اس کا منہ نہ بھی ہو تو بھی نماز ہو جاتی ہے، اور اس جہت قبلہ کی مقدار فقہاء نے 45% درجہ کعبہ سے دائیں اور 45% درجہ بائیں بتائی ہے۔

''وفی جامع الترمذی عن ابی هريرة رضی الله عنه قال قال رسول الله ﷺ

مابین المشرق والمغرب قبلة '' ......(١/١٨٧)

''اتفقوا علی ان القبلة فی حق من کان بمکة عین الکعبة فیلزمه التوجه الی

عینها ......ومن کان خارجا عن مکة فقبلته جهة الکعبة وهو قول عامة المشائخ هو الصحیح هکذافی التبیین"......(فتاوی الهندیة: ۱/۶۳)

" باب ماجاء ان مابین المشرق والمغرب قبلة اختلفوا فی مرادالحدیث والصحیح ان المذکور فیه قبلة اهل المدینة ومن علی سمتها حکی ذلک عن مالک واحمد والاثرم واحمدبن خالد الوهبی وابی الولید الباجی وابن عبدالبر والقاضی ابی بکربن العربی والبیهقی والتوربشتی والمقریزی والزیلعی والبدر العینی والطیبی والشعرانی وغیرهم ...... ویؤیده موقع المدینة ودلالة الحال ولم تکن هناک داعیة الی بیان قبله غیر المدینة فکان سوق الحدیث لبیان قبلة اهل المدینة وانسحب علی من کان فی سمتها ومحاذاتها ثم المراد ان القبلة واقعة بین مشرق المدینة ومغربها ،فان الکعبة جنوبیة عنها وعلم منه ان الجهة کافیة فی استقبال القبلة وعلم ان فیها سعة وان مثل هذه السعة فی جمیع جهات القبلة والقول باکتفاء الجهة للغائب وللغیر المعائن قول الجمهور ابی حنیفة ومالک واحمد ونسبوا الی الشافعی القول باستقبال عین الکعبة للغائب وهومشکل فان استقبال العین للغائب لایمکن الابآلات فلکیة وبآلات رصدیة ولم یردبها التکلیف فی الشرع غیر ان التحقیق انه قائل بالجهة مثل الجمهور الاانه یجتهد للعین بقدرماامکن له من اعطاء النظر فی الادلة والامارات وهومفاد عباراته فی کتاب الام وکتاب الرسالة کمااوضحته فی بغیة الاریب ثم انه قدرتلک السعة فی الجهة بقدربع الدائرة وصرحوا بفسادصلاة من خرج عن مقدارالربع واذن یتحمل الانحراف فی الجهة عن الکعبة نفسها نحوخمس واربعین درجة کماحققه الغزالی وغیره من المحققین "......(معارف السنن : ۳/۳۷۷،۳۷۶،۳۷۵)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

(نیت)

کیا نماز کی نیت کے الفاظ زبان سے ادا کرنا ضروری ہیں؟

مسئلہ(۱۵۶): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ نیت زبان سے پڑھنا کیسا ہے؟ اور کسی بھی فرض یا نفل نماز کی نیت زبان سے ادا کرنا ضروری ہے یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

دل میں نیت کرنا شرط ہے، زبان سے کہنا مستحب ہے، فرض و واجب نہیں۔

" والخامس النية ...... والمعتبر فيها عمل القلب اللازم للارادة فلاعبرة للذكر باللسان ان خالف القلب لانه كلام لانية الا اذاعجز عن احضاره لهموم اصابته فيكفيه اللسان "مجتبى"(وهو)عمل القلب (ان يعلم) عندالارادة (بداهة)بلاتامل(اى صلاة يصلى) فلولم يعلم الابتامل لم يجز (والتلفظ) عندالارادة (بها مستحب) هوالمختار :......(الدرالمختار على ردالمحتار: ۱/۳۰۶،۳۰۵)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆
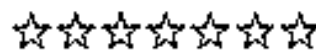
نماز کی نیت سے متعلق مسائل:

مسئلہ(۱۵۷): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام ان مسائل کے بارے میں

(۱) کیا ان الفاظ سے نیت کرنا صحیح ہے؟ (نیت کرتا ہوں میں دو رکعت نماز فجر کی واسطے خاص اللہ تعالیٰ کے منہ میرا طرف خانہ کعبہ کے)

(۲) اگر نماز باجماعت ہو تو ''اس امام کے پیچھے'' کا اضافہ کر لیا تو یہ کافی ہے یا پھر اس کا کیا طریقہ ہے؟

(۳) جب باجماعت نماز ہو تو بحیثیت امام نیت کے الفاظ کیا ہیں؟

(۴) جب جماعت کی نماز میں عورتیں شامل ہوں جیسا کہ اکثر مساجد میں اس کا اہتمام نظر آتا ہے تو پھر پڑھنے کے لیے نیت کے الفاظ کیا ہوں گے؟

(۵) صلوۃ التوبۃ پڑھنے کے لیے نیت کے الفاظ کیا ہوں گے؟

(۶) صلوۃ الشکر اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کے شکرانے کے طور پر پڑھنے کے لیے کیا الفاظ ہوں گے؟

(۷) کیا صلوۃ التوبۃ پوری امت کے لیے ہے یا خاص امت مسلمہ کے لیے ہے، اس کی نیت کے الفاظ کیا ہوں گے؟

(۸) کیا صلوۃ الحاجۃ پڑھنے کے لیے کوئی خاص اوقات متعین ہیں؟ بظاہر تو یہ عام نوافل کی طرح پڑھی جاتی ہے، لیکن کوئی خاص طریقے سے پڑھنے کا طریقہ ہو تو براہ کرم تحریر فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوھاب

نیت دل کے ارادے کا نام ہے، نیت کے الفاظ کو زبان سے ادا کرنا ضروری نہیں البتہ اگر زبان سے کہہ لے تو مستحسن ہے، اور سوال میں جو نیت کے الفاظ مذکور ہیں اتنے زیادہ الفاظ کی ضرورت نہیں، محض اتنا کہہ لینا بھی کافی ہے کہ میں فلاں نماز کی نیت کرتا ہوں۔

(۱) سوال میں مذکورہ الفاظ سے منفرد کے لیے نیت کرنا صحیح ہے۔

(۲) مقتدی کے لیے یہ اضافہ کر لینا کافی ہے۔

(۳) امام منفرد والی نیت کرے گا جب کہ عورتیں اس کی اقتداء کرنے والی نہ ہوں۔

(۴) امام منفرد والی نیت کے ساتھ یہ اضافہ کرے گا کہ میں عورتوں کی امامت کی نیت کرتا ہوں، البتہ جمعہ کی نماز میں عورتوں کی الگ نیت کرنا ضروری نہیں، نماز جمعہ عورتوں کی نیت کے بغیر بھی درست ہو جائے گی۔

(۵،۶) صلوۃ التوبۃ، صلوۃ الشکر اور صلوۃ الحاجۃ یہ سب نوافل ہیں، اور نوافل میں مطلق نیت کرنا کافی ہے، یعنی یوں نیت کرے کہ اے اللہ میں فلاں نماز کا ارادہ کرتا ہوں۔

(۷) صلوۃ التوبۃ امت مسلمہ کے لیے خاص ہے، کیونکہ صلوۃ التوبۃ عبادت ہے اور عبادت میں کافر کی نیت معتبر نہیں ہوتی۔

(۸) صلوۃ الحاجۃ کے لیے کوئی خاص وقت اور طریقہ متعین نہیں، بلکہ عام نوافل کی طرح ممنوع اوقات کے علاوہ کسی بھی وقت پڑھ سکتا ہے۔

”ان النیة انما هی عمل القلب وانه تعتبر باللسان “...... (البحر الرائق: ۱/۳۸۲)

" ولاعبرة للذكر باللسان فان فعله لتجتمع عزيمة قلبه فهو حسن كذافى الكافى .....فلابدمن التعيين فيقول نويت ظهر اليوم او عصر اليوم او فرض الوقت او ظهر الوقت كذافى شرح مقدمة ابى الليث ".....(فتاوىٰ الهندية: ١/٦٥)

" ولو كان مقتديا ينوى ماينوى المنفرد وينوى الاقتداء ايضالان الاقتداء لايجوز بدون النية كذافى فتاوىٰ قاضى خان .....والامام ينوى ماينوى المنفرد ولايحتاج الى نية الامامة".....(فتاوىٰ الهندية: ١/٦٦)

" وذكر فى النهاية هنا ان هذا قول ابى حنفية الاول وظاهره ان قوله الاخير اشتراط النية مطلقا والعمل على المتاخر كمالايخفى ولهذا اطلق فى متن المختار قوله ولاتدخل المرأة فى صلاة الرجال الاان ينويها الامام ومثله فى متن المجمع".....(ردالمحتار: ١/٣٢٢)

" ويصح اقتداء المرأة بالرجل فى صلاة الجمعة وان لم ينو امامتها وكذافى العيدين وهوالاصح كذافى الخلاصة ".....(فتاوىٰ الهندية: ١/٨٥)

"ويكفيه مطلق النية للنفل والسنة والتراويح هوالصحيح كذافى التبيين".....(فتاوىٰ الهندية: ١/٦٥)

"شروط النية الاول الاسلام ولذالم تصح العبادات من كافر ".....(الاشباه والنظائر : ٥٣)

"الاوقات التى تكره فيهاالصلوة خمسة ثلاثة يكره فيها التطوع والفرض وذلك عندطلوع الشمس ووقت الزوال وعندغروب الشمس .....ووقتان آخران يكره فيها التطوع وهما بعدطلوع الفجر الى طلوع الشمس الاركعتى الفجر ومابعدصلاة العصر الى وقت غروب الشمس "
.....(المحيط البرهانى : ٢/١٠)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

(متفرق شرائط)

نمازی کے آگے سے گزرنے کا حکم:

مسئلہ(۱۵۸): کیا نمازی جو نماز پڑھ رہا ہو تو اس کے آگے سے گزرنا جائز ہے یا نہیں؟ اور بوقت ضرورت آدمی کیا کرے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

نمازی کے سامنے سے گزرنے میں تفصیل یہ ہے کہ اگر نمازی صحراء یا بڑی مسجد میں ہو جس کی مقدار چالیس x چالیس شرعی گز ہو تو سجدہ کی جگہ کو دیکھتے ہوئے، اس کی نظر جہاں تک پڑتی ہے، اس کے اندر سے گزرنا جائز نہیں، اس کے باہر سے گزر سکتا ہے، اور اگر کمرے یا چھوٹی مسجد میں ہو تو مطلقاً اس کے سامنے سے گزرنا جائز نہیں، لہذا سترہ کا استعمال رکھنا چاہیے۔

نمازی کے سامنے سے گزرنے سے گناہ گار ہونے میں تفصیل یہ ہے کہ

(۱) اگر نمازی نے گزرنے کا راستہ بند نہ کیا ہو بلکہ گزرنے کے لیے دوسرا راستہ بھی موجود ہو تو گزرنے والا گناہ گار ہوگا۔

(۲) اور اگر راستہ بند کر دیا ہے تو نمازی گناہ گار ہوگا۔

(۳) اور اگر نمازی نے راستہ بند تو کر دیا ہے لیکن ساتھ گزرنے کے لیے دوسری جگہ موجود ہے تو گزرنے کی صورت میں دونوں گناہ گار ہوں گے۔

(۴) اور اگر نمازی نے راستہ تو بند نہیں کیا لیکن گزرنے والے کے لیے سوائے اس کے سامنے گزرنے کے کوئی اور صورت نہیں تو کوئی بھی گناہ گار نہ ہوگا۔

"ویکرہ للمار ان یمربین یدی المصلی لقول النبی ﷺ لویعلم الماربین یدی المصلی ماعلیہ من الوزر لکان ان یقف اربعین خیرلہ من ان یمربین یدیہ ولم یؤقت یوما اوشھرا اوسنۃ ولم یذکر فی الکتاب قدر المرور واختلف المشائخ فیہ قال بعضھم قدرموضع السجود وقال بعضھم مقدار الصفین، وقال بعضھم قدرمایقع بصرہ علی المار لوصلی بخشوع وفیماوراء ذلک لایکرہ وھوالاصح"......(بدائع الصنائع : ۱/۵۰۹)

"وذکر قاضی خان فی شرحہ ان المسجد اذاکان کبیرا فحکمہ حکم الصحراء وفی الذخیرة من الفصل التاسع ان کان المسجد صغیرا یکرہ فی ای موضع یمر والیہ اشار محمد فی الاصل (قولہ ان کان المسجد صغیرا) وھو اقل من ستین ذراعا وقیل من اربعین وھو مختار القھستانی عن الجواھر"......(البحر الرائق مع منحة الخالق : ۲/۲۸)

"وقد افاد بعض الفقھاء ان ھھنا صورا اربعا ،الاولی،ان یکون للمار مندوحة عن المرور بین یدی المصلی ولم یتعرض المصلی لذالک فیختص المار بالاثم ان مر، الثانیة مقابلتھا وھی ان یکون المصلی تعرض للمرور والمار لیس لہ مندوحة عن المرور فیختص المصلی بالاثم دون المار ، الثالثة ان یتعرض المصلی للمرور ویکون للمار مندوحة فیأثمان اما المصلی فلتعرضہ واما المار فلمرورہ مع امکان ان لایفعل ،الرابعة ، ان لا یتعرض المصلی ولا یکون للمار مندوحة فلایأثم واحد منھما کذا نقلہ الشیخ تقی الدین ابن دقیق العید رحمہ اللہ تعالی"......(ردالمحتار : ۱/۴۶۹)

"(ویغرز) ندبا "بدائع" (الامام) وکذا المنفرد(فی الصحراء) ونحوھا(سترة بقدرذراع) طولا (وغلظ اصبع)لتبدو للناظر"......(الدرالمختار علی ردالمحتار : ۱/۴۷۰،۶۹)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

قبروں پر لینٹر ڈال کر اوپر نماز پڑھنے کا حکم:

مسئلہ(۱۵۹): کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین متعلق اس مسئلہ کے کہ ہم اہلیان گاؤں مرکال تحصیل پسرور ضلع سیالکوٹ کے رہائشی ہیں ہمارے گاؤں کی مسجد بہت پرانی تھی اتنی خستہ حالت کہ قریب تھا کہ خود گر جاتی ،ہم نے مسجد کو شہید کر کے دوبارہ مسجد کی تعمیر شروع کی ،پہلی مسجد صرف ایک صف کی تھی جو کہ نمازیوں کے لیے ناکافی تھی ،لہذا مسجد کو وسیع کیا اور اس کی لمبائی 50 فٹ اور چوڑائی 21 فٹ رکھی ،جب مسجد کی بنیادیں رکھیں تو

جامع مسجد چاروہ کے خطیب کو بلایا اور بنیاد رکھی مسجد کے ہال کے اندر محراب کے بائیں جانب تقریباً 6 فٹ کے فاصلے پر دو قبریں ہیں، جو کہ تقریباً ڈیڑھ سو سال پرانی ہیں، عرصہ 25 سال سے ان کا نام ونشان تک نہیں ہے، بوڑھے لوگ کہتے ہیں کہ یہاں قبریں ہیں، ہماری مسجد کی بنیادیں اوپر چھت تک مکمل ہو چکی ہیں، آپ مہربانی فرما کر قرآن وسنت کی روشنی میں اس مسئلہ کے راہنمائی فرمائیں۔

(۱) قبریں کھود کر جو بھی وہاں سے حاصل ہو اس کو قبرستان دفن کیا جائے یا کہ نہیں؟

(۲) دونوں قبروں کے اوپر فرش کے برابر لینٹر ڈال دیا جائے یا کہ نہیں؟

(۳) دونوں قبروں کے اردگرد جنگلہ بنایا جاسکتا ہے کہ نہیں؟ جب کہ قبروں سے زمین کی سطح چھ فٹ اوپر ہے لینٹر ڈالنے کے بعد قبروں اور موجودہ زمینی سطح کے درمیان چھ فٹ کا فاصلہ ہے۔

نوٹ: ہم نے یقین حاصل کرنے کے لیے قبر کی جگہ کھودی تھی اور وہاں سے ہمیں چند ہڈیاں ملی تھیں، کیا ان ہڈیوں کو قبرستان میں دفن کیا جائے یا وہاں رہنے دیا جائے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

آپ حضرات نے جو یقین حاصل کرنے کے لیے قبر کی جگہ کھودی تھی یہ شرعاً آپ نے غلط کام کیا ہے، کیونکہ مسلمانوں کی قبروں کا نبش ممنوع ہے، ان ہڈیوں کو یہیں رہنے دیا جائے، اصل مسئلہ سے پہلے یہ وضاحت ضروری ہے کہ ایک ہے قبروں پر بناء یعنی کمرہ یا کمرے کی دیواریں بغیر نبش کے بنانا، دوسری چیز قبروں پر یا ان کی طرف نماز پڑھنا، تیسری چیز جو چھوٹا یا بڑا کمرہ ان قبروں پر بنایا جائے اور اس کمرہ کی چھت پر نماز پڑھنا ہو یا اس کی دیوار کی طرف نماز پڑھنا ہو، پہلی صورت میں اگر قبریں نئی ہوں تو عمارت بنانا شرعاً ممنوع ہے البتہ جب قبریں خوب پرانی ہو جاتی ہیں تو ان کو ہموار کر کے اس پر بغیر نبش کے عمارت بنانے کی اجازت ہے بشرطیکہ اور کوئی شرعی مانع نہ ہو۔

”وقال الزیلعی ولو بلی المیت وصار ترابا جاز دفن غیرہ فی قبرہ وزرعہ والبناء علیہ اھ“......(ردالمحتار: ۱/۶۵۹)

اس قبر پر عمارت بننے کے بعد اس کی چھت پر یا دیواروں کی طرف نماز پڑھنا جائز ہے کیونکہ اس صورت میں حاجب موجود ہونے کی وجہ سے ”تشبہ بعبدۃ القبور“ لازم نہیں آتا۔

”وفی الجامع الصغیر انہ لو صلی الی قبر کرہ وان وضع سترۃ بینہ وبین القبر ارتفعت الکراھۃ“......(فیض الباری: ۲/۳۲)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆

منبر محراب کے کس طرف ہونا چاہیئے؟

مسئلہ(۱۶۰): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ممبر محراب کے کونسی طرف پر ہونا چاہیئے۔

منیۃ المصلی کی شرح کبیری میں یہ لکھا ہے کہ ممبر محراب کے بائیں طرف ہونا چاہیئے۔

لہذا آپ سے التماس ہے کہ مسئلہ کی وضاحت کریں۔

الجواب باسم الملک الوھاب

صورت مسئولہ کی وضاحت یہ ہے کہ جب قبلہ کی طرف پشت کی جائے (جیسا کہ خطیب خطبہ کے وقت کرتا ہے) تو منبر محراب کی بائیں طرف ہونا چاہیئے، اور جب استقبال القبلۃ ہو جائے تو منبر دائیں طرف ہونا چاہیئے جیسا کہ بذل المجہود کی عبارت میں مذکور ہے اور دونوں باتیں اپنے اپنے مقام پر صحیح ہیں۔

"(قوله المنبر) بكسر الميم من النبر وهو الارتفاع ومن السنة ان يخطب عليه اقتداءً به ﷺ بحر وان يكون على يسار المحراب قهستاني"......(فتاوىٰ شامي: ۱/۶۰۸)

" باب موضع المنبر اى فى اى موضع من المسجد وضع منبر رسول لله ﷺ حدثنا مخلدبن خالد ناابوعاصم عن يزيدبن ابى عبيد عن سلمة بن الاكوع قال كان بين منبر رسول الله ﷺ وبين الحائط الذى فى جانب القبلة كقدرممر الشاة اى الفصل الذى بين الحائط والمنبر قدرفرجة تمر الشاة فيها قلت وكان منبر رسول الله ﷺ عن يمين المحراب اذا استقبلت القبلة "......(بذل المجهود: ۲/۱۷۸)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆
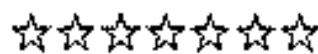
﴿الباب الرابع فی صفة الصلوة﴾

(تکبیر تحریمه)

تکبیر تحریمہ حالت قیام میں شرط ہے:

مسئلہ(۱۶۱): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ امام صاحب لاؤڈ اسپیکر میں نماز پڑھا رہے تھے کہ لاؤڈ اسپیکر خراب ہوگیا، مؤذن نے نماز توڑ کر لاؤڈ اسپیکر ٹھیک کیا اور بیٹھے بیٹھے تکبیر کہہ کر نماز شروع کردی کیا اس طرح مؤذن کی نماز ہوگئی؟

الجواب باسم الملک الوهاب

فرض نماز میں قیام پر قدرت کے ساتھ تکبیر تحریمہ قیام کی حالت میں شرط ہے لہذا صورت مسئولہ میں مؤذن کی نماز نہیں ہوئی پھر سے نماز پڑھنا ضروری ہے۔

"(واذا اراد الشروع فی الصلوۃ کبر) لو قادرا (للافتتاح) الی قوله ویشترط کونه (قائما) وفی الشامیة (قوله قائما) ای فی الفرض مع القدرة علی القیام"......(الدر مع الرد: ۱/۳۵۴)

"ولا یصیر شارعا بالتکبیر الا فی حالة القیام او فیما هو اقرب الیه من الرکوع هکذا فی الزاهدی حتی لو کبر قاعدا ثم قام لا یصیر شارعا فی الصلوۃ"......(هندیة: ۱/۶۸)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆

رفع یدین کا حکم:

مسئلہ(۱۶۲): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ بعض ہمارے بھائی ہمیں کہتے ہیں کہ تمہاری نماز ٹھیک نہیں ہے تم ہاتھ نہیں اٹھاتے یعنی رفع یدین نہیں کرتے، لہذا نماز کا مسنون طریقہ بتادیں؟

الجواب باسم الملک الوهاب

صورت مرقومہ میں احناف کے نزدیک رفع یدین نہیں کرنا چاہیے سوائے تکبیر تحریمہ کے یہ مسنون طریقہ ہے اور یہی خلفائے راشدین کا طریقہ رہا ہے۔

”واما رفع الیدین عند التکبیر فلیس بسنة فی الفرائض عندنا الا فی تکبیرة الافتتاح..... الی قوله وعن علقمةؒ انه قال صلیت خلف عبدالله بن مسعود فلم یرفع یدیه عندالرکوع وعندرفع الرأس من الرکوع فقلت له لم لاترفع یدیک فقال صلیت خلف رسول الله ﷺ وخلف أبی بکرؓ وعمرؓ فلم یرفعوا ایدیهم الا فی التکبیرة التی تفتح بها الصلوة“......(بدائع الصنائع: ۱/۳۸۴)

”(ولایسن)مؤکدا (رفع یدیه الا فی) سبع مواطن(قوله ولایسن مؤکدا) قیدبه لئلا یرد الرفع فی الدعاوالاستسقاء لما سیأتی انه مستحب(قوله الا فی سبع اشار الی انه لایرفع عندتکبیرات الانتقالات خلافاللشافعیؒ واحمدؒ فیکره عندناو لایفسد الصلوة“......(ردالمحتار: ۱/۳۷۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

تکبیر حالت قیام میں شرط ہے:

مسئلہ(۱۶۳): کیا فرماتے ہیں علماء کرام کہ ایک شخص نماز کے لیے امام کے ساتھ شامل ہونا چاہتا ہے، امام رکوع میں ہے مقتدی تکبیر تحریمہ ادا کر کے فوراً رکوع میں چلا جاتا ہے، اب صورت مسئولہ یہ ہے کہ مقتدی کے لیے قیام کرنا ضروری تھا، یا کہ فوراً رکوع میں چلا جائے تو اس شخص کی نماز کی حیثیت کیا ہے؟

الجواب باسم الملک الوهاب

اگر تکبیر تحریمہ بحالت قیام یا بحالت انحناء کہی ہے مگر وہ اقرب الی القیام تھا تو نماز درست ہے اور اگر بحالت انحناء کہی اور وہ اقرب الی الرکوع تھا تو نماز درست نہیں ہے، واضح رہے کہ تکبیر تحریمہ کا بحالت قیام یا بحالت اقرب الی القیام مکمل کرنا فرض ہے۔

”والثانی من شروط صحة التحریمة الاتیان بالتحریمة قائما او منحنیا قلیلا قبل وجود انحنائه بماهو اقرب للرکوع قال فی البرهان لوادرک الامام راکعا فحنی ظهره ثم کبره ان کان الی القیام اقرب صح الشروع ولواراد به تکبیر الرکوع وتلغونیته لان مدرک الامام فی الرکوع لایحتاج الی تکبیر مرتین خلافا لبعضهم وان کان الی الرکوع اقرب لایصح الشروع“ ......(مراقی الفلاح :۲۱۸)

”ذکر الجلابی فی صلاته ادرک الامام فی الرکوع فکبرقائما ثم شرع فی الانحطاط وشرع الامام فی الرفع الاصح ان یعتدبهااذاوجدت المشارکة قبل ان یستقیم قائما وان قل هکذافی معراج الدرایة ....ومدرک الامام فی الرکوع لایحتاج الی تکبیرتین خلافالبعضهم ولونوی بتلک التکبیرة الواحدة الرکوع لاالافتتاح جازولغت نیته کذافی فتح القدیر“......(فتاویٰ الهندیة: ۱/۱۲۰)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

عمل کو تکبیر پر مقدم کرنے کا حکم:

مسئلہ(۱۶۴): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہمارے امام صاحب نماز پڑھاتے ہوئے عمل پہلے کرتے ہیں اور تکبیر بعد میں کہتے ہیں، یعنی اللہ اکبر کہنے سے پہلے ہاتھ باندھ لیتے ہیں، یہ عمل رکوع اور سجدے میں بھی کرتے ہیں، یہ کہاں تک درست ہے تحریر فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوهاب

صورت مسئولہ میں امام صاحب کا فعل خلاف سنت ہے لہٰذا اس سے بچنا ضروری ہے۔

”وقال علیه السلام مفتاح الصلوة الطهور وتحریمهاالتکبیر واذا اراد التکبیر یرفع یدیه ویکبر......وکذلک اختلفوا فی وقت رفع الیدین قال بعضهم یرفع

ثم یکبر وقال بعضهم یرسل یدیه اولا ارسالا ویکبر ثم یرفع یدیه "

......(المحیط البرهانی: ۲/۳۰)

"(وکیفیتها)واذااراد الدخول فی الصلوة کبرورفع یدیه حذاء اذنیه حتی یحاذی بابهامیه شحمتی اذنیه "...... (فتاوی الهندیة: ۱/۷۳)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

کیا حنفی المسلک آدمی رفع یدین کرسکتا ہے؟

مسئلہ(۱۶۵): حضرت مفتی صاحب میرا نام عمران رسول ولد غلام رسول ہے۔

میں ماشاء اللہ اہلسنت والجماعت میں سے ہوں، خاندان کے تمام لوگ حنفی مسلک سے تعلق رکھتے ہیں، جب بھی اہل حدیثوں کی مسجد میں گیا رفع یدین سے نماز پڑھی تو دل کو زیادہ تشفی محسوس ہوئی، اب یہ دل کا عالم ہے کہ خواہ مسجد کوئی بھی ہو یا کوئی بھی مقام ہو، رفع یدین کے بغیر نماز میں تشفی نہیں ہوتی، میرے لیے یہ بہت مسئلہ بنا ہوا ہے کہ میں حنفی ہوں مگر رفع یدین کہ بغیر نماز نہیں پڑھتا، جناب سے درخواست ہے میری راہنمائی فرمائیں کیونکہ میں رفع یدین نہیں چھوڑ سکتا، کیونکہ جب یہ سنا ہے کہ وصال رسول کے بعد جناب ابوبکر صدیق رفع یدین سے نماز پڑھتے تھے، میرا دل پکا ہو گیا، کیا ایسا ہو سکتا ہے کہ حنفی بھی ہوں اور ہر نماز میں رفع یدین بھی کروں؟

الجواب باسم الملک الوهاب

سنن دار قطنی ص ۲۹۵ جلد نمبر ۱، سنن بیہقی ص ۷۹ جلد ۱، اور اسی طرح بدائع ص ۲۰۷ جلد ۱، پر منقول ہے۔

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ اور سیدنا ابوبکر صدیق اور سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہما کے پیچھے نماز پڑھی، ان سب حضرات نے صرف تکبیر تحریمہ کے وقت رفع یدین کیا ہے، باقی مقامات میں نہیں کیا۔

اسی طرح سیدنا عمر فاروقؓ کا عمل مصنف ابن ابی شیبہ ص ۲۳۷ جلد ۱، میں بھی منقول ہے۔

بنابریں جب حضور ﷺ اور حضرات خلفاء راشدین نے رفع یدین ترک فرمادیا تو اب ہمیں بھی نہیں کرنا چاہیئے، اور جب آپ اہل سنت حنفی کہلاتے ہیں تو اس پر ہی عمل کرنا لازم ہوگا، آپ کی اور ہماری نسبت امام ابوحنیفہ رحمۃ

اللہ علیہ سے ہے جو کہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے زیادہ محبت رکھتے تھے اور ان کے اقوال واعمال سے بھی یقیناً واقف تھے، لہذا جب امام ابوحنیفہ پر اعتماد کیا ہے تو پورا پورا اعتماد کرنا لازم ہے، اور جو روایت غیر مقلدین اخیر عمر تک کی پیش کرتے ہیں وہ موضوع اور من گھڑت ہے، کذافی آثار السنن: ۱۰۹، مطبوعہ مکتبہ امدادیہ۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

نماز کا مسنون طریقہ:

مسئلہ(۱۶۶): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ بعض ہمارے بھائی کہتے ہیں کہ تمہاری نماز ٹھیک نہیں ہے، تم ہاتھ نہیں اٹھاتے یعنی رفع یدین نہیں کرتے لہذا نماز کا مسنون طریقہ بتادیں؟

الجواب باسم الملک الوهاب

نماز کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ رفع یدین صرف تکبیر تحریمہ کے وقت کہے اس کے علاوہ مذہب حنفی میں رفع یدین نہیں ہے، جو لوگ بولتے ہیں ان کی پرواہ نہ کی جائے، ترک رفع یدین تواتر عملی سے ثابت ہے۔

"ولایرفع یدیہ الافی التکبیر الاول خلافاللشافعی فی الرکوع والرفع منه لقوله علیه السلام لاترفع الایدی الافی سبع مواطن تکبیرة الاولی وتکبیرة القنوت وتکبیرات العیدین وذکرالاربع فی الحج والذی یروی من الرفع محمول علی الابتداء"......(الهدایة: ۱/۱۱۰)

"ولایرفع یدیه الافی التکبیرة الاولی وقال الشافعی یرفع عندالرکوع وعندالرفع منه لناقوله علیه السلام لاترفع الایدی الافی سبع مواطن عندافتتاح الصلوة واستقبال القبلة والصفاوالمروة والموقفین والجمرتین والقنوت والعیدین کذافی الکرخی"......(الجوهرة النیرة: ۱/۶۵)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

پیر عبدالقادر جیلانی رفع یدین کیوں کرتے تھے؟

مسئلہ(۱۶۷): محترم ومکرم حضرت مفتی صاحب

السلام علیکم ورحمة الله وبرکاته

پیر عبدالقادر جیلانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ رفع الیدین کے ساتھ نماز کیوں پڑھتے تھے؟

الجواب باسم الملک الوهاب

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ چونکہ مذہب کے لحاظ سے حنبلی تھے حنفی نہیں تھے اس لیے ان کے لیے رفع یدین کرنا چاہیے تھا جو حنفی ہیں ان کے لیے رفع یدین نہیں کرنا چاہیے۔

"واما اختلافهم فی المواضع التی ترفع فیهافذهب اهل الكوفة ابو حنفية وسفيان الثوری وسائر فقهائهم الی انه لايرفع المصلی يديه الاعندتكبيرة الاحرام فقط وهی رواية ابن القاسم عن مالک "......(بداية المجتهد ونهاية المقتصد :۱۲۷)

"(قوله ولايرفع يديه الاضفقعس صمعج)ای ولايرفع يديه علی وجه السنة المؤكدة الافی هذه المواضع وليس المراد النفی مطلقا لان رفع الايدی وقت الدعاء مستحب كماعليه المسلمون فی سائر البلاد فلايرفع يديه عندالركوع ولاعندالرفع منه ولافی تكبيرات الجنائز لحديث ابی داؤد عن البراء قال رأيت رسول الله ﷺ يرفع يديه حين افتتح الصلوة ثم لم يرفعهما حتی انصرف"......(البحر الرائق : ۱/۵۶۳)

" الحنفية قالوايسن للرجل ان يرفع يديه عندتكبيرة الاحرام حذاء اذنيه مع نشراصابعه فتحها واماالمرء ة الحرة فالسنة فی حقها ان ترفع يديها الی الكتفين المنكبين ومثل تكبيرالاحرام تكبيرات العيدين والقنوت فيسن له ان يرفع يديه فيها"......(كتاب الفقه علی المذاهب الاربعة:۱/۲۲۵)

" توفی الشيخ عبدالقادر بن ابی صالح ابومحمد الجيلی المقيم ببغداد ومولده سنة سبعين واربع مائة وكان من الصلاح علی حالة كبيرة وهوحنبلی المذهب ومدرسته ورباطه مشهوران ببغداد "......(الكامل فی التاريخ لابن اثير: ۹/۳٦٦)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

دعائے قنوت کی تکبیر کہتے وقت ہاتھ کہاں تک اٹھائے جائیں؟

مسئلہ(۱۶۸): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ نماز وتر میں دعائے قنوت سے پہلے ہاتھ کاندھوں تک اٹھانے چاہئیں یا کانوں تک؟ ان دونوں میں سے کونسا طریقہ درست ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

دعائے قنوت کے لیے تکبیر کہتے وقت کانوں تک ہاتھ اٹھانے چاہئیں۔

" اذافرغ من القراءۃ فی الرکعۃ الثالثۃ کبرورفع یدیہ حذاء اذنیہ ویقنت قبل الرکوع فی جمیع السنۃ ومقدار القیام فی القنوت قدراذاالسماء انشقت ھکذافی المحیط "......(فتاویٰ الھندیۃ: ۱/۱۱۱)

"فاذافرغ من القراءۃ فی الرکعۃ الثالثۃ کبرورفع یدیہ حذاء اذنیہ ویقنت"......(فتاویٰ التاتارخانیۃ: ۱/۳۸۸)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

کیا مقتدی تکبیر تحریمہ امام کے ساتھ کہے گا؟

مسئلہ(۱۶۹): کیا مقتدی تکبیر تحریمہ امام کی تکبیر تحریمہ کے ساتھ ملا کر کہے یا امام جب تکبیر تحریمہ سے فارغ ہو جائے تو اس وقت مقتدی تکبیر تحریمہ کہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

جب امام تکبیر تحریمہ کہہ چکے تو اس کے بعد مقتدی تکبیر تحریمہ کہے یہ افضل ہے۔

"ویحرم مقارنا لتحریمۃ الامام عندابی حنیفۃ وعندھما بعدمااحرم والفتویٰ علی قولھما ھکذا فی المعدن قیل لاخلاف فی الجواز وھوالصحیح وانماالخلاف فی الاولویۃ ھکذافی التبیین "......(فتاویٰ الھندیۃ: ۱/۶۸)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

(قیام)

حالت قیام میں دونوں پاؤں کے درمیان کتنا فاصلہ ہونا چاہیے؟

مسئلہ(۱۷۰): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ حالت قیام میں پاؤں کے درمیان کتنا فاصلہ ہونا چاہیے؟ چار، پانچ معتبرات کے حوالہ جات سے بمع عربی عبارات جواب دیں۔

الجواب باسم الملک الوھاب

دوران نماز حالت قیام میں دونوں قدموں کے درمیان کم از کم ہاتھ کی چار انگلیوں کے بقدر فاصلہ ہونا چاہیے۔

"وینبغی ان یکون بین قدمیه اربع اصابع فی قیامه کذافی الخلاصة"...... (فتاویٰ الهندیة: ۱/۷۳)

" وینبغی ان یکون بین قدمیه اربع اصابع فی قیامه"...... (خلاصة الفتاویٰ ۱/۵۵)

"وینبغی ان یکون بینهما مقدار اربع اصابع الید لانه اقرب الی الخشوع هکذاروی عن ابی نصر الدبوسی انه کان یفعله کذافی الکبریٰ"...... (فتاویٰ شامی: ۱/۳۲۸)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆
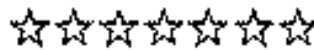
(قراءت)

دورکعتوں میں ایک بڑی آیت پڑھنا:

مسئلہ(۱۷۱): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ کیا دورکعتوں میں ایک بڑی آیت پڑھ سکتے ہیں آدھی ایک میں اور آدھی دوسری میں؟

الجواب باسم الملک الوهاب

بہتر یہ ہے کہ ہر رکعت میں کم از کم تین چھوٹی آیتیں یا ان کی مقدار ایک بڑی آیت پڑھے لیکن اگر دورکعتوں میں ایک بڑی آیت تقسیم کرکے پڑھ لی تو اگر ہر رکعت میں تین چھوٹی آیتوں کی مقدار تلاوت ہوگئی تو نماز ہو جائے گی۔

"وان قرء آية طويلة نحو آية الكرسي وآية المداينة يعني قوله تعالى يايها الذين آمنوا اذا تداينتم بدين الخ ولكن لم يتم تلك الآية في ركعة واحدة بل قرء البعض اى نصفا منها في ركعة والبعض الأخر في الركعة الاخرى فقد اختلفوا فيه ايضا قال بعضهم لايجوز لانه دون آية والاصح انه يجوز على قول ابى حنيفة بل وعلى قولهما ايضا لانه يزيد على ثلاث آيات قصار وتعيين الآية او الثلث ليصير قارئا حقيقة اوعرفا وهوهنا كذالك وهذا كله بيان مقدار الفرض المتعلق جواز الصلوة به اما مقدار الواجب الذى يخرج به من الكراهة وبيان السنة فياتي ان شاء الله تعالى في بيان صفة الصلوة"

......(شرح حلبی کبیری: ۲۴۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆

ایک لمبی آیت کو دوران نماز تقسیم کرنے کی صورت میں نماز کا حکم:

مسئلہ(۱۷۲): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک امام نماز پڑھا رہا تھا دوران نماز ایک لمبی آیت کو تقسیم کرکے نماز پڑھائی کیا یہ نماز ہوگئی یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوهاب

مذکورہ صورت میں اگر تقسیم کی ہوئی آیت تین چھوٹی آیتوں کے برابر ہو یا اس سے زائد ہو تو نماز ہوگئی ہے۔

"واذاقرء آیة طویلة فی رکعتین نحو آیة الکرسی وآیة المداینة البعض فی رکعةوالبعض فی رکعة اختلف المشایخ فیه علی قول ابی حنیفة بعضهم قالوا لایجوز لانه ماقرء آیة تامة فی کل رکعة وعامتهم علی انه یجوز لان بعض هذه الآیات تزید علی ثلاث آیات قصار اوتعار لها فلایکون قراء ته اقل من ثلاث آیات قصار "......(المحیط البرهانی : ۲/۲۱)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆

قرأت خلف الامام:

مسئلہ(۱۷۳): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ پڑھنی چاہیے یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوہاب

امام کی اقتداء میں فاتحہ اور قرأت کرنا درست نہیں ہے، کیونکہ امام جب تلاوت کررہا ہے تو قرآن کریم سننا اور چپ رہنا واجب ہے جیسے قرآن کریم کی سورت اعراف کے اخیر (واذاقری القرأن فاستمعوا له وانصتوا......الخ) میں صراحت کیساتھ اس کا حکم موجود ہے اور حدیث شریف میں آتا ہے:"من کان له امام فقرأة الامام له قرأة "(طحاوی:۲ ۱/۱٤) جس آدمی کا امام ہو تو امام کی قرأت اس کے لیے کافی ہے، لہٰذا امام کے ہوتے ہوئے اس کے پیچھے مقتدی کا قرأت کرنا صحیح نہیں۔

"(والمؤتم لایقرأ مطلقاولا الفاتحة فی السریة) بالنصب معطوف علی المحذوف تقدیره لاغیر الفاتحة ولا الفاتحة وقوله فی السریة یعلم منه نفی القراءة فی الجهریة بالأولی(اتفاقاومانسب لمحمدؒ ضعیف کمابسطه الکمال فان قرئ کره تحریما......بل یستمع اذاجهروینصت اذا أسر لقول أبی هریرة کنانقرأ خلف الامام فنزل واذاقرئ القرآن فاستمعواله وانصتوا(قوله مروی عن عدة من الصحابة) قال فی الخزائن وفی الکافی ومنع المؤتم من

القراءة مأثورعن ثمانين نفرامن كبارالصحابة منهم المرتضى والعبادلة وقددوّن أهل الحديث أساميهم"......(الدرمع الرد: ۱/۲۰۳)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

تجوید کا ٹھیک ہونا فسق کے منافی نہیں:

مسئلہ(۱۷۴): جناب ایک اہم مسئلہ درپیش ہے کہ ہمارے محلے کی مسجد میں مؤذن کی ڈاڑھی شریعت کے مطابق نہیں ہے اذان کے علاوہ مسجد کی امامت بھی کرواتا ہے اور امام صاحب اس مؤذن کی حمایت بھی کرتے ہیں جبکہ نمازی حضرات نے انہیں منع بھی کیا ہے کہ آپ ہماری امامت نہ کروائیں لیکن وہ باز نہیں آتے اور مؤذن صاحب اور مولوی صاحب کا یہ موقف ہے کہ نماز ہو جاتی ہے اور مؤذن کا قرآن بھی ٹھیک ہے اب سوال یہ ہے کہ

۱۔ اس امام کے پیچھے نماز ہو جاتی ہے یا نہیں۔

۲۔ اور جو لوگ ڈاڑھی منڈے امام کی معاونت کر رہے ہیں ان کی بارے میں کیا حکم ہے؟

۳۔ اور مؤذن میں ایک بھلائی یہ بھی ہے کہ اس کی تجوید بھی ٹھیک ہے؟

الجواب باسم الملک الوهاب

صورت مرقومہ میں مؤذن کی ڈاڑھی شریعت کے مطابق نہ ہونا کبیرہ گناہ اور فسق ہے، باقی مؤذن کی تجوید کا ٹھیک ہونا فسق کو ختم نہیں کرتا، بلکہ وہ بدستور ڈاڑھی کو خلاف شریعت رکھنے کی وجہ سے فاسق ہے، لہٰذا اس کے لیے امامت کروانا ناجائز ہے۔(۲) جو لوگ اس کی اس میں معاونت کرتے ہیں وہ معاونت کرنے کیوجہ سے گنہگار ہیں توبہ کریں اور معاونت چھوڑ دیں۔(۳) معاونت کرنے والے امام کے پیچھے اگرچہ نماز ہو جاتی ہے، مگر وہ بھی کراہت سے خالی نہیں، لہٰذا حمایت چھوڑنا اور توبہ کرنا لازم ہے۔

"واما الفاسق فقدعللوا كراهة تقديمه بانه لايهتم لأمردينه وبان في تقديمه للامامة تعظيمه وقدوجب عليهم اهانته شرعاولايخفى انه اذاكان اعلم من غيره لاتزول العلة فانه لايأمن من ان يصلي بهم بغيرطهارة فهو كالمبتدع.تكره امامته بكل حال،بل مشى في شرح المنية على ان كراهة

تقدیمہ کراھۃ تحریم لماذکرنا.قال ولذالم یجز الصلوۃ خلفہ اصلاعندمالکؒ "......(ردالمحتار:۱/۴۱۳)

" وقال العلامۃ آلوسیؒ تحت قول اللہ عزوجل(ولاتعاونوا علی الاثم والعدوان) فیعم النھی کل ماھو من مقولۃ الظلم والمعاصی ویندرج فیہ النھی عن التعاون علی الاعتداء والانتقام.وعن ابن عباسؓ وأبی العالیۃ انھما فسرا الاثم بترک ما أمرھم بہ وارتکاب مانھاھم عنہ"......(روح المعانی:۶/۵۷)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

جہری نمازوں میں امام کتنی بلند آواز سے قرأت کرے؟:

مسئلہ(۱۷۵): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہمارے امام صاحب نے جہری نماز میں سورۃ فاتحہ کی تین آیات مبارکہ یعنی "الحمدللہ رب العالمین، الرحمن الرحیم،مالک یوم الدین" تک آہستہ آواز میں تلاوت کیں تو پہلی صف والوں نے تو سن لیں،لیکن دوسری،تیسری صف والوں نے نہ سنی امام صاحب جب"ایاک نعبدوایاک نستعین"پرپہنچے تو گلا کھل گیا اور سب نمازیوں تک آواز پہنچ گئی کیا نماز میں کوئی نقص تو نہیں آیا۔

الجواب باسم الملک الوھاب

واضح رہے کہ جہری نمازوں میں جہر کی کم ازکم مقدار یہ ہے کہ اسماع الغیر (دوسروں کوسنانا) پایا جائے،لہٰذا صورت مسئولہ میں پہلی صف والوں کے سننے کی وجہ سے اسماع الغیر پایا گیا جس کی وجہ سے نماز درست ہے۔

"(و)أدنی (الجھراسماع غیرہ) وادنی(المخافتۃ اسماع نفسہ) ومن بقربہ فلوسمع رجل اورجلان فلیس بجھروالجھران یسمع الکل خلاصۃ (قولہ:وادنی الجھراسماع غیرہ)...... ان الامام اذاقرأ فی صلاۃ المخافتۃ بحیث سمع رجل اورجلان لایکون جھراوالجھران یسمع الکل اہ ای کل

الصف الاول لاکل المصلین بدلیل مافی القھستانی عن المسعودیة ان جھر الامام اسماع الصف الاول اھ"......(ردالمحتار: ۱/ ۳۹۵)

" وفی الخلاصة الامام اذاقرأ فی صلاۃ المخافتة بحیث سمع رجل اورجلان لایکون جھرا والجھران یسمع الکل اھ فالمرادبقول الخلاصة بحیث سمع رجل اورجلان ممن بقربه وبقولھا الجھران یسمع الکل ای من لیس بقربه ولیس المراد کل فرد لانه قدیکون متعذرا اومتعسر افظھران مافی الخلاصة لاإشکال فیه بل ھوجارعلی قول الھندوانی والفضلی"......(منحة الخالق علی ھامش البحر الرائق: ۱/ ۵۸۸)

" فالحاصل ان ادنی الجھران یسمع غیرہ وادنی المخافتة ان یسمع نفسه وعلی ھذایعتمدومادون ذلک مجمجة"......(خلاصة الفتاوی: ۱/ ۹۴)

"اختلفوافی حدالجھروالمخافتة قال الفقیه ابوجعفروالشیخ الامام ابوبکرمحمدبن الفضل ادنی الجھران یسمع غیرہ وادنی المخافتة ان یسمع نفسه وعلی ھذایعتمد کذافی المحیط وھوالصحیح کذافی الوقایة والنقایة"......(الھندیة : ۱/ ۷۲)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆
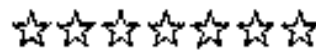
جمعہ کی نماز پڑھاتے وقت لحن جلی کرنا:

مسئلہ(۱۷۶): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس شخص کے بارے میں کہ جوسکول میں پی ٹی سی ٹیچر ہے ساتھ محلّہ کا امام مسجد بھی ہے ہماری جامع مسجد کے لیے ایک خطیب صاحب مقرر ہیں تقریر اور خطبہ کے بعد خود جمعہ المبارک کی نماز پڑھاتے ہیں بسا اوقات خطبہ اور جمعۃ المبارک کی نماز کے لیے اس ٹیچر کو آگے کر دیتے ہیں وہ ٹیچر حافظ، قاری نہیں ہے، جب وہ خطبہ اور نماز جمعہ پڑھاتے ہیں تو تلفظ کی ادائیگی درست نہ ہونے کی وجہ سے غلط پڑھتے ہیں، لفظ شین کو سین پڑھتے ہیں، ان سے شین ادا نہیں ہوتا اور بعض اوقات ادا ہو جاتا ہے اور اس بات کا علم خطیب اور ٹیچر دونوں کو ہے، مورخہ یکم جمادی الاخری ۱۴۲۸ھ بمطابق ۲۰۰۶ء بروز جمعہ المبارک خطیب صاحب تقریر اور خطبہ

سے فارغ ہوئے تو نماز جمعہ کے لیے انہوں نے ٹیچر کو آگے کر دیا ٹیچر نے ''قل اللھم مالک الملک تؤتی الملک من تشاء'' قرأت شروع کی اس میں چار دفعہ تشاء کا لفظ آیا تو ٹیچر نے چاروں جگہ اس لفظ کو سین سے پڑھا اس کے بعد چند افراد خطیب صاحب کے پاس گئے ان کے ساتھ وہ ٹیچر بھی تھے اور ان کے سامنے ذکر کیا تو انہوں نے کہا کہ کوئی بات نہیں نماز ہوگئی۔

جناب گزارش ہے کہ قرآن وحدیث اور فقہ کی روشنی میں یہ بتائیں کہ۔

۱۔ خطیب صاحب کا یہ عمل کیسا ہے جو ایسے شخص کو خطبہ اور نماز جمعہ کے لیے آگے کرتے ہیں؟

۲۔ یہ لحن جلی ہے خطیب کا یہ کہنا ہے کہ نماز ہوگئی ہے۔

۳۔ ایسی قرات کی صورت میں نماز ادا ہو جاتی ہے یا تبدل حرف کی وجہ سے نماز فاسد ہے؟

۴۔ کیا ہماری یہ نماز جس میں مذکورہ آیت کریمہ پڑھی گئی ہے ادا ہوگئی ہے یا واجب الاعادہ ہے؟

الجواب باسم الملک الوهاب

خطیب صاحب کا کسی ایسے شخص کو امامت کے لیے آگے کرنا جس کا تلفظ خراب ہو درست نہیں۔

"والأحق بالإمامة الأعلم بأحكام الصلاة فقط صحة وفسادابشرط اجتنابه للفواحش الظاهرة وحفظه قدرفرض ،وقيل واجب وقيل سنة ثم الاحسن تلاوة وتجويدالـلقراءة ثم الأورع اى الأكثر اتقاء للشبهات والتقوى اتقاء المحرمات ثم الاسن...... ثم الاحسن خلقابالضم الفة بالناس ثم الاحسن وجها......ثم اشرف نسبا......ثم الانظف ثوبا"...... (الدرعلى الرد: ۱/۴۱۲)

یہ لحن جلی ہے قرآن پاک میں قصداً لحن جلی کرنا سخت گناہ ہے اور اگر لحن جلی کی وجہ سے معنی میں تغیر فاحش واقع ہو جائے تو نماز فاسد ہو جائے گی، اور اگر ایک حرف کی جگہ دوسرا حرف پڑھا اس میں تمیز نہیں کر سکتا تھا اور قصداً بھی نہیں پڑھا تو بھی نماز فاسد ہوگی، لہٰذا صورت مسئولہ میں نماز جمعہ ادا نہ ہوئی اس کی جگہ ظہر کی نماز کی قضا کریں۔

"وفي الحروف بوضع حرف مكان اخراوزيادته اونقصه اوتقديمه اوتاخيره اوفي الكلمات اوفي الجمل كذلك اوفي ......الوقف...... وان كان مثله في

القرآن والمعنی بعیدولم یکن متغیرفاحشافتفسدایضاعندابی حنیفة ومحمدوهوالاحوط"...... (ردالمحتار: ۱/ ۴۶۶)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

سورت سے پہلے تسمیہ پڑھنا:

مسئلہ(۱۷۷): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ فاتحہ اور سورۃ کے درمیان تسمیہ یعنی بسم اللہ شریف پڑھنی چاہیے یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

صورت مرقومہ میں علماء احناف کے نزدیک تسمیہ نہیں پڑھنی چاہیے۔

"ولایسمی بین الفاتحة والسورة هکذافی الوقایة والنقایة وهوالصحیح هکذافی البدائع والجوهرة النیرة.(الهندیة : ۱/ ۷۴)

"وأماعندرأس کل سورة فی الصلاة فلایأتی بالتسمیة عندأبی حنیفةؒ وأبی یوسف وقال محمدیأتی بها احتیاطاکمافی أول الفاتحة والصحیح قولهمالأن احتمال کونهامن السورة منقطع باجماع السلف علی مامر"......(بدائع الصنائع: ۱/ ۲۰۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

کیاامام "ربنالک الحمد" کہے گا؟

مسئلہ(۱۷۸): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ شریعت مطہرہ کی روشنی میں نماز میں امام کے "سمع الله لمن حمده" کے بعد "ربنالک الحمد" صرف مقتدی کہے گا یا امام صاحب بھی کہے گا؟

الجواب باسم الملک الوھاب

"سمع الله لمن حمده" صرف امام کہے گا، مقتدی نہیں کہے گا، البتہ "ربنالک الحمد" کے

بارے میں امام صاحب اور صاحبین رحمہم اللہ کا اختلاف ہے، امام صاحب کے ہاں امام "ربنا لک الحمد" نہیں کہے گا، جب کہ صاحبین کے ہاں امام "سمع الله لمن حمده" کے ساتھ "ربنا لک الحمد" بھی کہے گا، اور فتویٰ امام صاحب کے قول پر ہے۔

"فان کان اماما یقول سمع الله لمن حمده بالاجماع وان کان مقتدیا یاتی بالتحمید ولایاتی بالتسمیع بلاخلاف وان کان منفردا الاصح انه یاتی بهما کذافی المحیط "......(فتاویٰ الهندية: ۱/۷۴)

"(واکتفی الامام بالتسمیع والمؤتم والمنفرد بالتحمید) لحدیث الصحیحین اذاقال الامام سمع الله لمن حمده فقولوا ربنالک الحمد فقسم بینهما والقسمة تنافی الشرکة فکان حجة علی ابی یوسف ومحمدالقائلین بان الامام یجمع بینهما استدلالا بانه علیه السلام کان یجمع بینهما لان القول مقدم علی الفعل "......(البحرالرائق: ۱/۵۵۲)

" ثم یرفع رأسه ویقول سمع الله لمن حمده ویقول المؤتم ربنالک الحمد ولایقولها الامام عندابی حنیفة وقالا یقولهافی نفسه لماروی ابوهریرة ان النبی ﷺ کان یجمع بین الذکرین ولانه حرض غیره فلاینسی نفسه ولابی حنیفة قوله علیه السلام اذاقال الامام سمع الله لمن حمده قولوا ربنا لک الحمد هذه قسمة وانها تنافی الشرکة ولهذا لایأتی المؤتم بالتسمیع عندنا"......(الهداية: ۱/۱۰۶)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

"ولااشرک" کی بجائے "واشرک" پڑھنے سے نماز کا حکم:

مسئلہ(۱۷۹): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہماری مسجد میں امام صاحب نے عشاء کی نماز میں "قل انما ادعوا ربی ولااشرک به احدا" کی بجائے "قل انما ادعوا ربی واشرک به احدا" پڑھا اور پھر مزید چند آیات پڑھنے کے بعد رکوع کر دیا اب اس صورت میں نماز ہوئی ہے یا نہیں؟ شرعی راہنمائی فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوھاب

نماز میں ایسی غلطی کرنا جس سے معنی میں تغیر فاحش آجائے تو اس سے نماز فاسد ہوجاتی ہے،صورت مسئولہ میں چونکہ معنی بالکل ہی بدل گیا ہے لہذا نماز فاسد ہوگئی،اس نماز کا اعادہ لازمی ہے۔

"وان غیر المعنی تفسد صلاته عند عامة المشائخ نحو ان یقرأ فمالھم یؤمنون فی لایومنون بترک لا ھکذا فی المحیط وفی العتابیة ھو الاصح کذا فی التتارخانیة"......(فتاویٰ الھندیة: ۱/۷۹)

"یقرء واذا قرئ علیھم القرآن یسجدون، بترک لا اویقرأ تتنزل علیھم الملائکة لاتخافوا ولاتحزنوا بترک لا الاتری انه لو تعمد ذالک مع علمه واعتقد ذلک کفر فان کان مخطئا تفسد صلاته ،والله اعلم"......(فتاویٰ التاتارخانیة: ۱/۳۵۲)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

فرض نمازوں میں سورتوں کی ترتیب کا لحاظ رکھنا واجب ہے:

مسئلہ(۱۸۰): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ کوئی آدمی نماز میں بعد والی سورۃ پہلے پڑھے اور پہلے والی سورۃ بعد میں پڑھے،یعنی ترتیب کو مد نظر نہ رکھے،تو ایسے شخص کی نماز ہوگی کہ نہیں؟ ترتیب واجب ہے کہ سنت؟ نیز ترتیب نزولی،اور عثمانی کی تفصیل قرآن وحدیث کی روشنی میں تفصیل سے واضح فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوھاب

فرض نماز میں قراءت کے اندر سورتوں میں ترتیب کا لحاظ رکھنا یعنی ایک سورت پڑھنے کے بعد دوسری رکعت میں اس سے آگے والی سورت پڑھنا واجب ہے،قصداً ترتیب کو چھوڑنا مکروہ ہے،ترتیب کا لحاظ نہ رہنے کی صورت میں نماز ہوجاتی ہے،اور سجدہ سہو بھی لازم نہیں ہوتا،البتہ نوافل اور سنتوں میں ترتیب کا لحاظ رکھنا ضروری نہیں ہے۔

جس ترتیب سے آنحضرت ﷺ پر قرآن پاک نازل ہوا تھا اس کو"ترتیب نزولی" کہا جاتا ہے،ترتیب نزولی کو محفوظ رکھنے کی کوشش نہ تو آپ ﷺ نے کی اور نہ ہی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے کی،اس لیے جب قرآن

پاک مکمل نازل ہو چکا، تو لوگوں کو یہ بھی یاد نہیں رہا کہ کونسی آیت کس ترتیب سے نازل ہوئی، لہذا اب جزوی طور پر بعض سورتوں یا آیتوں کے بارے میں علم ہو جاتا ہے، کہ ان کی ترتیب نزول کیا تھی، لیکن پورے قرآن کی ترتیب نزول یقین کے ساتھ بیان نہیں کی جاسکتی۔

ترتیب عثمانی وہ ہے جس کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے چار صحابہ حضرت زید، حضرت عبداللہ بن زبیر، سعید بن العاص، عبدالرحمٰن بن الحارث رضوان اللہ علیہم اجمعین سے اپنے زمانہ خلافت میں جمع کرایا تھا، ان حضرات نے قرآن پاک کی ترتیب اور جمع کے سلسلے میں درج ذیل کام انجام دیے۔

(۱) سورتوں کو اسی ترتیب سے مرتب کر کے ایک ہی مصحف میں لکھا جو رسول اللہ ﷺ صراحتاً بتلا چکے تھے۔

(۲) قرآن کریم کی آیات اس طرح لکھی گئی کہ رسم الخط میں تمام متواتر قراءتیں سما جائیں، اس کام کے لیے انہیں صحیفوں کو سامنے رکھا، جو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانہ خلافت میں لکھے گئے تھے، چنانچہ اب اس پر اجماع ہے کہ رسم الخط اور سورتوں کی ترتیب میں مصحف عثمانی کا اتباع لازم ہے، اور یاد رہے کہ مصحف عثمانی میں آیات اور سورتوں کی ترتیب وہی تھی جو کہ بذریعہ وحی متعین کر دی گئی تھی، حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ پر جب کوئی آیت نازل ہوتی تو آپ کاتبین وحی کو ساتھ یہ بھی بتلا دیتے کہ یہ آیت فلاں سورت میں فلاں آیت کے بعد لکھی جائے (الاتقان: ۱/۶۵)

"واما ترتیب السور ففی کونه اجتهادیا او توقیفیا خلاف والجمهور علی الثانی قال العلامة الآلوسی البغدادی والذی ینشرح له صدر هذا الفقیر هو ما انشرحت له صدور الجمع الغفیر من ان ما بین اللوحین الأن موافق لما فی اللوح من القرآن وحاشا ان یهمل ﷺ امر القرآن وهو نور نبوته وبرهان شریعته فلابد اما من التصریح بمواضع الآی والسور واما من الرمز الیهم بذلک واجماع الصحابة فی المآل علی هذا الترتیب "......(روح المعانی: ۱/۲۶)

"ولا خلاف ان ترتیب آیات کل سورة توقیف من الله"......(فتح الباری: ۹/۴۰)

" واذا قرء فی رکعة سورة وفی الرکعة الاخری او فی تلک الرکعة سورة فوق

تلک السورۃ یکرہ...... ھذا کلہ فی الفرائض امافی السنن فلایکرہ"......

(فتاویٰ الھندیۃ: ۷۸،۷۹/۱)

"ویجب بترک واجب وفی الشامیۃ قولہ بترک واجب ای من واجبات الصلوۃ الاصلیۃ لاکل واجب اذلوترک ترتیب السورلایلزمہ شیٔ" ......

(درمختار: ۵۴۷/۱)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

تراویح میں قرآن پاک کو تیز تیز پڑھنے کا حکم:

مسئلہ(۱۸۱): کیافرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ رمضان المبارک میں تراویح کی نماز میں اکثر حفاظ کرام بڑی تیز رفتاری سے تلاوت کرتے ہیں،قرآن پاک کو اتنا تیز پڑھنے کا کیا حکم ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

اتنا تیز پڑھنا کہ حروف کٹ جائیں جائز نہیں ہے،اگر حروف نہ کٹیں بلکہ ہر ہر لفظ اپنے قواعد کے مطابق پوراپوراہوتو تیز پڑھنا بھی جائز ہے۔

" عن ابی عثمان النھدی قال دعاعمر بثلاثۃ من القراء فاستقرأھم فامراسرعھم قراء ۃ ان یقرأللناس بثلاثین ایۃ فی کل رکعۃ اہ قولہ عن ابی عثمان قال المؤلف دلالتہ علی کیفیۃ قراء ۃ القرآن فی التراویح ظاھرۃ "

......(اعلاء السنن: ۷/۷۱)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

سورۃ الفاتحہ کے ساتھ بسم اللہ پڑھنے کا حکم:

مسئلہ(۱۸۲): کیافرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ کیا نماز کی ہررکعت میں سورۃ الفاتحہ کے ساتھ بسم اللہ پڑھنا ضروری ہے یانہیں؟اوراگرکسی نے نہیں پڑھی تو سجدہ سہولازم ہوگا یانہیں؟

الجواب باسم الملک الوهاب

صورت مسئولہ میں سورۃ الفاتحہ سے پہلے بسم اللہ کا پڑھنا سنت ہے لہذا اگر کسی نے کسی رکعت میں بھی سورۃ الفاتحہ سے پہلے بسم اللہ نہ پڑھی تو اس پر سجدہ سہو لازم نہیں ہوگا۔

"لاتسن بين الفاتحة والسورة مطلقاولوسرية ولاتكره اتفاقا وماصححه الزاهدى من وجوبها ضعفه فى البحر (قوله لاتسن) مقتضى كلام المتن ان يقال لايسمى لكنه عدل عنه لابهامه الكراهة بخلاف نفى السنية ثم ان هذا قولهما وصححه فى البدائع وقال محمدتسن ان خافت لاان جهر بحرونسب ابن الضياء فى شرح الغزنوية الاول الى ابى يوسف فقط فقال وهذا قول ابى يوسف وذكرفى المصفى ان الفتوى على قول ابى يوسف انه يسمى فى اول كل ركعة ويخفيها وذكرفى المحيط المختار قول محمد وهوان يسمى قبل الفاتحة وقبل كل سورة فى كل ركعة وفى رواية الحسن بن زيادانه يسمى فى الركعة الاولى لاغير وانمااختير قول ابى يوسف لان لفظة الفتوىٰ آكدوابلغ"......(فتاویٰ شامی: ۱/۳۹۱)

"وروى المعلى عن ابى يوسف عن ابى حنفية انه ياتى بها فى اول كل ركعة وهوقول ابى يوسف وفى الحجة والفتوى على قول ابى يوسف "......(الفتاوى التاتارخانية: ۱/۳۹۱)

"(ثم ياتى بالتسمية) ويخفيها وهى من القرآن آية نزلت للفصل بين السور كذافى الظهيرية فيمايكره فى الصلاة ولايتادىٰ بهافرض القراءة كذافى الجوهرة النيرة وياتى بهافى اول كل ركعة وهوقول ابى يوسف رحمه الله تعالى كذافى المحيط وفى الحجة وعليه الفتوىٰ هكذافى التاتارخانية، ولايسمى بين الفاتحة والسورة هكذافى الوقاية والنقاية وهوالصحيح هكذافى البدائع والجوهرة النيرة "......(فتاوىٰ الهندية: ۱/۷۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

نماز میں مختلف روایتوں سے قرأت کرنے کا حکم:

مسئلہ (۱۸۳): کیا فرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام دین متین درج ذیل مسائل کے بارے میں کہ

(۱) ایک آدمی نے چار رکعت والی نماز میں اول رکعت میں مثلاً روایت قالون کے مطابق قرأت کی اور دوسری میں روایت حفص وغیرہ کے مطابق اور تیسری اور چوتھی رکعت میں بھی علیحدہ علیحدہ روایت کے مطابق پڑھا، آیا مذکورہ صورت میں کوئی کراہت ہے یا نہیں؟ نیز فرائض وسنن ونوافل کے حکم میں اختلاف ہے یا کہ نہیں؟ مفصل بیان فرمائیں۔

(۲) ایک آدمی نے مثلاً دو رکعت والی نماز میں سورۃ الفاتحہ الگ روایت کے مطابق اور دوسری سورۃ الگ روایت کے مطابق اسی طرح دوسری رکعت میں بھی روایتوں کے اختلاف کے ساتھ قرأت کی، آیا مذکورہ صورتوں میں کراہت ہے یا نہیں، اور فرائض وسنن ونوافل کا حکم ایک ہی ہے یا کہ مختلف ہے؟ مفصل اور مدلل تحریر فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوھاب

نماز کے اندر قرأت متواترہ میں قرآن کریم پڑھنا جائز ہے چاہے قرأت عشرہ میں سے کسی بھی قرأت میں پڑھ لے اور مختلف رکعتوں میں مختلف قرآت میں پڑھ لے اور مختلف رکعتوں میں مختلف قرآت میں سے پڑھنا درست معلوم ہوتا ہے، اور اس میں کوئی کراہت نہیں ہے، البتہ بہتر یہ ہے کہ ایک ہی قرأت میں نماز ادا کی جائے تاکہ لوگ مغالطہ کا شکار نہ ہوں، نیز فرائض میں جب یہ صورتیں جائز ہیں تو سنن اور نوافل میں بطریق اولیٰ جائز ہیں۔

"القرآن الذی تجوز به الصلوة بالاتفاق هو المضبوط فی المصاحف الائمة التی بعث بها عثمان الی الامصار وهو الذی اجمع علیه الائمة العشرة وهذا هو المتواتر جملة وتفصیلا فمافوق السبعة الی العشرة غیر شاذ وانما الشاذ ماوراء العشرة وهو الصحیح وتمام تحقیق ذلک فی فتاویٰ العلامه قاسم اه"

......(فتاویٰ شامی: ۱/۳۵۹،۳۵۸)

"بخلاف الشاذ فانه قرآن الان فی قرآنیته شکافلاتفسدبه ولو قصة وحکوا الاتفاق فیه علی عدمه فالاوجه مافی المحیط من تاویله قول شمس الائمة بالفساد بما اذاقتصر علیه اه ای فیکون الفساد لترکه القراءة بالمتواتر لا للقراءة بالشاذ لکن یردعلیه ان القرآن هو مالاشک فیه وان الصلاة یمنع

فیھا عن غیر القراء ۃ والذکر قطعا وما کان قصۃ ولم تثبت قرآنیتہ لم یکن قراءۃ ولاذکرا فیفسد بخلاف مااذاکان ذکرا فانہ وان لم تثبت قرآنیتہ لم یکن کلاما لکونہ ذکرا لکن ان اقتصر علیہ تفسد وان قرء معہ من المتواتر ماتجوزبہ الصلوۃ فلافھذا ماوفق بہ فی البحر ویتعین حمل کلام المحیط علیہ فتامل "......(فتاویٰ شامی : ۱/۳۵۸)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

نماز فجر میں سنت قراءت کیا ہے؟

مسئلہ(۱۸۴): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ فجر کی نماز میں سنت قراءت کی مقدار کیا ہونی چاہیے؟ نیز حدر سے پڑھے یا ترتیل سے یا کیسے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

مذکورہ بالا مسئلہ میں دو امور حل طلب ہیں۔

(۱) فجر کی نماز میں سنت قراءت کی مقدار سورۃ الفاتحہ کے علاوہ چالیس یا پچاس آیات ہیں۔

(۲) تمام نمازوں میں ترتیل کے ساتھ قراءت کرنا مسنون عمل ہے عصر حاضر میں جو مروجہ تکلفاً کھینچ تانی ہے وہ مراد نہیں ہے بلکہ تلفظ کو اور حروف کی ادائیگی کو صحیح طور پر جدا جدا واضح طور پر ادا کر کے قراءت کرنا مسنون عمل ہے، اسی کو ترتیل کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے، نیز حدر کے ساتھ پڑھنا بھی جائز ہے جب کہ حروف اور تلفظ کی ادائیگی ہو۔

(۱)"وسنتھا فی الحضر ان یقرأ فی الفجر فی الرکعتین باربعین اوخمسین آیۃ سوی فاتحۃ الکتاب "......(فتاویٰ الھندیۃ: ۱/۷۷)

"ویقرأ فی الحضرفی الفجر فی الرکعتین باربعین آیۃ اوخمسین آیۃ سوی فاتحۃ الکتاب "......(الھدایۃ: ۱/۱۲۰)

"وفی الحضر تقرأ فی الفجر فی الرکعتین باربعین اوخمسین آیۃ سوی فاتحۃ الکتاب "......(المحیط البرھانی: ۲/۴۳)

(۳)"یقرء فی الفرض بالترسل حرفاحرفا"......(الدرالمختار: ۱/۸۰)

"عن یعلی بن مملک انه سال ام سلمة عن قراء ة رسول اللہ ﷺ وصلاته ثم نعت قراء ته فاذاهی تنعت قراء ة مفسرة حرفاحرفا"......(سنن النسائی: ۱/۱۵۸)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

"جحیم" کی جگہ "نعیم" اور "نعیم" کی جگہ "جحیم" پڑھنے سے نماز کا حکم:

مسئلہ(۱۸۵): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر نماز میں امام یا منفرد نے "ان الابرار لفی نعیم" کی جگہ "لفی جحیم" پڑھ دیا، اور اسی طرح "ان الفجار لفی جحیم" کی جگہ "لفی نعیم" پڑھ دیا تو کیا حکم ہے؟ نماز ہوگئی یا نہیں ہوئی، جب کہ امام ابو یوسف رحمہ اللہ کا ایک قول ملتا ہے کہ نماز فاسد نہیں ہوئی، اب دریافت یہ کرنا ہے کہ کس اعتبار سے ہوئی اور کس اعتبار سے نہیں ہوئی اور فتویٰ کس امام کے قول پر ہے؟

الجواب باسم الملک الوهاب

فقہاء متقدمین نے ایک قاعدہ بیان کیا ہے کہ اگر ایسی صورت ہو کہ کسی لفظ کے غلط پڑھنے سے معنی میں تغیر فاحش نہ آتا ہو تو نماز فاسد نہیں ہوتی، اور اگر تغیر فاحش آتا ہو تو نماز فاسد ہو جاتی ہے، لہٰذا صورت مسئولہ میں معنی میں تغیر فاحش کی وجہ سے نماز فاسد ہوگئی، اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ کا جو قول ہے وہ اس صورت میں نہیں ہے بلکہ وہ اس صورت میں ہے کہ جب معنی میں تغیر فاحش نہ ہو۔

"والقاعدة عندالمتقدمين ان ماغيرالمعنى تغييرايكون اعتقاده كفرا يفسدفي جميع ذلك سواء كان في القرآن اولاالاماكان من تبديل الجمل مفصولا بوقف تام وان لم يكن التغيير كذلك فان لم يكن مثله في القرآن والمعنى بعيد متغير تغيرا فاحشايفسد ايضا كهذاالغبار مكان هذاالغراب وكذااذالم يكن مثله في القرآن ولامعنى له كالسرائل باللام مكان السرائر وان كان مثله في القرآن والمعنى بعيد ولم يكن متغيرافاحشا تفسدايضا عندابي حنيفة

ومحمد وھو الاحوط وقال بعض المشائخ لاتفسد لعموم البلوی وھو قول ابی یوسف الخ "......(فتاویٰ الشامی: ۱/۴۶۲)

"وان تغیر المعنی نحوان یقرأ ان الابرار لفی جحیم وان الفجار لفی نعیم فاکثر المشایخ علی انھا تفسد وھو الصحیح ھکذافی الظھیریة"......(فتاویٰ الھندیة: ۱/۸۰)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

"الخٰسرین" کی جگہ "الصّٰلحین" پڑھنے سے نماز کا حکم:

مسئلہ(۱۸۶): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہماری مسجد میں ایک حافظ صاحب نماز تراویح میں قرآن کریم سنارہے ہیں وہ سورۃ المائدۃ کی آیت نمبر ۵ کا آخری حصہ "ومن یکفر بالایمان فقدحبط عملہ وھوفی الآخرۃ من الخٰسرین" کی جگہ "وھوفی الآخرۃ من الصّٰلحین" پڑھ گئے، اور دوسری رکعت میں تصحیح کرکے "ومن یکفر بالایمان فقدحبط عملہ وھوفی الآخرۃ من الخٰسرین" پڑھا۔

مسئلہ مذکورہ میں مقامی علماء کرام کے دوگروہ ہیں، کچھ کہتے ہیں کہ نماز ہوگئی اور کچھ کہتے ہیں کہ نہیں ہوئی، براہ کرم آپ اس کا جواب جلدی سے عنایت فرمائیں۔

(۲) مزید فرمائیں کہ سورۃ صٓ کی آیت نمبر ۲۴ "خرراکعاواناب" پر سجدہ کرنا ہے یا کہ آیت نمبر ۲۵ "حسن مآب" پر؟ کیونکہ کتاب الآثار کی شرح، کفایت المفتی، احسن الفتاویٰ اور اشرف النوری شرح قدوری میں ہے کہ سجدہ "حسن مآب" پر کرنا ہے، جب کہ قرآن کے عام نسخوں میں "اناب" پر سجدہ کی علامت لکھی ہوئی ہے، براہ کرم جلدی سے جلدی جواب دیں، تاکہ علماء کرام کا اختلاف ختم ہوسکے۔

الجواب باسم الملک الوھاب

(۱) بشرط صحت سوال صورت مسئولہ میں اگر ایسی غلطی کی جس کی وجہ سے معنیٰ میں تبدیلی پیدا ہوگئی تو غلطی کرنے کے بعد فوراً تصحیح کرلی تو نماز درست ہوگئی، اور اگر دوسری رکعت میں تصحیح کی تو نماز کا اعادہ کرے گا۔

”وصحح الباقانی الفساد ان غیر المعنی نحورب العلمین للاضافة کمالوبدل کلمة بکلمة وغیر المعنی نحو ان الفجار لفی جنات“

......(درمختار علی هامش ردالمحتار : ۱/۴۶۸)

” ذکر فی الفوائد لوقرء فی الصلوة بخطأ فاحش ثم رجع وقرء صحیحا قال عندی صلاته جائزة “......(فتاویٰ الهندیة: ۱/۸۲)

(۲) صورت مسئولہ میں اختلاف سے بچنے کے لیے ”حســــن مـــــآب“ پر سجدہ کیا جائے گا، بنابریں اگر ”خرراکعاواناب“ پر بھی سجدہ کرلیا تو سجدہ کی ادائیگی اختلاف کی وجہ سے علی سبیل التیقن نہ ہوئی لہذا اکابر کا فتویٰ صحیح ہے۔

”لماذکرہ ای فی فصلت ای لنظیرہ وهوان السجود لووجب عندقوله واناب فالتاخیر عندقوله وحسن مآب لایضرویخرج عن الواجب ولووجبت عند قوله وحسن مآب وقدمها عندقوله واناب لکان السجودحاصلا قبل وجوبها ووجودسبب وجوبها فیوجب نقصانا فی الصلوة ولوکانت صلاتیة ولانقص فی التاخیر“......(حاشیة الطحطاوی علی مراقی الفلاح : ۴۸۳)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

فرائض اور وتروں کی پہلی رکعت کو دوسری رکعت سے لمبا کرنے کا حکم:

مسئلہ(۱۸۷): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام ان مسائل کے بارے میں

(۱) جناب میں نے سنا ہے کہ فرض اور وتر نماز میں پہلی رکعت کو دوسری رکعت سے لمبا کر کے نہیں پڑھ سکتے کیا یہ صحیح ہے؟ اور اگر پڑھ سکتے ہیں تو وہ سورتیں لگا تار ہوں یا وقفہ والی بھی دو ایک رکعت میں پڑھ سکتے ہیں؟

(۲) نماز میں قرآن ترتیب سے پڑھنا واجب ہے اگر امام ترتیب سے نہ پڑھے اور دوران نماز سجدہ سہو کے لیے لقمہ بھی نہیں دیا، اور اگر بعد میں کوئی مقتدی یاد کرادے کہ ترتیب نہیں تھی اور سجدہ سہو بھی نہیں ہوا تو وہ نماز ہوگئی یا نہیں؟ ایک آدمی نے بتا دیا کہ یاد کرانے والے کی نہیں ہوئی باقی سب کی ہوگئی، کیا یہ صحیح ہے؟

(۳) اگر صبح یا شام کی اذان ۲ منٹ وقت سے پہلے ہو جائے تو کیا حکم ہے؟

(۴) میں پہلی رکعت کے دوسرے سجدے میں جماعت کے ساتھ شامل ہوا، نماز مکمل کرنے کے بعد ایک آدمی نے بتایا کہ سجدہ شکر اور سجدہ تلاوت کے علاوہ ایک سجدہ مکروہ ہے، کیا یہ صحیح ہے؟

(۵) ایک دفتر کے کسی کمرہ میں ظہر کی نماز جماعت سے ادا کرنے کے لیے مختص کر دیا جائے تو کیا مسجد کا ثواب ملے گا؟

(۶) کار میں بیٹھ کر شہر کے اندر نماز ہو جاتی ہے یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

(۱) فرض نمازوں میں پہلی رکعت، دوسری رکعت سے لمبا کرنا مستحب ہے، نیز اگر چھوٹی سورتوں میں سے ایک سے زائد سورتیں پڑھنی ہو تو ترتیب سے پڑھے، درمیان میں کسی ایک سورت کو فرض نماز میں قصداً چھوڑنا مکروہ ہے، البتہ نفل نماز میں مکروہ نہیں۔

"قال ابو حنیفة فی الجامع الصغیر ویطول الرکعة الاولی من الفجر علی الثانیة ورکعتاالظهر سواء وقال محمد احب الی ان یطول الرکعة الاولی علی الثانیة فی الصلوات کلها، وفی الحجة وهو الماخوذللفتوی"......(فتاوی التاتارخانیة: ۱/۳۳۲)

" اذاجمع بین السورتین بینهما سورة واحدة فی رکعة واحدة فانه یکره "......(فتاوی تاتارخانیة: ۱/۳۳۳)

(۲) واضح رہے کہ فرض نماز میں قرآن، ترتیب کے خلاف قصداً پڑھنا مکروہ ہے، نیز خلاف ترتیب پڑھنے سے سجدہ سہو واجب نہیں ہوتا لہذا صورت مسئولہ میں نماز ہوگئی۔

"والصحیح ان رعایة الترتیب المصاحف لازمة عملاباجماع الصحابة لکن لایجب السهوبترک هذاالترتیب"......(فتاوی التاتارخانیة: ۱/۳۳۵)

(۳) وقت سے پہلے اذان دینا صحیح نہیں ہے، اگر کسی نے وقت سے پہلے اذان دیدی تو اعادہ ضروری ہے۔

"اذااذن قبل الوقت یکره"......(فتاوی التاتارخانیة: ۱/۳۸۱)

"وفی الکنز ولایؤذن قبل وقت ویعادفیه وقال صاحب البحر والظاهر انهاتحریمیة"......(البحر الرائق: ۱/۴۵۵،۴۵۶)

"وامابیان وقت الاذان والاقامة فوقتهما ماهووقت الصلوات المکتوبات حتی لواذن قبل دخول الوقت لایجزئه ویعیده اذادخل الوقت فی الصلوات کلهافی قول ابی حنیفة ومحمد"......(بدائع الصنائع : ۱/۳۸۱)

(۴) اگر آنے والا مقتدی، امام کو حالت سجدہ میں پائے تو بغیر انتظار کے مقتدی کو امام کے ساتھ سجدہ میں شامل ہونا چاہیے۔

"ولوادرکه راکعا اوساجدا ان اکبررأیه انه یدرکه اتی به وفی الشامیة قوله اوساجدا ای السجدة الاولی کمافی المنیة واشار بالتقیید براکعا اوساجدا الی انه لوادرکه فی احدی القعدتین فالاولی ان لایثنی لتحصیل فضیلة زیادة المشارکة فی القعود وکذالوادرکه فی السجدة الثانیة وتمامه فی شرح المنیة "......(ردالمحتار: ۱/۳۶۱)

(۵) صورت مسئولہ میں صرف جماعت کا ثواب ملے گا، مسجد کا ثواب صرف شرعی مسجد میں نماز پڑھنے سے ملے گا۔

"واذابنی مسجدا لم یزل ملکه عنه حتی یفرزه عن ملکه بطریقه ویاذن للناس بالصلوة فیه "......(الهدایة: ۲/۶۲۱)

(۶) بغیر عذر شرعی کے کار میں بیٹھ کر فرض نماز پڑھنا جائز نہیں ہے، چاہے شہر میں ہو یا باہر ہو۔

"ولایصلی المسافر المکتوبة علی الدابة الاعن ضرورة شرح الطحاوی لایجوزالمنذور والذی وجب علیه قضاءه بالشرع فیه علی الارض ثم افسده (م)وامافی حالة الضرورة له ان یصلی المکتوبة والوترعلی الدابة ومن الاعذار ان یخاف لونزل عن الدابة علی نفسه اوعلی دابته لصااوسبعا وفی شرح المتفق اوعدوا لام اوکان فی طین وردغة لایجدعلی الارض مکانایابسا اوکانت الدابة جموحا لونزل عنها لایمکنه الرکوب الابمعین اوکان شیخا کبیرا لایمکنه ان یرکب ولایجد من یرکبه ففی هذه الاحوال کلهاتجوزالمکتوبة علی الدابة ،وفی الخانیة ،ولایلزمه الاعادة اذاقدر بمنزلة المریض اذاصلی بالاعادة ثم قدر"......(فتاویٰ التاتارخانیة: ۲/۳۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

لحن جلی کے مرتکب قاری کے پیچھے نماز کا حکم:

مسئلہ(۱۸۸): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ

ہماری مسجد میں ہمارے مؤذن صاحب امام صاحب کی عدم موجودگی میں امامت کے فرائض سرانجام دیتے ہیں اور قرآن میں لحن جلی کے مرتکب ہوتے ہیں مثلاً سورۃ الفاتحہ میں مالک کو ملک، نستعین کو نسعین وغیرہ اور دیگر اغلاط ہوتی ہیں باوجودیکہ پیچھے علماء وحفاظ وقراء موجود ہوتے ہیں اور اکثر مقتدیان بھی مسائل سے واقفیت رکھتے ہیں، تو آیا ان کے پیچھے علماء کرام وحفاظ کرام کی نماز صحیح ہوگی یا نہیں؟ اور باقی لوگوں کی نماز کے متعلق کیا حکم ہے؟ اور اگر نماز درست نہیں تو ان لوگوں کے پیچھے نماز پڑھنے کا کیا حکم ہے؟ اور پہلی پڑھی ہوئی نمازوں کا کیا حکم ہے؟

الجواب باسم الملک الوهاب

صورت مسئولہ میں اعراب کی غلطی سے مفتی بہ قول کے مطابق نماز فاسد نہیں ہوتی۔

" قوله فلو في اعراب ككسر قوامامكان فتحها وفتح باء نعبدمكان ضمها ومثال مايغير انمايخشى الله من عباده العلماء بضم هاء الجلالة وفتح الهمزة العلماء وهومفسدعندالمتقدمين واختلف المتاخرون فذهب ابن مقاتل ومن معه الى انه لايفسدوالاول احوط وهذااوسع ....وكذاوعصى آدم ربه بنصب الاول ورفع الثاني.........وفي النوازل لاتفسدفي الكل وبه يفتى،بزازية وخلاصة"......(فتاوىٰ شامي: ۱/۴۶۷)

نماز میں قرأت میں کسی کلمہ کا کوئی حرف حذف کرنے سے اگر معنی میں تبدیلی آجائے تو نماز فاسد ہوجاتی ہے، اور اگر معنی میں تبدیلی نہ آئے تو نماز فاسد نہیں ہوتی، صورت مسئولہ میں معنی کی تبدیلی کی وجہ سے نماز فاسد ہوگئی ہے۔

"ومنها حذف حرف ان كان الحذف على سبيل الايجاز والترخيم فان وجدشرائطه نحوان قرء ونادوا يامال لاتفسد صلوته وان لم يكن على وجه الايجاز والترخيم فان كان لايغير المعنى لاتفسدصلوته ....وان غير المعنى تفسدصلاته عندعامة المشائخ نحوان يقرء فمالهم يؤمنون في

یومنون بترک لا ھکذافی المحیط وفی العتابیة ھوالاصح ،کذافی التتارخانیة "......(فتاوىٰ الھندیة : ۱/۷۹)

حافظ اور قاری کی موجودگی میں ایسے شخص کو امام نہیں بنانا چاہیے اگر بن گیا تو سب کی نماز فاسد ہو جائے گی۔

"وکذلک قول ابی حنیفة اذالم یکن فی القوم من یقدرعلی التکلم ببعض الحروف فاماا ذاکان فی القوم من یقدر علی التکلم بذلک الحرف فقدفسدت صلوته وصلوة القوم عندابی حنیفة قیاساً علی الامی اذاصلی بامیین وقاریین"......(المحیط البرھانی :۲/۶۵)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

کیا مقتدی امام کے پیچھے قرأت کرسکتا ہے؟

مسئلہ(۱۸۹): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے متعلق کیا مقتدی کا امام کے پیچھے قراءت کرنا جائز ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

مقتدی کا اپنے امام کے پیچھے قراءت کرنا جائز نہیں ہے۔

"ویکره ان یوقت بشیء من القرآن لشیء من الصلوات ......ولایقرء الموتم خلف الامام ......ولناقوله علیه السلام من کان له امام فقراء ة الامام له قراء ة وعلیه اجماع الصحابة رضی الله عنهم ......قال علیه السلام واذاقرء فانصتوا روی منع القراء ة خلف الامام عن ثمانین من الصحابة الکبارمنهم" ......(ھدایه : ۱/۱۲۱)

" المرتضی والعبادلة الثلاثة واسامنهم عنداهل الحدیث فکان اتفاقهم بمنزلة الاجماع ......کان عشرة من اصحاب رسول الله ﷺ ینهون عن القراء ة خلف الامام اشدالنهی،ابوبکرالصدیق وعمرالفاروق وعثمان بن عفان وعلی بن ابی طالب وعبدالرحمن بن عوف وسعدبن ابی وقاص وعبدالله بن

مسعود وزیدبن ثابت وعبدالله بن عمروعبدالله بن عباس رضی الله عنهم ......قال علی من قرء مع الامام لافیما اسرولافیماجهر ......فقالوا لاتقرأ خلف الامام فی شیء من الصلوات ثم قال الطحاوی فهؤلاء جماعة من اصحاب النبی ﷺ قداجمعوا علی ترک القراء ۃ خلف الامام "......(عمدة القاری شرح صحیح البخاری : ۱۸، ۱۹ /۶)

"لان القراء ۃ رکن یتحمله الامام عن القوم فعلافیجهر لیتامل القوم ویتفکروا فی ذلک فتحصل ثمرة القراء ۃ وفائدتهاللقوم فتصیر قراء ۃ الامام قراء ۃ لهم تقدیرا کانهم قرؤوا"......(بدائع الصنائع :۳۹۵/۱)

" وقال علی بن ابی طلحة عن ابن عباس قوله واذاقرئ القرآن فاستمعوا له وانصتوا یعنی فی الصلاۃ المفروضة "......(تفسیرابن کثیر : ۲۶۱/۳)

"واذاقرئ القرآن فاستمعوا له وانصتوا قیل ان هذا نزل فی الصلاۃ ......قال النقاش اجمع اهل التفسیر ان هذاالاستماع فی الصلاۃ المکتوبة وغیرمکتوبة" ......(تفسیرالقرطبی: ۳۵۴/۷)

"واذاقرئ القرآن فاستمعواله وانصتوا،والآیة دلیل لابی حنیفة رضی الله عنه فی ان المامون لایقرء فی سریة ولاجهریة لانهاتقتضی وجوب الاستماع عندقراء ۃ القرآن فی الصلاۃ وغیر......عن مجاهد قال قرء رجل من الانصار خلف رسول الله ﷺ فی الصلاۃ فنزلت واذاقرئ القرآن الخ عن ابن مسعود صلی باصحابه فسمع اناسا یقرؤن خلفه فلماانصرف قال امان لکم ان تفهموا امان لکم ان تعقلوا واذاقرئ القرآن فاستمعوا له وانصتوا کماامرکم الله تعالیٰ ......لاقراء ۃ خلف الامام ......انماجعل الامام لیوتم به فاذاکبرفکبروا واذاقرء فانصتوا......من کان له امام فقراء ۃ الامام له قراء ۃ ......هوالمدرک فی الرکوع اجماعا فجازالتخصیص بعده بالمقتدی بالحدیث المذکور ......مالی انازع فی القرآن ......ان عمر رضی الله عنه قال

لیست فی فم الذی یقرء خلف الامام حجرا.....عن علی کرم اللہ وجھہ قال من قرء خلف الامام فقداخطأ الفطرۃ ..... قال الشعبی ادرکت سبعین بدریا کلھم یمنعون المقتدی عن القراءۃ خلف الامام وقدادعی بعض اصحابنا اجماع الصحابۃ رضی اللہ تعالی عنھم علی ذلک ولعل مرادہ بذلک اجماع کثیر من کبارھم ".....(تفسیرروح المعانی : ۱۵۱،۱۵۲/۹)

"عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ ﷺ انماجعل الامام لیؤتم بہ فاذاقرء فانصتوا قال ابوجعفر فھؤلاء جماعۃ من اصحاب رسول اللہ ﷺ قداجمعوا علی ترک القراءۃ خلف الامام ".....(شرح معانی الآثار: ۱۴۲، ۱۴۳/۱)

" واذاقرء فانصتوا ".....(الصحیح المسلم : ۱۷۴/۱)

" عن ابی بکرۃ انتھی الی النبی ﷺ .....وھوراکع فرکع قبل ان یصل الی الصف فذکر ذلک للنبی ﷺ فقال زادک اللہ حرصا ولاتعد ".....(صحیح البخاری : ۱۰۸/۱)

" لاصلوۃ لمن لم یقرء بفاتحۃ الکتاب فصاعدا قال سفیان لمن یصلی وحدہ " .....(سنن ابی داؤد: ۱۲۷/۱)

" من صلی رکعۃ لم یقرأ فیھابام القرآن فلم یصل الاان یکون وراء الامام " .....(جامع الترمذی : ۱۸۰/۱)

" عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ ﷺ انماجعل الامام لیؤتم بہ فاذاکبرفکبروا واذاقرأ فانصتوا واذاقال غیرالمغضوب علیھم ولاالضالین فقولواامین واذارکع فارکعوا واذاقال سمع اللہ لمن حمدہ فقولوا اللھم ربناولک الحمد واذاسجد فاسجدوا واذاصلی جالسا فصلوا جلوسا اجمعین.....عن جابر من کان لہ امام فقراءۃ الامام لہ قراءۃ ".....(سنن ابن ماجہ: ۶۱/۱)

"انماجعل الامام لیؤتم بہ فاذاکبرفکبروا واذاقرء فانصتوا ".....(سنن النسائی: ۱۴۶/۱)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

امام کے پیچھے سورۃ الفاتحہ پڑھنے کا حکم:

مسئلہ(۱۹۰): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ جب نماز باجماعت ہورہی ہو، امام صاحب کے پیچھے جماعت میں ہم سورۃ الفاتحہ یا کوئی دوسری سورت پڑھ سکتے ہیں یا کہ نہیں؟ برائے مہربانی قرآن وسنت کے حوالہ کے ساتھ جواب عنایت فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوہاب

علماء احناف کا مذہب قرآن وسنت کی روشنی میں یہ ہے کہ امام کے پیچھے سورۃ الفاتحہ یا کوئی دوسری سورۃ پڑھنا درست نہیں ہے، کیونکہ حدیث پاک میں وارد ہوا ہے کہ "من کان له امام فقراء ة الامام له قراء ة "کہ جس شخص کا کوئی امام ہو تو امام کی قرأت ہی اس کی قرأت ہے، اس کے علاوہ اس مسئلہ پر اگر تفصیل سے دلائل درکار ہوں تو ملاحظہ ہو کتاب "حدیث اور اہل حدیث" کچھ دلائل ذیل میں ذکر کیے جاتے ہیں۔

" ولایقرء المؤتم خلف الامام "......(المختصر للقدوری:۳۴)

"ولایقرء المؤتم خلف الامام خلافا للشافعی فی الفاتحة له ان القراء ة رکن من الارکان فیشترکان فیه ولنا قوله علیه الصلوة والسلام من کان له امام فقراء ة الامام له قراء ة وعلیه اجماع الصحابة وهو رکن مشترک بینهما لکن حظ المقتدی الانصات والاستماع قال علیه السلام واذاقرء فانصتوا ویستحسن علی سبیل الاحتیاط فیمایروی عن محمد ویکره عندهما لمافیه من الوعید "......(هدایه : ۱/۱۲۲)

" ان النبی ﷺ قال من کان له امام فقراء ة الامام له قراء ة "......(شرح معانی الآثار: ۱/۱۴۲)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

جب امام تلاوت کررہا ہو تو شامل ہونے والا مقتدی ثناء نہیں پڑھے گا:

مسئلہ(۱۹۱): میرا نام محمد علی ہے، اور میں جماعت میں اس حالت میں شریک ہوا کہ امام صاحب جہری تلاوت فرمارہے تھے، آیا میں ثناء پڑھوں یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

صورت مذکورہ میں ایسا شخص ثناء نہیں پڑھے گا، بلکہ خاموش کھڑا ہو کر امام کی قرأت کو سنے گا۔

" اذاادرک الامام فی القراء ۃ فی الرکعۃ التی یجھر فیھالایاتی بالثناء کذافی الخلاصۃ وھوالصحیح کذافی التجنیس وھوالاصح ھکذافی الوجیز للکردی سواء کان قریبا اوبعیدا اولایسمع لصممہ ھکذا فی الخلاصۃ "......

(فتاویٰ الھندیۃ : ۱/۹۰)

" ویسکت المؤتم عن الثناء اذاجھرالامام ھوالصحیح "......(فتاویٰ الھندیۃ: ۱/۹۱)

"قال فی التتارخانیۃ بعدذکراقوال المختلفۃ ومنھم من یقول لایشتغل بالثناء والیہ کان یمیل الشیخ الامام الجلیل ابوبکرمحمدبن الفضل رحمہ اللہ تعالی وھوالاصح"......(فتاویٰ تاتارخانیۃ: ۱/۴۰۲)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

مقتدی امام کے پیچھے قرأت نہیں کرے گا:

مسئلہ(۱۹۲): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ امام کے پیچھے مقتدی کو قراءت کرنی چاہیئے یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

امام کے پیچھے سورۃ الفاتحہ نہیں پڑھنی چاہیئے۔

"والمؤتم لایقرء مطلقا ولاالفاتحۃ فی السریۃ اتفاقا"......(درمختار علی ردالمحتار: ۱/۳۰۳)

" قولہ ولاالفاتحۃ بالنصب معطوف علی محذوف تقدیرہ لاغیرالفاتحۃ ولاالفاتحۃ وقولہ فی السریۃ یعلم منہ نفی الکراھۃ فی الجھریۃ بالاولی"......(فتاویٰ شامی: ۱/۳۰۲)

"عن جابر بن عبداللہ عن النبی ﷺ انہ قال من صلی رکعۃ فلم یقرء فیھا بام القرآن فلم یصل الا وراء " ......(طحاوی شریف :۱۴۳/ ۱)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

فرض نمازوں میں سورت نہ ملانے سے نماز کا حکم:

مسئلہ(۱۹۳): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک آدمی نے لاعلمی میں فرض نمازوں کو صرف سورۃ الفاتحہ کے ساتھ پڑھا ہے اور سورت ملا کر نہیں پڑھی ہیں ،اور کافی عرصہ اسی طرح نماز پڑھتا رہا، اب پوچھنا یہ ہے کہ اس کی پڑھی ہوئی نمازیں ہوئی ہیں یا نہیں؟ اگر نہیں ہوئی ہیں تو اس پر ان نمازوں کا اعادہ ضروری ہے یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

بشرط صحت سوال اس صورت میں مذکورہ آدمی پر مذکورہ طریقے سے پڑھی ہوئی تمام نمازوں کا اعادہ واجب ہے۔

" واما کونھا واجبۃ فی الوقت مندوبۃ بعدہ کمافھمہ فی البحر وتبعہ الشارح فلادلیل علیہ وقدنقل الخیرالرملی فی حاشیۃ البحر عن خط العلامۃ المقدسی ان ماذکرہ فی البحر یجب ان لایعتمد علیہ لاطلاق قولھم کل صلوۃ ادیت مع الکراھۃ سبیلھا الاعادۃاہ قلت لانہ یشمل وجوبھا فی الوقت وبعدہ ای بناء علی ان الاعادۃ لاتختص بالوقت وظاھرماقدمناعن شرح التحریر ترجیحہ وقدعلمت ایضاً ترجیح القول بالوجوب فیکون المرجح وجوب الاعادۃ فی الوقت وبعدہ ویشیر الیہ ماقدمناہ عن المیزان من قولہ یجب علیہ الاعادۃ وھواتیان مثل الاول ذاتامع صفۃ الکمال ای کمال مانقصہ منھا وذلک یعم وجوب اتیان بھاکاملۃ فی الوقت وبعدہ کمامر"......(فتاویٰ شامی: ۱/۵۳۶)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

تمام نمازوں میں ثنا کا آہستہ پڑھنا سنت ہے:

مسئلہ(۱۹۴): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ باجماعت نماز میں پیش امام ابتداء میں سورۃ الفاتحہ باآواز بلند پڑھتے ہیں جب کہ ثناء باآواز بلند نہیں پڑھتے قرآن وسنت رسول اللہ ﷺ سے جواب عنایت فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوهاب

جہری نمازوں میں امام کا بلند آواز سے سورت الفاتحہ کا پڑھنا واجب ہے لیکن ثناء کا آہستہ آواز سے پڑھنا سنت ہے چاہے نماز جہری ہو یا سری ہو۔

"وواجبها قراء ة الفاتحة وضم سورة ...... الى والجهر والاسرار فيما يجهر ويسر وفى البحر (قوله والجهر والاسرار فيمايجهر) ويسر واماالجهر فى الصلاة الجهرية فواجب على الامام فقط "......(البحر الرائق : ۱/۵۲۷،۵۱۰)

"وسننها رفع اليدين للتحريمة ونشر اصابعه وجهر الامام بالتكبير والثناء والتعوذ والتسمية والتامين سرا الى اخره والثناء والتعوذ والتسمية والتامين سرا قال فى البحر وقوله سرا راجع الى الاربعة "......(البحر الرائق : ۱/۵۲۸ ،هكذافى الهندية : ۱/۷۲)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

جمعہ والے دن فجر کی نماز میں سورۃ السجدۃ اور سورۃ الدہر پڑھنے کا حکم:

مسئلہ(۱۹۵): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام ان مسائل کے بارے میں

(۱) جمعہ والے دن صبح کی نماز میں سورت سجدہ کا آخری رکوع اور سورت دہر کا آخری رکوع پڑھنے سے کیا سنت ادا ہو جائے گی۔

(۲) جمعہ والے دن صبح کی نماز میں سورت سجدہ اور سورت دہر کے علاوہ کسی اور سورت کا پڑھنا سنت ہے، اگر ہے تو وہ کونسی ہے؟

(۳) جمعہ والے دن اگر امام صاحب صبح کی نماز میں سورت سجدہ اور سورت دہر پوری پڑھتے ہیں اور بعض حضرات اعتراض کرتے ہیں تو پھر اس میں سنت ادا کرنے کا کونسا طریقہ ہے؟

(۴) کیا ہر جمعہ والے دن سورت سجدہ اور سورت دہر کا پڑھنا سنت مؤکدہ ہے، یا کبھی کبھی نہ بھی پڑھی تو بھی جائز ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

(۱) جمعہ کے دن صبح کی نماز میں سورت سجدہ کا آخری رکوع اور سورت دہر کا آخری رکوع پڑھنے سے سنت قراءت پوری نہ ہوگی کیونکہ سنت قراءت کم از کم چالیس آیات پڑھنا ہے۔

"ومقتضاه انه لانظر الی مقدار معین من حیث عددالآیات مع انه ذکر فی النهر ان القراءة من المفصل سنة والمقدار المعین سنة اخری ثم قال وفی الجامع الصغیر یقرء فی الفجر فی الرکعتین سورة الفاتحة وقدر اربعین اوخمسین واقتصر فی الاصل علی الاربعین"...... (فتاویٰ شامی : ۱/۳۹۹)

(۲) مسلم ونسائی وابوداؤد وترمذی وغیرہ کتب میں حضور علیہ السلام کا عمل مبارک جمعہ کے دن صبح کی نماز میں ان دوسورتوں (سجدہ، دہر) کے پڑھنے کا مذکور ہے ان کے علاوہ نظر سے نہیں گزرا لیکن اس پر دوام ثابت نہیں۔

"عن ابن عباس ان النبی علیه السلام کان یقرء فی صلوة الصبح یوم الجمعة تنزیل السجدة وهل اتی"...... (سنن نسائی: ۱/۱۵۲)

"قوله الم تنزیل قال علمائنا لادلالة فیه علی المداومة علیهما نعم قدثبت قراء تهما فینبغی للائمة قرأتهما ولایحسن المداومة علی ترکهما المرة"

......(حاشیة الامام السندهی علی النسائی : ۱/۱۵۲)

(۳) جمعہ کے دن صبح کی نماز میں سورۃ سجدہ ودہر کو پوری پڑھنے پر اگر بعض لوگ قرأت کے طویل ہونے کی وجہ سے اعتراض کرتے ہیں تو امام قراءت کو اس کے آداب کا لحاظ رکھتے ہوئے، حدر کی صورت میں پڑھے، اور اسی طرح دونوں رکعتوں میں چالیس آیات پڑھنے سے سنت قراءت ادا ہو جائے گی اور نماز میں تخفیف بھی ہو جائے گی۔

"ان النبی ﷺ قال اذاام احدکم الناس فلیخفف فان فیهم الصغیر والکبیر والضعیف والمریض اذاصلی وحده فلیصل کیف شاء قال الشیخ التخفیف

فماتظهر فی القراءۃ لافی الرکوع والسجود وتعدیل الارکان کماهومعلوم عن صاحب الشریعة"......(العرف الشذی :۱/۱۵۸ ،معارف السنن : ۲/۳۳۵)

(۴) جمعہ کے دن صبح کی نماز میں سورۃ سجدہ ودہر کا پڑھنا مستحب ہے اوراس کو ہمیشہ اور ہر جمعہ کے لیے مخصوص کرنا مکروہ ہے،کبھی کبھی چھوڑ دیں،اکثر پڑھ لیا کریں یہی زیادہ اولیٰ ہے۔

"السورالماثورۃ فی الصلوت مستحبة .... کمافی البحر والحلیة ویدعهامرۃ اومرتین کیلایفسدعقائد من خلفه من عدم صحة الصلوۃ بدون هذا السور"......(العرف الشذی: ۱/۳۳۰)

"ومذهب الخلیفة فی ذلک ماقاله فی الدر وحاشیته ویکره التعلیق کالسجدۃ وهل اتی لصبح کل جمعة لان الشارع اذالم یعین علیه شیئا تیسیرا علیه کره له ان یعین وعلله فی الهدایة بقوله لان فیه هجرالباقی وابهام التفصیل بل یندب قرائتهمااحیانا"......(بذل المجهود: ۲/۱۷۳)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

نماز میں کلام کرنے کا حکم:

مسئلہ(۱۹۶): کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام مندرجہ ذیل مسائل کے بارے میں

(۱) جماعت کی نماز میں مقتدی نے کسی وجہ سے غیر نماز کی کلام کرلی مثلاً اگلی صف کے نمازی کا پاؤں اس کے سر پر آ گیا تو اس کی زبان سے لفظ "کیا" نکل گیا،تو کیا اس کی نماز فاسد ہوئی یا نہیں؟ نیز اس نماز کا اعادہ ضروری ہے یا نہیں؟

(۲) امام صاحب سے قراءت کرتے ہوئے لحن جلی ہوگئی مثلاً "هذه جهنم التی یکذب بهاالمجرمون" کی جگہ یوں پڑھ دیا "هذه جنة التی یکذب بهاالمجرمون" لیکن پھر دوبارہ صحیح کر کے پڑھ دیا تو کیا نماز صحیح ہوگئی یا لوٹانی پڑے گی؟

(۳) فرض نماز میں امام صاحب کے بھول جانے پر مقتدی کو لقمہ دینا چاہیے یا نہیں اس سے مقتدی کی نماز فاسد ہونے کا خطرہ تو نہیں ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

(۱)　اگر لفظ ''کیا'' نمازی کی زبان سے نکل گیا تو اس سے نماز فاسد ہوگئی اور اس کا اعادہ ضروری ہے۔

(۲)　نماز صحیح ہوگئی، چونکہ ''حا'' اور ''ہا'' میں فرق عام لوگوں کے لیے انتہائی مشکل ہے لہذا حروف کی اس قسم کی تبدیلی سے نماز فاسد نہیں ہوتی۔

(۳)　اگر امام صاحب چھوٹی تین آیتوں یا بڑی ایک آیت کی بقدر تلاوت کر چکے ہوں اور وہ بھول جائیں تو انہیں چاہیئے کہ وہ رکوع کر لیں، مقتدی کو لقمہ دینے پر مجبور نہ کریں، لیکن اگر بالفرض مقتدی لقمہ دے دے تو اس کی نماز فاسد نہیں ہوتی۔

" قوله يفسد الصلوة التكلم لحديث مسلم ان صلوتنا هذه لا يصلح فيها شيء من كلام الناس انما هو التسبيح والتكبير وقراءة القرآن ،وفي رواية البيهقي انما هي وما لا يصلح فيها مباشرته يفسدها مطلقا......والنص يقتضي انتفاء الصلاح مطلقا اطلقه فشمل العمد والنسيان والخطاء والقليل والكثير لاصلاح صلوته اولا ولهذا عبر بالتكلم دون الكلام يشمل الكلمة الواحدة ......وينبغي ان يقال ادناه حرفان او حرف مفهم كع امرا وكذ ق فان فساد الصلوة بهما ظاهر"......(البحر الرائق: ۲/۲)

"ان ذكر حرفا مكان حرف ولم يغير المعنى بان قرأ ان المسلمون ان الظالمون وما اشبه ذلك لم تفسد صلوته وان غير المعنى فان امكن الفصل بين الحرفين من غير مشقة كالطاء مع الصاد فقرأ الطالحات مكان الصالحات تفسد صلوته عند الكل وان كان لا يمكن الفصل بين الحرفين الا بمشقة كالظاء مع الضاد والصاد مع السين والطاء مع التاء اختلف المشائخ قال اكثرهم لا تفسد صلوته هكذا في فتاوىٰ قاضي خان وكثير من المشائخ افتوا به "......(فتاوىٰ عالمگیری: ۷۹/۱)

"وفي الدر بخلاف فتحه على امامه فانه لا يفسد مطلقا لفاتح واخذ بكل حال

(قوله بكل حال) اى سواء قرأ الامام قدرماتجوزبه الصلوة ام لاانتقل الى اية اخرىٰ ام لاتكررالفتح ام لاهوالاصح"......(فتاوىٰ شامى : ۱/۳۶۰)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

نماز تراویح کے دوران باہر والے اسپیکر چلانے کا حکم:

مسئلہ(۱۹۷): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہماری مسجد جامع مسجد حنفیہ سوری روڈ میں ہمارے موجودہ امام صاحب نے قرآن پاک کا حوالہ دے کر مسجد کے باہر کے اسپیکر نماز تراویح کے وقت بند کرادیے، کیا باہر کے اسپیکر نماز کے وقت چلائے جائیں یا نہیں؟ جب کہ مسجد کے اندر بھی چھوٹے اسپیکر موجود ہیں۔

الجواب باسم الملک الوھاب

نماز کے وقت بقدر ضرورت مسجد کے اندر والے اسپیکر چلانے میں کوئی حرج نہیں ہے، لیکن باہر والے اسپیکر چلانا زائد از ضرورت ہے اور دوسروں کے لئے باعث تکلیف ہونے کی صورت میں ممنوع ہے۔

"قوله ويجهر الامام وجوبا بحسب الجماعة فان زادعليه اساء وفى الزاهدى عن ابى جعفر لوزاد على الحاجة فهوافضل الااذااجهد نفسه اواذىٰ غيره قهستانى "......(ردالمحتار : ۱/۳۹۳)

"ولايجهدالامام نفسه بالجهر وفى السراج الوهاج الامام اذاجهر فوق حاجة الناس فقداساء" ......(البحرالرائق : ۱/۵۸۶)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

حرف ضاد کا اصل مخرج کیا ہے؟

مسئلہ(۱۹۸): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں لفظ ضاد کا اصل مخرج کیا ہے؟ کیا اس کو داد پڑھ سکتے ہیں؟ اگر حرف ضاد کو داد یا ظ یا ز یا ذ پڑھ دیا تو نماز کا کیا حکم ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

علامہ جار اللہ زمخشری تفسیر کشاف جلد نمبر۴ میں تحریر فرماتے ہیں۔

”واتقان الفصل بين الضاد والظاء واجب ،ومعرفة مخرجيهما ممالابدمنه للقارىء فان اكثر العجم لايفرقون بين الحرفين وان فرقوا ففرقا غير صواب وبينهما بون بعيد فان مخرج الضاد من اصل حافة اللسان ومايليهامن الاضراس من يمين اللسان اويساره وكان عمربن الخطاب رضى الله عنه اضبط يعمل بكلتايديه وكان يخرج الضاد من جانبى لسانه وهى احدالاحرف الشجرية اخت الجيم والشين واما الظاء فمخرجها من طرف اللسان واصول الثنايا العليا وهى احدالاحرف الذولقية اخت الذال والثاء ولواستوى الحرفان لماثبتت فى هذه الكلمة قراء تان اثنتان واختلاف بين جبلين من جبال العلم والقراءة ولمااختلف المعنى والاشتقاق والتركيب فان قلت فان وضع المصلى احدالحرفين مكان صاحبه قلت هو كواضع الذال مكان الجيم والثاء مكان الشين لان التفاوت بين الضاد والظاء كالتفاوت بين اخواتهما“......(تفسير كشاف :٤/٧١٣)

ملاعلی القاری حنفی رحمۃ اللہ علیہ شرح فقہ الاکبر میں رقمطراز ہیں،

”وفى المحيط سئل الامام الفضلى عمن يقرء الظاء المعجمة مكان الضاد المعجمة اويقرء اصحاب الجنة مكان اصحاب النار اوعلى العكس ؟فقال لاتجوزامامته ولوتعمد يكفر قلت اماكون تعمده كفرافلاكلام فيه اذالم يكن فيه لغتان“......(شرح فقه الاكبر : ١٦٧)

مفتی اعظم ہند مولانا عزیز الرحمٰن صاحب رحمۃ اللہ علیہ فتاویٰ دارالعلوم دیوبند الموسوم عزیز الفتاویٰ میں ذکر کرتے ہیں۔

بے شک ان دونوں حرفوں (یعنی دال مفخم وضاد) میں مشابہت ہے اور یہ بھی سچ ہے کہ فرق ان میں دشوار ہے ادھر یہ بھی حکم ہے کہ ہر ایک حرف کو اس کے مخرج سے پڑھنا چاہیئے، بالقصد ایک حرف کی جگہ دوسرے حرف کو نہ پڑھو خصوصاً ضاد کی جگہ ظاء پڑھنے میں سخت اندیشہ ہے کہ بعض روایات میں اس میں خوف کفر لکھا ہے، جیسا کہ شرح فقہ الاکبر میں ملاعلی القاری حنفی تحریر فرماتے ہیں۔

”وفی المحیط سئل الامام الفضلی عمن یقرء الظاء المعجمة مکان الضاد المعجمة اویقرء اصحاب الجنة مکان اصحاب النار اوعلی العکس ؟فقال لاتجوز امامته ولوتعمد یکفر قلت اماکون تعمده کفر افلاکلام فیه اذالم یکن فیه لغتان“......(شرح فقه الاکبر : ۱۶۷ ،فصل القراء ۃ والصلوۃ)

اس خوف اورمعروف تفسیر تمیز کی وجہ سے غالب علماء وقراء عرب نے قاطبہ دال مفخم کواس کی جگہ اختیار فرمایا ہے اور میں نے اپنے استاد علامہ حضرت مولانا محمد یعقوب نانوتوی قدس سرہ سے سنا ہے کہ فرماتے تھے کہ علماء وقراء عرب نے اس پر اتفاق فرمایا ہے کہ ضاد معجمہ کو دال مفخم کی صورت سے ادا کرنا چاہیئے غالباً وجہ اس اتفاق کی خوف مذکور ہے لہٰذا اس میں بہت احتیاط لازم ہے،اور قصداً ضاد کو ظاء پڑھنے سے قطعاً احتراز لازم ہے اگر بلا قصد بلکہ باوجود قصد اخراجھاعن المخرج مشابہ ظاء کے ہوجاوے تو نماز فاسد نہ ہوگی،”وینبغی السعی فی تصحیح مخرجه وتلفظه“......(فتاویٰ دارالعلوم دیوبند:۱/۱۴۰)

مشکوۃ المصابیح میں ایک روایت ہے کہ جس میں قرآن کریم کولحون عرب پر پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے۔

”وعن حذیفة قال قال رسول الله ﷺ اقرؤا القرآن بلحون العرب واصواتها وایاکم ولحون اهل العشق ولحون اهل الکتابین وسیجیء بعدی قوم یرجعون بالقرآن ترجیع الغناء والنوح لایجاوزحناجرهم مفتونة قلوبهم وقلوب الذین یعجبهم شانهم رواه البیهقی فی شعب الایمان ورزین فی کتابه“......(مشکوۃ المصابیح :۱/۱۹۳)

یہ حدیث طبرانی میں بھی ہے،بحوالہ مرقات ص۵/۸۶۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

امام رکعت کو کتنا لمبا کرے؟

مسئلہ(۱۹۹): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ امام مسجد کو نماز میں چھوٹی رکعتیں رکھنی چاہئیں یا لمبی؟

الجواب باسم الملک الوھاب

امام مسجد کو مقدار مسنون کا خیال رکھتے ہوئے نماز پڑھانی چاہیے کہ لوگوں پر گراں نہ ہو۔

"وینبغی للامام ان لایطول بھم الصلوۃ بعدالقدر المستون وینبغی لہ ان یراعی حال الجماعۃ ھکذا فی الجوھرۃ النیرۃ"......(ھندیۃ : ۱/۸۷)

"وذکر ابوبکر رحمہ اللہ تعالی الافضل ان یطول القراءۃ اذاکان یصلی وحدہ واذاکان بجماعۃ لا تیسیرا علی الناس"..... (تاتارخانیہ: ۱/ ۱ ۳۳)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

غلط آیت پڑھ لینے کے بعد صحیح پڑھ لینے سے نماز کا حکم:

مسئلہ(۲۰۰): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص نے نماز کے اندر اس طرح آیت پڑھی "ان الذین کفروا لھم مغفرۃ واجر عظیم" اور بعد میں صحیح پڑھا "ان الذین کفروا لھم عذاب شدید" دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس شخص کی نماز صحیح ہوئی یا نہیں؟ اگر نماز صحیح نہیں ہوئی تو کیا اس شخص پر دوبارہ اعادہ ہے یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

بشرط صحت سوال صورت مسئولہ میں امام نے غلطی اگر خود صحیح کر لی یا مقتدی کے لقمہ دینے سے صحیح کر لے تو نماز درست ہو جائے گی اعادے کی ضرورت نہیں ہے۔

"ذکر فی الفوائد لوقرأ فی الصلوۃ بخطأ فاحش ثم رجع وقرأ صحیحا قال عندی صلاتہ جائزۃ"......(فتاوی الھندیۃ: ۱/۸۲)

"ولوقرأ واحل لکم صیدالبر مع انہ قرأھا بعدھا وحرم علیکم صیدالبر لاتفسد"......(خلاصۃ الفتاوی ۱/۱۱۶)

"المصلی اذافتح علی من لیس فی الصلوۃ ان ارادبہ قراءۃ القرآن لاتفسدصلاتہ عندالکل وان ارادبہ تعلیم ذلک الرجل تفسدصلوتہ وھل

یشترط تکرار الفتح لفساد صلوته الاصح انه لیس بشرط ولوفتح علی المصلی رجل لیس فی الصلوۃ فاخذالمصلی بفتحه تفسدصلوته ولوفتح علی امامه ان کان ذلک قبل ان یقرأ قدرما یجوزبه الصلوۃ ولم ینتقل الی اٰیة اخریٰ لاتفسدصلاته اخذالامام بفتحه اولم یاخذ وان کان بعد ما قرأ قدرمایجوزبه الصلوۃ ان انتقل الامام من اٰیة الیٰ اٰیة اخریٰ لاینبغی له ان یفتح فان فتح واراد به التعلیم فسدت صلوته وان اخذالامام بفتحه تفسدصلاۃ الکل وان قرأ الامام قدرمایجوزبه الصلوۃ الاانه توقف ولم ینتقل الی اٰیة اخریٰ حتی فتح المقتدی اختلفوا فیه والاصح انه لاتفسدصلاۃ المقتدی وان اخذ الامام بفتحه لاتفسدصلاتهم ولاینبغی للمقتدی ان یفتح قبل الاستفتاح ولاینبغی للامام ان یلجی المقتدی ویرکع ان قرأ قدر ما یجوزبه الصلوۃ اوینتقل الی اٰیة اخریٰ وفی الجامع الصغیر للصدرالشهید لوقرأ قدرما یجوزبه الصلوۃ قالواینبغی ان تفسد صلوته وصلوتهم ان اخذالامام والفتویٰ علی انه لاتفسد بکل حال "......(خلاصة الفتاوی: ۱۲۰، ۱۲۱/۱)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

بھول کرخلاف ترتیب قراءت سے نماز کا حکم:

مسئلہ(۱۰۱): محترم ومکرم جناب مفتی صاحب

السلام علیکم ورحمة الله وبرکاته

مسئلہ یہ دریافت کرنا ہے کہ عشاء کی نماز میں امام نے غیردانستہ طور پر پہلی رکعت میں سورۃ القدراور دوسری رکعت میں سورۃ التین پڑھ لی ہے، کیا نماز صحیح ادا ہوگئی یا اس کا اعادہ ضروری ہے، احادیث مبارکہ کی روشنی میں فتویٰ تحریر فرمادیں، جزاکم الله خیرا۔

بعض کم علم مقتدی امام پر ٹوٹ پڑتے ہیں اوران کو اپنے وضوطہارت کی تو خبر ہوتی نہیں ہے، اللہ تعالیٰ دین کے علم کا فہم عطا فرمائے (آمین)

الجواب باسم الملک الوهاب

غیر دانستہ طور پر امام کا پہلی رکعت میں سورۃ القدر اور دوسری رکعت میں سورۃ التین پڑھنے میں شرعا کوئی حرج نہیں ہے، اور نماز صحیح ہو جاتی ہے اور اس کے اعادہ کی ضرورت نہیں ہے۔

”ویکرہ الفصل بسورۃ قصیرۃ وان یقرء منکوسا الا اذا ختم فیقرء من البقرۃ وفی القنیۃ قرأ فی الاولیٰ الکافرون وفی الثانیۃ ألم تر أو تبت ثم ذکر یتم وقیل یقطع ویبدأ ولا یکرہ فی النفل شیء من ذلک (قولہ ثم ذکر یتم) افادان التنکیس او الفصل بالقصیرۃ انما یکرہ اذا کان عن قصد فلو سھوا فلا“......(درمع الرد: ۱/۴۰۴)

”ویکرہ ان یقرء فی الثانیۃ سورۃ فوق التی قرأھا فی الاولیٰ لان فیہ ترک الترتیب الذی اجمع علیہ الصحابۃ رضوان اللہ تعالی علیھم اجمعین ھذا اذا کان قصدا واما سھوا فلا“......(حلبی کبیری: ۴۲۶)

واللہ تعالی اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆
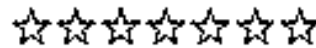
(رکوع وسجدہ)

رکوع اور سجود کی مقدار:

مسئلہ(۲۰۲): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ رکوع یا سجدے میں ایک تسبیح پڑھنا یا اتنی مقدار رکنا واجب ہے یا سنت؟

الجواب باسم الملک الوھاب

صورت مرقومہ میں رکوع اور سجدہ میں ایک تسبیح کی مقدار رکنا واجب ہے اور تسبیحات کا پڑھنا سنت مؤکدہ ہے۔

"(ویقول سبحان ربی العظیم ثلاثا وذلک ادناہ) ھذا من تتمة الحدیث ثم بین المصنف رحمه الله ان مراد رسول الله ﷺ من قوله ادناہ ای ادنی کمال الجمع وادنی کمال السنة لا ان یکون المراد ادنی مایجوز به الصلاة اویقام به الواجب لانه لایمکن اثبات فرضیة التسبیح بھذا الخبر لانه لاتجوز الزیادة علی الکتاب بخبر الواحد ولا اثبات الوجوب ایضا لانه علیه الصلاة والسلام لم یعلم ذلک الاعرابی حین علمه الفرائض والواجبات ولو کان القول به ثلاث مرات من الواجبات لعلمه"...... (کفایة علی فتح القدیر: ۱/ ۲۵۹)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

رکوع اور سجدے میں الصاق کعبین کا حکم:

مسئلہ(۲۰۳): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ کیا الصاق کعبین رکوع اور سجدے میں سنت ہے؟ اگر سنت نہیں ہے تو اس کا شرعی حکم کیا ہے؟ اور رکوع اور سجدہ دونوں میں ایک حکم ہے یا الگ الگ؟ جواب دیکر عنداللہ ماجور ہوں۔

الجواب باسم الملک الوھاب

صورت مسئولہ میں الصاق کعبین رکوع اور سجدے میں سنت نہیں ہے۔

" قول الشارح ویسن ان یلصق کعبیه ،قال الشیخ ابوالحسن السندی الصغیر فی تعلیقته علی الدر هذه السنة انماذکرها من ذکرها من المتاخرین تبعا للمجتبیٰ ولیس لهاذکرفی الکتب المتقدمة کالهدایة وشروحها وکان بعض مشائخنا یری انها من اوهام صاحب المجتبیٰ ولم ترد فی السنة علی ماوفقنا علیه وکانهم توهموا ذالک مماورد ان الصحابة کانوا یهتمون بسدالخلل فی الصفوف حتی یضمون الکعاب والمناکب ولایخفی ان المراد هناالصاق کعبه بکعب صاحبه لاکعبه مع کعبه الآخر اه قلت ولعل الشیخ اباالحسن لحظ الی الآثار الواردة فی ان التراوح بین القدمین فی الصلاة مطلقا افضل من الصاقهما اه سندی وقدذکرالآثار الواردة فی التراوح فانظره "

......(تقریرات رافعی علی الرد : ۱/٦١)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

نماز میں دونوں سجدے فرض ہیں:

مسئلہ(۲۰۴): محترم ومکرم جناب مفتی صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

گزارش ہے کہ میں نے فقہ کی کتابوں میں پڑھا ہے کہ نماز کے اندر دو سجدے فرض ہیں، جب کہ ایک عالم صاحب یہ فرماتے ہیں کہ پہلا سجدہ فرض ہے اور دوسرا سجدہ واجب ہے، جناب یہ مسئلہ کہاں تک درست ہے؟ اگر واقعی یہی مسئلہ ہے تو مہربانی فرما کر حوالہ ضرور لکھ دیجئے نوازش ہوگی۔

الجواب باسم الملک الوهاب

راجح قول کے مطابق دونوں سجدے فرض ہیں جیسا کہ عالمگیری میں موجود ہے۔

"السجودالثانی فرض کالاول باجماع الامة کذافی الزاهدی"......(فتاویٰ الهندیة: ١/٧٠)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

(قعدہ اخیرہ)

تشہد سے پہلے بسم اللہ پڑھنا:

مسئلہ(۲۰۵): کیا نماز کے دوران تشہد سے پہلے بسم اللہ پڑھ سکتے ہیں؟

الجواب باسم الملک الوہاب

تشہد سے پہلے بسم اللہ پڑھنا جائز ہے مگر عندالاحناف مکروہ تنزیہی ہے۔

”عن جابرؓ قال کان رسول اللہ ﷺ یعلمنا التشہد کمایعلمنا السورۃ من القرآن بسم اللہ التحیات للہ والصلوات الخ“......(مرقات المفاتیح: ۵۸۶/۲)

”ولہذا قال وفی السراج ویکرہ أن یزیدفی التشہدحرفا أویبتدئ بحرف قبل حرف قال أبوحنیفۃ رحمہ اللہ تعالی ولونقص من تشہدہ أوزادفیہ کان مکروھالأن أذکارالصلوۃ محصورۃ فلایزادعلیھاوالکراھۃ عندالإطلاق للتحریم(قولہ وجزم الخ) وکذاجزم بہ فی النھروالخیرالرملی فی حواشی البحرحیث قال أقول الظاھرأن الخلاف فی الأولویۃ ومعنی قولھم التشھدواجب أی التشھدالمروی علی الإختلاف لاواحدبعینہ وقواعدناتقتضیہ ثم رأیت فی النھرقریباماقلتہ وعلیہ فالکراھۃ السابقۃ تنزیھیۃ الخ“......(ردالمحتار: ۳۷۶/۱)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

قعدہ اخیرہ میں امام سے پہلے سلام پھیرنے سے نماز کا حکم:

مسئلہ(۲۰۶): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر تمام مقتدی جماعت کی آخری رکعت میں بیٹھے ہوں اور التحیات مکمل ہونے کے بعد امام کے سلام پھیرنے سے پہلے کسی نے غلطی سے سلام پھیرلیا تو ایسی صورت حال میں کیا کرنا چاہیئے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

اگر مقتدی شروع سے آخر تک امام کے ساتھ شریک رہا پھر غلطی سے التحیات مکمل کرنے کے بعد امام کے سلام پھیرنے سے پہلے سلام پھیر دیا تو اس صورت میں مقتدی کی نماز تو درست ہوگئی البتہ بلا عذر ایسا کرنا مکروہ ہے۔

"وھل یلزمہ سجود السھو لاجل سلامہ ینظر ان سلم قبل تسلیم الامام اوسلما معالا یلزمہ لان سھوہ سھو المقتدی وسھو المقتدی متعطل"......(بدائع الصنائع: ۱/۴۲۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆

تشہد میں کئی دعائیں پڑھنے کا حکم:

مسئلہ(۲۰۷): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ آدمی نماز میں ایک دعا کی جگہ کئی دعائیں پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟ قرآن وسنت کی روشنی میں راہنمائی فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوھاب

آخری قعدہ میں کئی دعائیں درود شریف کے بعد پڑھی جاسکتی ہیں۔

"وقال ﷺ لابن مسعود اذاقلت ھذا اوفعلت ھذا فقدتمت صلوتک ثم اختر من الدعوات ماشئت ولکن ینبغی ان یدعوا بمالایشبہ کلام الناس"...... (بدائع الصنائع : ۱/۴۹۹)

" والدعاء ای لنفسہ ولوالدیہ ان کانامؤمنین ولجمیع المؤمنین والمؤمنات لمافی صحیح مسلم ثم یتخیر من المسئلۃ ماشاء "......(البحر الرائق : ۱/۵۳۰)

" الدعاء فی آخر الصلوۃ بمایشبہ الفاظ القرآن والاعدیۃ الماثورۃ کمامر "......(حلبی کبیری: ۱/۳۳۱)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆

نماز میں درود ابراہیمی کی جگہ کوئی دوسرا درود پڑھنے کا حکم:

مسئلہ(۲۰۸): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ کیا نماز میں درود ابراہیمی کی جگہ کوئی دوسرا درود پڑھا جا سکتا ہے؟ اور سب سے اچھا درود کون سا ہے؟ جو انسان ہر وقت پڑھ سکے۔

الجواب باسم الملک الوھاب

نماز میں درود ابراہیمی پڑھنا مسنون ہے اس کے علاوہ دوسرا درود شریف پڑھنے سے نماز تو ہو جائے گی لیکن خلاف سنت ہوگی، اور سب سے افضل درود شریف درود ابراہیمی ہے۔

”(قوله وصلى على النبي ﷺ) قال في شرح المنية والمختار في صفتها مافي الكفاية والقنية والمجتبى قال سئل محمدعن الصلوة على النبي ﷺ فقال يقول اللهم صل على محمدالخ“......(فتاویٰ شامی ۱/۳۷۸)

”والفضل العبارات على ماقال المرزوقي اللهم صل على محمد وعلى آل محمد وقيل هو التعظيم فالمعنى اللهم عظمه في الدنيا باعلاء ذكره وانفاذ شريعته وفي الآخرة بتضعيف اجره وتشفيعه في امته كماقاله ابن اثير“......(فتاویٰ شامی: ۱/۱۰)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

(سلام)

نماز کے خاتمہ پر "السلام علیکم ورحمۃ اللہ" کہنا سنت ہے:

مسئلہ(۲۰۹): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ نماز کے اختتام پر الفاظ السلام علیکم کا ادا کرنا فرض ہے، واجب ہے، سنت ہے یا پھر مستحب ہے اس کی شرعی حیثیت معلوم کرنا ہے؟ نیز اگر امام صاحب یا نمازی اپنی نماز ادا کرتے وقت ان الفاظ کو "السلام علیکم" کے بجائے "سلام علیکم" کے طور پر ادا کرتا ہے تو اسکی شرعی حیثیت کیا ہے؟ قرآن وسنت کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوهاب

نماز کے اختتام پر صرف سلام کا ادا کرنا واجب ہے اور السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہہ کر سلام پھیرنا سنت ہے۔

"ویجب لفظ السلام هکذافی الکنز"......(الهندیة : ۱/۷۲)

" قال العلامة ابن نجیم وفی قوله لفظ السلام اشارة ......الی ان الواجب "السلام "فقط دون علیکم"......(البحر الرائق: ۱/۵۲۵)

"ثم یسلم عن یمینه ویساره حتی یری بیاض خده مع الامام کالتحریمة قائلا السلام علیکم ورحمة الله هو السنة"......(تنویر الابصار مع الدر : ۱/۳۸۷)

۲۔ سلام علیکم کہنے سے نماز تو ہو جائے گی لیکن خلاف سنت ہے۔

"(قوله هو السنة) قال فی البحر وهو علی وجه الاکمل ان یقول السلام علیکم ورحمة الله مرتین فان قال السلام علیکم أو السلام أو سلام علیکم او علیکم السلام اجزأه وکان تارکا للسنة"......(ردالمحتار : ۱/۳۸۸)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

سلام پھیرنے کے بعد بلند آواز سے ذکر کرنے کا حکم:

مسئلہ(۲۱۰): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ سلام پھیرنے کے بعد بلند آواز سے ذکر کرنے کا کیا حکم ہے؟ جائز ہے یا ناجائز؟

الجواب باسم الملک الوھاب

ایسا نفلی عمل کہ جس سے نماز پڑھنے والے کی نماز یا سونے والے کی نیند میں یا تلاوت کرنے والے کی تلاوت میں خلل واقع ہو درست نہیں ہے، اس بات پر اہل السنۃ والجماعۃ کا اتفاق ہے۔

"اجمع العلماء سلفا و خلفا علی استحباب ذکر الجماعۃ فی المساجد و غیرھا الاان یشوش جھرھم علی نائم او مصلی او قاری"......(ردالمحتار: ۱/۴۸۸)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆
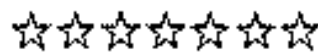
فرضوں کے فوراً بعد وعظ کرنے کا حکم:

مسئلہ(۲۱۱): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہماری مسجد میں امام صاحب مغرب کی نماز پڑھانے کے فوراً بعد کھڑے ہو کر کچھ وعظ کرتے ہیں جس کی وجہ سے بعض اوقات ان لوگوں کی نماز میں بھی خلل واقع ہوتا ہے جو اپنی بقیہ رکعتیں ادا کر رہے ہوتے ہیں، کیا امام صاحب کا اس طرح وعظ کرنا درست ہے؟ نیز مغرب کے فرضوں اور سنتوں کے درمیان کتنا وقفہ کرنا جائز ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

جن نمازوں میں فرضوں کے بعد سنتیں ادا کرنی ہوں وہاں فرائض اور سنن کے درمیان صرف اتنی دیر کا وقفہ کرنا چاہیئے جس میں آدمی "اللھم انت السلام و منک السلام تبارکت یاذالجلال و الاکرام" یا اس مقدار کے قریب کوئی اور دعا پڑھ سکے اس سے زیادہ تاخیر مکروہ تنزیہی ہے، لہٰذا امام صاحب کا عمل درست نہیں ہے۔

"ویکرہ تاخیر السنۃ الابقدر اللھم انت السلام (قولہ الابقدر اللھم الخ) لما رواہ مسلم و الترمذی عن عائشۃ رضی اللہ عنھا قالت کان رسول اللہ ﷺ لایقعد الابمقدار مایقول اللھم انت السلام و منک السلام تبارکت یاذالجلال و الاکرام و اماماورد من الاحادیث فی الاذکار عقیب الصلاۃ فلادلالۃ فیہ علی الاتیان بھاقبل السنۃ بل یحمل علی الاتیان بمابعدھا"......(ردالمحتار: ۱/۵۳۰)

" ولوتكلم بين السنة والفرض لايسقطها ولكن ينقص ثوابها قوله ولوتكلم وكذالوفصل بقراءة الاوراد لان السنة الفصل بقدر اللهم انت السلام الخ حتى لوزاد تقع سنة لافي محلها المسنون "......(ردالمحتار: ۱/۵۰۳)

"القيام الى اداء السنة التي تلي الفرض متصلابالفرض مسنون غيرانه يستحب الفصل بينهما كماكان عليه السلام اذاسلم يمكث قدرمايقول اللهم انت السلام ومنك السلام ......ولم يثبت عنه عليه السلام الفصل بالاذكار التي يواظب عليها في المساجد في عصرنا من قراءة آية الكرسي والتسبيحات واخواتها ثلاثا وثلاثين وغيرها"......(مراقي الفلاح مع حاشية الطحطاوي : ۳۱۳)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

سلام پھیرنے کے بعد امام چہرہ کس جانب کرے گا؟

مسئلہ(۲۱۲): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ امام صاحب سلام پھیر کر قبلہ رو ہو کر درود، وظیفہ کرتے رہتے ہیں جب کہ عام مساجد میں امام صاحب سلام پھیرنے کے بعد شمال یا مقتدیوں کی طرف منہ کرتے ہیں، ان دونوں میں کونسا طریقہ شرعاً درست ہے؟

الجواب باسم الملک الوهاب

سلام پھیرنے کے بعد امام کے لیے دعا کرنے میں تفصیل یہ ہے کہ اگر ایسی نماز ہے جس کے بعد سنتیں پڑھی جاتی ہیں ان میں سلام پھیرنے کے بعد "اللهم انت السلام " الخ دعا پڑھ کر امام کو کھڑا ہونا چاہیے اور اپنی جگہ سے بھی ہٹ جانا چاہیے، زیادہ دیر تک بیٹھنا خلاف سنت ہے اور اگر ایسی نماز ہے جس کے بعد سنتیں نہیں پڑھی جاتیں تو اس میں امام صاحب کو اختیار ہے خواہ قبلہ رخ ہو کر دعا کرے یا بائیں یا دائیں جانب منہ کر کے یا نمازیوں کی طرف منہ کر کے ہر صورت جائز ہے۔

"القيام الى اداء السنة التي تلي الفرض متصلا بالفرض مسنون غيرانه

یستحب الفصل بینهما کما کان علیه الصلوۃ والسلام اذاسلم یمکث قدرمایقول اللهم انت السلام"......(مراقی الفلاح علی حاشیة الطحطاوی: ۳۱۱)

"وفی الخانیة یستحب للامام التحول یمین القبلة یعنی یسار المصلی لتنفل اوورد وخیره فی المنیة بین تحویله یمینا وشمالا واماماوخلفاوذهابه لبیته واستقباله الناس"......(حاشیة الطحطاوی :۳۱۲)

"(قوله وخیره الخ) الضمیر المنصوب للامام لکن التخییر الذی فی المنیة هوانه ان کان صلاة لاتطوع بعدها فان شاء انحرف عن یمینه اویساره اوذهب الی حوائجه اومستقبل الناس بوجهه وان کان بعدهاتطوع وقامه یصلیه یتقدم اویتاخراوینحرف یمینا اوشمالااویذهب الی بیته فیتطوع ثمة اه"......(ردالمحتار: ۱/۳۹۲)

(وهکذافی حلبی کبیری: ۲۹۶)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆
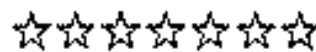
(دعا)

فرض نماز کے بعد اجتماعی دعا کا حکم:

مسئلہ(۲۱۳): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ کیا فرض نماز کے بعد درود شریف اونچی آواز سے پڑھنا درست ہے؟ اور کیا فرض نمازوں کے بعد اجتماعی دعا ثابت ہے اور کیا سنتوں کے بعد اور نفلوں کے بعد اجتماعی دعا جائز ہے؟ اور کیا گھر میں فرض نماز پڑھی جاسکتی ہے جبکہ آدمی کو معلوم ہو کہ مسجد میں جماعت ہو چکی ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

فرض نمازوں کے بعد اونچی آواز سے درود شریف وغیرہ پڑھنا درست ہے بشرطیکہ نمازیوں کی نماز میں اور آرام کرنے والوں کے آرام میں مخل نہ ہو، فرض نمازوں کے بعد اجتماعی دعا کرنا ثابت ہے اور مانگنا بھی چاہیئے، اسی طرح سنتوں اور نفلوں کے بعد اجتماعی دعا کرنا جائز ہے اور اس کا التزام بدعت ہے جب کہ دوام بدعت نہیں ہے، اگر مسجد میں جماعت ہو چکی ہو تو آپ گھر پر نماز پڑھ سکتے ہیں۔

"اجمع العلماء سلفا وخلفا علی استحباب ذکر الجماعة فی المساجد وغیرھا الا ان یشوش جھرھم علی نائم اومصل اوقاری "

......(ردالمحتار: ۱/۳۸۸)

"ویقویه ما اخرجه الحافظ ابوبکر بن ابی شیبة فی المصنف عن الاسود العامری عن ابیه قال صلیت مع رسول الله ﷺ الفجر فلماسلم انصرف ورفع یدیه دعا"......(اعلاء السنن: ۳/۲۰۱)

"ورحم الله طائفة من المبتدعة فی بعض اقطار الھند حیث واظبوا علی ان الامام ومن معه یقومون بعدالمکتوبة بعد قراء تھم اللھم انت الخ ثم اذافرغوا من فعل السنن والنوافل یدعوا الامام عقب الفاتحة جھرا بدعاء مرة ثانية والمقتدون یؤمنون علی ذلک وقدجری العمل منھم بذلک علی سبیل الالتزام والدوام حتی ان بعض العوام اعتقدوا ان الدعاء بعدالسنن والنوافل باجماع الامام والماً مومین ضروری واجب حتی انھم اذاوجدوا من الامام تاخیرا لاجل اشتغاله بطویل السنن والنوافل اعترضوا علیه قائلین انا منتظرون

للدعاء ثانیا وھو یطیل صلاته حتی ان متولی المسجد یجبرون الامام الموظف علی ترویج ھذا الدعاء المذکور بعدالسنن والنوافل علی سبیل الالتزام ومن لم یرض بذلک یعزلونه عن الامامة ویطعنون ولایصلون خلف من لایصنع بمثل صنیعھم وایم الله ان ھذا امر محدث فی الدین "......(اعلاء السنن : ۲۰۵/۳)

"وذکر القدوری انه اذا فاتته الجماعة جمع باھله فی منزله وان صلی وحده "......(بدائع الصنائع : ۳۸۵/۱)

"فائدة واعلم ان الادعیة بھذه الھیئة الکذائیة لم تثبت عن النبی ﷺ ولم یثبت عنه رفع الایدی دبر الصلوات فی الدعوات الا اقل قلیل ومع ذلک وردت فیه ترغیبات قولیة والامر فی مثله ان لایحکم علیه بالبدعة فھذه الادعیة فی زماننا لیست بسنة بمعنی ثبوتھا عن النبی ﷺ ولیست ببدعة بمعنی عدم اصلھا فی الدین والوجه فیه ماذکرته فی رسالتی نیل الفرقدین ص۱۳۳ ان اکثر دعاء النبی ﷺ کان علی شاکلة الذکر لایزال لسانه رطبا به ویبسطه علی الحالات المتواردة علی الانسان من الذین یذکرون الله قیاما وقعودا وعلی جنوبھم ویتفکرون فی خلق السموات والارض ومثل ھذا فی دوام الذکر علی الاطوار لاینبغی له ان یقصر امره علی الرفع فان حالة خاصة لمقصد جزئی وھو وعاء المسئلة فان ذقت ھذا نفس عن کرب ضاق بھا الصدر لاان الرفع بدعة فقدھدی الیه فی قولیات کثیرة وفعله بعدالصلاة قلیلا وھکذا شانه فی باب الاذکار والاوراد اختار لنفسه مااختاره الله له وبقی اشیاء رغب فیھا للامة فان التزم احدمنا الدعاء بعدالصلوة برفع الید فقد عمل بمارغب فیه وان لم یکثره بنفسه فاعلم ذلک "......(فیض الباری علی صحیح البخاری : ۱۶۷/۲)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆

فرض نمازوں کے بعد اجتماعی دعا کا ثبوت:

مسئلہ(۲۱۴): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ فرض نمازوں کے بعد اجتماعی طور پر دعا کرنا کیسا ہے؟ نیز بعض لوگ اس کو بدعت کہتے ہیں اس کے بارے میں شرعی طور پر وضاحت فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوھاب

فرض نمازوں کے بعد دعا ثابت ہے اور امت کا صدیوں سے اس پر تعامل بھی ہے لہذا اس کو بدعت قرار دینا درست نہیں ہے، تفصیل کے لیے ملاحظہ کریں کتاب" النفائس المرغوبة فی حکم الدعاء بعد المکتوبة " از حضرت مفتی کفایت اللہ صاحب دہلوی رحمہ اللہ تعالی۔

"عن ابی امامة رضی اللہ تعالی قال قیل یارسول اللہ ای الدعاء اسمع قال جوف الیل الآخر ودبر الصلوات المکتوبات، اخرجہ الترمذی وقال حسن،فتح الباری ۱۱ :۱۳،وقال فی الدرایة ۱۳۸ بعدماعزاہ الی الترمذی والنسائی رجالہ ثقات"......(اعلاء السنن :۱۹۴/۳)(مشکوۃ: ۱/ ۹۰)

"عن انس رضی اللہ عنہ عن النبی ﷺ انہ قال مامن عبدبسط کفیہ فی دبر کلصلوۃ ثم یقول اللھم الھی والہ ابراھیم واسحاق ویعقوب والہ جبرئیل ومیکائیل واسرافیل اسئلک ان تستجیب دعوتی فانی مضطر وتعصمنی فی دینی فانی مبتلی وتنالنی برحمتک فانی مذنب وتنفی عنی الفقر فانی متمسکن الاکان حقاعلی اللہ عزوجل ان لایردیدیہ خائبین"......(اعلاء السنن:۳/ ۲۰۰)

"اخرجہ الحافظ ابوبکرابن ابی شیبہ فی المصنف عن الاسود العامری عن ابیہ قال صلیت مع رسول اللہ ﷺ الفجرفلماسلم انصرف ورفع یدیہ ودعا"......(اعلاء السنن:۳/ ۲۰۱)

واللہ تعالی اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆

فرض نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا:

مسئلہ(۲۱۵): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہم ہمیشہ سے فرض نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا مانگتے ہیں جب کہ اب ہم نے مفتی رشید احمد صاحب کے وعظ میں پڑھا ہے کہ فرض نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا مسنون نہیں ہے، مگر جب کوئی حاجت ہو تو مانگ سکتے ہیں جب کہ اس سے پہلے بہت سی کتابوں میں یہ پڑھتے آئے ہیں کہ فرض نماز کے بعد دعا قبول ہوتی ہے اور ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا مسنون ہے، اور اگر یہ کہا جائے کہ اگر کوئی ضروری حاجت ہو ہاتھ اٹھا کر دعا مانگ سکتے ہیں تو یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ انسان تو ہر صورت میں حاجت مند ہے اب یہاں ضروری حاجت سے کیا مراد ہے؟ وضاحت فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوهاب

فرض نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا صحیح ہے البتہ آہستہ آواز سے بہتر ہے، اور اس کا لازمی سمجھنا درست عقیدہ نہیں ہے، دعا کے اندر دوام درست ہے، البتہ دوام اور التزام میں فرق ہے، مفتی صاحب التزام کو درست نہیں مانتے۔

"عن الاسود العامری عن ابیه قال صلیت مع رسول الله ﷺ الفجر فلما سلم انصرف ورفع یدیه ودعا"......(مجموعة الفتاوی: ۱/۱۰۰)

"عن ابی هریرة ان رسول اللّٰه ﷺ رفع یدیه بعد ما سلم وهو مستقبل القبلة فقال اللهم خلص الولید بن الولید ذکر ابن کثیر فی تفسیر قوله تعالیٰ الا المستضعفین من الرجال "......(معارف السنن: ۳/۱۲۲)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆
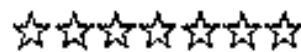
دعا بعد الصلاۃ:

مسئلہ(۲۱۶): کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ نماز ظہر عشاء اور نماز جمعہ (یعنی ایسی نماز جس کے بعد سنتیں وغیرہ ادا کی جاتی ہیں) کے بعد امام کی اجتماعی لمبی دعا کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ اور اس میں سنت طریقہ کیا ہے؟ نیز نماز فجر اور عصر کے بعد امام کے لیے کتنی لمبی اجتماعی دعا کرنا سنت ہے۔

الجواب باسم الملک الوھاب

جن نمازوں کے بعد سنتیں ہیں ان کے بعد زیادہ لمبی دعائیں مانگنا خلاف اولیٰ ہے اور جن کے بعد سنتیں نہیں اس کے بعد انفرادی طور پر جتنی لمبی دعائیں مانگنا چاہیں مانگ سکتے ہیں، اجتماعی دعا میں حاضرین کا خیال رکھنا ضروری ہے۔

"قال الشیخ فی فتح القدیر فی باب النفل (۱/۳۱۳، ۳۱۴) ملخصه ان المسنون عدم الفصل بین الفریضة والسنن الاقدر مایقول اللهم انت السلام کمافی حدیث عائشة عندمسلم والترمذی وهوالذی ذکره فی شرح الحاکم الشهید"......(معارف السنن: ۳/۱۱۸)

"کل صلوة بعدها سنة یکره القعود بعدها والدعاء بل یشتغل بالسنة کی لایفصل بین السنة والمکتوبة وعن عائشة رضی الله عنها ان النبی ﷺ کان یقعدمقدارمایقول اللهم انت السلام الخ کماتقدم فلایزید علیه اوعلی قدره"......(حاشیة الطحطاوی علی مراقی الفلاح: ۳۱۲)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

فرائض کے بعد دعا کے دوام اور التزام میں فرق ہے:

مسئلہ(۲۱۷): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہم ہمیشہ سے فرض نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا مانگتے ہیں جبکہ اب ہم نے مفتی رشید احمد صاحب کے وعظ میں پڑھا ہے کہ فرض نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا مسنون نہیں ہے مگر جب کوئی حاجت ہو تو مانگ سکتے ہیں جبکہ اس سے پہلے بہت سی کتابوں میں یہ پڑھتے آئے ہیں کہ فرض نماز کے بعد دعا قبول ہوتی ہے اور ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا مسنون ہے اور اگر یہ کہا جائے کہ اگر کوئی ضروری حاجت ہو تو ہاتھ اٹھا کر دعا مانگ سکتے ہیں تو یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ انسان تو ہر صورت میں حاجت مند ہے اب یہاں ضروری حاجت سے کیا مراد ہے؟، نیز ہم نفل نماز کے بعد سجدہ میں جا کر دعا مانگتے ہیں، اب ہم نے یہ پڑھا ہے کہ کسی بھی نماز یعنی (نفل یا فرض) کے بعد سجدہ میں جا کر دعا مانگنا مکروہ تحریمی ہے، یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ پھر سجدہ میں دعا کب مانگی جائے قرآن وسنت کی روشنی میں جواب سے مطلع فرمائیں؟

الجواب باسم الملک الوهاب

فرض نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا ثابت ہے البتہ اخفاء بہتر ہے" خیر الدعاء الخفی" حدیث کی وجہ سے اور اس کا التزام یعنی عقیدۂ ضروری سمجھنا درست نہیں کہ تارک کو ہدف ملامت بنایا جائے دوام درست ہے دوام اور التزام میں فرق ہے مفتی رشید احمد صاحب بھی اس کو ثابت مانتے ہیں البتہ التزام اور جہر کو درست نہیں مانتے۔

"عن الاسود العامری عن ابیه قال صلیت مع رسول الله ﷺ الفجر فلما سلّم انصرف ورفع یدیه ودعا......(مجموعة الفتاوی: ۱/۱۰۰)

"املی علی المغیرة بن شعبة فی کتاب الی معاویة ان النبی ﷺ کان یقول فی دبر کل صلوة مکتوبة لا اله الا الله وحده لاشریک له له الملک وله الحمد وهو علی کل شئ قدیر،اللهم لامانع لما أعطیت ولامعطی لما منعت ولاینفع ذا الجدمنک الجد"......(رواه البخاری: ۱/۱۱۷)

"ویستحب للامام......یدعون لأنفسهم وللمسلمین رافعی ایدیهم ثم یمسحون بها وجوههم"......(حاشیة الطحطاوی علی مراقی الفلاح: ۳۱۶)

"عن أبی هریرةؓ ان النبی ﷺ رفع یدیه بعدما سلم وهو مستقبل القبلة فقال"اللهم.......فهذه وماشاکلها من الروایات فی الباب تکادتکفی حجة لما اعتاده الناس فی البلادمن الدعوات الاجتماعیة دبر الصلوات"......(معارف السنن: ۳/۱۲۳)

۲۔ کسی مخصوص نماز کے بعد سجدہ شکر میں جا کر دعا مانگنے کو فقہاء نے مکروہ لکھا ہے بغیر عقیدہ تخصیص وقت نفس سجدہ شکر مستحب ہے۔

"(وسجدة الشکر مستحبة به یفتی لکنها تکره بعدالصلوة) الضمیر للسجدة مطلقاقال فی شرح المنیة آخر الکتاب عن شرح القدوری للزاهدی امابغیر سبب فلیس بقربة ولامکروه ومایفعل عقیب الصلوة فمکروه لان الجهال یعتقدونهاسنة أوواجبة وکل مباح یؤدی الیه فمکروه(قوله فمکروه)

الظاھر انھا تحریمیة لانہ یدخل فی الدین مالیس منہ"......(الدر مع الرد: ۱/ ۵۷۷)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

دعا بعد المکتوبات میں اخفاء افضل ہے:

مسئلہ (۲۱۸): ہماری مسجد میں امام صاحب فرض جماعت کے بعد اجتماعی دعا کے لیے جہری الحمد للہ کہہ کر ہاتھ اٹھا کر خاموش ہو جاتے ہیں مختصر وقفہ کے بعد جہری اجمعین کہہ کر منہ پر ہاتھ پھیر لیتے ہیں تو مقتدی بھی آمین کہہ کر منہ پر ہاتھ پھیر لیتے ہیں چند مقتدی اعتراض کرتے ہیں کہ جہری دعا مانگی جائے؟

۲۔ امام صاحب سلام پھیر کر قبلہ رو ہو کر بیٹھے درود، وظیفہ کرتے رہتے ہیں جبکہ عام مساجد میں امام صاحب سلام پھیرنے کے بعد شمال یا مقتدیوں کی طرف منہ کرتے ہیں۔

۳۔ امام صاحب جماعت کراتے وقت سر پر ٹوپی کے علاوہ رومال سے سر، گردن اور کان چھپا لیتے ہیں، حالانکہ مسجد میں دو ہیٹر لگے ہوتے ہیں سردی کا عذر نہ ہونے کے باوجود سر کان، گردن رومال سے چھپا لیتے ہیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

خاموشی سے دعا مانگنا زیادہ افضل ہے، کیونکہ قرآن پاک میں آیا ہے کہ "ادعوا ربکم تضرعا وخفیة" (سورہ اعراف) نیز آپ حضرات جان بوجھ کر امام صاحب کو تنقید کا نشانہ نہ بنایا کریں امام صاحب کا رومال سے سر، کان، گردن کا چھپا لینا یہ کوئی خلاف شرع کام نہیں ہے، لہٰذا آپ ایسی باتوں کی طرف توجہ نہ دیا کریں، امام صاحب کا انداز تعامل امت کے موافق ہے، سلام پھیرنے کے بعد امام کو اختیار ہے، خواہ دائیں طرف مڑ جائے یا بائیں طرف یا اپنی جگہ سے اٹھ جائے، البتہ خاص طور پر وہ نمازیں جن کے بعد سنن و نوافل بھی ہیں ان میں قبلہ کی طرف رخ کر کے نہ بیٹھے فقہاء نے اسے بدعت کہا ہے۔

"فاذاتمت صلوۃ الامام فھو مخیر ان شاء انحرف عن یسارہ وان شاء انحرف عن یمینہ وان شاء ذھب الی حوائجہ"......(حلبی کبیری: ۲۹۶)

"قالوا ان کان اماما وکانت صلوۃ یتنفل بعدھا فانہ یقوم ویتحول عن مکانہ اما یمنة أو یسرۃ وخلفہ والجلوس مستقبلا بدعة وان کان لایتنفل

بعدها يقعد مكانه وان شاء انحرف يمينا أو شمالا وان شاء استقبلهم بوجهه الا ان يكون بحذائه مصلي"......(البحر الرائق: ۱/ ۵۸۵)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

سنتوں کے بعد اجتماعی دعا کرنے کا حکم:

مسئلہ(۲۱۹): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ دعا نماز سنت کے فراغت کے بعد امام اور جملہ مقتدی کرتے ہیں اور اسی طریقہ کو عین سنت نبوی کہتے ہیں اور اسی طریقہ پر دعا نہ کرنے والے کو لعن طعن کی جاتی ہے مہربانی فرما کر قرآن وسنت کی روشنی میں جواب دے کر مشکور فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوهاب

سنتوں کے بعد انفرادی دعا مسنون ہے، اجتماعی دعا نہ سنت ہے نہ بدعت، لہذا نہ کرنے والوں پر نکیر نہ کی جائے اور کرنے والوں پر بھی نکیر نہ کی جائے۔

"واعلم ان الادعية بهذه الهيئة الكذائية لم تثبت عن النبي ﷺ ولم يثبت عنه رفع الايدي دبر الصلوات في الدعوات الا اقل قليل ومع ذلك وردت فيه ترغيبات قولية والامر في مثله ان لا يحكم عليه بالبدعة فهذه الادعية في زماننا ليست بسنة بمعنى ثبوتها عن النبي ﷺ وليست ببدعة بمعنى عدم اصلها في الدين والوجه فيه ماذكرته في رسالتي نيل الفرقدين ص ۱۳۳، ان اكثر دعاء النبي ﷺ كان على شاكلة الذكر لايزال لسانه رطبا به "......(فيض الباري : ۲/۱۶۷)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

فرضوں کے بعد اجتماعی دعا کا حکم:

مسئلہ(۲۲۰): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ نماز فرض باجماعت کے بعد امام صاحب اجتماعی دعا مانگ سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

حضور ﷺ کے اقوال وافعال کو دیکھتے ہوئے یہ خلاصہ نکلتا ہے کہ ہر اجتماعی عمل کے بعد اجتماعی دعا ہے اور انفرادی عمل کے بعد انفرادی دعا کرنا مرغوب اور مطلوب ہے۔

"واعلم ان الادعية بهذه الهيئة الكذائية لم تثبت عن النبی ﷺ ولم يثبت عنه رفع الايدی دبر الصلوات فی الدعوات الاقل قليل ومع ذلک وردت فيه ترغيبات قولية والامر فی مثله ان لايحكم عليه بالبدعة فهذه الادعية فی زماننا ليست بسنة بمعنی ثبوتها عن النبی ﷺ وليست ببدعة بمعنی عدم اصلها فی الدين والوجه فيه ماذكرته فی رسالتی نيل الفرقدين ص ۱۳۳، ان اكثر دعاء النبی ﷺ كان علی شاكلة الذكر لايزال لسانه رطبابه "......(فيض الباری : ۲/۱٦۷)

"عن ابی امامة قال قيل يارسول الله ای الدعاء اسمع ؟ قال جوف الليل الاخير ودبر الصلوات المكتوبات (الحديث) وقال العلامة ظفر احمد عثمانی ،قلت فيه اثبات الدعاء بعدالصلاة ......قدثبت ذلک عنه ﷺ قولا وفعلا فهذاحديث ابی امامة فيه ارشادالامة بالدعاء بعدالصلوات المكتوبات واماتاويله بان المراد من دبر الصلوات ماقبل السلام كمازعمه ابن القيم فباطل ......والحاصل ان ماجری به العرف فی ديارنا من ان الامام يدعوفی دبر الصلوات مستقبلا للقبلة ليس ببدعة بل له اصل فی السنة "......(اعلاء السنن : ۳/۱۹۹،۱۹۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

فرض نماز کے بعد دعا کرنے کا حکم:

مسئلہ(۴۴): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ فرض نماز کے بعد دعا مانگنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوهاب

فرض نماز کے بعد دعا مانگنا جائز ہے۔

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے رسالہ " استحباب الدعوات عقیب الصلوات" جو کہ خلاصہ ہے کتاب " مسلک السادات الی سبیل الدعوات" کا، دعا کا مستحب ہونا لکھا ہے ہر منفرد اور امام اور جماعت کے لیے، اور اس کو احادیث معتبرہ اور مذاہب اربعہ کی روایات فقہیہ سے ثابت فرمایا ہے (امداد الفتاویٰ: ۱/۵۵۹)

"فان التزم احدمنا الدعاء بعدالصلاۃ برفع الیدفقدعمل بمارغب فیه وان لم یکثره بنفسه فاعلم ذلک اه " ......(فیض الباری : ۲/۱۶۷)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

فرض نمازوں کے بعد دعا کی شرعی حیثیت:

مسئلہ(۲۲۲): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ فرض نمازوں کے بعد دعا کی شرعی حیثیت (بلند آواز یا دل میں) تضرعا وخفیہ کی تشریح کیا ہے؟

الجواب باسم الملک الوهاب

(۱) فرض نمازوں کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا سنت نبوی ہے۔

"حدثنا محمدبن یحیٰ الاسلمی قال رأیت عبداللہ بن زبیر ورای رجلا رافعایدیه قبل ان یفرغ من صلاته فلمافرغ منها قال له ان رسول اللہ ﷺ لم یکن یرفع یدیه حتی یفرغ من صلاته اخرجه ابن ابی شیبة ورجاله ثقات " ......(اعلاء السنن : ۳/۱۶۱)

"عن الفضل بن عیاض رضی اللہ عنه قال قال رسول اللہ ﷺ الصلوۃ مثنی مثنی تشهدفی کل رکعتین وتخشع وتفرغ وتمسکن وتقنع یدیک یقول ترفعهماالی ربک مستقبلا ببطونها وجهک وتقول یارب یارب من لم یفعل ذلک فهی کذافهی کذا رواہ ترمذی والنسائی وابن خزیمة فی صحیحه

وترددفی ثبوتک قال الترمذی وقال غیرابن المبارک فی هذالحدیث من لم یفعل ذلک فهی خداج قلب وهو کذالک عندابی داؤدوابن ماجة والحدیث رجاله ثقات "......(اعلاء السنن : ۳/۱۶۵)

"واماذکرنا معه من اثرالاسود العامری عن ابیه انه صلی مع رسول الله ﷺ الفجر فلماسلم انصرف رفع یدیه ودعا"......(اعلاء السنن :۳/۱۶۷)

"فثبت ان الدعاء مستحب بعدکل صلوۃ مکتوبة متصلا بها برفع الیدین کماهوشائع فی دیارنا ودیارالمسلمین قاطبة"......(اعلاء السنن : ۳/۱۶۷)

واضح رہے کہ سنت سے مراد سنت زائدہ ہے، جہرا گر کبھی کبھی تعلیم کی نیت سے ہوتو جائز ہے ہمیشہ کے لیے جہر درست نہیں ہے۔

"وفی البزازیة اذادعا بالدعاء الماثور جهرا وجهرمعه القوم ایضالیتعلموا الدعاء لاباس به واذاتعلموا یکون الجهر بدعة"......(السعایة علی شرح الوقایة : ۲/۲۶۱)

جونمازیں اجتماعی طور پر یعنی جماعت کے ساتھ پڑھی جاتی ہوں ان کے بعد اجتماعی دعا مستحب ہے، جیسا کہ نماز استسقاء، کسوف، تراویح وغیرہ ، اور جو سنن یا نوافل انفرادی طور پر یعنی بغیر جماعت کے ادا ہوں ان کے بعد انفرادی دعا بہتر ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

فرضوں کے بعد اجتماعی دعا کی شرعی حیثیت اور سنت طریقہ؟

مسئلہ(۲۲۳): کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ نماز ظہر عشاء اور نماز جمعہ (یعنی ایسی نماز جس کے بعد سنتیں وغیرہ ادا کی جاتی ہیں) کے بعد امام کی اجتماعی لمبی دعا کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ اور اس میں سنت طریقہ کیا ہے؟ نیز نماز فجر اور عصر کے بعد امام کے لیے کتنی لمبی اجتماعی دعا کرنا سنت ہے۔

الجواب باسم الملک الوهاب

فرض نمازوں کے بعد اجتماعی لمبی دعا کرنا جیسا کہ ہمارے دیار میں متعارف ہے کہ سب جمع ہو کر ہیئت

اجتماعیہ کے ساتھ بیٹھ جاتے ہیں اور امام جہراً دعا کرتا ہے اور باقی سب مل کر اس کی دعا میں شریک ہوتے ہیں یہ مکروہ ہے الا یہ کہ امام کبھی کبھار تعلیم عوام کے لیے ایسا کرے تو گنجائش ہو سکتی ہے۔

" اذادعا بالدعاء المأثور جهرا ومعه القوم ايضا ليتعلموا الدعاء لاباس به واذاتعلموا حينئذ يكون جهرا القوم بدعة"......(فتاوىٰ الهندية : ٥/٣١٨)

باقی فرض نمازوں کے بعد دعا کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ جن نمازوں کے بعد سنتیں ادا کرنی ہوں ان نمازوں میں امام فرض ادا کرنے کے بعد "اللهم انت السلام ومنک السلام تبارکت یاذاالجلال والاکرام" یہ دعا کہنے کے بعد یا اس کے بقدر کوئی مسنون دعاء مانگ کر سنتیں ادا کرنے میں مشغول ہو جائے اور سنتیں ادا کرنے کے لیے دائیں یا بائیں جانب کو سرک جائے، اور سنتوں کے بعد لوگوں کی طرف منہ کر کے بیٹھ جائے، اور اگر فرض نماز کے بعد سنتیں نہ ہوں تو فرض نماز کے بعد ہی مقتدیوں کی جانب منہ کر کے بیٹھ جائے، پھر کچھ دیر اوراد کر لیے جائیں، جن میں بہتر یہ ہے کہ جو آپ ﷺ سے ثابت ہیں ان کو کر لیں، پھر اس کے بعد دعا کے لیے ہاتھ اٹھائیں اور دعا کے بعد ہاتھوں کو چہرے پر مسح کر لیں۔

"(القيام الى السنة متصلا بالفرض مسنون) غير انه يستحب الفصل بينهما كما كان عليه السلام اذسلم يمكث قدرمايقول اللهم انت السلام ومنک السلام واليک يعودالسلام تبارکت ياذالجلال والاكرام ثم يقوم الى السنة " ......(مراقى الفلاح مع حاشية الطحطاوى : ٣١٢)

"ويستحب للامام بعدسلامه ان يتحول الى يساره لتطوع بعدالفرض وان يستقبل بعده الناس ويستغفرون الله ويقرؤن آية الكرسي والمعوذات وليسبحون ثلاثا وثلاثين ويحمدونه كذالک ويكبرونه كذلک ثم يقولون لااله الاالله وحده لاشريک له له الملک وله الحمد وهوعلى كل شيء قدير ،ثم يدعون لانفسهم وللمسلمين رافعي ايديهم ثم يمسحون بهاوجوههم فى آخره"......(نورالايضاح : ٨٠)

"وان لم يكن له نافلة يستقبل الناس "......(حاشية نورالايضاح)

"كل صلوة بعدهاسنة يكره القعود بعدها والدعاء بل يشتغل بالسنة كي

لایفصل بین السنة والمکتوبة وعن عائشة ان النبی ﷺ کان یقعد مقدار مایقول اللھم انت السلام الخ کماتقدم فلایزید علیه اوعلی قدرہ "

......(حاشیة الطحطاوی علی مراقی الفلاح : ۳۱۲

ان تمام عبارات سے امام کے لیے مسنون طریقہ ثابت ہوجاتا ہے لیکن جومروجہ طریقہ بعض مساجد میں پایا جاتا ہے کہ سب مل کر جہراً اجتماعی دعا کا اہتمام کرتے ہیں یہ ثابت نہیں، لہذا یہ مکروہ تنزیہی ہے، الا یہ کہ تعلیم کی غرض سے ہوتو گنجائش ہوسکتی ہے۔

"اذادعاالمذکر علی المنبر دعاء ماثورا والقوم یدعون معه ذلک فان لتعلیم القوم فلاباس به وان لم یکن لتعلیم القوم فھومکروہ "......(فتاویٰ الھندیة: ۵/۳۱۸)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

نماز کے بعد دعا کرنے کا حکم:

مسئلہ(۲۲۴): جناب مؤدبانہ گزارش ہے کہ قرآن وسنت کی روشنی میں یہ مسئلہ ہمیں بتادیں کہ نماز کے بعد دعا کرنا ثواب ہے دعا نہ کرنا گناہ تو نہیں ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

نماز کے بعد دعا کرنا شریعت مطہرہ سے ثابت ہے اور دعا کرنا ثواب کا کام ہے اور اگر نہ کریں تو گناہ بھی نہیں ہے۔

" ثم یدعوا لانفسھم وللمسلمین بالادعیة الماثورة الجامعة لقول ابی امامة قیل یارسول اللہ ای الدعاء اسمع قال جوف الیل الاخیرودبرالصلوات المکتوبات ......رافعی ایدیھم حذاء الصدر وبطونھا ممایلی الوجه بخشوع وسکون ......ثم یمسحون بھاای بایدیھم وجوھھم فی آخرہ"......(مراقی الفلاح شرح نورالایضاح: ۷۳)

"ان کان صلوۃ لاتطوع بعدھا یتخیر ان شاء انحرف عن یمینه اوعن یساره وان شاء ذھب فی حوائجه"......(فتاویٰ التاتارخانیة: ۱/۳۰۵)

" فاذاتمت صلوۃ الامام فھومخیران شاء انحرف عن یساره......وان شاء ذھب الی حوائجه لانه قضی صلوته وقدقال الله تعالیٰ ،فاذاقضیت الصلوۃ فانتشروافی الارض والامر للاباحة وکونه فی الجمعة لاینفی کونه فی غیرھا بل یشتبه بطریق الدلالة "......(حلبی کبیری: ۲۹۶)

"ثم یدعوابحاجته لقوله تعالی ،فاذافرغت فانصب والی ربک فارغب، قیل معناہ اذافرغت من الصلوۃ فانصب للدعاء وارغب الی الله تعالی بالاجابة"......(المبسوط :۱/۱۲۳)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

فرض نماز کے بعد سراً دعا کرنے کا حکم:

مسئلہ(۲۲۵): کیافرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہماری مسجد میں امام صاحب فرض جماعت کے بعداجتماعی دعاکے لیے جہری الحمدللہ کہہ کر ہاتھ اٹھاکر خاموش ہوجاتے ہیں،مختصر وقفہ کے بعد جہری اجمعین کہہ کرمنہ پر ہاتھ پھیر لیتے ہیں تو مقتدی بھی آمین کہہ کرمنہ پر ہاتھ پھیر لیتے ہیں،چندمقتدی اعتراض کرتے ہیں کہ جہری دعامانگی جائے؟شرعی حکم تحریرفرمائیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

مذکورہ امام صاحب کاطریقہ دعاصحیح ہے کیونکہ خفیہ طور پر دعامانگ رہاہےاورافضل دعامیں یہ ہے کہ دل دل میں دعامانگی جائے لہذاامام صاحب کوجہراًدعاکرنے پرمجبورنہ کیاجائے۔

"ادعواربکم تضرعاوخفیة "......(سورۃ الاعراف)

"ولیحذرواجمیعا من الجھر بالذکر والدعاء عندالفراغ من الصلاۃ ان کانت فی جماعة لان ذالک من البدع"......(خلاصة الفتاویٰ : ۳/۲۳۳)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

سنتوں کے بعد اجتماعی دعا کے التزام کا حکم:

مسئلہ(۲۲۶): کیا فرماتے ہیں مفتیان صاحبان اس مسئلے کی بابت کہ آج کل جو طریقہ دیہاتوں میں رائج ہے کہ سنت ونوافل پڑھنے کے بعد لوگ دعا کے لیے بیٹھے رہتے ہیں اور امام صاحب فارغ ہوکر دعا منگواتے ہیں بلکہ امام صاحب کو دعا منگوانے پر مجبور کرتے ہیں آیا یہ طریقہ استلزام خلاف سنت ہے یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

صورت مسئولہ کے اندر جو سنتیں ونوافل فرض نماز کے بعد پڑھی جاتی ہے، ان سنتوں کے بعد انفرادی دعا مسنون ہے جب کہ اجتماعی دعا نہ سنت ہے اور نہ بدعت، اور اس پر امام کو مجبور کرنا جہالت ہے، صحابہ کرام اور بالخصوص آنحضرت ﷺ کا معمول یہ تھا کہ سنن اور نوافل گھر جا کر ادا کرتے تھے۔

”واعلم ان الادعية بهذه الهيئة الكذائية لم تثبت عن النبي ﷺ ولم يثبت عنه رفع الايدى دبر الصلوات فى الدعوات الاقل قليل ومع ذلک وردت فيه ترغيبات قولية والامر فى مثله ان لايحكم عليه بالبدعة فهذة الادعية فى زماننا ليست بسنة بمعنى ثبوتها عن النبي ﷺ وليست ببدعة بمعنى عدم اصلها فى الدين “......(فيض البارى: ۲/۱۶۷)

”عن زيد بن ثابت ان النبي ﷺ قال صلوة المرء فى بيته افضل من صلوته فى مسجدى هذا الا المكتوبة“......(سنن ابى داؤد: ۱/۱۵۷)

واللہ تعالی اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

نماز کے بعد دعا میں دیر کرنا:

مسئلہ(۲۲۷): محترم مفتی صاحب دامت برکاتہم گزارش ہے کہ ایک مسئلے کی وضاحت فرمادیں کہ نماز جمعہ کی ادائیگی کے فوراً بعد دعا مانگنے سے پہلے مسجد میں رومال پھیر کر چندہ اکٹھا کرنا اور اس دوران چندہ جمع ہونے تک امام صاحب کا دوبارہ وعظ شروع کر دینا کس حد تک شریعت کی رو سے درست ہے؟ اور آیا نماز جمعہ یا کسی اور فرض نماز کے بعد دعا فوراً مانگنی چاہیے یا تاخیر سے مانگنی چاہیے برائے مہربانی شفقت فرما کر اس مسئلہ کی شرعی حیثیت واضح فرمادیں۔

الجواب باسم الملک الوھاب

مسجد کی ضروریات کے لیے مسجد میں چندہ کرنا درست ہے، لیکن اس چندہ کے لیے امام صاحب کا سنتوں میں زیادہ تاخیر کرانا درست نہیں ہے، وہ فرض نمازیں جن کے بعد سنتیں ہیں ان کے بارے میں فقہاء نے فرمایا ہے کہ نماز ادا کرنے کے بعد دعا میں اختصار کرنا چاہیے، اور جتنا جلدی ہو سکے سنتیں ادا کرنی چاہئیں۔

"یکرہ اعطاء سائل المسجد الا اذا لم یتخط رقاب الناس فی المختار لان علیا رضی اللہ عنہ تصدق بخاتمہ فی الصلاۃ فمدحہ اللہ تعالی بقولہ ویوتون الزکوۃ وھم راکعون "......(ردالمحتار : ۱/۳۸۸)

"(قولہ الابقدر اللھم) لمارواہ مسلم والترمذی عن عائشۃ رضی اللہ عنھا قالت کان رسول اللہ ﷺ لایقعد الا بمقدار مایقول اللھم انت السلام ومنک السلام تبارکت یاذاالجلال والاکرام واماماوردمن الاحادیث فی الاذکار عقیب الصلاۃ فلادلالۃ فیہ علی الاتیان بھا قبل السنۃ بل یحمل علی الاتیان بھا بعدھا " ......(ردالمحتار : ۱/۳۹۱)

"قولہ الاشتغال بالسنۃ عقیب الفرض افضل من الدعاء ذکر شمس الائمۃ الحلوانی انہ لا باس بان یقرء بین الفرض والسنۃ الاوراد انتھی، اقول لاباس یستعمل لما ترکہ اولی وماترکہ اولی مرجعہ الی کراھۃ التنزیہ فیستفاد منہ ان قراءۃ الاوراد بین الفریضۃ والسنۃ مکروہ تنزیھا"......(شرح الاشباہ والنظائر : ۱/۳۶۵)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

فرض نماز کے بعد اجتماعی دعا کرنا:

مسئلہ(۲۲۸): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ فرضوں کے بعد اجتماعی دعا کرنے کا کیا حکم ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

فرض نمازوں کے بعد اصل سنت ہاتھ اٹھا کر انفرادی طور پر دعا کرنا ہے کیونکہ حضور ﷺ اور صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے اجتماعی دعا بعد از صلوۃ مکتوبہ ثابت نہیں ہے۔

البتہ اجتماعی دعا کو بدعت نہیں کہہ سکتے کیونکہ یہ اصول دین کے خلاف نہیں ہے البتہ عمل قلیل اور ترغیبات قولیہ اس میں کافی موجود ہیں، لہٰذا اجتماعی دعا کرنا جائز ہے اگر اجتماعی دعا کو لازمی سمجھ لیا جائے اور اسمیں شامل نہ ہونے والوں کو سب وشتم کیا جائے تو یقیناً یہ بدعت ہے بشرطیکہ سب وشتم دعا کے چھوڑنے کی وجہ سے ہو نہ کہ دعا کے انکار پر۔

"(مکث الامام فی مصلاہ بعدالسلام) واعلم ان السنة الاکثریه بعدالصلوات الانصراف الی البیوت بدون مکث الابقدرخروج النساء وکان فی الاذکار والادعیة کل امیر نفسه ولم یثبت شاکلته الجماعة فیها کماهوالمعروف الان الافی نذرمن المواضع.(فیض الباری: ۲/۳۱۷)

واعلم ان الادعیة بهذه الهیئة الکذائیة لم یثبت عن النبی ﷺ ولم یثبت عنه رفع الایدی دبرالصلوات فی الدعوات الا أقل قلیل ومع ذلک وردت فیه ترغیبات قولیة والامرفی مثله ان لایحکم علیه بالبدعة فهذه الادعیة فی زماننالیست بسنة بمعنی ثبوتهاعن النبی ﷺ ولیست ببدعة بمعنی عدم أصلهافی الدین"......(فیض الباری: ۲/۱۶۷)

"کان النبی ﷺ لایرفع یدیه فی شئ من دعائه الافی الاستسقاء وفی مراسیل أبی داودانه کان لایرفعهماکل الرفع الافی الاستسقاء فعلم ان المرادمنه المبالغة فی الرفع البلیغ.ومن توهم منه علی نفی رفع الایدی فی غیره فقدأبعدعن الصواب.وقدأخرج الشیخ محی الدین النوویؒ نحواً من ثلاثین حدیثاعلی ثبوت الرفع عندالدعاء فهذا التوهم غلط قطعا،ثم ان هذا الرفع البلیغ فی الاستسقاء علی نظیرماعند"......(سنن أبی داؤد(ص: ۲/۳۸۰)

"عن ابن عباسؓ من تقسیم الادعیة وفیه دعاء ابتهال ویبالغ فیه الرفع"......(فیض الباری: ۲/۳۸۰)

" ثم ان ماراج فی کثیر من بلاد الهند الجنوبية الدعاء بكيفية مخصوصة بعد الرواتب يستقبل الامام المقتدين ويدعون رافعي ايديهم ثم ينادی الامام بصوت عال، الفاتحة، فيقرأ هو والمقتديون الفاتحة ثم يصلون على النبی ﷺ وبعضهم يتفنن فيه الى روح النبی ﷺ الفاتحة ويواظبون على هذا طول اعمارهم فی جميع صلواتهم ويلتزمونه التزام واجب وينكرون على امام ومأموم لايفعل ذلک، وربما يفضی بهم الانكار الى خصام شديد وجدال قبيح بل يؤدی الى قبائح وفظائع من الجهالات الفاحشة ففی مثل هذه يقال انه بدعة تضمنت بدعات كثيرة لا أرى لمثل هذا وجهة من السنة فافتتاح الدعاء بالثناء على الله ماهو أهله ثم الصلاة عليه السلام وان كان له أصل فی الشريعة ولكن الاختتام بالفاتحة والنداء لاعلام بقراء تها بصوت رفيع الفاتحة، ثم هذا التزام ثم تشديد على التارک کل ذلک بعيد عن السنة. والله يقول الحق وهو يهدی السبيل "......(معارف السنن: ۱۲۴/۳)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆
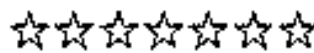
نماز کے بعد امام دعا کے لیے منہ کس طرف کرے؟

مسئلہ(۲۲۹): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ فرض نماز کے بعد امام مقتدیوں کی طرف منہ کر کے دعا کرے گا یا قبلہ کی طرف منہ کر کے دعا کرے گا کونسا طریقہ زیادہ بہتر ہے ان میں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

صورت مرقومہ میں امام کو چاہیے کہ جن نمازوں کے بعد سنن ونوافل وغیرہ نہ ہوں تو وہ مقتدیوں کی طرف منہ کرے اگر سامنے کوئی مسبوق نہ ہو اور اگر مسبوق ہو تو پھر دائیں یا بائیں پھر جائے یہ صورت بہتر ہے لیکن قبلہ کی طرف منہ کر کے بیٹھے رہنا مکروہ ہے۔

"وفی صلوۃ لاتطوع بعدها کالفجر والعصر يكره المكث قاعدا فی مكانه

مستقبل القبلة والنبى عليه السلام سمى هذا بدعة.........ثم هوبالخيار ان شاء ذهب وان شاء جلس فى محرابه الى طلوع الشمس وهوأفضل ويستقبل القوم بوجهه اذالم يكن بحذائه مسبوق فان كان ينحرف يمنة اويسرة والصيف والشتاء سواء هوالصحيح كذافى الخلاصة"......(الهندية : ١/٧٧)

" اذافرغ الامام من الصلاة فلايخلواما ان كانت صلوة لاتصلى بعدهاسنة أوكانت صلاة تصلى بعدهاسنة فان كانت صلاة لاتصلى بعدهاسنة كالفجروالعصرفان شاء الامام قام وان شاء قعدفى مكانه يشتغل بالدعاء لانه لاتطوع بعدهاتين الصلاتين فلابأس بالقعودالا انه يكره المكث على هيئة القبلة ....الى قوله:ويستقبل القوم بوجهه ان شاء ان لم يكن بحذائه أحديصلى.هكذافى حاشية الطحطاوى"......(بدائع الصنائع: ١/٣٩٣)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

فرض نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنا:

مسئلہ(۲۳۰): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ جولوگ فرض نماز پڑھ کر اور مکمل نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر اجتماعی دعا کرتے ہیں غیر مقلدین حضرات ہمیں منع کرتے ہیں۔

الجواب باسم الملک الوهاب

فرض نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا کرنا حدیث سے ثابت ہے۔

"حدثنامحمدبن يحيى الاسلمى قال رأيت عبدالله بن الزبيرؓ ورأى رجلارافعايديه يدعوقبل ان يفرغ من صلاته فلمافرغ منهاقال له ان رسول اللهﷺ لم يكن يرفع يديه حتى يفرغ من صلوته أخرجه ابن أبى شيبة رجاله ثقات"......(اعلاء السنن:٣/١٩٦)

"عن ابى أمامةؓ قال قيل يارسول الله ﷺ الذى أسمع قال جوف الليل

الاخیر ودبر الصلوات المکتوبات رواہ الترمذی وقال حسن فی الروایۃ

بعدمامبتداہ الی الترمذی والنسائی رجالہ ثقات"......(اعلاء السنن:۳/۱۹۴)

باقی سنت نماز کے بعد اجتماعی دعا کرنا ضروری نہیں ہے کیونکہ اجتماعی طور پر دعا ایک ہی بار ہے پھر دوبارہ سنتوں کے بعد مقتدیوں کے لیے امام کو اجتماعی طور پر دعا کے لیے مجبور کرنا درست نہیں۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

تراویح کے بعد دعا مانگی جائے یا وتروں کے بعد؟:

مسئلہ(۲۴۱): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ نماز تراویح کے بعد امام صاحب دعا مانگتے ہیں اور پھر نماز وتر شروع کرتے ہیں اور وتر پڑھنے کے بعد پھر اجتماعی دعا مانگتے ہیں کیا یہ دوبارہ مانگنے کا عمل صحیح ہے یا نہیں؟ وضاحت فرما کر مشکور فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوھاب

صورت مرقومہ میں امام کا صلوۃ تراویح یا وتر کے بعد ایک مرتبہ دعا کروانا کافی ہے، مگر افضل یہ ہے کہ نماز وتر کے بعد دعا کروائی جائے، کیونکہ وتر قیام اللیل کا حصہ ہے اور افضل یہ ہے کہ دعا قیام اللیل سے فارغ ہو کر کی جائے، چونکہ تراویح بھی قیام اللیل میں سے ہے اس لیے اگر کوئی دعا تراویح کے بعد کر لے تو اس کی بھی گنجائش ہے، اس لیے نماز تراویح کے بعد دعا کرنے والے پر طعن و تشنیع کرنا درست نہیں ہے۔

"حدثنا محمد بن یحیی الاسلمیؒ قال رأیت عبداللہ بن الزبیر رأی رجلا رافعا یدیہ قبل ان یفرغ من صلوتہ فلما فرغ عنھا قال لہ ان رسول اللہ ﷺ لم یکن یرفع یدیہ حتی یفرغ من صلوۃ أخرجہ ابن أبی شیبۃ ورجالہ ثقات اھ"......(اعلاء السنن:۳/۱۹۶س)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

(خشوع، متفرق)

فرض نماز کے بعد بقیہ نماز کہاں پڑھنی چاہیے؟

مسئلہ(۲۳۲): محترم مفتی صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ایک مسئلہ درپیش تھا جس کی وجہ سے آپ کو زحمت دینی پڑی، مسئلہ یہ ہے کہ ہمارے محلّہ کے امام صاحب فرض نماز پڑھا کر باقی نماز اپنے کمرے میں جا کر پڑھتے تھے پوچھنے پر بتایا گیا کہ سنت طریقہ یہی ہے، کیا یہ درست ہے؟ وضاحت فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوهاب

سنت کو مسجد میں ادا کرنا جائز ہے لیکن گھر یا ساتھ والے کمرے میں ادا کرنا افضل ہے، اور حضور ﷺ کا اکثر معمول یہی تھا لہٰذا اگر آدمی کو معلوم ہو کہ گھر میں جا کر کوئی ایسی مشغولیت نہیں ہوگی جس کی وجہ سے سنت چھوٹ جائے تو گھر میں ادا کرنی چاہئیں۔

"التطوع فی المساجد حسن وفی البیت افضل وبه کان یفتی الشیخ ابوجعفر"......(التاتارخانیة: ۱/۶۲۹)

"وفی الجامع الصغیر اذا صلی الرجل المغرب بالجماعة یصلی رکعتی المغرب فی المسجدان کان یخاف انه لورجع الی بیته یشتغل بشیء وان کان لایخاف فالافضل ان یصلی فی بیته لقوله علیه السلام خیر صلوة الرجل فی المنزل الاالمکتوبة"......(المحیط البرهانی: ۲/۲۳۶)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆

امام بقیہ نماز کس جگہ ادا کرے؟

مسئلہ(۲۳۳): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ امام نماز پڑھانے کے بعد اپنی جگہ پر ہی نماز پڑھے یا وہاں سے ہٹ کر بقیہ نماز ادا کرے اس کے بارے میں کوئی حدیث ہے یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوهاب

امام کا فرض نماز پڑھانے کے بعد اپنی نماز کی جگہ سے بقیہ نماز کے لیے ہٹنا احادیث مبارکہ سے ثابت ہے، بلکہ مقتدیوں کو بھی چاہیے کہ وہ جگہ تبدیل کریں۔

"عن مغيرة بن شعبة رضي الله عنه قال قال رسول الله ﷺ لايصلي الامام في الموضع الذي يصلي فيه حتى يتحول"......(سنن ابی داؤد: ۱/۳۴۵)

"عن ابي هريرة رضي الله عنه عن النبي ﷺ انه قال الحجر احدكم من صلوته ان يتقدم اويتاخرعن ابن عمررضي الله انه كره للامام ان يتنفل في المكان الذي ام فيه ،قال في البدائع روى عن ابي بكروعمر انهما كانااذافرغامن الصلوة قاما كانهماعلى الرضف"......(بذل المجهود: ۱/۳۴۵)

"واماالسنن التي بعدالفرائض فلاباس به بالاتيان بهافي المسجدفي المكان الذي يصلي فيه الفريضةوالاولى ان يمشي خطوه اوخطوتين والامام يتاخرعن المكان الذي صلى الفريضة لامحالة"......(المحيط البرهاني: ۲/۲۳۶)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆

فرضوں کے بعد اور سنتوں سے پہلے کوئی وظیفہ پڑھنا:

مسئلہ(۲۴۴): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ فرض نماز کے فوراً بعد سنت پڑھنے سے پہلے کوئی مخصوص ذکروغیرہ کرنا جائز ہے یا منع ہے؟

الجواب باسم الملک الوهاب

فرض نماز کے فوراً بعد سنن کی ادائیگی سے پہلے کوئی بھی مسنون مختصر ذکر و تسبیح کرنے میں کوئی حرج نہیں جیسا کہ نبی کریم ﷺ سے متفرق احادیث میں کافی سارے اذکار وادعیہ منقول ہیں مثلاً "اللهم انت السلام ومنك السلام واليك يعود السلام" پڑھنا ثابت ہے اوراس کی جگہ کوئی بھی دوسرا مختصر ذکر پڑھنا درست ہے، البتہ طویل اذکار واوراد کو سنن کی ادائیگی سے قبل پڑھنے سے احتراز کرنا چاہیے اور سنتوں کے بعد پڑھنا چاہیے کیونکہ جن فرائض کے بعد سنن ہیں ان کے بعد طویل اذکار وادعیہ کا ثبوت مشکل ہے البتہ جن نمازوں کے بعد سنتیں نہیں ہیں ان کے بعد طویل ذکر و تسبیحات کرنے میں کوئی حرج بھی نہیں ہے۔

”(الاذکار الواردۃ بعد) صلاۃ (الفرض) وفصلها وغیرها (القیام الی) اداء (السنۃ) التی تلی الفرض (متصلا بالفرض مسنون) غیر انه یستحب الفصل بینهما کما کان علیه السلام اذا سلم یمکث قدر مایقول ”اللھم انت السلام ومنک السلام والیک یعود السلام تبارکت یاذا الجلال والاکرام ثم یقوم الی السنۃ..... وقال الکمال (عن شمس الائمۃ الحلوانی) انه قال (لابأس بقرأۃ الاوراد بین الفریضۃ والسنۃ) فالاولی تأخیر الاوراد عن السنۃ فھذا ینفی الکراھۃ ویخالفه ماقال فی الاختیار کل صلاۃ بعدھا سنۃ یکرہ القعود بعدھا والدعاء بل یشتغل بالسنۃ کی لایفصل بین السنہ والمکتوبۃ وقوله ﷺ لفقراء المھاجرین تسبحون وتکبرون وتحمدون دبر کل صلاۃ الخ یقتضی وصلھا بالفرض بل کونھا عقب السنۃ من غیر اشتغال بمالیس من توابع الصلوۃ فصح کونھا دبرھا قوله ویخالفه ماقال فی الاختیار کل صلاۃ بعدھا سنۃ یکرہ القعود بعدھا والدعاء بل یشتغل بالسنۃ کی لایفصل بین السنہ والمکتوبۃ قال الطحطاوی تحت ھذہ العبارۃ تنتفی المخالفۃ بحمل الکراھۃ المذکورۃ فی الاختیار علی التنزیھیۃ وھی معنی قول الحلوانی لابأس.......أو یحمل مافی الاختیار علی کراھۃ التحریم ویحمل علی الادعیۃ الطویلۃ“......(مراقی الفلاح مع حاشیۃ الطحطاوی: ۳۱۲) (کذافی غنیۃ المستملی)(۲۹۷) (والدر مع الرد: ۱/۳۹۱)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

دوران نماز اگر خیالات منتشر ہوں تو کیا کریں؟

مسئلہ (۲۳۵): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر نماز میں خیالات منتشر ہوجائیں تو کیا کرنا چاہیے؟ جب کہ ایک صاحب فرماتے ہیں کہ اس کا علاج یہ ہے کہ دل ہی دل میں ”غفرانک“ پڑھ لیا جائے، کیا ایسا کرنا درست ہے یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوهاب

اگر نماز کے دوران کسی کے خیالات منتشر ہوجاتے ہیں تو اس کے علاج میں "غفرانک" کے الفاظ دل ہی دل میں پڑھنا ثابت نہیں ہے، البتہ ایسے آدمی کو چاہیئے کہ دوران نماز خشوع کو لازم سمجھے، اور جس جگہ نگاہ رکھنے کے بارے میں امر وارد ہے وہاں اپنی نظروں کو خوب جمائے رکھے، اور اپنے خیالات کی طرف توجہ دیئے بغیر نماز پڑھتا رہے۔

"وفی التهذیب ثم ینبغی ان یکون فی الصلاة حاضر القلب، خاشعا بنفسه وقلبه فیکون منتهی بصره فی القیام الی موضع سجوده وفی الرکوع الی قدمیه الی اخر مامر"......(فتاوی التاتارخانیة: ۱/۴۰۲)

"وعن القاسم بن محمد ان رجلا ساله فقال اهم فی صلاتی فیکثر ذالک علی فقال له امض فی صلاتک فانه لن یذهب ذالک عنک حتی تنصرف وانت تقول ماتممت صلاتی، رواه مالک، فقال له امض فی صلاتک سواء کانت الوسوسة خارج الصلاة او داخلها ولاتلتفت الی موانعها فانه لن یذهب ذالک عنک وذالک اشارة الی الوهم المعنی به الوسوسة، والحاصل ان الخلاص من الشیطان انماهو بعون الرحمن والاعتصام بظواهر الشریعة وعدم الالتفات الی الخطرات والوساوس الذمیمة ولاحول الابالله العلی العظیم"......(مرقاة المفاتیح: ۱/۲۳۹)

"عن ابی هریرة رضی الله عنه قال قال رسول الله ﷺ ان الله تعالیٰ تجاوز عن امتی ماوسوست به صدورها مالم تعمل به اوتتکلم"......(مشکوة المصابیح علی المرقاة: ۱/۲۲۲)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

نماز میں خشوع اور قلبی سکون کس طرح حاصل ہوگا؟

مسئلہ(۲۳۶): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں حالت نماز میں کہ اردگرد کی خبریں

اور عجیب وغریب خیالات بہت آتے ہیں جس کی وجہ سے قلبی سکون حاصل نہیں ہوتا، آپ کوئی ایسا طریقہ بتائیں کہ جس سے خشوع پیدا ہو اور قلبی سکون بھی؟

الجواب باسم الملک الوھاب

صورت مسئولہ مذکورہ میں نماز کے آداب کی رعایت رکھی جائے مثلاً نمازی آدمی قیام کے دوران اپنی نظر سجدہ کی جگہ پر رکھے اور رکوع میں اپنے پاؤں کی انگلیوں پر نظر رکھے اور سجدہ کے اندر اپنی ناک پر نظر رکھے اور قعدہ کے اندر اپنی گود میں نظر رکھے اسی طرح نمازی آدمی یوں خیال کرے کہ میں اللہ رب العزت کے سامنے کھڑا ہوں اور میں اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہا ہوں یا اللہ رب العزت مجھے دیکھ رہے ہیں اسی طرح الفاظ پر غور کرنے سے بھی خیالات رفع ہو جاتے ہیں۔

"ومنها ان يكون نظره في قيامه الى موضع سجوده وفي الركوع الى اصابع رجليه وفي السجود الى ارنبة انفه وفي قعوده الى حجره "......(فتاویٰ التاتارخانية: ۱/۳۸۶)

"ماالاحسان قال الحافظ رحمه الله تعالىٰ واشار في الجواب الى حالتين ارفعهما ان يغلب عليه مشاهدة الحق بقلبه حتى كانه يراه بعينه وهو قوله كانك تراه اى وهو يراك والثانية ان يستحضر ان الحق مطلع عليه يرى كل مايعمل وهو قوله فانه يراك وقال النووى معناه انك انماتراعى الآداب المذكورة اذاكنت تراه ويراك لكونه يراك لالكونك تراه فهو دائما يراك فاحسن عبادته وان لم تره ، فتاويل الحديث فان لم تكن تراه فاستمر على احسان العبادة فانه يراك انتهىٰ ملخصا ،واعلم ان لفظ الاحسان شامل لجميع انواع البر من الاذكار والاشغال وغيرها اه " ......(فيض البارى : ۱/۱۴۹)

" عن ام رومان والدة عائشة رضى الله عنهماقالت رانى ابوبكررضى الله عنه اتميل فى صلاتى فزجرنى زجرة كدت انصرف عن صلاتى ثم قال سمعت رسول الله ﷺ يقول اذاقام احدكم في الصلاة فليسكن اطرافه لايتميل

تمیل الیھود فان سکوت الاطراف فی الصلاۃ من تمام الصلوۃ ،وقال فی الکشاف من الخشوع ان یستعمل الآداب وذکر من ذلک توقی کف الثوب والتمطی والتثاؤب والتغمیض وتعظیمہ الجم والسدل والفرقعۃ والتشبیک وتقلیب الحصی"......(تفسیر روح المعانی :۱۸/۴،۳)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

نماز میں اگر امام کا دل نماز میں متوجہ نہ ہو تو نماز کا حکم:

مسئلہ(۲۳۷): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر امام صاحب نماز پڑھا رہے ہوں اوران کا دل نماز میں متوجہ نہ ہو تو امامت کے بارے میں کیا حکم ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

تکبیر تحریمہ کے وقت حضور قلب کا ہونا ضروری ہے،اس کے بعد اگر دوران نماز کوئی خیال آ جائے (بشرطیکہ امام صاحب خود سستی نہ کریں) تو اس سے نماز میں یا ثواب میں کوئی کمی واقع نہیں ہوتی،لہذا اگر امام میں کوئی اور وجہ عدم استحقاق امامت کی نہ پائی جاتی ہو تو ان کی امامت درست ہے۔

" یجب حضور القلب عندالتحریمۃ فلو اشتغل قلبہ بتفکر مسئلۃ مثلافی اثناء الارکان فلاتستحب الاعادۃ وقال البقالی لم ینقص اجرہ الااذاقصر "

......(ردالمحتار :۱/۳۰۷)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

فضائل اعمال کی تعلیم سے اگر نماز میں خلل آتا ہو تو کیا حکم ہے؟

مسئلہ(۲۳۸): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر ایک مسجد میں عصر کے بعد اور عشاء کے بعد فضائل اعمال کی تعلیم ہوتی ہے تو کچھ نمازی معترض ہوں نماز میں خلل کی وجہ سے تو اس کا کیا حکم ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

نماز میں خلل کی وجہ سے نمازیوں کا اعتراض بالکل بجا ہے،اگر نمازی پہلے سے وہاں نماز میں مشغول

ہوں تو نماز پڑھنے والوں سے ذرا دور چلے جانا چاہئے،اور اگر پہلے سے وہاں کتاب کی تعلیم ہورہی ہو تو پھر نمازی کو وہاں قریب کھڑے ہو کر نماز نہ پڑھنی چاہئے،اور اگر مسجد چھوٹی ہو تو پھر کتاب پڑھنے والے کو تھوڑی دیر انتظار کر لینا چاہئے،کہ تمام نمازی اپنی نماز سے فارغ ہو جائیں۔

اور جب کتب فقہ میں یہ بات مصرح ہے کہ کوئی نماز میں مشغول ہو تو بآواز بلند قرآن کریم کی تلاوت کرنا صحیح نہیں ہے،تو پھر فضائل اعمال اور تبلیغی نصاب پڑھنا کیونکر صحیح ہوسکتا ہے۔

"وفی حاشیة الحموی عن الامام الشعرانی اجمع العلماء سلفا وخلفا علی استحباب ذکر الجماعة فی المساجد وغیرها الاان یشوش جهرهم علی نائم اومصل اوقارئ"......(ردالمحتار:۱/۴۸۸)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

سراخوں والی ٹوپی پہننے سے نماز کا حکم:

مسئلہ(۲۳۹): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک امام صاحب سوراخوں والی سفید ٹوپی پہن کر نماز کرواتے ہیں،حالانکہ نبی کریم ﷺ عمامہ ٹوپی کے اوپر پہنتے تھے،کیا ایسے نماز پڑھنی پڑھانی درست ہے جب کہ ان سوراخوں میں سے بال نظر آتے ہیں،سفید رنگ کی ٹوپی میں سوراخ ہوتے ہیں وہ کروشیا سے بُنی ہوتی ہے،اس وجہ سے اس پر پورا دھاگہ نہیں چلتا تو اس وجہ سے ٹوپی میں بے حد سوراخ ہوتے ہیں کیا اس ٹوپی سے نماز پڑھنی یا پڑھانی درست ہے؟حدیث شریف کے حوالہ سے فتویٰ لکھا جائے،کیونکہ حدیث شریف سے ٹوپی کے اوپر عمامہ باندھنا ثابت ہے،تاکہ سر کے بال دکھائی نہ دیں اگر بال نظر آئیں تو ٹوپی پہننے کا فائدہ کیا ہے؟حدیث شریف سے فتویٰ صادر فرمایا جائے،نوازش ہوگی۔

الجواب باسم الملک الوهاب

ٹوپی کے ساتھ نماز جائز ہے،عرف میں سراخوں والی ٹوپی لوگ پہنتے ہیں،جو لباس پہن کر کسی محفل میں جاسکتے ہیں عرف میں وہ برا نہیں سمجھا جاتا ہے تو اس کے ساتھ نماز پڑھنا جائز ہے۔
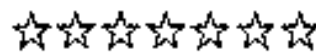
"قال الحسن کان القوم یسجدون علی العمامة والقلنسوة"......(صحیح بخاری:۱/۵۶)

"وقد ذکروا ان المستحب ان یصلی فی قمیص وازار وعمامة ولایکره الاکتفاء بالقلنسوة ولاعبرة لما اشتهر بین العوام من کراهة ذلک وکذاما اشتهر ان المؤتم لوکان معتمالعمامته والامام مکتفیا علی قلنسوة یکره"......(عمدة الرعاية: ۱/۱۹۸)

"مطلب فی الخشوع(وصلاته حاسرا) ای کاشفا(رأسه للتکاسل) ولاباس به للتذلل واما للاهانة بها فکفر ولوسقطت قلنسوته فاعادتها افضل الااذا احتاجت لتکویر اوعمل کثیر"......(درمختار علی هامش الرد: ۱/۴۷۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

مرداورعورت کی نماز میں فرق:

مسئلہ(۲۴۰): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص کہتا ہے کہ عورت اور مرد کی نماز میں کوئی فرق نہیں ہے، یعنی جس طرح مرد کانوں تک ہاتھ اٹھاتا ہے اسی طرح عورت بھی کانوں تک ہاتھ اٹھائے گی ،اور دیگر اعمال بھی مرد کی طرح ادا کرے گی ،اور بطور دلیل کے یہ حدیث پیش کرتا ہے "صلوا کمارایتمونی اصلـــی" کیا مذکورہ شخص کا اس حدیث سے یہ استدلال کرنا صحیح ہے؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب مرحمت فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوهاب

مرداورعورت کی نماز میں درج ذیل امور میں فرق ہے۔

(۱) عورت تکبیر تحریمہ کے وقت اپنی ہتھیلیوں کو ظاہر نہیں کرے گی۔

(۲) اور دونوں ہاتھوں کو کندھوں تک اٹھائے گی۔

(۳) اور اپنی انگلیوں کو رکوع میں نہیں کھولے گی۔

(۴) اور کہنیوں کو سجدہ میں بغل کے ساتھ ملائے گی اس لیے کہ اس میں زیادہ ستر ہے۔

(۵) اور سجدہ میں اپنے پیٹ کو رانوں کے ساتھ ملائے گی۔

(۶) اور ہر قعود میں تورک کرے گی یعنی بائیں سرین پر بیٹھ کر دونوں پاؤں دائیں طرف نکالے گی، اور اپنی دائیں پنڈلی کو بائیں پنڈلی پر رکھے گی۔

(۷) عورت مردوں کی امامت نہیں کر سکتی۔

(۸) اور صرف عورتوں کی جماعت مکروہ ہے اور اگر جماعت کرائیں تو ان کی امام درمیان صف میں کھڑی ہوگی۔

(۹) اور جہری نمازوں میں جہر نہیں کرے گی۔

(۱۰) اور نہ ان کے حق میں اسفار بالفجر مستحب ہے۔

اور شخص مذکور کا یہ استدلال بالکل باطل ہے حدیث ہذا سے

"وعنه قال قال لنارسول الله ﷺ صلوا كمارايتموني اصلي واذاحضرت الصلوة فليؤذن لكم احدكم ثم ليؤمكم اكبركم متفق عليه"......(مشكوة المصابيح: ۱/۶۷)

مراد شروط اور ارکان کی رعایت کرنے یا ان چیزوں کی رعایت کرنے میں مساوات ہے جو کہ ان سے اہم ہیں نہ یہ کہ مرد اور عورت کی نماز میں بالکلیہ مساوات ہے۔

"قوله (ويسن وضع المرءة يديها على صدرها من غير تحليق لانه استرلها) المرأة تخالف الرجل في مسائل منهاهذه ومنها انهالاتخرج كفيها من كميها عندالتكبير وترفع يديهاحذاء منكبيها ولاتفرج اصابعها في الركوع وتنحني في الركوع قليلا بحيث تبلغ حدالركوع فلاتزيد على ذلك لانه استرلها وتلزم مرفقيها بجنبيها فيه وتلزق بطنهابفخذيها في السجود وتجلس متوركة في كل قعود بان تجلس على اليتها اليسرىٰ وتخرج كلتارجليها من الجانب الايمن وتضع فخذيها على بعضهما وتجعل الساق الايمن على الساق الايسر كمافي مجمع الانهر ولاتؤم الرجال وتكره جماعتهن ويقف الامام وسطهن ولاتجهر في موضع الجهر ولايستحب في حقها الاسفار بالفجر والتتبع ينفي الحصر"......(حاشية الطحطاوي على مراقي الفلاح : ۲۵۹)

"(وعنه) اى عن مالك (قال قال لنا رسول الله ﷺ صلوا كمارأيتموني

اصلی) ای فی مراعاۃ الشروط والارکان اوفیما هواعم منهما "......(مرقاۃ المفاتیح : ۲/۳۵۱)

"قوله والمرأۃ تخفض وتلزق بطنها بفخذیها لانه استرلها فانها عورۃ مستورۃ ویدل علیه مارواہ ابوداؤدفی مراسیله انه علیه السلام مرعلی امرأتین تصلیان فقال اذاسجدتما فضمابعض اللحم الی الارض فان المرأۃ لیست فی ذلک کالرجل"......(البحرالرائق : ۱/۵۶۱)

"عن وائل بن حجر رضی الله عنه قال قال رسول الله ﷺ یاابن حجر اذاصلیت فاجعل یدیک حذاء اذنیک والمرأۃ تجعل یدیها حذاء ثدییها رواہ الطبرانی فی حدیث طویل فی مناقب وائل من طریق میمونة بنت حجر عن عمتها ام یحییٰ بنت عبدالجبار ولم اعرفها وبقیة رجاله ثقات"......(مجمع الزوائد ۱/۱۸۲)

"حدثنا خطاب هوابن عثمان عن اسماعیل هوابن عیاش عن عبدربه بن سلیمان بن عمیر قال رأیت ام الدرداء رضی الله عنها وهی الکبریٰ الصحابیة ترفع یدیها فی الصلاۃ حذومنکبیها"......(اعلاء السنن : ۲/۱۸۲)

"حدثنا هشیم قال لناشیخ لنا قال سمعت عطاء سئل عن المرأۃ کیف ترفع یدیها فی الصلاۃ قال حذوثدییها"

"حدثنا یونس بن محمد قال حدثنی یحیی بن میمون قال حدثنی عاصم الاحول قال رأیت حفصة بنت سیرین کبرت فی الصلاۃ واومأت حذوثدییها ووصف یحیی فرفع یدیه جمیعا"......(مصنف بن ابی شیبة: ۱/۲۷۰)

" عن علی قال اذاسجدت المرأۃ فلتحفروالتضم فخذیها " ......(کنزالعمال : ۸/۷۹)

" عن ابن عباس انه سئل عن صلاۃ المرأۃ فقال تجتمع وتحتفر "

"عن ابراهیم قال اذاسجدت المرأۃ فلتضم فخذیها ولتضع بطنها علیها"

”عن مجاهد انه كان يكره ان يضع الرجل بطنه على فخذيه اذاسجد كماتضع المرأة“

”عن ابراهيم قال اذاسجدت المرأة فلتزق بطنها بفخذيها ولاترفع عجيزتهاولاتجافي كمايجافي الرجل“......(مصنف ابن ابی شیبة: ۳۰۲،۳۰۳/۱)

”(والآخر)حديث ابى مطيع الحكم بن عبدالله البلخى عن عمربن ذرعن مجاهد عن عبدالله ابن عمرقال قال رسول الله ﷺ اذاجلست المرأة فى الصلوة وضعت فخذها على فخذها الاخرىٰ فاذاسجدت الصقت بطنها فى فخذها كاسترمايكون لها فان الله تعالىٰ ينظر اليهاويقول ياملائكتى اشهدكمااني قدغفرت لها“......(سنن الکبریٰ للبیهقی: ۲/۲۲۳، کنز العمال: ۷/۲۲۲)

”وقدروينا عن يزيد بن ابى حبيب مرسلا ان رسول الله ﷺ مرعلى امرأتين تصليان فقال اذاسجدتما فضما بعض اللحم الى الارض فان المرأة ليست فى ذلك كالرجل“......(سنن الکبریٰ للبیقی :۲/۲۲۳)

” عن عائشة قالت قال رسول الله ﷺ لان تصلى المرأة فى بيتها خيرلها من ان تصلى فى حجرتها ولان تصلى فى حجرتها خيرلهامن ان تصلى فى الدار ولان تصلى فى الدار خيرلها من ان تصلى فى المسجد“......(سنن البیهقی: ۳/۱۳۲)

”عن عبدالله عن النبى ﷺ صلاة المرأة فى بيتها افضل من صلاتها فى حجرتها وصلاتها فى مخدعها افضل من صلاتها فى بيتها“......(سنن البیهقی: ۳/۱۳۱)

” عنهاقالت لورأى رسول الله ﷺ مااحدث النساء بعده لمنعهن المساجدكمامنعت نساء بنى اسرائيل“......(البیهقی: ۳/۱۳۳)

"عن عائشة قالت بينما رسول الله ﷺ جالس فى المسجد اذدخلت امرأة من مزينة ترفل فى زينة لهافى المسجد فقال النبى ﷺ ياايهاالناس انهوا نساء كم عن لبس الزينة والتبختر فى المسجد فان بنى اسرائيل لم يلعنوا حتىٰ لبس نسائهم الزينة وتبخترن فى المساجد "......(سنن ابن ماجة:۲۸۸)

"عن عاصم عن مولى ابى رهم اسمه عبيدان اباهريرة لقى امرأة متطيبة تريدالمسجد فقال يامة الجبار اين تريدين قالت المسجد قال تطيبت قال نعم قال فانى سمعت رسول الله ﷺ يقول ايماامرأة تطيب ثم خرجت الى المسجد لم تقبل لهاصلوة حتى تغسل"......(سنن ابن ماجة:۲۸۸)

"عن مورق عن ابى الاحوص عن عبدالله عن النبى ﷺ قال صلوة المرأة فى بيتها افضل من صلوتها فى حجرتها وصلوتها فى مخدعها افضل من صلوتها فى بيتها، هذاحديث صحيح على شرط الشيخين ولم يخرجاه وقداحتجابالمودق بن مشمخ العجلى "......(المستدرک للحاکم : ۱/۳۳۹)

"عن عائشة قالت لوادرک رسول الله ﷺ مااحدث النساء لمنعهن المسجد"......(صحيح بخارى : ۱/۱۲۰،صحيح مسلم:۱/۱۸۳)

"عن ام سلمة زوج النبى ﷺ خيرمساجدالنساء قعربيوتهن " ......(مستدرک للحاکم : ۱/۳۳۹)

"اخبرنا يحيى بن ابراهيم بن محمدبن يحيى واحمدبن الحسن قالاثناابوالعباس محمدبن يعقوب ثنابحربن نصرقال قرء على ابن وهب اخبرک مالک وابن ابى ذئب وهشام بن سعد وغيرهم ان محمدبن زيد القرشى حدثهم عن امه انها سالت ام سلمة زوج النبى ﷺ ماذاتصلى فيه المرأة من الثياب ؟فقالت تصلى فى الخمار والدرع السابغ الذى يغيب ظهورقدميها...... ورواه عثمان بن عمرعن عبدالرحمن بن عبدالله بن دينار عن محمدبن زيد مرفوعا"......(بيهقى: ۲/۲۳۲)

" عن انس بن مالک ان جدته مليكة دعت رسول الله لطعام صنعته فاكل منه ثم قال قوموا فلنصل بكم قال انس فقمت الى حصير لنا قد اسود من طول مالبس فنضحته بالماء فقام رسول الله وصففت عليه انا واليتيم وراءه والعجوز من ورائنا فصلى بنا ركعتين ثم انصرف قال ابو عيسىٰ حديث انس حديث صحيح والعمل عليه عند اهل العلم "......(جامع ترمذی: ۱/۱۵۷)

" حدثنا وكيع عن ابن ابی ليلیٰ عن عطاء عن عائشة انها كانت تؤم النساء تقوم معهن فی الصف "

"حدثنا هشيم قال اخبرنا يونس عن الحسن ومغيرة عن ابراهيم وحصين عن الشعبی قال تؤم المرأة النساء فی صلاة رمضان تقوم معهن فی صفهن "

"حدثنا ابوبكر قال حدثنا وكيع عن ابن ابی ذئب عن مولی لبنی هاشم عن علی قال لاتؤم المرأة "

" حدثنا عبدالوهاب بن عطاء عن ابن عون قال كتبت الی نافع أساله أتؤم المرأة النساء فقال لااعلم المرأة تؤم النساء "......(مصنف ابن ابی شیبة ۵۳۶،۵۳۷/

"حدثنا وكيع عن سفيان عن عبدالله بن محمد بن عقيل عن جابر قال قال رسول الله ﷺ خير صفوف للنساء اخرها وشرها مقدمها"......(مصنف ابن ابی شیبة: ۲/۲۷۸)

"عن نافع ابن عمر انه سئل كيف كن النساء يصلين علی عهد رسول الله ﷺ قال كن يتربعن ثم امرن ان يحتفزن"......(مسند امام اعظم: ۷۳)

" اخبرنا ابوزكريا المزكی وابوبكر بن الحسن القاضی قالا ثنا ابو العباس محمد بن يعقوب ثنا بحر بن نصر قال قرء علی ابن وهب اخبرک عبدالله بن عمر عن نافع عن ابن عمر انه قال ليس علی النساء اذان ولااقامة"......(سنن الکبریٰ للبیہقی: ۱/۴۰۸)

"عن اسماء قالت قال رسول الله ﷺ ليس على النساء اذان ولااقامة ولاجمعة ولااغتسال جمعة ولاتقدمهن امرأة ولكن تقوم في وسطهن "

......(بیہقی: ۱/۴۰۸)

" عن ابی صالح عن ابی هريرة قال قال رسول الله ﷺ التسبيح للرجال والتصفيق للنساء "......(جامع الترمذی: ۱/۱۹۳)

"عن ابی الاحوص عن عبدالله عن النبی ﷺ قال المرأة عورة فاذا خرجت استشرفها الشيطان "......(جامع ترمذی : ۱/۳۵۱)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

فرضوں کے بعد سنتوں کی بجائے وظائف میں مشغول ہونا:

مسئلہ(۴۴۹): جناب اقدس مفتی صاحب

(۱) علماء کرام اور مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کیا فرماتے ہیں کہ جن فرض نمازوں کے بعد سنتیں ادا کرنی ہوتی ہیں ان نمازوں کے بعد بعض حضرات وظائف اور تسبیحات پڑھتے ہیں اور اس کے بعد سنن ادا کرتے ہیں، فرض اور سنن کے درمیان جو وقفہ کرتے ہیں اور تسبیحات وظائف وغیرہ میں لگے رہتے ہیں کیا ان کا یہ عمل سنت کے مطابق ہے یا نہیں؟

(۲) نمازوں کے بعد جو وظائف اور تسبیحات احادیث میں آئی ہیں پھر وہ کس وقت پڑھنی چاہئیں؟ تفصیلی جواب عنایت فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوهاب

(۱) صورت مسئولہ میں جن نمازوں کے بعد سنتیں ادا کرنی ہوتی ہیں، وہاں فرائض اور سنن کے درمیان صرف اتنی دیر کا وقفہ کرنا چاہیے، جس میں "اللهم انت السلام ومنک السلام تبارکت یاذاالجلال والاکرام" یا اس مقدار کے قریب قریب کوئی اور دعا پڑھ سکے، لہٰذا ان نمازیوں کا عمل سنت کے مطابق نہیں ہے بلکہ مکروہ تنزیہی ہے۔

(۴) جو وظائف اور تسبیحات احادیث میں وارد ہوئے ہیں ان کو فقہاء کرام نے اس بات پر محمول کیا ہے کہ وہ سنتوں کے بعد پڑھنے چاہئیں۔

"ویکرہ تاخیر السنة الابقدر اللهم انت السلام (قوله الابقدر اللهم) لمارواه مسلم والترمذی عن عائشة رضی الله عنها قالت کان رسول الله ﷺ لایقعد الابمقدار مایقول اللهم انت السلام ومنک السلام تبارکت یاذاالجلال والاکرام"......(الدرمع ردالمحتار: ۱/۳۹۱)

"واما ماورد من الاحادیث فی الاذکار عقیب الصلوۃ فلادلالة فیه علی الاتیان بهاقبل السنة بل یحمل علی الاتیان بهابعدها"......(ردالمحتار: ۱/۳۹۱)

"ولم یثبت عنه علیه السلام الفصل بالاذکار التی یواظب علیهافی المساجدفی عصرنا من قراءۃآیة الکرسی والتسبیحات"......(حاشیة الطحطاوی علی مراقی الفلاح: ۳۱۳)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

نماز کے فوراً بعد فضائل اعمال کی تعلیم کرنا:

مسئلہ(۲۴۴): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ میں جامع مسجد خضراء کا نمازی ہوں اور ہماری مسجد میں پانچوں نمازیں باجماعت ادا کی جاتی ہیں عصر کی جماعت میں کچھ لوگوں کی ایک دو، تین یا بعض اوقات چاروں رکعات بھی رہ جاتی ہیں جو وہ سلام پھیرنے کے بعد پورا کر لیتے ہیں، لیکن جماعت ختم ہونے کے بعد اور دعا سے پہلے ایک شخص کھڑا ہو کر فضائل اعمال کتاب پڑھنا شروع کر دیتا ہے، جس کی وجہ سے وہ نمازی جو اپنی رکعات جماعت کے بعد پوری کر رہے ہیں انکی نمازیں میں خلل پیدا ہوتا ہے اور وہ نماز میں بار بار بھول جاتے ہیں مہربانی فرما کر اس بات کی وضاحت کریں کہ اس شخص کا یہ فعل نمازیوں کی نماز کے دوران جائز ہے یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوهاب

فضائل اعمال کا پڑھنا اور لوگوں کو سنانا کہ اس سے ان کے اندر دین داراور صالح بننے کی ترغیب پیدا ہو اچھا عمل ہے مگر نماز پڑھنے والے حضرات کا خیال رکھنا ضروری ہے کہ ان کی نماز میں خلل نہ آئے، لہٰذا جب

نمازی نماز سے فارغ ہوجائیں تو اس وقت پڑھیں یا پھر مسجد کے کسی ایسے حصہ میں پڑھیں کہ نمازیوں کی نماز میں خلل نہ آئے باقی اس شخص کا مذکورہ طریقہ درست نہیں ہے۔

"فی حاشیة الحموی عن الامام الشعرانیؒ أجمع العلماء سلفا و خلفا علی استحباب ذکر الجماعة فی المساجد وغیرها الا ان یشوش جهرهم علی نائم أو مصل أو قارئ الخ"......(ردالمحتار: ۱/۴۸۸)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

امام فرض نماز کے بعد باقی نماز کس جگہ ادا کرے؟

مسئلہ(۳۴۴): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ امام نماز پڑھانے کے بعد اپنی جگہ پر ہی نماز پڑھے یا وہاں سے ہٹ کر بقیہ نماز ادا کرے؟ اس بارے میں افضل عمل کیا ہے؟

الجواب باسم الملک الوهاب

امام کا فرض نماز پڑھنے کے بعد اسی جگہ پر باقی نماز ادا کرنا جائز ہے لیکن افضل یہ ہے کہ اس جگہ سے ہٹ کر بقیہ نماز ادا کرے۔

"عن علیؓ قال من السنة ان لایتطوع الامام حتی یتحول من مکانه. رواه ابن ابی شیبة باسناد حسن"......(فتح الباری: ۲/۲۷۸) و(اعلاء السنن: ۱/۳۴۸)

"دل الحدیث علی النهی عن الصلوة النافلة للامام فی مواضع المکتوبة وادناه الکراهة والیه ذهب علماء نا ولم یقل بالتحریم احد فیما اعلم قال فی الدر وفی الجوهرة یکره للامام النفل فی مکانه لا للمؤتم وفی الطحطاوی أی تنزیها بل یتقدم أو یتأخر أو ینحرف یمینا أو شمالا أو یذهب الی بیته فیتطوع فیه وهو افضل"......(اعلاء السنن: ۳/۳۴۸)

"ویکره للامام التنفل فی مکانه لا للمؤتم وقیل یستحب کسر الصفوف وفی الخانیة یستحب للامام التحول یمین القبلة یعنی یسار المصلی لتنفل

اوورد وخيره في المنية بين تحويله يمينا وشمالا واماما وخلفا وذهابه الى بيته واستقباله الناس"......(در على ردالمحتار: ۱/۳۹۲)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆
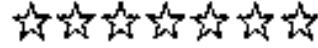
﴿الباب الخامس فی الامامۃ﴾

(امام وامامت)

معذور کی امامت کا حکم:

مسئلہ(۲۴۴): کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس شخص کے بارے میں جو کہ ایک حادثہ میں معذور ہو چکا ہے اور وہ دائیں بازو سے محروم ہو چکا ہے، آیا اب اس کے پیچھے نماز اور خطبہ جمعہ وعیدین وغیرہ ادا کی جا سکتی ہیں یا نہیں؟ جب کہ مذکور شخص ایک عرصہ تقریباً تیرہ سال سے امامت وخطابت کے فرائض انجام دے رہا ہے اور مصنوعی بازو لگنے کی کوئی صورت نہیں رہی ہے۔

الجواب باسم الملک الوھاب

"قولہ ومفلوج وابرص شاع برصہ وکذلک اعرج یقوم ببعض قدمہ فالاقتداء بغیرہ اولی تاتر خانیۃ وکذا اجذم بیرجندی ومجبوب وحاقن ومن لہ یدواحدۃ فتاوی الصوفیۃ عن التحفۃ والظاھر ان العلۃ النفرۃ ولذاقیدالابرص بالشیوع لیکون ظاھرا ولعدم امکان اکمال الطھارۃ ایضافی المفلوج والاقطع والمجبوب اھ"......(فتاویٰ شامی: ۱/۵۶۲)

دائیں ہاتھ سے معذور شخص سے طبعی طور پر نفرت ہوتی ہے نیز ایسے شخص کے لیے طہارت کاملہ بھی ممکن نہیں ہوتی اس لیے کسی دوسرے صحیح امام کی موجودگی میں اس کی امامت مکروہ تنزیہی ہے، اور اگر اس سے زیادہ مستحق امامت شخص موجود نہ ہو تو اس صورت میں کوئی کراہت نہیں ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

تیمم کرنے والے کا امامت کروانا:

مسئلہ(۲۴۵): السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

گزارش ہے کہ ہم بے سمجھ لوگ ہیں جو بات دل میں آئے کہتے رہتے ہیں اس ضمن میں فکر ہوا کہ ہم تیمم کے بعض مسائل کو نہیں جانتے کوئی صاحب کچھ کہتے ہیں اور کوئی صاحب کچھ کہتے ہیں اور کوئی صاحب کچھ کہتے ہیں

جو صاحب ایسا نحیف ہو جسے وضو کرنے سے بیمار ہونے کا خطرہ ہو تو تیمم کر کے نماز پڑھا سکتا ہے؟ برائے مہربانی واضح فرمائیں تاکہ گھر میں نماز پڑھنے کی تسلی ہو جائے اور اس صورت میں عرض ہے کہ وہ مسجد میں نہ جا سکتا ہو، تو کیا غیر متیمم اس کے پیچھے نماز پڑھ سکتے ہیں؟

الجواب باسم الملک الوہاب

بشرط صحت سوال صورت مسئولہ میں اگر امام نے کسی عذر سے تیمم کیا ہے تو اس کی امامت صحیح ہے، لیکن بہتر یہ ہے کہ کسی اور شخص متوضی کو امام بنایا جائے البتہ اگر کوئی اور شخص امامت کے قابل موجود نہ ہو تو تیمم کرنے والا خود ہی پڑھا دے اور نماز جنازہ میں بالاتفاق تیمم کرنے والے کی امامت جائز ہے، اگر مقتدی بالغ کوئی نہ ہو تو صرف نابالغ سمجھدار بچوں کو مقتدی بنانے سے جماعت کا ثواب حاصل ہو جائے گا۔

"فی الدر (وصح اقتداء متوضئ) لاماء معه (بمتیمم) وقال العلامة الشامی ای عندهما...... وقال محمد لایصح فی غیر صلاة الجنازة اه " ......

(الدر المختار علی هامش ردالمحتار: ۱/۴۳۵)

"اذازاد علی الواحد فی غیر الجمعة فهو جماعة وان کان معه صبی عاقل کذافی السراجیة "......(فتاوی الهندیة: ۱/۸۳)

"اذاکان مع الامام رجل واحد اوصبی یعقل الصلوة قام عن یمینه وهو المختار"......(فتاوی الهندیة: ۱/۸۸)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

مرد کی موجودگی میں خسرے کی امامت کا حکم:

مسئلہ(۲۴۶):　کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ محلے کی مسجد میں باوجود حافظ اور مولوی ہونے کے امامت کے لیے ایک خسرے کو مقرر کرتے ہیں کیا ایسے آدمی کے پیچھے نماز ہو جاتی ہے یا نہیں؟

اگر اور آدمی نہیں ہے صرف خسرا موجود ہے کیا خسرا نماز پڑھا سکتا ہے؟

الجواب باسم الملک الوہاب

صورت مسئولہ میں خنثیٰ کی امامت جائز نہیں ہے بلکہ خنثیٰ اپنے ہم جنس کا بھی امام نہیں بن سکتا، البتہ اس سے عورتوں کی اقتداء درست ہے۔

"قال فی الدر (ولا یصح اقتداء رجل بامرءۃ) وخنثیٰ (وصبی مطلقا) ولو فی جنازۃ ونفل علی الاصح وفی الشامی (قولہ ولا یصح اقتداء الخ) .... والخنثیٰ البالغ تصح امامتہ للانثیٰ مطلقا فقط لا لرجل ولا لمثلہ لاحتمال انوثتہ وذکورۃ المقتدی ویصح اقتداؤہ بالرجل لا بمثلہ ولا بانثیٰ مطلقا لاحتمال ذکورتہ"......(ردالمحتار:۱/۴۲۷)

"قال فی البحر کتاب الصلوۃ باب الامامۃ فی شرح (وفسد اقتداء رجل بامرأۃ اوصبی)............ وبالخنثیٰ فیہ تفصیل فان کان المقتدی رجلا فھو غیر صحیح لجواز ان یکون امرأۃ ان کان امرأۃ فھو صحیح الا ان یتقدم ولا یقوم وسط الصف حتی لا تفسد صلاتہ بالمحاذاۃ وان کان خنثیٰ لا یجوز لجواز ان یکون امرأۃ والمقتدی رجلا (وقال علامۃ الشامی فی شرح وان کان خنثیٰ الخ) قال الرملی یعلم بہ فساد اقتداء الخنثیٰ بالمرأۃ لاحتمال انہ رجل فیکون فیہ اقتداء الرجل بالمرأۃ وھو لا یجوز"......(البحر الرائق مع منحۃ الخالق : ۱/۶۲۸)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

خائن اور بددیانت کی امامت:

مسئلہ(۳۴۷): کیا فرماتے ہیں علماء دین شرع محمد ﷺ کی روشنی میں اس مسئلہ کے بارے میں کہ جب کہ ایک مسلمان ڈاڑھی منوائے اور حد شریعت سے کم کرنے والا فاسق ہے، جو اذان واقامت اور امام مسجد نہیں بن سکتا ہے، اس کے برعکس دوسرا آدمی متشرع یعنی ڈاڑھی سنت کے مطابق پنجگانہ نمازی مگر خائن اور بددیانت ہو، جس نے چندہ مسجد کے ہزاروں روپے کی خیانت کی ہو جس کا منتظمین مسجد کو واضح طور پر علم ہو اس کے علاوہ متقی پرہیزگار بن کر دوستوں سے قرض حسنہ لے کر واپس نہیں کرتا، کئی آدمی پیچھے پھر رہے ہیں، کیا ایسا آدمی اذان واقامت وامامت کے فرائض انجام دے سکتا ہے یا نہیں؟ براہ مہربانی واضح طور پر فتویٰ تحریر فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوھاب

بشرط صحت سوال صورت مسئولہ میں مذکورہ شخص خیانت اور مسجد کا چندہ خرد برد کرنے کی وجہ سے فاسق ہے اور فاسق کی اذان واقامت وامامت مکروہ تحریمی ہے۔

"وکرہ اذان الجنب واقامتہ واقامۃ المحدث واذان المرءۃ والفاسق والقاعد والسکران "......(البحر الرائق : ۱/۴۵۸)

"وکرہ امامۃ العبد والاعرابی والفاسق والمبتدع والاعمی وولدالزنا "......(کنز الدقائق: ۱/۳۶)

"واما الفاسق فقد عللوا کراھۃ تقدیمہ بانہ لایھتم لامر دینہ وبان فی تقدیمہ للامامۃ تعظیمہ وقدوجب علیھم اھانتہ شرعا"......(فتاویٰ شامی: ۱/۴۱۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆
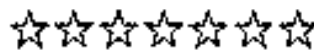
عالم غیر عالم سے امامت کا زیادہ حق دار ہے:

مسئلہ(۱۴۸): کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہماری مسجد میں حافظ قرآن اور عالم دین عرصہ 15 سال سے امام وخطیب کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں اب ایک قاری صاحب طلباء کے لیے رکھے گئے ہیں، قاری صاحب کہتے ہیں کہ امام صاحب کے پیچھے میری نماز نہیں ہوتی کیونکہ میں قاری ہوں اور امام صاحب سادہ قرآن پڑھتے ہیں میں تجوید پڑھا ہوا ہوں، قاری صاحب صرف حافظ اور قاری صاحب ہیں عالم نہیں ہیں کیا قاری صاحب کی نماز امام کے پیچھے جائز ہے یا نہیں؟ امام صاحب ہر سال خود قرآن پاک نماز تراویح میں پڑھاتے ہیں محلہ والے قاری صاحب کی اس بات پر بہت پریشان ہیں امام صاحب نے قاری صاحب کو عالم کی فضیلت بھی بتائی مگر قاری صاحب نے نہ مانی لہذا فتویٰ جاری کر کے ہماری پریشانی کو دور کریں مہربانی ہوگی۔

الجواب باسم الملک الوھاب

صورت مسئولہ میں عالم صاحب زیادہ حق دار ہیں امامت کے قاری صاحب سے اور عالم صاحب کی قرأت میں جب تک واضح ایسی غلطیاں نہ ہوں جو مفسد صلوۃ ہوں، تو قاری کی اقتداء امام کے پیچھے صحیح ہے اور قاری صاحب کا اعتراض درست نہیں ہے۔

”(والاحق بالامامة) تقديما بل نصبا مجمع الانهر (الاعلم باحكام الصلاة) فقط صحة وفسادا بشرط اجتنابه للفواحش الظاهرة وحفظه قدر فرض وقيل واجب وقيل سنة (ثم الاحسن تلاوة) وتجويدا (للقراءة) “......(الدر المختار على هامش الرد: ۱/۴۱۲)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆

چوری کا فون استعمال کرنے والے کی امامت:

مسئلہ(۲۴۹): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک صاحب چوری کا ٹیلی فون اپنے کاروبار کے لیے استعمال کرتا ہے جو کہ ایک اخلاقی اور قانونی جرم ہے اور وہ اس بات کو جانتا بھی ہے یہ مسئلہ پوچھنا ہے کہ اس کے پیچھے نماز پڑھنی جائز ہے یا کہ نہیں؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں مسئلہ بتا کر عنداللہ ماجور ہوں۔

الجواب باسم الملک الوھاب

بشرط صحت سوال صورت مسئولہ میں مذکورہ شخص بوجہ چوری کرنے کے فاسق ہے اور فاسق کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے، لہذا اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے۔

”وكره امامة العبد والاعرابي والفاسق والمبتدع والاعمى وولدالزنا اه“......(کنز الدقائق: ۱/۳۶)

”واما الفاسق فقد عللوا كراهة تقديمه بانه لايهتم لامر دينه وبان في تقديمه للامامة تعظيمه وقد وجب عليهم اهانته شرعا“......(فتاویٰ شامی: ۱/۴۱۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر نہ کرنے والے کی امامت:

مسئلہ(۲۵۰): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام ایک ایسے امام وخطیب کے بارے میں جو دیوبند کے مدارس سے فارغ التحصیل ہے بذات خود اس کا اعتقاد درست ہے یعنی اصول مسائل میں اہل سنت والجماعت کے ساتھ اتفاق

کرتا ہے مثلاً حضور ﷺ کو بشر مانتا ہے اور آپ علیہ السلام کو عالم الغیب نہیں مانتا لیکن فروعی مسائل میں اختلاف کرتا ہے دعا از بعد نماز جنازہ کا قائل ہے، اور رمضان میں تراویح کے بعد اس کے مقتدی ''الصلوۃ علی محمد'' کے کلمات باواز بلند کہتے ہیں اور خود نہیں کہتا لیکن ان کو نہیں روکتا، اور یہ جھنڈیاں لگانے والا کام بھی اس کے مقتدی کرتے ہیں یہ خود تو دلچسپی نہیں لیتا اور اس کی وجہ یہ ہے کہ اس کا باپ پورے علاقے کا قاضی تھا اور اس کو خدشہ یہ ہے کہ اگر میں حق بیان کروں گا تو یہ حق بیان کرنا اپنے باپ کی مخالفت کے مترادف ہے، اور پوری قوم کی مخالفت کے مترادف ہے، کیونکہ عوام میرے باپ کی اس قدر معتقد ہے کہ میرے منہ سے اپنے باپ کی مخالفت سنتے ہی میری مخالف ہو جائے گی، اگر علیحدگی میں کوئی بات پوچھو تو بالکل ٹھیک بتاتا ہے اور عوام مکمل جاہل اور بدعتی ہے، اور عوام تمام تر بدعات کی مرتکب ہے اور عوام اس امام اور خطیب کو اپنا پیشوا مانتی ہے اور اس کی بات کو اپنے لیے حق سمجھتی ہے اور اس امام کے پیچھے اس طالب علم کا نماز پڑھنا کیسا ہے جو درس نظامی میں پڑھ رہا ہے، اور مستقبل میں معاشرے کی اصلاح کا عزم رکھتا ہے اگر اس امام خطیب کے پیچھے وہ طالب علم نماز نہیں پڑھتا تو وہ طالب علم عوام کی نگاہوں میں نشانہ بن جاتا ہے، اور اس کا یہ نشانہ بننا یہ اس کے مستقبل کے عزائم کی راہ میں رکاوٹ ہے اور واضح رہے کہ اس کی مسجد میں اذان سے پہلے صلوۃ اور نماز کے بعد کلمہ والی بدعت بھی نہیں ہے، اب ان مذکورہ حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے آپ قرآن وسنت کی روشنی میں بتلائیں کہ اس کے پیچھے نماز پڑھنی کیسی ہے؟

الجواب باسم الملک الوهاب

بشرط صحت سوال مذکور امام کے عقائد نہ تو مفضی الی الکفر ہیں اور نہ ہی اہل سنت والجماعت کے برخلاف ہیں، ہاں ''امر بالمعروف ونہی عن المنکر'' میں کمزوری ہے جو کہ اقتداء نماز کے لیے مانع کا درجہ نہیں رکھتی ہے، لہذا ایسے امام کی اقتداء درست ہے اور امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا قاعدہ بھی کچھ اس طرح ہے کہ اگر انسان کو لوگوں کی طرف سے تہمت اور گالیاں نکالنے کا خوف غالب ہو تو اس کو ترک کرنا افضل ہے البتہ امام کی ذمہ داری ہے کہ حکمت وبصیرت کے ساتھ جس قدر ممکن ہو لوگوں کے عقائد ونظریات کی اصلاح کرنے کی فکر کرے اور رسومات وبدعات کو ختم کرنے کی پوری کوشش کرے۔

''ویکره تقديم المبتدع ايضا لانه فاسق من حيث الاعتقاد وهو اشد من الفسق من حيث العمل ...... والمراد بالمبتدع من يعتقد شيئا على خلاف مايعتقد اهل السنة والجماعة وانمايجوز الاقتداء به مع الكراهة اذالم يكن مايعتقده يؤدى

الی الکفر عنداھل السنة امالو کان مؤدیا الی الکفر فلایجوز اصلا "......(غنیة المستملی فی شرح المنیة:۴۴۳)

"ولذاکره امامة الفاسق العالم لعدم اهتمامه بالدین فتجب اهانته شرعا فلایعظم بتقدیمه للامامة ......والفسق لغة خروج عن الاستقامة وهومعنی قولهم خروج الشیء عن الشیء علی وجه الفساد وشرعا خروج عن طاعة الله بارتکاب کبیرة قال القهستانی ای واصراره علی صغیرة "......(حاشیة الطحطاوی :۳۰۳)

"ذکر الفقیه فی کتاب البستان ان الامربالمعروف علی وجوه ان کان یعلم باکبررأیه انه لوامر بالمعروف یقبلون ذلک ویمتنعون عن المنکر فالامرواجب علیه ولایسعه ترکه ولوعلم باکبره رأیه انه لوامرهم بذلک قذفوه وشتموه فترکه افضل وکذلک لوعلم انهم یضربونه ولایصبر علی ذلک ویقع بینهم عداوة ویهیج منه القتال فترکه افضل ولوعلم انهم لوضربوه فصبروا علی ذالک ولایشکوا الی احد فلاباس بان ینهی عن ذلک وهومجاهد ولوعلم انهم لایقبلون منه ولایخاف منه ضربا ولاشتما فهوبالخیار والامر افضل کذافی المحیط "......(فتاوی الھندیة: ۵/۳۵۲،۳۵۳)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

امامت کروانے کے لیے کتنی ڈاڑھی ہونی ضروری ہے؟

مسئلہ(۲۵۱): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ آدمی کی ڈاڑھی کتنی ہونی چاہیے کہ وہ جماعت کرواسکے ،آیا چھوٹی ڈاڑھی والا شخص بھی جماعت کرواسکتا ہے کہ نہیں؟ قرآن وحدیث کا اس بارے میں کیا ارشاد ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

ایک مشت ڈاڑھی رکھنا ضروری ہے اس سے کم رکھنا یا منڈوانا ناجائز اور حرام ہے، ایسا کرنے والا فاسق اور گناہ گار ہے، اور فاسق کی امامت مکروہ تحریمی ہے۔

"ویکرہ امامة عبد واعرابی وفاسق واعمی"......(تنویر الابصار علی الرد: ۱/۴۱۳،۴۱۴)

"تطویل اللحیة اذا کانت بقدر المسنون وهو القبضة اه واما الاخذ منها وهی دون ذلک کما یفعله بعض المغاربة ومخنثة الرجال فلم یبحه احد"......(الدر المختار علی هامش رد المحتار: ۲/۱۲۳)

"والسنة فی اللحیة القبضة ولذا یحرم علی الرجل قطع لحیته"......(الدر المختار علی هامش رد المحتار: ۵/۲۸۸)

"اخرج الحاکم فی مستدرکه مرفوعا ان سرکم ان یقبل الله صلاتکم فلیؤمکم خیارکم فانهم وفدکم فیما بینکم وبین ربکم"......(فتاویٰ شامی: ۱/۴۱۵)

حدیث شریف میں آتا ہے کہ اگر تم یہ چاہو کہ اللہ تعالیٰ تمہاری نماز قبول فرمائے تو چاہیے کہ امامت وہ لوگ کرائیں جو تم میں بہتر ہوں اس لیے کہ امام اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں قوم کا نمائندہ ہوتا ہے، اور ظاہر ہے کہ خلاف سنت کام کرنے والا کیسے بہتر ہو سکتا ہے؟ اور اللہ تعالیٰ کے ہاں کیسے پسندیدہ ہو سکتا ہے، لہٰذا ایسے کرنے والے کی امامت مکروہ ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

ٹی وی دیکھنے اور مسجد کی بجلی کا ناجائز استعمال کرنے والے کی امامت:

مسئلہ(۲۵۲): کیا فرماتے ہیں علماء دین وشرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ مسجد سے ملحقہ کمرے میں امام مسجد صاحب نے ٹیلی ویژن رکھا ہوا ہے اور اس کمرے میں مسجد کی بجلی استعمال ہوتی ہے اور امام صاحب اسی بجلی سے ٹیلی ویژن کے نظارے کرتے ہیں، آیا ایسے امام مسجد کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

بشرط صحت سوال ایسے امام کی امامت مکروہ تحریمی ہے کیونکہ یہ فاسق ہے، یہ ڈبل مجرم ہے (۱) ٹی وی دیکھنا (۲) مسجد کی بجلی کا ناجائز استعمال کرنا۔

"ویکرہ امامۃ عبد واعرابی وفاسق واعمی الاان یکون اعلم القوم ومبتدع ای محرمۃ (قولہ فاسق) من الفسق وھوالخروج عن الاستقامۃ ولعل المراد بہ من یرتکب الکبائر...... وفی المعراج قال اصحابنا لاینبغی ان یقتدی بالفاسق ......واماالفاسق فقدعللوا کراھۃ تقدیمہ بانہ لایھتم لامر دینہ وبان فی تقدیمہ للامامۃ تعظیمہ وقدوجب علیھم اھانتہ شرعا"......(درمع الرد: ۱/۴۱۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

افعال قبیحہ سے باز نہ آنے والے کی امامت کا حکم:

مسئلہ(۲۵۳): کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک مولوی صاحب نے قبضہ گروپ کے ہاتھ چڑھ کر ایک دینی درس گاہ کے کوارٹر پر قبضہ کیا ہوا ہے، نہ ہی وہ اس دینی درس گاہ کے ملازم ہیں اور نہ ہی انتظامیہ نے ان کو کرایہ پر کوارٹر دیا ہے اور نہ ہی مولوی صاحب بجلی اور سوئی گیس کے بل ادا کرتے ہیں، قبضہ گروپ نے مولوی صاحب کے تعاون سے دینی درس گاہ پر قبضہ کرنے کی کوشش کی جسے ناکام بنا دیا گیا، بلکہ مولوی صاحب نے تھانیدار کو بھی ایک تحریر لکھ کر دی تھی کہ کوارٹر میں اس گروپ سے تعلق رکھنے والا کوئی شخص ہرگز نہیں آئے گا، لیکن وہ آتے جاتے رہتے ہیں، اور مولوی صاحب کا قبضہ گروپ کے ساتھ مکمل گٹھ جوڑ ہے، جب قبضہ گروپ نے دینی درس گاہ پر قبضہ کرنے کی کوشش کی تھی تو مولوی صاحب نے ان کے ساتھ مکمل تعاون کیا تھا، اور ہر سازش میں شریک رہا، جب یہ صورت حال مولوی صاحب کے مقتدیوں کو بتائی گئی تو انہوں نے اپنی طرف سے ایک الگ کوارٹر لے کر دیا، تاکہ وہ دینی درس گاہ کا کوارٹر خالی کردیں، لیکن مولوی صاحب وہاں منتقل نہ ہوئے اور دینی درس گاہ کے کوارٹر پر ہی قبضہ کیا ہوا ہے، قبضہ گروپ اس مولوی صاحب کے ذریعہ ہی دینی درس گاہ پر ناجائز قبضہ کرنا چاہتا ہے۔

سوال یہ ہے کہ مسجد کی انتظامیہ کے لیے ایسے کردار کے حامل شخص کو امام رکھنا جائز ہے یا کہ نہیں؟ کیا ایسے امام کے پیچھے نمازیں ہوجاتی ہیں، اور جو نمازیں پڑھی گئی ہیں ان کو لوٹایا جائے گا یا نہیں؟ تفصیلاً جواب سے نوازیں۔

الجواب باسم الملک الوھاب

مذکورہ تحریر کے حقیقت پرمبنی ہونے کی صورت میں اگر پیش امام صاحب واقعتاً ایسے افعال کے مرتکب ہوئے ہیں اور حقائق کے بیان کرنے میں کسی قسم کی غلط بیانی سے کام نہیں لیا گیا ہے تو ان افعال کے ارتکاب کی وجہ سے شخص مذکور فاسق بن گیا ہے اور فاسق کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے، تاوقتیکہ وہ اپنے گناہوں سے توبہ نہ کرلے، البتہ اگر پیش امام صاحب اپنے ان افعال قبیحہ شنیعہ سے باز نہ آئے تو مسجد انتظامیہ کے لیے ایسے شخص کو اپنے اختیار سے امام بنانا جائز نہیں ہے اور کسی صالح متدین اور متبع شریعت شخص کو اس کی جگہ امام مقرر کرے اور جب تک صالح، متدین اور متبع شریعت شخص میسر نہ ہو اس وقت تک انفرادی طور پر نماز پڑھنے سے بہتر ہے کہ اسی امام صاحب کے پیچھے نماز پڑھ لی جائے اور جو نمازیں پیش امام صاحب کے پیچھے پڑھ لی ہیں ان کو لوٹانا واجب نہیں ہے، اور اس کا گناہ مسجد انتظامیہ پر ہوگا۔

”وتجوز امامة الاعرابی والاعمی والعبد وولدالزنا والفاسق کذافی الخلاصة الاانهاتکره هکذافی المتون “ ......(فتاویٰ الهندیة: ۱/۸۵)

”ویکره تقدیم المبتدع ایضالانه فاسق من حیث الاعتقاد وهواشدمن الفسق من حیث العمل “......(حلبی کبیری:۴۴۳)

”ویکره تقدیم العبد ......والفاسق لانه لایهتم لامردینه ......وان تقدموا جازلقوله علیه السلام صلواخلف کل بروفاجر“......(الهدایة: ۱/۱۲۲)

”وکره امامة العبدوالاعرابی والفاسق والمبتدع)......واماالکراهة فمبنیة علی قلة رغبة الناس فی الاقتداء بهؤلاء فیؤدی الی تقلیل الجماعة المطلوب تکثیرها تکثیر للاجر “......(البحرالرائق: ۱/۶۰۷،۶۱۰)

”وکره امامة العبد والاعرابی والفاسق لانه لایهتم لامردینه ولان فی تقدیمه للامامة تعظیمه وقدوجب علیهم اهانته شرعا “......(تبیین الحقائق: ۱/۱۳۴)

”ولذاکره امامة(الفاسق العالم) لعدم اهتمامه بالدین فتجب اهانته شرعافلایعظم بتقدیمه للامامة ......تبع فیه الزیلعی ومفاده کون الکراهة فی الفاسق تحریمیة “......(طحطاوی علی المراقی الفلاح : ۳۰۳،۳۰۲)

"(ویکرہ امامة عبد واعرابی وفاسق واعمی الاان یکون اعلم القوم ومبتدع) ای صاحب بدعة(قوله صاحب بدعة) ای محرمة (قوله فاسق) من الفسق وهوالخروج عن الاستقامة ولعل المراد به من یرتکب الکبائر...... وفی المعراج قال اصحابنا لاینبغی ان یقتدی بالفاسق ......واماالفاسق فقدعللوا کراهة تقدیمه بانه لایهتم لامر دینه وبان فی تقدیمه للامامة تعظیمه وقدوجب علیهم اهانته شرعا"......(درالمختارهامش علی الشامی:۱/۴۱۳)

(ومثله فی الهندیة:۱/۸۴)

(ومثله فی البحرالرائق:۱/۳۴۸)

"(والاحق بالامامة) تقدیما بل نصبا مجمع الانهر(الاعلم بالاحکام الصلاة) فقط صحة وفسادابشرط اجتنابه للفواحش الظاهرة"......(درمختارمع الرد ۱/۴۱۲:)

"(ولوام قوماوهم له کارهون) ان الکراهة (لفسادفیه اولانهم احق بالامامة منه کره) له ذلک تحریما لحدیث ابی داؤد لایقبل الله صلاة من تقدم قوماوهم له کارهون "......(درمختارهامش علی الشامی:۱/۴۱۳)

"صلی خلف فاسق اومبتدع نال فضل الجماعة ......(قوله نال فضل الجماعة)......افادان الصلاة خلفهما اولی من الانفراد لکن لاینال کما ینال خلف تقی ورع لحدیث من صلی خلف عالم تقی فکانماصلی خلف نبی"......(الدرمع الرد:۱/۴۱۵)

(ومثله فی الهندیة:۱/۸۴)

(ومثله فی البحرالرائق : ۱/۳۴۸،۳۴۹)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

جاہل ان پڑھ کوامام بنانے کاحکم:

مسئلہ(۲۵۴): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص جو کہ جاہل ہے اور کبھی کسی

استاذ کے پاس بیٹھ کر نہیں پڑھا، قرآن پاک بھی نہیں پڑھا، اور ناظرہ بھی غلط پڑھتا ہے، وہ ایک جگہ امامت کرواتا ہے اور امامت میں لحن جلی غلطیاں کرتا ہے، اس کے ساتھ ساتھ وہ چوریاں بھی کرتا ہے اور ظاہر یہ کرتا ہے کہ میں جامعہ اشرفیہ کا فاضل ہوں حالانکہ بالکل جاہل ہے اور اکثر گالی گلوچ بھی کرتا ہے، اور متہم بالکذب بھی ہے، قرآن وحدیث کی روشنی میں اس کے پیچھے نماز پڑھنا اور اس شخص کا امامت کروانا کیسا ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

بشرط صحت سوال ایسا شخص جو قرأت صحیح نہیں کرسکتا وہ منصب امامت کا اہل نہیں اور بوجہ گالیاں دینے اور چوریاں کرنے کے وہ فاسق ہے اور فاسق کی امامت مکروہ تحریمی ہے۔

"واما شروط الامامة فقد عدها في نور الايضاح على حدة فقال وشروط الامامة للرجال الاصحاء ستة اشياء الاسلام والبلوغ والعقل والذكورة والقراءة والسلامة من الاعذار كالرعاف الخ "......(ردالمحتار: ۱/۴۰۶)

"(ويكره) تنزيها(امامة عبد)(قوله ويكره تنزيها الخ)...... فان امكن الصلاة خلف غيرهم فهو افضل والافالاقتداء اولى من الانفراد "

......(ردالمحتار: ۱/۴۱۳)

"بل مشى في شرح المنية على ان كراهة تقديمه كراهة تحريم "......

(ردالمحتار: ۱/۴۱۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

بدعتی کے پیچھے نماز پڑھنے کا حکم:

مسئلہ(۲۵۵): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ جو امام بدعات کا مرتکب ہوتا ہے اس کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟ فتاوی دارالعلوم دیوبند میں مکروہ تحریمی لکھا ہے۔

الجواب باسم الملک الوھاب

بدعتی امام کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے البتہ اگر کسی مجبوری کی وجہ سے بدعتی کے پیچھے نماز پڑھی تو واجب الاعادہ نہ ہوگی۔

"واما الفاسق فقدعللوا کراهة تقدیمه بانه لایهتم لامر دینه وبان فی تقدیمه للامامة تعظیمه وقدوجب علیهم اهانته شرعا ولایخفی انه اذا کان اعلم من غیره لاتزول العلة فانه لایؤمن ان یصلی بهم بغیر طهارة فهو کالمبتدع تکره امامته بکل حال مشی فی شرح المنیة علی ان کراهة تقدیمه کراهة تحریم"......(ردالمحتار: ۱/۴۱۴)

"وامامة صاحب الهوی والبدعة مکروهة"......(بدائع الصنائع: ۱/۳۸۷)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

بدعتی کے پیچھے نماز کا حکم:

مسئلہ(۲۵٦): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہمارے گاؤں میں صحیح العقیدہ لوگوں کی کوئی مسجد نہیں ہے اور جو مسجدیں ہیں ان کے ائمہ بدعتی ہونے کی وجہ سے مفتی حضرات ان کے پیچھے نماز پڑھنے کو مکروہ تحریمی قرار دیتے ہیں اور دوسرا گاؤں جہاں صحیح العقیدہ لوگوں کی مسجد ہے پانچوں وقت وہاں آنا جانا بہت مشکل ہے اس صورت میں شریعت مطہرہ کیا حکم صادر فرماتی ہے مسجد میں اکیلے نماز پڑھی جائے یا گھر میں جماعت کروالی جائے، بینوا توجروا۔

الجواب باسم الملک الوهاب

جب تک کوئی صحیح العقیدہ امام میسر نہیں ہوتا اس وقت تک انفرادی نماز پڑھنے سے انہی کے پیچھے مسجد میں نماز پڑھنا اولی ہے البتہ ان کی تقریر سننے سے اجتناب ضروری ہے۔

"وفی السراج الوهاج فان قلت فما الافضلیة ان یصلی خلف هؤلاء اوالانفراد؟ قیل اما فی حق الفاسق فالصلاة خلفه اولی لماذکر فی الفتاوی کما قدمناه واما الاخرون فیمکن ان یکون الانفراد اولی لجهلهم بشروط الصلوة ویمکن ان یکون علی قیاس الصلاة خلف الفاسق والافضل ان یصلی خلف غیرهم فالحاصل انه یکره لهؤلاء التقدم ویکره الاقتداء بهم کراهة

تنزيهة فان امكن الصلاة خلف غيرهم فهو افضل والا فالاقتداء اولى من الانفراد"......(البحر الرائق : ۱/ ۲۱۱)

"قال المرغيناني تجوز الصلاة خلف صاحب هوى وبدعة وقال بعدسطر ان كان هوى لايكفربه صاحبه تجوز الصلاة خلفه مع الكراهة والا فلا هكذا في التبيين و الخلاصة"......(هندية : ۱/ ۸۴)

"وفي السراج هل الافضل ان يصلي خلف هؤلاء ام الانفراد قيل اما في الفاسق فالصلاة خلفه اولى وهذا انما يظهر على ان امامته مكروهة تنزيها اما على القول بكراهة التحريم فلا واماالاخرون فيمكن ان يقال الانفراداولى لجهلهم بشروط الصلاة ويمكن اجراء هم على قياس الصلوة خلف الفاسق وجزم في البحر بان الاقتداء بهم افضل من الانفراد "......(مراقی الفلاح مع حاشية الطحطاوى :۳۰۳)

"(ويكره) تنزيها(امامة عبد)الى قوله(ومبتدع) اى صاحب بدعة وهي اعتقادخلاف المعروف عن الرسول لابمعاندة بل بنوع شبهة وكل من كان من قبلتنا(لايكفر بها) قوله ويكره تنزيها لقوله في الاصل امامة غيرهم احب الي،بحر عن المجتبىٰ والمعراج ثم قال فيكره لهم التقدم ويكره الاقتداء بهم تنزيها فان امكن الصلا ة خلف غيرهم فهو افضل والا فالاقتداء اولى من الانفراد"......(الدرمع الرد : ۱/ ۴۱۳،۴۱۴)

"والمراد بالمبتدع من يعتقد شيئا على خلاف مايعتقده اهل السنة والجماعة وانما يجوز الاقتداء به مع الكراهة اذالم يكن مايعتقده يؤدى الى الكفر عن اهل السنة والجماعة امالو كان مؤديا الى الكفر فلايجوز اصلاً"......(حلبی کبیری:۴۴۳)

"وذكر في المنتقى رواية عن ابي حنيفة انه كان لايرى الصلاة خلف المبتدع

والصحیح انه ان کان هوی یکفره لاتجوز وان کان لایکفره تجوز مع الکراهة "......(بدائع الصنائع : ۱/۳۸۷)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

ڈاڑھی کے بغیر امامت کروانے کا حکم:

مسئلہ(۲۵۷): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ڈاڑھی رکھے بغیر انسان امامت کرواسکتا ہے یا نہیں؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں مدلل جواب دیں۔

الجواب باسم الملک الوھاب

ڈاڑھی منڈوانے والا اور قبضہ سے کم کرنے والا فاسق ہے اور فاسق کو امام بنانا مکروہ تحریمی ہے۔

"ومفاده کون الکراهة فی الفاسق تحریمیة"......(حاشیة الطحطاوی علی المراقی :۳۰۳)

"امامة الفاسق الاعلم فلایقدم لان فی تقدیمه تعظیمه وقدوجب علیهم اهانة شرعاومفاده هذا کراهة التحریم "......(حاشیة الطحطاوی علی الدر : ۱/۲۴۳)

"واماالفاسق فقدعللوا کراهة تقدیمه بانه لایهتم لامردینه الخ تکره امامته بکل حال بل مشی فی شرح المنیة علی ان کراهة تقدیمه کراهة تحریم " ......(ردالمحتار : ۱/۴۱۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

فاسق کے پیچھے نماز کا حکم:

مسئلہ(۲۵۸): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ کیا ایسے امام کے پیچھے نماز جائز ہے جو ڈاڑھی کترواتا ہے اور اس کی ڈاڑھی مٹھی بھر سے کم ہو۔

الجواب باسم الملک الوھاب

اگر امام کی ڈاڑھی مٹھی سے کم ہو اور کٹواتا ہے تو فاسق اور گنہگار ہے لہذا ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ ہے۔

”وتجوز امامة الاعرابی والاعمی والعبد وولد الزنا والفاسق کذا فی الخلاصه الا انها تکره هکذافی المتون“......(هندیة: ۱/۸۵)

”و کره امامة العبد والاعرابی والفاسق “......(البحر الرائق : ۱/۳۴۸)

”قال اماالفاسق فتجوز الصلاة خلفه ......ولکن مع هذا یکره تقدیمه لمافیه من تقلیل الجماعةقلما یرغب الناس فی الاقتداء بالفاسق “......(المحیط البرهانی : ۲/۱۷۸)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

اہل حدیث کے پیچھے دیوبندی کی نماز کا حکم:

مسئلہ(۲۵۹): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ مسلک اہل حدیث عصر کی نماز اول وقت میں پڑھتے ہیں جب اہل السنۃ والجماعۃ دیوبند کے نزدیک عصر کا وقت بعد میں شروع ہوتا ہے کیا اس وقت میں اہل حدیث امام کے پیچھے ان کی نماز درست ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

مذکورہ صورت میں حنفی کی نماز اہل حدیث امام کے پیچھے درست نہیں ہے، کیونکہ احناف کے نزدیک مثل اول کے بعد عصر کا وقت شروع نہیں ہوتا۔

”وروی اسد بن عمر عن ابی حنیفة انه اذا صار ظل کل شیء شیء مثله خرج وقت الظهر ولایدخل وقت العصر حتی یصیر ظل کل شیء مثلیه“......(المحیط البرهانی : ۲/۶)

”وذکر شیخ الاسلام ان الاحتیاط لایوخر الظهر الی المثل وان لایصلی

العصر حتی یبلغ المثلین لیکون مؤدیا للصلاتین فی وقتھما بالاجماع"......(البحر الرائق : ۱/ ۴۲۶)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

ڈاڑھی کم کروانے والے کی امامت:

مسئلہ(۴۶۰): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں مسجد کی امامت کے لیے امام صاحب کی ریش مبارک کتنی ہونی چاہیے؟ ہمارے علاقے کی مسجد میں ایک امام صاحب نے دوسری مسجد کے خادم کو مقرر کر رکھا ہے، بڑے امام صاحب کی ریش مبارک ایک مٹھی سے زائد ہے، مگر خادم مسجد کی ریش مبارک مٹھی بھر نہیں، بلکہ جب وہ سر کے بال تراشتے ہیں تو ڈاڑھی مبارک بھی کٹواتے ہیں بڑے امام صاحب کی موجودگی میں خادم مسجد نماز مغرب عشاء اور فجر میں امامت کرواتے ہیں، چونکہ ان کی قرأت قدرے بہتر ہے بڑے امام صاحب سے، کیا وہ ایسا کر سکتے ہیں؟ کیا نمازیوں کی نماز میں تو کوئی فرق نہیں پڑیگا، کیا نماز اس طرح صحیح ہو جاتی ہے؟ برائے مہربانی اس مسئلہ کی وضاحت فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوھاب

ڈاڑھی کا مٹھی بھر سے کم کرنا ناجائز ہے، خواہ امام ہو یا مؤذن ہو یا عام مسلمان، منڈانا مٹھی سے کم ہو تو منڈانا فعل حرام ہے، اور موجب فسق ہے، اور فاسق کو امام یا مؤذن مقرر کرنا مکروہ تحریمی ہے۔

"یحرم علی الرجل قطع لحیته"......(الدر المختار : ۲/ ۲۵۰)

"واما الاخذ منها وهی دون ذلک کما یفعله بعض المغاربة ومخنثة الرجال فلم یبحه احد واخذ کلها فعل یهود الهند ومجوس الاعاجم"......(الدر علی الرد: ۲/ ۱۲۳)

"واما الفاسق الاعلم فلایقدم لان فی تقدیمه تعظیمه وقدوجب علیهم اهانته شرعا"......(حاشیة الطحطاوی علی الدر: ۱/ ۲۴۳)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

داڑھی منڈوانے والے کی امامت:

مسئلہ(۲۶۱): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اکثر حفاظ رمضان المبارک سے ایک ماہ قبل اس نیت سے داڑھی رکھ لیتے ہیں کہ نماز تراویح پڑھائیں گے اور جیسے ہی رمضان کا مہینہ گزرتا ہے داڑھی کٹوادیتے ہیں آیا ایسے حفاظ کا جو تراویح اور فرض نماز پڑھاتے ہیں ان کا یہ عمل قرآن وحدیث کی روشنی میں درست ہے یا نہیں؟ اور مقتدیوں کی نماز کا کیا حال ہے آیا وہ اپنی گذشتہ نمازوں کا اعادہ کریں، اور جو لوگ ڈنکے کی چوٹ پر ایسا کرتے ہیں ان کے بارے میں کیا وعید ہے؟

مسئلہ کی وضاحت فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔ والسلام

الجواب باسم الملک الوهاب

داڑھی ایک مشت سے کم کروانا حرام ہے احادیث میں اس سے منع کیا گیا ہے لہذا جو شخص داڑھی ایک مشت سے کم کرواتا ہو اور قوم کو اس کی اس عادت کا علم بھی ہو تو ایسے شخص کی اقتداء میں نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے، خواہ وہ فرض نماز ہو یا نماز تراویح، مقتدیوں پر گذشتہ نمازوں کا اعادہ واجب نہیں ہے لیکن محلے والوں پر لازم ہے کہ کسی متبع شریعت شخص کو اپنا امام مقرر کریں اور داڑھی ایک مشت سے کم کروانے والا شخص فاسق ہے۔

"یحرم علی الرجل قطع لحیته "......(الدر المختار: ۲/ ۲۵۰)

"واما الاخذ منها وهی دون ذلک کما یفعله بعض المغاربة ومخنثة الرجال فلم یبحه احد واخذ کلها فعل یهود الهند ومجوس الاعاجم فتح"......(در علی الرد: ۲/ ۱۲۳)

"وفی الکبریٰ ویکره ان یکون الامام فاسقا ویکره للرجال ان یصلوا خلفه"......(الفتاوی التاتارخانیة: ۱/ ۴۳۸)

"وتجوز امامة الاعرابی والاعمی والعبد وولد الزنا والفاسق کذا فی الخلاصة الا انها تکره هکذا فی المتون "......(الهندیة: ۱/ ۸۵)

"اما الفاسق الاعلم فلا یقدم لان فی تقدیمه تعظیمه وقد وجب علیهم اهانته شرعا"......(طحطاوی علی الدر: ۱/ ۲۴۳)

”ولذاکرہ امامۃ الفاسق العالم لعدم اھتمامہ بالدین فتجب اھانتہ شرعافلایعظم بتقدیمہ للامامۃ“......(الطحطاوی علی المراقی:۳۰۳)

”ومفادہ کون الکراھۃ فی الفاسق تحریمیۃ“......(الطحطاوی علی المراقی:۳۰۳)

”عن ابن عمر رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ خالفوا المشرکین احفوا الشوارب واوفوا اللحی“......(الصحیح مسلم: ۱/۱۲۹)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆

حیات نبی کے منکر کے پیچھے نماز کا حکم:

مسئلہ(۲۶۲): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ جو شخص حضور ﷺ کی حیات مبارکہ کا منکر ہو یا قبر میں سماع درود کا منکر ہو اس کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

جو شخص حضور علیہ الصلوات والتسلیمات کی قبر میں حیات مبارکہ کا منکر ہو وہ مبتدع ہے، کیونکہ حضور علیہ السلام کی قبر میں حیات مبارکہ ثابت ہے لہذا ایسے شخص کے پیچھے فرض نماز یا تراویح پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔

”حیاۃ الانبیاء والشھداء فی القبر کحیاتھم فی الدنیا ویشھد لہ صلاۃ موسی فی قبرہ فان الصلاۃ تستدعی جسدا حیا “ ......(الحاوی للفتاویٰ ۱/۵۵۹)

”ان الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون کماورد فی الحدیث “......(رسائل ابن عابدین : ۲/۲۰۳)

”عن ابی ھریرۃ ان رسول اللہ ﷺ قال مامن احد یسلم علی الا رد اللہ علی روحی حتی ارد علیہ السلام “ ......(ابوداؤد: ۱/۲۵۹)

”وینبغی لمن قصد زیارۃ النبی ﷺ ان یکثر الصلاۃ علیہ فانہ یسمعھا وتبلغ الیہ “......(حاشیۃ الطحطاوی علی المراقی الفلاح: ۷۴۲)

”وکرہ امامۃ العبد والاعرابی والفاسق والمبتدع والاعمی وولدالزنا“.....(البحر الرائق : ۱/۶۱۰)

”وکرہ امامۃ الفاسق والمبتدع بارتکابہ ماحدث علی خلاف الحق الملتقی عن رسول اللہ ﷺ “ .....(حاشیۃ الطحطاوی علی المراقی الفلاح :۳۰۲،۳۰۳)

”واما الفاسق فقد عللوا کراھۃ تقدیمہ بانہ لا یھتم لامر دینہ وبان فی تقدیمہ للامامۃ تعظیمہ وقدوجب علیھم اھانتہ شرعا ولایخفی انہ اذاکان اعلم من غیرہ لاتزول العلۃ فانہ لایؤمن ان یصلی بھم بغیر طھارۃ فھوکالمبتدع تکرہ امامتہ بکل حال بل مشی فی شرح المنیۃ علی ان کراھۃ تقدیمہ کراھۃ تحریم“ .....(شامی : ۱/۴۱۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

گرل فرینڈ رکھنے والے امام کے پیچھے نماز کا حکم:

مسئلہ(۲۶۴): مفتی صاحب ایک مسئلہ دریافت کرنا ہے کہ ایک شخص جو کہ متقی پرہیز گار شریف ابن شریف ہے بظاہر اس میں کوئی برائی نہیں ہے قاری عالم فاضل دیوبند ہے، امام مسجد، پانچ وقت نماز جامع مسجد پڑھاتا ہے اس کے پیچھے سینکڑوں نمازی اپنی نمازیں عیدین وجمعہ ادا کرتے ہیں، مگر اس امام صاحب نے اپنی گرل فرینڈ بھی رکھی ہوئی ہے جن کے ساتھ ہر قسم کے تعلقات رکھے ہوئے ہیں، مثلاً بات چیت، اٹھنا بیٹھنا اور کھانا پینا اور جنسی تعلقات بھی، اب مسئلہ یہ پوچھنا ہے کہ

(۱) کیا ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنی جائز ہے؟

(۲) کیا اس کی امامت میں دوسرے نمازیوں کی نمازیں ہو جائیں گی؟ یا فاسد ہوئیں؟

(۳) اس امام صاحب کے بارے میں کیا حکم ہے؟

جب کہ نمازی حضرات امام صاحب کے کردار کے اس رخ سے واقف نہیں، البتہ امام صاحب کے اہل خانہ اس بات سے واقف ہیں، اس مسئلے کا شافی جواب از روئے قرآن وحدیث دے کر مشکور فرمائیں، نوازش ہوگی۔

الجواب باسم الملک الوهاب

بشرط صحت سوال اگر شہادت شرعیہ سے امام کے نامحرم عورتوں سے ناجائز تعلقات ثابت ہو جائیں تو مذکورہ امام فاسق ہے لہذا اس کی امامت مکروہ تحریمی ہے البتہ مقتدیوں نے اس کے پیچھے جو نمازیں پڑھی ہیں وہ کراہت کے ساتھ ادا ہو چکی ہیں ان کا لوٹانا لازم نہیں ہے ایسے امام کے بارے میں حکم یہ ہے کہ اس کو معزول کر دیا جائے اس کی جگہ صالح اور پرہیزگار امام رکھنا چاہیئے تاکہ جماعت کے ثواب کے ساتھ ساتھ متقی امام کی اقتداء کا ثواب بھی مل جائے۔

”وفی السراج الوهاج فان قلت فما الافضلية ان يصلی خلف هؤلاء اوالانفراد؟قيل اما فی حق الفاسق فالصلاة خلفه اولی لما ذكره فی الفتاوی كماقدمناه واماالآخرون فيمكن ان يكون الانفراد اولی لجهلهم بشروط الصلاة ويمكن ان يكون علی قياس الصلاة خلف الفاسق والافضل ان يصلی خلف غيرهم فالحاصل انه يكره لهؤلاء التقدم ويكره الاقتداء بهم كراهة تنزيه فان امكن الصلاة خلف غيرهم فهوافضل والا فالاقتداء اولی من الانفراد“......(البحر الرائق : ۱/۶۱۱)

”لقوله ﷺ صلوا خلف كل بر وفاجر وصلوعلی كل بر وفاجر وجاهدوا مع كل بر وفاجررواه الدارقطنی كما فی البرهانی وقال فی مجمع الروايات واذاصلی خلف فاسق اومبتدع يكون محرزا ثواب الجماعة لكن لاينال ثواب من يصلی خلف امام تقی “......(حاشية الطحطاوی علی المراقی الفلاح:۳۰۳)

”ونصابها لغيرها من الحقوق سواء كان الحق مالا اوغيره كنكاح وطلاق ووكالة ووصية واستهلال صبی ولوللارث “......(الدرالمختار: ۴/۳۱۳)

واللہ تعالی اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

فاسق شخص کی امامت کا حکم:

مسئلہ(۲۶۴): ایسا شخص جو جھوٹ بولتا ہو، اور بے ہودہ گفتگو کا عادی ہو، مسجد کی حدود میں مقتدیوں کے سامنے

بالکل برہنہ ہو کر نازیبا الفاظ کہے، جو لوگ اوباز بدمعاش لوگوں سے تعلق رکھے اوران سے نمازیوں کو بے عزت کروائے مسجد کا سامان بغیر اجازت بیچ دے یا بغیر معاوضہ کے کسی کو دے دے، کیا ایسے شخص کو شریعت امامت کروانے کی اجازت دیتی ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

بشرط صحت سوال مندرجہ بالا امور کا مرتکب شخص فاسق ہے اوراس کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔

"واما الفاسق فقدعللوا کراھۃ تقدیمہ بانہ لایھتم لامر دینہ وبان فی تقدیمہ للامامۃ تعظیمہ وقدوجب علیھم اھانتہ شرعا ولایخفی انہ اذاکان اعلم من غیرہ لاتزول العلۃ فانہ لایؤمن ان یصلی بھم بغیر طھارۃ فھو کالمبتدع تکرہ امامتہ بکل حال بل مشی فی شرح المنیۃ علی ان کراھۃ تقدیمہ کراھۃ تحریم" ......(شامیۃ : ۱/۴۱۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

ناجائز فعل سے توبہ کرنے کے بعد امامت کا حکم:

مسئلہ(۲۶۵): محترمی ومکرمی جناب مفتی حمید اللہ جان صاحب دارالافتاء جامعہ اشرفیہ لاہور

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آج سے چندسال قبل بندہ نے ایک ایسے شخص کو کاروبار کے لیے کچھ رقم دی جس کا پریشر ککر اور دیگر چھوٹے موٹے سپیئر پارٹس کا کاروبار تھا تقریبا ایک سال ہم نے حساب وکتاب کیا اور منافع طے شدہ معاہدہ کے مطابق نصف نصف حاصل کیا، سرمایہ میرا تھا جب کہ محنت دوسرے نصیرنامی شخص کی تھی، تقریبا ایک سال بعد اس نے کہا کہ اتنی چھوٹی موٹی چیزوں کا ہر ماہ حساب وکتاب کرنا بہت مشکل ہے ایک سال میں ہمیں اندازہ ہوگیا ہے کہ ہر ماہ کتنا منافع ہوا ہے، لہذا میں آپ کا ہر ماہ منافع (Fix) فکس کردیتا ہوں، جس پر میں نے اتفاق کیا اور الحمدللہ کاروبار اچھا چلتا رہا میرے ایک دوست نے توجہ دلائی کہ رقم فکس کرنا سود ہوتا ہے، جس کے بعد میں نے آپ سے رابطہ کیا تو آپ نے بھی اسے سود قرار دیا جس کے بعد میں نے اندازے سے کچھ رقم صدقہ کردی اوراس شخص سے کاروبار ختم کرکے توبہ کی ، اورپھر

ایسے شخص سے کاروبار شروع کیا جس میں باقاعدہ نفع ونقصان کا ہم حساب وکتاب کرتے ہیں جس سے آپ کو اندازہ ہوگا کہ الحمد اللہ میں نے سچی توبہ کی اور تقریباً دو سال سے اس قسم کا سودی کاروبار نہیں ہے۔

میں ایک مسجد میں تراویح پڑھاتا ہوں اب چند افراد نے یہ مسئلہ اٹھایا ہے کہ حافظ صاحب نے ماضی میں سودی کاروبار کیا اس لیے اس کے پیچھے تراویح نہیں ہوتی مہربانی فرما کر بندہ کی راہنمائی فرمائیں، پیشگی شکریہ۔

الجواب باسم الملک الوھاب

اگر سوال میں ذکر کردہ تحریر حقیقت پر مبنی ہے کہ آپ نے اپنے ناجائز فعل سے توبہ کرلی تھی اور عملی طور پر بھی اس کو مکمل طور پر ترک کر دیا تھا تو اس صورت میں آپ کے پیچھے نماز تراویح پڑھنا شرعاً جائز ہے بشرطیکہ امامت کے منافی کوئی دوسری چیز موجود نہ ہو۔

"انی لغفار لمن تاب ،الایة"......سورة الطور)

"وعن عبدالله بن مسعود رضی الله عنه قال قال رسول الله ﷺ التائب من الذنب ای توبة صحیحة کمن لاذنب له ای فی عدم المواخذة بل قدیزید علیه بان ذنوب التائب تبدل حسنات "......(مرقاة المفاتیح :۵/۲۶۹)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

فاسق کی امامت کا حکم:

مسئلہ(۲۶۶): کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام ایسے امام کے بارے میں جس کے افعال وکردار سے اہل محلہ نمازی نالاں ہیں اور اس کے پیچھے نماز پڑھنا پسند نہیں کرتے، جنازہ پڑھنا پسند نہیں کرتے، اس شرط پر کہ وہ جنازہ پڑھائے تو وہ آتے ہی نہیں، اس کی وجہ سے بہت سے لوگ غیر مقلدین کی مسجد میں نماز پڑھنے لگے اور بریلویوں کی مسجد میں بھی اور پڑھنے والے بہت سے بچے ہٹالیے، کچھ نے دوسری جگہ داخل بھی کروالیے، یہی حال جمعہ کا ہے، چند لوگ مجبوراً اس مسجد میں نماز کے لیے آتے ہیں، مسجد کی کمیٹی میں تین چار افراد اس کی حمایت میں ہیں، جن میں گاؤں کا نمبردار بھی شامل ہے، اس کے اثر ورسوخ کی وجہ سے گاؤں والے امام کو معزول نہیں کرسکتے امام کی خرابیاں اور افعال شنیعہ یہ ہیں۔

ا۔مسجد کے بیت المال میں جمع ہونے کے لیے ملنے والے زیور (9 بالیاں سونے کی اور 2 کڑے چاندی کے) کوخرد برد کرنے کا الزام ہے،جس کی صفائی امام پیش نہیں کرسکتا،(جس کے ذریعے عوام کوتسلی ہو)

۲۔بہت سے اہل محلہ نمازی امام کوجھوٹ بولنے کا الزام دیتے ہیں جوکہ ثابت بھی ہو چکا ہے۔

۳۔نمازیوں میں امیر وغریب کا فرق کرتا ہے،عام آدمی سے اچھی طرح سلام وکلام بھی نہیں کرتا جب کہ امیر آدمی کے ساتھ بہت خاطر ومدارات اور جھکتے ہوئے پیش آتا ہے،صرف انہی کی بات کواہمیت دیتا ہے۔

۴۔مسجد اوراس سے منسلک مدرسے کی تعمیر کرنے والے مخلص شخص (یعنی اکثر کام اسی نے کروایا) نے امام کے لالچی ہونے کی وجہ سے اضافی وظیفہ اور مدرسے کا باقی کام بند کردیا۔

۵۔مذکورہ امام اور کمیٹی کے تین چار آدمیوں کی ملی بھگت سے منسلک مدرسہ کے مدرس کو بلاوجہ نکال دیا گیا جو تقریبا 13 سال سے حفظ کی کلاس کی خدمت میں مصروف تھے اور تقریبا تمام گاؤں کے لوگ ان کی کارکردگی سے مطمئن تھے اوراب تین ماہ سے مدرسہ بند ہے۔

اس وضاحت کی روشنی میں مندرجہ ذیل سوالوں کے جوابات مطلوب ہیں۔

(۱) ایسے امام کے نماز پڑھانے کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

(۲) ایسے امام کوبرقرار رکھنا شرعی طور پرکیسا ہے؟

(۳) مذکورہ کردار والے امام کوہٹانے کے لیے شرعی طور پرلوگوں کا کوشش کرنا کیسا ہے؟ بینواتوجروا۔

الجواب باسم الملک الوھاب

بشرط صحت سوال اگر واقعی مذکورہ امام کے افعال شنیعہ کے بارے میں شرعی ثبوت موجود ہےتو ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے اوراس امام کوبرقرار رکھنا شرعی طور پر درست نہیں،لہذا امام مذکور کوہٹانے کی حتی الامکان کوشش کی جائے اور جب تک دوسرا امام متعین نہ ہواور قریب میں کوئی اور مسجد بھی میسر نہ ہوتو بحالت مجبوری اسی امام کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے۔

”ومن ام قوما وھم لہ کارھون ان کانت الکراھۃ لفسادفیہ اولانھم احق بالامامۃ کرہ لہ ذلک وان کان ھواحق بالامامۃ لم یکرہ لان الفاسق والجاھل یکرھان العالم والصالح“......(محیط برھانی : ۲/۱۸۰)

”وفی الخلاصة وغيرها رجل ام قوماوهم له كارهون ان كانت الكراهية لفساد فيه اولانهم احق بالامامة يكره له ذلک وان كان هواحق بالامامة لايكره له ذلک “.....(بحر الرائق : ۱/ ۲۰۹)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆

ڈاڑھی کٹوانے والے کی امامت:

مسئلہ(۲۶۷): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ امام ڈاڑھی کٹی والا ہونا چاہیے یا ڈاڑھی والا؟

الجواب باسم الملک الوهاب

چونکہ ڈاڑھی مشت سے کم کرنا حرام ہے لہذا ڈاڑھی مشت سے کم کرنے والا گناہ کبیرہ کا مرتکب ہے اور مرتکب کبیرہ فاسق ہے فاسق کو امام بنانا مکروہ تحریمی ہے۔

”قولـه وكـره امـامة العبد والاعرابي والفاسق والمبتدع والاعمى“.....(البحر الرائق : ۱/ ۶۱۰)

”ويكره تقديم العبد لانه لايتفرغ للتعلم والاعرابي لان الغالب فيهم الجهل والفاسق لانه لايهتم لامر دينه “ ......(الهداية: ۱/ ۱۲۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆

جھوٹ بولنے والے شخص کی امامت کا حکم:

مسئلہ(۲۶۸): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر امام مسجد مسجد میں جھوٹ بولے تو اس کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟

الجواب باسم الملک الوهاب

اگر امام صاحب کو جھوٹ بولنے کی عادت ہے تو یہ فاسق ہے اور فاسق کو امام بنانا مکروہ تحریمی ہے۔

"قوله وكره امامة العبد والاعرابي والفاسق والمبتدع والاعمى الخ"......(البحر الرائق : ۱/۳۱۰)

"ويكره تقديم العبد لانه لايتفرغ للتعلم والاعرابي لان الغالب فيهم الجهل والفاسق الخ"......(الهداية: ۱/۱۲۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

امام کو کب معزول کیا جاسکتا ہے؟

مسئلہ(۲۶۹):　السلام علیکم ورحمة الله وبركاته

کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ انتظامیہ نے امام خطیب مقرر کیا تھا جس کے ذمہ پانچ وقت کی نماز پڑھانا، جمعہ کی نماز پڑھانا اور درس قرآن دینا تھا، ان تمام کاموں کی بھاری تنخواہ مقرر کی گئی ہے اب یہ شخص اپنے فرائض میں بہت کوتاہی کرتا ہے، مسجد کے اکثر نمازی اس امام کے پیچھے نماز پڑھنا ناپسند کرتے ہیں یہ ممبر پر بیٹھ کر جھوٹ بولتے ہیں بہتان لگاتے ہیں اور نمازیوں میں انتشار کا باعث ہیں، لہذا اس امام کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ انتظامیہ اس کو ہٹا سکتی ہے یا نہیں؟ قرآن وسنت کی روشنی میں ان سوالوں کا جواب دیں اللہ تعالیٰ آپ کو اجر عظیم عطا فرمائے۔

الجواب باسم الملک الوهاب

بشرط صحت سوال اگر واقعتاً امام صاحب اپنے فرائض میں کوتاہی کرتا ہے اور اسی طرح دیگر افعال مذکورہ کا بھی مرتکب ہے تو اس کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے، لہذا انتظامیہ کی ذمہ داری ہے کہ اس امام کو معزول کر کے کسی نیک صالح اور متقی شخص کو امام مقرر کردیں۔

"وكره امامة العبد والاعرابي والفاسق والمبتدع"......(البحر الرائق : ۱/۳۱۰)

"امامة الفاسق الاعلم فلايقدم لان في تقديمه تعظيمة وقد وجب عليهم اهانة شرعا ومفاده هذا الكراهة التحريم في تقديمه"......(طحطاوی علی الدر : ۱/۲۴۲)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

مشت سے کم ڈاڑھی رکھنے والے کی امامت کا حکم؟

مسئلہ(۲۷۰): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک مشت سے کم ڈاڑھی رکھنے والے امام کی اقتداء میں نماز پڑھنا کیسا ہے؟

الجواب باسم الملک الوهاب

صورت مسئولہ میں ڈاڑھی ایک مشت سے کم رکھنے والا فاسق ہے اور فاسق کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔

"وكره امامة العبد والاعرابی والفاسق والمبتدع"......(البحر الرائق :۱/۶۱۰)

"امامة الفاسق الاعلم فلايقدم لان فی تقديمه تعظيمه وقدوجب عليهم اهانته شرعا ومفاده هذاالكراهة التحريم فی تقديمه"......(حاشية الطحطاوی علی الدر :۱/۲۴۲)

"ومفاده كون الكراهة فی الفاسق تحريمية "......(طحطاوی علی مراقی الفلاح :۳۰۳)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

گالیاں دینے والے امام کی اقتدا کا حکم:

مسئلہ(۲۷۱): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہماری مسجد کا امام بہت گالیاں دیتا ہے، اس کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟ تفصیل کے ساتھ مع الدلائل جواب عنایت فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوهاب

واضح رہے کہ گالی دینا گناہ کبیرہ ہے اور مرتکب گناہ کبیرہ فاسق ہے اور فاسق کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔

"امامة الفاسق الاعلم فلايقدم لان فی تقديمه تعظيمه وقدوجب عليهم اهانة

شرعا ومفاده هذا الكراهة التحريم في تقديمه“ ......(حاشية الطحطاوی علی الدر: ۱/ ۲۴۲،۲۴۳)

”وكره امامة العبد والاعرابي والفاسق والمبتدع “......(البحر الرائق: ۱/ ۲۱۰)

”ومفاده كون الكراهة في الفاسق تحريمية “......(حاشية الطحطاوی علی مراقی الفلاح: ۱/ ۳۰۳)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆

عنین کی امامت کا حکم:

مسئلہ(۲۷۲): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص کے بارے مین مشہور (افواہ) ہے کہ وہ عنین ہے تو کیا ایسے آدمی کو امام بنانا اور اس کی اقتداء میں نمازیں پڑھنا درست ہے؟ جب کہ وہ ایک متقی اور پرہیزگار عالم دین ہے۔

الجواب باسم الملک الوهاب

صورت مسئولہ میں عنین کو امام بنانا اور اقتداء کرنا شرعا درست ہے کیونکہ عنین ہونے میں شرعا کوئی خرابی نہیں ہے۔

”وشروطه صحة الامامة للرجال الاصحاء ستة اشياء الاسلام ،والبلوغ ، والعقل ،والذكورة ،والقراءة والسلامة من الاعذار“ ......(مراقی الفلاح: ۲۸۷)

” قال ابن عابدين (قوله ومفلوج وابرص شاع برصه)وكذلك اعرج يقوم ببعض قدمه فالاقتداء بغيرها اولیٰ تاتر خانية (الی قوله)والظاهر ان العلة النفرة“......(شامی: ۱/ ۴۱۶)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆

انگوٹھے چومنے والے امام کی امامت کا حکم:

مسئلہ(۲۷۳): کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہمارے امام صاحب دوسرے فرقے سے تعلق رکھتے ہیں، جس وقت حضورﷺ کا نام نامی اسم گرامی آتا ہے تو انگوٹھے چومتے ہیں، کیا ایسے امام کے پیچھے ہماری نماز ہوجاتی ہے یا نہیں یا ہمارے لیے جماعت کے بغیر نماز پڑھنا بہتر ہے جبکہ صورت حال یہ ہے کہ یہاں باڈر ایریا ہے یہاں دوسری جماعت کا اہتمام بھی نہیں ہوسکتا؟

الجواب باسم الملک الوھاب

صورت مسئولہ میں مذکورہ امام صاحب بدعتی ہیں لہٰذا ان کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے، البتہ منفرد نماز پڑھنے سے ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنا بہتر ہے، ہاں اگر ان کا اعتقاد کفریہ ہو تو ان کو امام بنانا درست نہیں اور نہ ہی ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنا درست ہے۔

”وکرہ امامۃ العبد والاعرابی والفاسق والمبتدع وولد الزنا“......(کنز علی البحر: ۱/۲۱۵)

”(ویکرہ امامۃ عبد) ولو معتقا (واعرابی وفاسق واعمی)“ ......(الدر المختار: ۱/۴۱۳ تا ۴۱۴)

”کراھۃ تقدیم الفاسق والمبتدع کراھۃ التحریم اھ“......(منحۃ الخالق علی البحر الرائق: ۱/۶۱۱)

”لو صلی خلف مبتدع او فاسق فھو محرز ثواب الجماعۃ لکن لاینال مثل ماینال خلف تقی کذافی الخلاصۃ“......(الھندیۃ : ۱/۸۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

ڈاڑھی ایک مشت سے کم رکھنے والے کی امامت:

مسئلہ(۲۷۴): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص خطیب صاحب کی غیر موجودگی میں جمعہ کی نماز پڑھاتا ہے اور اس شخص کی ڈاڑھی ایک مشت سے کم ہے اور ایسے حضرات موجود ہیں، جن کی ڈاڑھیاں پوری ہیں اب یہ شخص نماز پڑھا سکتا ہے اور اس کے پیچھے پڑھی جانے والی نماز کا کیا حکم ہے؟

الجواب باسم الملک الوہاب

چونکہ ڈاڑھی ایک مشت رکھنا ضروری ہے اس سے کم رکھنا یعنی کتروانا یا منڈوانا ناجائز اور حرام ہے ایسا کرنے والا گنہگار اور فاسق ہے اور ایسے شخص کی امامت مکروہ تحریمی ہے اگر اتفاقاً کوئی نماز پڑھالی تو ہوجائے گی اور اعادہ ضروری نہیں۔

”واما الفاسق فقدعللوا کراھة تقدیمه بانه لایهتم لأمر دینه وبان فی تقدیمه للامامة تعظیمه وقدوجب علیهم اهانته شرعا.....بل مشی فی شرح المنیة علی ان کراهة تقدیمه کراهة تحریم لماذکرنا “.....(ردالمحتار: ۱/۴۱۴)

”واماالاخذمنهاوهی دونهاذلک ....فلم یبحه احد والسنة فیها القبضة ولذایحرم علی الرجل قطع لحیته“.....(ردالمحتار: ۵/۲۸۸)

جولوگ ایک مشت ڈاڑھی والے ہیں اگران کواحکام نمازمعلوم ہوں اورسنت قراءت کے حافظ ہوں اورفواحش ظاہرہ سے بھی اجتناب کرتے ہوں تواس صورت میں مذکورہ شخص کی بجائے انہیں جماعت کرانی چاہیے۔

”اذا اجتمع قوم الخ...............فالأعلم باحکام الصلوة الحافظ مابه سنة القرأة ویجتنب الفواحش الظاهرة وان کان غیرمتبحرفی بقیة العلوم أحق بالامامة اه“.....(مراقی الفلاح: ۲۹۹، ۳۰۰ طبع قدیمی)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

سماع موتی کے قائل شخص کی امامت:

مسئلہ(۲۷۵): گزارش یہ ہے کہ جس شخص کا یہ اعتقاد ہو کہ مردہ جو قبر میں مدفون ہے، انہیں آنکھوں اور انہیں کانوں کے ساتھ سنتا اور دیکھتا ہے کیا ایسا اعتقاد رکھنے والے شخص کے پیچھے نماز ہوجاتی ہے یا نہیں؟ نیز یہ بھی فرمائیں کہ جو شخص اس عقیدہ کا حامل ہے وہ اہل سنت والجماعت سے ہے یا اس سے خارج ہے؟ مہربانی فرماکر اس سوال کا جواب قرآن وحدیث کی روشنی میں عنایت فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوهاب

صورت مسئولہ میں سائل کی مراد احوال قبر و برزخ کو دیکھنا اور سننا ہو یا دنیا والوں کی بات سننا اوران کو دیکھنا ہو دونوں دلائل کی روشنی میں ثابت ہیں، لہٰذا ایسا عقیدہ رکھنے والے کے پیچھے نماز درست ہے اور یہ شخص اہل سنت والجماعت میں سے ہے۔

"قال العلامة الألوسي والجمهور على عودالروح إلى الجسدأوبعضه وقت السوال على وجه لايحس به اهل الدنياإلامن شاء الله تعالى منهم"......(روح المعاني: ۵۷/۲۱،ادارة الطباعة المنيرية بيروت)

"(وإعادة الروح) اى ردها أوتعلقها(الى الجسد) أى دفعة بجميع اجزائه اوبعضهامجتمعة أومستغرقة (في قبره حق)"......(شرح الفقه الاكبر:۱۰۰،رحمانيه)

"عن براء قال رسول الله ﷺ...... ويعاد روحه في جسده"......(المشكوة : ۲۶/۱)

ان تمام حوالہ جات سے معلوم ہوا کہ عذاب ثواب اور سماع وغیرہ کے تمام احوال اسی دنیوی جسم کے ساتھ پیش آتے ہیں،چنانچہ علامہ آلوسی رحمہ اللہ مذکورہ عبارت "والجمهور......الخ" ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

"والحق أن الموتى يسمعون في الجملة "......(روح المعاني: ۵۷/۲۱)

"وبمافي الصحيحين من قوله ﷺ ان العبدإذاوضع في قبره وتولى عنه اصحابه انه ليسمع قرع نعالهم"......(روح المعاني:۵۲/۲۱)

"وبماأخرج ابن عبدالبروقال عبدالحق الاشبيلى اسناده صحيح عن ابن عباس مرفوعامامن احديمربقبرأخيه المؤمن كان يعرفه في الدنيايسلم عليه الاعرفه وردعليه"......(روح المعاني: ۵۵/۲۱)

"عن عائشة قالت كنت ادخل بيتي الذى فيه رسول الله صلى عليه وسلم وإني واضع ثوبي وأقول إنماهوزوجي وأبي فلمادفن عمر رضي الله عنه معهم

فواللہ مادخلتہ إلا وأنا مشدودۃ علی ثیابی حیاء من عمر (رضی اللہ عنہ) رواہ احمد"......مشکوۃ المصابیح: ۱/۱۵۶)

"قال فی الإحیاء والمستحب فی زیارۃ القبور أن یقف مستدبر القبلۃ، مستقبلا وجہ المیت ....فیہ دلالۃ علی أن المستحب فی حال السلام علی المیت أن یکون لوجھہ وأن یستمر کذالک فی الدعاء ایضا وعلیہ عمل عامۃ المسلمین"......(حاشیۃ الطحطاوی: ۱۲۱)

"وفی شرح اللباب للملاعلی القاری ؒ ثم من آداب الزیارۃ ماقالوا من أنہ یأتی الزائر من قبل رجلی المتوفی لامن قبل رأسہ لأنہ اتعب لبصر المیت"

......(ردالمحتار: ۱/۶۶۵)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆
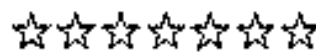
معاہدے کی خلاف ورزی کرنے والے کی امامت:

مسئلہ(۲۷۶): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ سارے محلے کے سامنے تحریر کردہ معاہدہ جس پر امام مسجد کے دستخط بھی موجود ہیں دس سال گزرنے کے باوجود اپنے وعدے کو پاس نہ رکھنے والے امام مسجد کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے چہ جائیکہ وہ امام اس چیز (راستہ) کو صرف اور صرف اپنے ذاتی استعمال ومفاد میں لا رہا ہو؟

الجواب باسم الملک الوھاب

واضح رہے کہ ایفائے معاہدہ شرعاً ضروری ہے، بشرطیکہ معاہدہ کسی خلاف شرع کام کا نہ ہو معاہدے کے خلاف کرنے والا فاسق ہے اور فاسق کو امام بنانا مکروہ تحریمی ہے جن لوگوں کو امام رکھنے یا ہٹانے کا اختیار ہے یا جن کو اچھا امام مل سکتا ہو ان کی نماز فاسق امام کے پیچھے مکروہ تحریمی ہے اور واجب الاعادہ ہوگی اور جن لوگوں کو یہ دونوں باتیں حاصل نہ ہوں ان کی تنہا نماز پڑھنے کے بجائے جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا افضل ہے۔

"قال فی الھندیۃ: رجل ام قوماوھم لہ کارھون ان کانت الکراھۃ لفسادفیہ اولأنھم أحق بالامامۃ یکرہ لہ ذلک وان کان ھو أحق بالامامۃ لایکرہ ھکذافی المحیط"......(الھندیۃ: ۱/۸۷)

" قال فی منحة الخالق :قال الرمل ذکر الحلبی فی شرح منیة المصلی ان کراهة تقدیم الفاسق والمبتدع کراهة التحریم.اه"......(منحة الخالق علی هامش البحر: ۱/ ۲۱۱)

" قال فی الهندیة لوصلی خلف مبتدع أوفاسق فهو محرز ثواب الجماعة لکن لاینال مثل ماینال خلف تقی کذافی الخلاصة".....(الهندیة : ۱/ ۸۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

بدعتی کی امامت:

مسئلہ(۲۷۷): کیافرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہم تبلیغی اسفار کے دوران مشرک وبدعتی حضرات کی مسجد میں نماز وغیرہ پڑھتے ہیں تاکہ وہ بھی ہدایت پرآجائیں کیاہمارااس کے پیچھے نماز پڑھنادرست ہے یانہیں؟

الجواب باسم الملک الوهاب

حکمت عملی کے طور پر بدعات کا مرتکب ہونا اور ہمیشہ کے لیے بدعتی کے پیچھے نماز پڑھنا صحیح نہیں ہے آپ حضرات پر شرعی اصول کے تحت محنت کرنا ضروری ہے ہدایت دینا نہ دینا اللہ تعالیٰ کا کام ہے بدعتی کی امامت مکروہ تحریمی ہے البتہ اس کے پیچھے پڑھی ہوئی نماز کا لوٹانا واجب نہیں ہے۔

"واما الفاسق فقدعللوا کراهة تقدیمه بانه لایهتم لأمر دینه وبان فی تقدیمه للامامة تعظیمه وقدوجب علیهم اهانته شرعا........بل مشی فی شرح المنیة علی ان کراهة تقدیمه کراهة تحریم لماذکرنا ".....(ردالمحتار: ۱/ ۴۱۴)

" وکره امامة العبدوالاعرابی والفاسق والمبتدع وولدالزنا".....(البحر الرائق: ۱/ ۶۰۷)

"(ویکره امامة عبد)ولومعتقا(واعرابی وفاسق واعمی)"..... (الدر المختارعلی الشامی: ۱/ ۴۱۴)

"ان کراهة تقديم الفاسق والمبتدع کراهة التحريم اه"..... (منحة الخالق علی هامش البحر الرائق: ۱/ ۶۱۱)

واللہ تعالٰی اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

ٹی وی دیکھنے والے کی امامت:

مسئلہ(۲۷۸): کیافرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک امام مسجد نے مسجد کے حجرے میں ٹی وی رکھا ہوا ہے اور ٹی وی دیکھتا رہتا ہے، جس میں مسجد کی بجلی بھی استعمال کرتا ہے، کیا ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

مذکورہ امام کا اگر یہ معمول ہے تو فاسق ہے اور فاسق کی امامت مکروہ تحریمی ہے اور اگر وہ اپنے اس فعل سے توبہ کرے تو اسکی امامت جائز ہے۔

"وكره امامة العبد والاعرابي والفاسق والمبتدع وولد الزنا"..... (البحر الرائق: ۱/ ۶۰۷)

"واما الفاسق فقد عللوا کراهة تقديمه بانه لا يهتم لأمر دينه وبان في تقديمه للامامة تعظيمه وقد وجب عليهم اهانته شرعا........بل مشى في شرح المنية على ان کراهة تقديمه کراهة تحريم لما ذكرنا"..... (ردالمحتار: ۱/ ۴۱۴)

واللہ تعالٰی اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

جھوٹ، منافقت اور لڑائی جھگڑا کرنے والے کی امامت:

مسئلہ(۲۷۹): کیافرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہماری مسجد میں شروع سے ہی ناظرہ اور حفظ کا انتظام کیا گیا ہے، جس کی ذمہ داری امام صاحب ہی کی تھی کچھ عرصہ تو تدریس کا نظام قدرے ٹھیک رہا پھر آہستہ آہستہ امام صاحب کی لاپرواہی اور لاتوجہی کی وجہ سے سلسلہ مدہم پڑھ گیا۔ مسجد کی کمیٹی نے تدریس کے لیے ایک الگ قاری صاحب مقرر کئے، امام صاحب کو یہ بات اچھی نہ لگی، اس لیے وہ چاہتے ہیں کہ میرے سوا اس مسجد میں کوئی تدریس نہ کرے اس مقصد میں کامیاب ہونے کے لیے انہوں نے جائز اور ناجائز طریقے استعمال کیے

ہیں اسی طرح گزشتہ دنوں مسجد کی کمیٹی کا الیکشن ہوا۔ تو امام صاحب نے بڑھ چڑھ کر اپنے مقصد کی کمیٹی کو کامیاب کرانے کی ہر جائز اور ناجائز کوشش کی جس میں وہ کامیاب نہ ہو سکے امام صاحب کے اس طرز عمل کو دیکھ کر بہت سے نمازیوں نے یہ کہنا شروع کیا کہ ایسے امام کے پیچھے نماز نہیں ہوتی آپ سے گزارش ہے کہ آپ صرف یہ بتائیں کہ امام مذکور کے پیچھے ہماری نماز ہو جاتی ہے یا نہیں مہربانی ہوگی۔ شکریہ

الجواب باسم الملک الوهاب

صورت مرقومہ میں اگر امام صاحب ایسے امور (جھوٹ، منافقت، لڑائی، جھگڑا وغیرہ) کا واقعی مرتکب ہو جن کی وجہ سے آدمی فاسق بن جاتا ہے تو ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے اور انتظامیہ ایسے امام کو معطل کر کے نیک آدمی کا انتظام کرے اور اگر امام مذکورہ امور کا مرتکب نہ ہو تو بلا کراہت اس کے پیچھے نماز پڑھنا درست ہے، واضح رہے کہ ائمہ مساجد کو بلا وجہ شرعیہ پریشان کرنے سے گریز کریں، کیونکہ وہ آپ کی نمازوں کے امین ہیں، چنانچہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں: "الامام ضامن" کہ امام مقتدی کی نماز کا ضامن ہے۔

"ویکرہ امامة عبدواعرابی وفاسق واعمیٰ: قال الشامیؒ تحت قولہ (فاسق) من الفسق وھوالخروج عن الاستقامة ولعل المرادبه من یرتکب الکبائر کشارب الخمروالزانی وآکل الرباونحوذلک کذافی البرجندی اسماعیل وفی المعراج وقال أصحابنالاینبغی أن یقتدی بالفاسق الافی الجمعة لانه فی غیرھایجدامامًاغیرہ اہ قال فی الفتح وعلیه فیکرہ فی الجمعة اذاتعددت اقامتھافی المصرعلی قول محمدؒ المفتیٰ به لانه بسبیل الی التحول" ......(ردالمحتار: ۱/ ۴۱۴)

" ویکرہ ان یکون الامام فاسقا، ویکرہ للرجال ان یصلواخلفه اہ"......(التتارخانیة : ۱/ ۴۳۸)

" وفیه اشارة الی انھم لوقدموافاسقایأثمون بناء علی ان کراھة تقدیمه کراھة تحریم لعدم اعتنائه بامور دینه وتساھله فی الاتیان بلوازمه اہ"......(الشرح الکبیر للحلبی: ۴۴۲)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

جھوٹ بولنے والے کی امامت:

مسئلہ(۲۸۰): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہمارے امام مسجد پاکستان کے کسی بھی مدرسے سے سندیافتہ نہیں اس لیے تعلیم کی کمی کی وجہ سے اکثر جھوٹ کا سہارا لیتے ہیں اس لیے گمراہی پھیل رہی ہے، آیا ایسے شخص کو امام بنانا جائز ہے جس کی وجہ سے فتنہ وفساد کا خطرہ پیدا ہوسکتا ہے؟ اس شخص کے متعلق فتویٰ دے کر مشکور فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوھاب

بشرط صحت سوال صورت مرقومہ میں بیان کردہ آدمی اگر واقعی جھوٹ بولنے کا عادی ہو چکا ہے تو یہ فاسق ہے اور فاسق کو امام بنانا مکروہ تحریمی ہے اور اگر وہ اپنے اس فعل سے توبہ کرے تو اس کی امامت جائز ہے۔

”وکرہ امامة العبد والاعرابی والفاسق والمبتدع وولدالزنا“.....(البحرالرائق: ۱/۶۰۷)

”(ویکرہ امامة عبد)ولو معتقا(واعرابی وفاسق واعمی)“.....(ردالمحتار: ۱/۴۱۴)

”ان کراھة تقدیم الفاسق والمبتدع کراھة التحریم اھ“.....(منحة الخالق علی ھامش البحرالرائق: ۱/۶۱۱)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

امام کا مقتدیوں کی نسبت اونچی جگہ پر کھڑا ہونا:

مسئلہ(۲۸۱): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ امام کے لیے مقتدیوں سے کتنی اونچائی پر کھڑے ہونے کی گنجائش ہے برائے مہربانی جلد از جلد جواب سے مطلع فرمائیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

صورت مرقومہ میں اگر امام اکیلا اتنی اونچائی پر کھڑا ہو کہ اس کے اور مقتدیوں کے درمیان امتیاز واقع ہوتا ہو تو امام کا اتنی اونچائی پر کھڑا ہونا مکروہ ہے اور بعض نے ایک ذراع کیساتھ تخصیص کی ہے کہ اگر امام اکیلا ایک ذراع کے بقدر اونچا کھڑا ہو تو مکروہ ہے اور اگر اونچائی ذراع سے کم ہو تو مکروہ نہیں۔

"قال صاحب البحر تحت قوله(وانفرادالامام علی الدکان وعکسه) قال قاضی خان فی شرح الجامع الصغیر انه مقدربذراع اعتبارابالسترۃ وعلیه الاعتمادوفی غایة البیان وهوالصحیح وفی فتح القدیروهوالمختارلکن قال الاوجه الاطلاق وهویقع به الامتیازلان الموجب وهوشبه الازدراء یتحقق فیه غیرمقتصرعلی قدرالذراع اھ" ......(البحر الرائق: ۲/۴۶)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

پندرہ سالہ بے ریش حافظ قاری کی امامت:

مسئلہ(۲۸۲): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک طالب علم حافظ قرآن ایک سال تجوید وقرأت بھی کی ہو اور درجہ ثانیہ میں زیر تعلیم ہو اور عمر ۱۵ سال ہو لیکن ڈاڑھی نہ آئی ہو اور امام کی عدم موجودگی میں کبھی کبھار نماز پڑھانی پڑے تو اس کے لیے کیا حکم ہے جبکہ نمازیوں میں ڈاڑھی والے موجود ہوں لیکن قرآن صحیح پڑھنے والے نہیں؟

الجواب باسم الملک الوهاب

صورت مرقومہ میں جو حافظ قاری قرآن ہے اور اس کی عمر ۱۵ سال ہے اس کی امامت بنسبت ڈاڑھی والے غیر قاری سے بہتر ہے بشرطیکہ وہ حسین نہ ہو جیسا کہ ہمارے فقہاء نے فرمایا ہے۔

"(قوله :وكذا تكره خلف امرد)الظاهر انهاتنزيهة أيضاو الظاهر أيضا كماقال الرحمتی ان المراد به الصبيح الوجه لانه محل الفتنة وهل يقال هنا أيضا اذاكان أعلم القوم تنتفی الكراهة فان كانت علت الكراهة خشية الشهوة وهو الأظهر"......(ردالمحتار: ۱/ ۴۱۵)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

امام کو برا بھلا کہنے والے کی اقتدا کا حکم:

مسئلہ(۲۸۳): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک آدمی کا امام مسجد سے کسی بھی وجہ

سے مثلاً سیاسی، مذہبی عقائد نظریاتی طور پر اختلاف ہے دل سے امام مسجد کو اچھا نہیں جانتا اس کے خلاف کھلم کھلا لوگوں میں باتیں کرتا ہے اور اختلاف کرتا ہے غرض یہ کہ امام کی نہ دل سے قدر کرتا ہے اور نہ ہی کسی طور سے اس کو اچھا جانتا ہے کیا ایسے شخص کی امام کے پیچھے نماز ہو جاتی ہے محلے کی مسجد ہونے کی وجہ سے اور انتشار کی وجہ سے اگر وہ شخص امام کے پیچھے نماز ادا کرتا ہے تو کیا اسے نماز دہرانا ہوگی یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

صورت مرقومہ میں ایسے آدمی کی امام کے ساتھ مذہبی عقائد نظریاتی طور پر اختلاف کی بنا پر اس شخص کا ایسے امام کو دل سے اچھا نہ جاننا وغیرہ ان تمام باتوں کے باوجود اس شخص کی ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے بشرطیکہ امام صاحب کے عقائد ایسے غلط نہ ہوں جن کی وجہ سے امامت جائز نہ ہو البتہ اس شخص کا امام پر طعن وتشنیع کرنے کا گناہ اس کو الگ سے ہوگا۔

"قال المرغيناني تجوز الصلاة خلف صاحب هوى وبدعة ولاتجوز خلف الرافضي والجهمي والقدري والمشبهة ومن يقول بخلق القرآن وحاصله ان كان هوى لايكفر به صاحبه تجوز الصلاة خلفه مع الكراهة والافلاهكذافي التبيين والخلاصة"......(الهندية : ۱/۸۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆
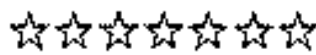
غیر مقلدین اور بریلویوں کے پیچھے نماز کا حکم:

مسئلہ(۱۸۴): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ (۱) کبھی کبھی ڈیوٹی سے آتے ہوئے دیر ہو جاتی ہے تو جس کی وجہ غیر مقلدوں کے پیچھے نماز پڑھنا پڑھتی ہے کیا جماعت کے اہتمام کی وجہ سے میری نماز ہو جائے گی دوبارہ لوٹانے کی ضرورت تو نہیں۔(۲) سفر وغیرہ میں باوجود کوشش کے دیوبندیوں کی مسجد نہیں ملتی، کیا بریلویوں کے پیچھے نماز ادا کی جاسکتی ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

صورت مرقومہ میں ضرورت کے وقت آپ کا یہ عمل درست ہے، بشرطیکہ پیش امام سے ایسا عمل آپ کے علم میں نہ آئے جو ائمہ احناف کے نزدیک مفسد نماز ہو۔

"وامام الاقتداء بالمخالف فی الفروع کالشافعی فیجوز مالم یعلم منه مایفسد الصلوۃ علی اعتقاد المقتدی علیه الاجماع انما اختلف فی الکراهة"......(ردالمحتار: ۱/۶۱۴)

۲۔ اگر صحیح العقیدہ لوگوں کی مسجد نہ ملتی ہو تو محض جماعت کے اہتمام کی غرض سے بریلویوں کے پیچھے نماز پڑھنے کی گنجائش ہے، بشرطیکہ ان کے عقائد کفریہ نہ ہوں، بلکہ صرف بدعات ورسومات میں مبتلا ہوں۔

"(ویکرہ تنزیھا) لقوله فی الاصل امامة غیرھم احب الی بحر عن المجتبی والمعراج ثم قال فیکرہ لھم التقدم ویکرہ الاقتداء بھم تنزیھا فان امکن الصلوۃ خلف غیرھم فھو افضل والا فالاقتداء اولی من الانفراد"
......(ردالمحتار: ۱/۴۱۳)

"فان قلت فما الافضلیة ان یصلی خلف ھؤلاء أو الانفراد؟ قیل أما فی حق الفاسق فالصلوۃ خلفه أولی لما ذکر فی الفتاوی کما قدمناہ"......
(البحر الرائق: ۱/۶۱۱)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

بامر مجبوری بریلوی امام کے پیچھے نماز پڑھنا:

مسئلہ(۲۸۵): جس جگہ ہماری رہائش ہے وہاں پر حنفی دیوبندی مسلک کی مسجد نہیں ہے کیا ہماری بریلوی مسجد میں باجماعت نماز پڑھنے سے نماز کی ادائیگی ہوگی، اگر نہیں ہوتی تو ہمارے لیے کیا لائحہ عمل ہوگا؟ جبکہ ایک طرف غیر مقلد مسلک کی مسجد ہے، دوسری طرف بریلوی مسلک کی مسجد ہے، برائے مہربانی قرآن وسنت کی روشنی میں ہمیں بتائیں کہ ہم کیا کریں۔

الجواب باسم الملک الوھاب

صورت مرقومہ میں دونوں مسلک والوں کے پیچھے نماز پڑھنے سے احتراز کرنا چاہیے کیونکہ غیر مقلد فرائض اور واجبات میں فقہ حنفی کی مخالفت کرتے ہیں اور بریلوی بدعتی ہیں بہتر صورت یہ ہے کہ اپنی الگ مسجد بنا کر باجماعت نماز ادا کی

جائے جب تک صحیح العقیدہ امام مسجد کی سہولت میسر نہ ہو تو بامر مجبوری بریلوی امام کے پیچھے نماز پڑھیں اکیلے نماز پڑھنے سے بہتر ہے۔

"ولو صلی خلف مبتدع أو فاسق فهو محرز ثواب الجماعة لكن لا ينال مثل ماينال خلف تقي"......(الهندية : ۱/۸۴)

"ويكره تقديم المبتدع ايضا لانه فاسق من حيث الاعتقاد وهو اشد من الفسق من حيث العمل الا ان الفاسق من حيث العمل يعترف بانه فاسق ويخاف ويستغفر بخلاف المبتدع والمراد بالمبتدع من يعتقد شيئا على خلاف مايعتقده أهل السنة والجماعة وانما يجوز الاقتداء به مع الكراهة اذلم يكن مايعتقده يؤدى الى الكفر عند أهل السنة اما لو كان مؤديا الى الكفر فلايجوز اصلا"......(حلبى كبيرى:۴۴۳)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆
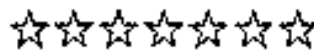
معذور کے پیچھے نماز پڑھنے کا حکم:

مسئلہ(۲۸۶): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک امام صرف قرآن پڑھا ہوا ہے اور اس کی کمر پر زخم ہے جو کہ خشک نہیں ہے بلکہ تازہ رہتا ہے، لیکن کبھی کبھی خشک ہو جاتا ہے اور پھر تازہ ہو جاتا ہے ایسے امام کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

ایسا امام جو معذور ہو اس کے پیچھے غیر معذوروں کی نماز جائز نہیں ہے اور سوال میں جو درج ہے کہ امام صرف قرآن پڑھا ہوا ہے اس سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ نماز کے فرائض واجبات وغیرہ مسائل نماز نہیں جانتا ایسے امام کو تبدیل کرنا چاہیے کسی اچھے اور تندرست عالم کو اپنا امام مقرر کیا جائے۔

"قال في الخانية :يجب ان يكون امام القوم في الصلوة افضلهم في العلم والورع والتقوى والقراءة والحسب والنسب والجمال على هذا اجماع الامة"......(التتارخانية : ۱/۴۳۶)

"وفي البحر: (وفسد اقتداء رجل بامرأة أو صبي وطاهر بمعذور) (قوله وطاهر بمعذور) أي فسد اقتداء طاهر لصاحب العذر المفوت للطهارة لان الصحيح أقوى حالا من المعذور والشئ لايتضمن ماهو فوقه والامام ضامن بمعنى تضمن صلاته صلاة المقتدي"......(البحر الرائق: ۱/ ۶۲۸)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

امرد پرست امام کی امامت:

مسئلہ(۲۸۷): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ (۱) مذموم فعل قوم لوط (یعنی ہم جنس پرستی رجنسی بدفعلی) میں مبتلا شخص کے بارے میں از روئے قرآن وسنت راہنمائی فرمائیں کہ اس کا یہ گناہ کیسا ہے اور کیا از روئے شریعت قابل تعزیر جرم ہے یا نہیں؟ (۲) کیا اگر مذکورہ بالا شخص مسجد میں امامت کا فریضہ انجام دے رہا ہو تو اس کی امامت درست ہے اور اس کی اقتداء میں مقتدیوں کی نماز درست ہے؟ (۳) مگر مذکورہ بالا شخص سالہا سال سے مذکورہ بالا شرعی عیب ہونے کے باوجود امامت کراتا رہا ہو اور مقتدی لاعلمی کی بنا پر اسکی اقتداء میں نمازیں (بشمول نماز جمعہ وعیدین تراویح، وتر، جنازہ استسقاء وغیرہ) پڑھتے رہے ہوں اور جب انہیں معلوم ہوا کہ ہمارا امام مذکورہ عیب میں مبتلا ہے تو مقتدی اب باجماعت نمازیں پڑھ کر لوٹالیں، یا پھر سرے سے اس امام کے پیچھے نمازیں ہی نہ پڑھیں اور گھر میں اکیلے نماز پڑھ لیں، دوسرا یہ کہ ان مذکورہ بالا نمازیوں کی جو لاعلمی میں ان کے پیچھے نمازیں پڑھی ہیں اس کی حیثیت کیا ہوگی ادا ہوگئیں یا لوٹانی پڑھیں گی، (۴) کیا انتظامیہ جس نے اس امام صاحب کو مقرر کیا اس کو امامت کے فرائض سے سبکدوش کردیں یا فتنہ فساد سے بچنے کے لیے پردہ پوشی پر مداہنت پسندی اختیار کرلیں اور معاملہ اللہ پر چھوڑ دیں اور لاتعلقی اختیار کریں اس صورت میں انتظامیہ کا عمل اللہ کے ہاں کیسا ہوگا۔

الجواب باسم الملک الوھاب

قوم لوط کا فعل گناہ کبیرہ اور قابل تعزیر جرم ہے، لیکن اس جرم کو شرعی طریقہ سے ثابت کرنا ضروری ہے اور تعزیر کا حق صرف حکومت کو ہے، ایسا شخص امامت کے قابل نہیں جس شخص کو کوئی اور صالح امام مل سکتا ہو اس کی نماز اسکے پیچھے مکروہ تحریمی ہے البتہ جو نمازیں اس کے پیچھے پڑھی جاچکی ہیں وہ ادا ہوگئیں انکا اعادہ نہیں ہے۔

"وفی الکبری ویکرہ ان یکون الامام فاسقاویکرہ للرجال ان یصلوا خلفہ"......(التتارخانیۃ : ۱/۳۳۸)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

بچے کی امامت کا حکم:

مسئلہ(۲۸۸): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ نابالغ بچے کی امامت کیسی ہے جائز ہے یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

صورت مرقومہ میں نابالغ بچے کی امامت جائز نہیں ہے۔

"وعلی قول أئمۃ بلخ یصح الاقتداء بالصبیان فی التراویح والسنن المطلقۃ کذافی قاضیخان المختارانہ لایجوزفی الصلوات کلھاکذافی الھدایۃ وھوالاصح ھکذافی المحیط وھوقول العامۃ وھوظاھرالروایۃ ھکذافی البحر الرائق"......(الھندیۃ : ۱/۸۵)

"قولہ والبلوغ فلایصح اقتداء بالغ بصبی مطلقاسواء کان فی فرض لان صلاۃ الصبی ولونوی الفرض نفل أوفی نفل لان نفلہ لایلزمہ أی ونفل المقتدی لازم مضمون علیہ فیلزم بناء القوی علی الضعیف وبھذا التقریر تعلم ان فی کلام الشرح توزیعاوقال بعض مشائخ بلخ یصح اقتداء البالغ بالصبی فی التراویح والسنن المطلقۃ والنفل والمختارعدم الصحۃ بلاخلاف بین أصحابنانقلہ السیدعن العلامہ مسکین"......(حاشیۃ الطحطاوی:۲۸۸)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

سونے کی انگوٹھی پہننے والے کی امامت:

مسئلہ(۲۸۹): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ سونے کی انگوٹھی پہننے والے شخص کی امامت جائز ہے یا نہیں قرآن وسنت کی روشنی میں وضاحت فرمائیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

صورت مرقومہ میں سونے کی انگوٹھی استعمال کرنے والا فاسق ہے کیونکہ سونے کی انگوٹھی مردوں کے لیے حرام ہے، لہٰذا اس کی امامت مکروہ تحریمی ہے، البتہ نماز واجب الاعادہ نہیں ہے۔

"وتجوز امامة الاعرابی والاعمی والعبد وولد الزنا والفاسق کذا فی الخلاصة الا انها تکره هکذا فی المتون"......(الهندیة : ۸۵/۱)

" (قوله فیحرم بغیرها) لماروی الطحاوی باسناده الی عمران بن حصین ؓ وأبی هریرة ؓ قال نهی رسول الله ﷺ عن خاتم الذهب...فعلم ان التختم بالذهب والحدید والصفر حرام"......(ردالمحتار : ۲۵۳/۵)

" (قوله ولذا کره امامة الفاسق) أی لماذکر من قوله حتی اذا کان الاعرابی الخ فکراهته لافضلیة غیره علیه والمراد الفاسق بالجارحة لا بالعقیدة لان ذا سیذکر بالمبتدع والفسق لغة خروج عن الاستقامة وهو معنی قولهم خروج الشیئ عن الشیئ علی وجه الفساد وشرعا خروج عن طاعة الله بارتکاب کبیرة قال القهستانی أی أو اصرار علی صغیرة وینبغی ان یراد بلا تأویل والا فیشکل بالبغاة وذلک کنمام ومراء وشارب خمر"......(حاشیة الطحطاوی: ۳۰۳)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

"اللہ اکیلا کچھ نہیں کرسکتا نبی کا محتاج ہے" کہنے والے کی امامت:

مسئلہ(۲۹۰): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہمارے گاؤں کی جامع مسجد کے پیش امام نے اپنی تقریر کے دوران یہ الفاظ کہے کہ اللہ تعالیٰ اکیلا کچھ نہیں کرسکتا، حضور ﷺ کا محتاج ہے برائے کرم قرآن وسنت کی روشنی میں وضاحت فرمائیں کہ ایسے امام کی امامت وخطابت کا کیا حکم ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

بشرط صحت سوال صورت مرقومہ میں مذکورہ الفاظ کہنے والا شخص اسلام سے خارج ہو چکا ہے، اس کے لیے

تجدید ایمان وتجدید نکاح ضروری ہے اور مسجد کی انتظامیہ پر فرض ہے کہ اس شخص کو عہدہ امامت وخطابت سے معزول کردیں۔

"ولو قال للہ تعالیٰ شریک أو ولد أو زوجة أو هو جاهل أو عاجز أو نقص بذاته أو صفاته کفر"......(التتارخانية :۵/۳۱۵)

"وان رضی بکفره ليقول في الله مالا يليق بصفاته يكفر وعليه الفتوى"......(التتارخانية :۵/۳۱۳)

" اذا وصف الله بما لا يليق به او سخر باسم من اسماء الله تعالیٰ او بامر من اوامره او انكر وعده او وعيده يكفر" ......(التتارخانيه :۵/۳۱۴)

" ومن اتى بلفظة الكفر مع علمه انها لفظة الكفر عن اعتقاده فقد كفر ولو لم يعتقد او لم يعلم انها لفظة الكفر ولكن اتى بها على اختيار فقد كفر عند عامة العلماء ولا يعذر بالجهل"......(التتارخانية : ۵/۳۱۲)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆
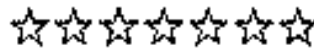
نکاح پر نکاح پڑھانے والے کی امامت:

مسئلہ(۲۹۱): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہمارا گاؤں ضلع جھنگ میں واقع ہے۔یہاں کا پیش امام مولانا منظور احمد ہے اس میں چند خامیاں ہیں:(۱) مذکورہ مولانا صاحب نے نکاح پر نکاح پڑھا ہے اس عورت کو پہلے حمل بھی تھا۔(۲) اور بھی ایسے دو نکاح علاقہ میں پڑھائے تھے جن کے شریعت کے مطابق گواہ بھی نہ تھے۔(۳) پیش امام کیا کسی جگہ قسم دے سکتا ہے اس کے بارے میں وضاحت دیں کہ اگر جھوٹی قسم دے تو کیا اس کے پیچھے نماز ہوسکتی ہے۔(۴) مسجد کی آمدنی اکٹھی کر کے خود کھا گیا ہے جبکہ مسجد کی حالت خستہ ہے۔

الجواب باسم الملک الوهاب

اگر یہ مذکورہ باتیں عدالت میں ثابت ہوجائیں تو یہ شخص فاسق ہے اور فاسق کو امام بنانا مکروہ تحریمی ہے اور اگر ثبوت نہ ہوسکے تو الزام لگانے والے گنہگار ہونگے واضح رہے کہ اگر امام کے مذکورہ الزامات پر دو دیندار گواہ گواہی دیتے ہیں تب بھی اس کی امامت مکروہ تحریمی ہے۔

”وکرہ امامۃ العبد والاعرابی والفاسق والمبتدع والاعمی وولد الزنا“.....(البحر الرائق: ۱/۶۱۰)

” واما الفاسق فقد عللوا کراهة تقدیمه بانه لایهتم لأمر دینه وبان فی تقدیمه للامامة تعظیمه وقد وجب علیهم اهانته شرعا ولایخفی انه اذا کان اعلم من غیره لاتزول العلة فانه لایؤمن من ان یصلی بهم بغیر طهارة فهو کالمبتدع .تکره امامته بکل حال،بل مشی فی شرح المنیة علی ان کراهة تقدیمه کراهة تحریم لما ذکرنا .قال ولذا لم تجز الصلوة خلفه اصلا عند مالک“.....(ردالمحتار: ۱/۴۱۳)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

سودی کاروبار کرنے والے کی امامت:

مسئلہ(۲۹۲): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں ایک امام جو سودی کاروبار کرتا ہے اور مسلسل کررہا ہے مقتدیوں کو اس کا حال بھی معلوم ہے ایسے شخص کی امامت جائز ہے یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوهاب

بشرط صحت سوال سودی کاروبار کرنے والا شخص فاسق ہے اور فاسق کی امامت مکروہ تحریمی ہے،لہٰذا مقتدیوں کو چاہیے کہ ایسے امام کو تبدیل کریں۔

”وکرہ امامۃ العبد والاعرابی والفاسق والمبتدع والاعمی وولد الزنا“.....(البحر الرائق: ۱/۶۱۰)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

کافر امام کے پیچھے نماز جنازہ پڑھنا:

مسئلہ(۲۹۳): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص ایک کافر کے پیچھے نماز جنازہ

پڑھتا ہے کیا اس شخص کو دوبارہ مسلمان ہونے کے لیے کلمہ پڑھنے کی ضرورت ہے یا نہیں؟ نیز اس کا نکاح بھی ٹوٹ گیا ہے یا نہیں؟ قرآن وسنت کی روشنی میں جواب دیں۔

الجواب باسم الملک الوهاب

صورت مرقومہ میں کافر کے پیچھے نماز پڑھنا شرعاً جائز نہیں، اگر کسی نے کافر کے پیچھے جائز سمجھتے ہوئے نماز جنازہ پڑھی تو اس پر تجدید ایمان اور تجدید نکاح لازم ہے اور اگر کسی نے محض جہالت کی وجہ سے نماز پڑھی تو اس نے گناہ کا کام کیا اس پر توبہ واستغفار لازم ہے۔

”وقیده فی المحیط والخلاصة والمجتبی وغیرهابان لاتکون بدعته تکفره فان کانت تکفره فالصلاة خلفه لاتجوز وعبارة الخلاصة هکذاوفی الاصل الاقتداء بأهل الاهواء جائز الا الجهمیة والقدریة والروافض الغالی الخ“......(البحر الرائق: ۱/ ۶۱۱)

”یکره تقدیم المبتدع ایضا.....والمرادبالمبتدع من یعتقدشیئاعلی خلاف مایعتقده أهل السنة والجماعة وانمایجوزالاقتداء به مع الکراهة اذالم یکن مایعتقده یؤدی الی الکفرعنداهل السنة امالوکان مؤدیا الی الکفرفلایجوزاصلاکالغلاة من الروافض الذین یدعون الالوهیة لعلی رضی اللہ عنہ“

......(الحلبی کبیری: ۴۴۳)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆
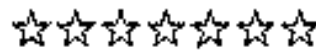
تنخواہ لینے والے کی امامت درست ہے:

مسئلہ (۲۹۴): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر مسجد میں امام صاحب دن میں تین وقت یعنی (فجر، مغرب، عشاء) کی نمازوں کی امامت کروائیں اور امام صاحب امامت کروانے کے لیے تقریباً سائیکل پر پندرہ منٹ کی مسافت طے کر کے مسجد میں پہنچتے ہوں اور اس کا ذریعہ معاش بھی کوئی خاص نہ ہو غیر شادی شدہ ہو اور اس کی عمر تقریباً ۲۰ / سے ۲۳ سال کے درمیان ہو جناب امام صاحب باقاعدہ دو وقت کی نماز

ظہر وعصر کے لیے بھی امامت کروانا چاہتے ہیں لیکن مسجد کے نامکمل ہونے اور موسمی حالات موافق نہ ہونے کی وجہ سے ان دواوقات کی نمازیں مسجد میں ادانہیں ہوسکتی ہیں؟(۱)امام صاحب کی خدمت کرنا جائز ہے جبکہ آج سے ڈیڑھ ماہ قبل جب یہ سلسلہ شروع ہوا تھا تو امام صاحب نے فی سبیل اللہ خدمت کرنے کا فرمایا تھا جبکہ اب خدمت کروانے کا مطالبہ کر رہے ہیں،(۲) اگر امام صاحب پانچوں وقت کی نمازوں کی امامت کا فریضہ انجام دیں اور اہل محلہ کے بچوں کو دینی تعلیم دیں تو ان حالات میں خدمت جائز ہے یا نہیں۔(۳) امام صاحب کی ماہوار تنخواہ مقرر کر دی جائے تو مقتدیوں کی نماز ادا ہو جاتی ہے یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

امام صاحب کا تنخواہ کا مطالبہ کرنا شرعا درست ہے اور تنخواہ دار امام کے پیچھے نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں، اور کوئی گناہ بھی نہیں فقہاء متاخرین نے اس کو جائز کہا ہے اور اسی پر فتوی ہے تنخواہ مقرر ہوتے ہوئے اس بات کا لحاظ رکھا جائے کہ وہ اس قدر معقول ہو کہ اس پر انسان بآسانی اپنا گزر اوقات کر سکے۔

"اما علی المختار للفتوی فی زماننا فیجوز أخذ الاجر للامام والمؤذن والمعلم والمفتی کما صرحوا بہ فی کتاب الاجارات"...... (البحر الرائق: ۱/۴۴۳)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

چوری، غصب اور بدنظری کرنے والے کی امامت:

مسئلہ(۲۹۵): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہمارے علاقے ضلع شیخوپورہ پل نوریاں کے امام مسجد میں مندرجہ ذیل نقائص ہیں، جن کی بنا پر ہمارے گاؤں کے لوگ اس کے پیچھے نماز نہیں پڑھ رہے ہیں برائے مہربانی مندرجہ ذیل نکات کی روشنی میں فتوی دیں کہ آیا اس کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟(۱) مولوی صاحب دوسروں کی باری کا پانی رات کو چوری کر کے اپنے کھیتوں کو لگاتا ہے۔(۲) کسی نے اپنی فصل بیچنے کے لیے اس کے حوالہ کی اس نے خریدنے والے کو آٹھ کنال فصل بتائی، جبکہ اصل میں چار کنال تھی آٹھ کنال فصل کے پیسے وصول کر کے چار کنال کے پیسے مالک کو دیے۔(۳) مسجد کے نام جمع ہونے والا چندہ کھا جاتا ہے۔ (۴) لوگوں کو ایک دوسرے کے خلاف اکساتا ہے ادھر کی باتیں ادھر اور ادھر کی باتیں ادھر کرتا ہے۔(۵) گاؤں کا امام مسجد ہونے کے باوجود بدنظری کرتا ہے۔

الجواب باسم الملک الوھاب

بشرط صحت سوال ایسا امام جس میں مذکورہ قباحتیں موجود ہیں اس کو امام بنانا مکروہ ہے اس کو امام بنانے والی انتظامیہ گنہگار ہے۔

”(والاحق بالامامۃ) تقدیمابل نصبامجمع الانھر (والاعلم باحکام الصلوۃ) فقط صحۃ وفسادابشرط اجتنابہ للفواحش الظاھرۃ“......(الدر المختار علی الرد: ۱/ ۴۱۲)

”واما الفاسق فقدعللوا کراھۃ تقدیمہ بانہ لایھتم لأمر دینہ وبان فی تقدیمہ للامامۃ تعظیمہ وقدوجب علیھم اھانتہ شرعا ولایخفی انہ اذاکان اعلم من غیرہ لاتزول العلۃ فانہ لایؤمن ان یصلی بھم بغیر طھارۃ فھو کالمبتدع تکرہ امامتہ بکل حال، بل مشی فی شرح المنیۃ علی ان کراھۃ تقدیمہ کراھۃ تحریم لماذکرنا. قال ولذالم تجز الصلوۃ خلفہ اصلاعندمالک“

......(ردالمحتار: ۱/ ۴۱۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

مربی کو حقیقی باپ کہنے والے کی امامت:

مسئلہ(۲۹۶): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص نے ایک بچہ گود میں لیا اور پرورش کی، اب وہ بچہ سن شعور و بلوغت کو پہنچ چکا ہے اور اسے باور کرادیا گیا کہ تمہارا مربی تمہارا حقیقی باپ نہیں ہے پھر بھی وہ اپنے کاغذات واسناد میں مربی کو حقیقی باپ کے طور پر متعارف کرواتا ہے اور لکھتا ہے اس طرح وہ نص قرآنی ” ادعوھم لابائھم“ کی عملی مخالفت پر کمر بستہ ہے کیا ایسے شخص کو جو قرآن کے حکم کے صریح خلاف ورزی کا مرتکب ہو بطور امام متعین کیا جاسکتا ہے۔

الجواب باسم الملک الوھاب

صورت مرقومہ میں امام مذکور کو اگر یہ بخوبی معلوم ہے کہ مربی میرا حقیقی باپ نہیں باوجود اس کے وہ اس کو حقیقی باپ کے نام سے متعارف کرواتا ہے، اس کا امامت کروانا حرام ہے تاوقتیکہ توبہ نہ کرے جائز نہیں۔

"روی الصحیح عن سعدبن ابی وقاص ؓ وابی بکرۃ ؓ کلاھماقال سمعته اذنای ووعاہ قلبی محمداً ﷺ یقول من ادعی الی غیرابیه وھویعلم انه غیرابیه فالجنة علیه حرام وفی حدیث ابی ذرانه سمع النبی ﷺ یقول لیس من رجل ادعی لغیرابیه وھویعلمه الاکفر"......(القرطبی: ۱۲۱/۱۴)

"وقال العلامة آلوسی ؒ تحت قول الله عزوجل(ادعوھم لابائھم ھواقسط عندالله) وعدبعضھم ذلک من الکبائرلما اخرج الشیخان وابوداودعن سعدبن ابی وقاص ؓ ان النبی ﷺ قال من ادعی الی غیرابیه وھویعلم انه غیرابیه فالجنة علیه حرام"......(روح المعانی: ۱۴۹/۲۱)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

دیوبندی امام کے پیچھے بریلوی کی نماز:

مسئلہ(۴۹۷): کیافرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ دیوبندی کے پیچھے بریلوی کی نماز ہوجاتی ہے یانہیں؟ برائے مہربانی فتوی عنایت فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوھاب

بریلوی کی دیوبندی امام کے پیچھے نماز ہوجاتی ہے کیونکہ علماء دیوبند کے عقائد سوفیصد دینی عقائد ہیں جو اہل سنت والجماعت کے ہیں اور تمام امام اعظم ابوحنیفہ ؒ کے مقلد ہیں اور "ما اناعلیه واصحابی" فرمان رسول ﷺ پر کامل طور پر عمل پیرا ہیں جن پر تمام علماء متفق ہیں۔علمائے مکہ ومدینہ منورہ وعلماء قاہرہ ودمشق وممالک عربیہ نے ان عقائد پر تصدیقات ثبت کی ہیں ان میں سے چند ملاحظہ فرمائیں:

"انابحمدالله ومشائخنارضوان الله علیھم اجمعین وجمیع طائفتناوجماعتنامقلدون لقدوۃ الانام وذروۃ الاسلام امام الھمام الامام الاعظم ابی حنیفة الی آخر.اھومنتبون من طرق الصوفیة الی الطریقة العلیة المنوبة الی السادۃ النقشبندیة والطریقة الزکیة المنسوبة الی السادۃ الجشتیة والی الطریقة البھیة المنسوبة الی السادۃ القادریة والی الطریقة

المرضیۃ المنسوبۃ الی السادۃ السھروردیۃ رضی اللہ عنھم اجمعین"......(المھند علی المفند: ۲۹)

" فان البقعۃ الشریفۃ والرحبۃ المنیفۃ التی ضم اعضائہ ﷺ افضل مطلقاحتی من الکعبۃ ومن العرش والکرسی کماصرح بہ فقھائنا اھ"......(ایضا: ۴۱)

" یستحب عندناتکثیر الصلوۃ علی النبی ﷺ وھومن ارجی الطاعات واحب المندوبات سواء کان بقراءۃ الدلائل والاورادالصلوتیۃ اعتقادنا واعتقاد مشائخنا ان سیدناومولاناحبیناوشفیعنامحمدارسول اللہ ﷺ افضل الخلائق کافۃ وخیرھم عنداللہ تعالیٰ لایساویہ احدبل ولایدانیہ ﷺ فی القرب من اللہ تعالیٰ اھ"......(المھند علی المفند)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

جاہل، غلط قرآن پڑھنے والے کی امامت:

مسئلہ(۲۹۸): کیافرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک جاہل آدمی غلط قرآن پڑھتاہواہے اورنماز کے فرائض وواجبات سے بھی واقف نہیں ہے حقہ اورسگریٹ کابھی عادی ہے نسواراس کی غذاہے، حالانکہ یہاں پرایک عالم بھی موجودہے جوکہ ایک مستندادارہ سے فارغ ہے۔اس کی موجودگی میں یہ شخص امامت کرسکتاہے یانہیں اورجولوگ اس کے پیچھے نماز پڑھتے ہیں اس کی نماز ہوتی ہے یانہیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

صورت مرقومہ میں امام کاجاہل اورغلط قرآن پڑھنا اورنماز کے فرائض وواجبات سے بھی واقف نہ ہوناوغیرہ ایسی چیزیں ہیں کہ جن کی وجہ سے اس کوامام بناناجائزنہیں اورمسجد کی کمیٹی کوچاہیے کہ فوراًاس امام کوہٹاکرکسی عالم صالح کوجونماز کے فرائض وواجبات جانتاہومقررکرے، ورنہ جولوگ اس کے پیچھے نماز پڑھیں گے اس کاگناہ ان پرہوگا۔

”ولو صلی خلف مبتدع أو فاسق فهو محرز ثواب الجماعة لکن لاینال مثل ماینال خلف تقی کذافی الخلاصة“......(الهندیة : ۱/۸۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

جھوٹی قسم کھانے والے کی امامت:

مسئلہ(۲۹۹): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک آدمی نے قرآن پاک کا حلف اٹھایا کہ فلاں اور فلاں جائے وقوعہ پر موجود تھے لڑائی میں بھی شامل تھے، جبکہ عینی گواہ کہتے ہیں کہ قرآن پاک کے اٹھانے والا آدمی تو خود بھی جائے وقوعہ پر موجود نہیں تھا، بلکہ وہ جائے وقوعہ سے تین کلو میٹر کے فاصلے پر تھا اور یہ واقعہ رات دس بجے کے قریب ہوا، حالانکہ عینی گواہ کہتے ہیں کہ یہ تینوں آدمی موقع پر موجود تھے لیکن لڑائی میں شامل نہ تھے جب کہ حلف اٹھانے والے کے بیان کے مطابق وہ لڑائی میں شامل تھے اب عینی گواہان کے بیان کے مطابق تو حلف اٹھانے والا جھوٹا ہے، اب اگر وہ حلف میں شامل نہ تھے، جب کہ حلف اٹھانے والوں کے بیان کے مطابق وہ لڑائی میں شامل تھے، اب اگر وہ حلف اٹھانے والا امامت کرائے تو اس کی امامت درست ہوگی یا نہیں اس کی امامت میں نماز ہوجائے گی یا نہیں یا اگر ہوجائے گی تو اس میں کراہت وغیرہ ہوگی یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

بشرط صحت سوال اگر مذکورہ شخص نے قصداً جھوٹی قسم اٹھائی ہے تو یہ شخص فاسق ہے اس کی امامت مکروہ ہے اگر اس کے پیچھے نماز پڑھ لی تو نماز واجب الاعادہ نہیں ہوگی۔

”من حلف بالله کاذبا أدخله الله النار(قوله ولا کفارة لها الا الاستغفار) یعنی مع التوبة لقوله تعالیٰ ان الذین یشترون بعهدالله وایمانهم ثمناقلیلا اولئک لاخلاق لهم فی الآخرة آلایة ولم یذکر الکفاره وقال علیه السلام ثلث من الکبائر الیمین الغموس.اه“......(الجوهرة النیرة : ۲/۲۷۴)

” وفیه اشارة الی انهم لوقدموافاسقایأثمون بناء علی ان کراهة تقدیمه کراهة تحریم لعدم اعتنائه باموردینه وتساهله فی الاتیان بلوازمه اه“......(حلبی کبیری: ۴۴۲)

" (وكره امامة العبد.......والفاسق) العالم لعدم اهتمامه بالدين فتجب اهانته شرعافلايعظم بتقديمه للامامة اه"......(حاشية الطحطاوى مع مراقى الفلاح:۳۰۲)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

بیمہ زندگی کرانے والے کی امامت:

مسئلہ(۳۰۰): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک آدمی اپنی زندگی کا بیمہ کچھ رقم کے عوض کرتا ہے کیا یہ شخص امامت کے قابل ہے یا نہیں؟ اور وہی شخص زکوۃ کمیٹی کا ممبر بھی ہے ایک نابینا شخص سے ۳۰۰/روپے پر دستخط کرا کر اس کو پچاس روپے دیتا ہے کیا یہ شخص امامت کا اہل ہے یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوهاب

صورت مرقومہ میں ایسے شخص کی امامت مکروہ تحریمی ہے اور ایسا شخص امامت کے قابل نہیں کیونکہ ایسا شخص فاسق ہے اور اگر نماز پڑھائی تو واجب الاعادہ نہیں۔

"قال صاحب ردالمحتار :وبماقررناه يظهرجواب ماكثرالسؤال عنه فى زماننا وهوانه جرت العادة ان التجاراذا استأجروامركبامن حربى يدفعون له أجرته ويدفعون أيضامالاًمعلومالرجل حربى مقيم فى بلاده يسمى ذلك المال سوكرة على انه مهماهلك من المال الذى فى المركب بحرق أوغرق أونهب أوغيره فذلك الرجل ضامن له بمقابلة مايأخذه منهم وله وكيل عنه مستأمن فى دارنايقيم فى بلادالسواحل الاسلامية باذن السلطان يقبض من التجارمال السوكرة واذاهلك من مالهم فى البحرشئ يؤدى ذلك المستأمن للتجاربدله تماما .والذى يظهرلى انه لايحل للتاجرأخذبدل الهالك من ماله لان هذا التزام مالايلزم"......(ردالمحتار:۳/۲۷۳)

" قال صاحب التتارخانية :وفى الكبرى"ويكره ان يكون الامام فاسقا،ويكره

للرجال أن يصلوا خلفه ....وفي "الكافي" وان تقدم لفاسق جاز"......(التتارخانية : ۱/ ۴۳۸)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆
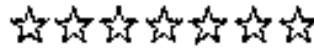
امرد پرستی سے توبہ کرنے والے کی امامت:

مسئلہ(۳۰۱): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر ایک حافظ قرآن قوم لوط کے فعل میں ملوث پایا جائے اور دوران تحقیق بات کا اعتراف بھی کر لے کہ میں فاعلیت اور مفعولیت میں مبتلا ہوں، البتہ اب اس نے اس برے فعل سے سچی توبہ کی ہے، لہٰذا اس کے پیچھے پڑھی گئی نمازوں کا کیا حکم ہے کیا ایسے حافظ قرآن کے پیچھے پڑھی گئی نمازیں درست مان لی جائیں گی قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب درکار ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

صورت مرقومہ میں مذکورہ امام کو اپنے ناجائز اور قبیح فعل سے توبہ کر لینے کی وجہ سے امام بنانا درست ہے جو نمازیں ان کے پیچھے پڑھی گئیں ہیں وہ درست ہیں ان کا لوٹانا ضروری نہیں ہے۔

"وكره امامة العبد والاعرابي والفاسق والمبتدع والاعمى وولد الزنا"......(البحر الرائق: ۱/ ۶۱۰)

"واما الفاسق فقد عللوا كراهة تقديمه بانه لايهتم لأمر دينه وبان في تقديمه للامامة تعظيمه وقد وجب عليهم اهانته شرعا ولايخفى انه اذا كان اعلم من غيره لاتزول العلة فانه لايؤمن ان يصلي بهم بغير طهارة فهو كالمبتدع تكره امامته بكل حال، بل مشى في شرح المنية على ان كراهة تقديمه كراهة تحريم لما ذكرنا. قال ولذا لم تجز الصلوة خلفه اصلا عند مالك"

......(ردالمحتار: ۱/ ۴۱۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆
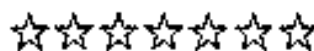
حیات برزخی میں تعلق روح مع الجسد کے منکر کی امامت:

مسئلہ(۳۰۲): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ جس طرح شہداء کے بارے میں آتا ہے کہ وہ زندہ ہیں اور اللہ کے نزدیک رزق بھی کھاتے ہیں اور خوش رہتے ہیں اس طرح انبیاء کرام کی اللہ تعالیٰ کے ہاں اعلیٰ زندگی سمجھتے ہیں اور اگر آپ جسم کی بابت اور روح کا تعلق جسم سے پوچھتے ہیں تو ہمارا جواب یہ ہے کہ "ان اللہ یسمع من یشاء" کی طرح ہم مانتے ہیں یعنی ہم جسم کا تعلق روح سے براہ راست نہیں مانتے یہ عقیدہ جو شخص رکھے کیا وہ امام بن سکتا ہے؟

الجواب باسم الملک الوهاب

مذکورہ عقیدہ اہل سنت والجماعت کے عقیدے کے مطابق نہیں ہے اس لیے ایسے عقیدے کے حامل شخص کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ ہے۔

"الانبیاء احیاء فی قبورهم کما ورد فی الحدیث"......(رسائل ابن عابدین: ۲/۲۰۲)

"لان الانبیاء علیهم الصلاۃ والسلام احیاء فی قبورهم"......(ردالمحتار: ۳/۲۵۹)

"قال العلامة حصکفی ویکره امامة مبتدع ای صاحب بدعة"......(الدرالمختار: ۱/۸۳)

"قال ابن نجیم فی البحر وکره امامة العبد والاعرابی والفاسق والمبتدع"......(البحرالرائق: ۱/۶۱۰)

"قال الشیخ الکاسانی ذکر فی المنتقی روایة عن ابی حنیفة انه کان لایری الصلاۃ خلف المبتدع"......(بدائع الصنائع: ۱/۳۸۷)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

حیات النبی ﷺ کا انکار کرنے والے کی امامت:

مسئلہ(۳۰۳): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ کوئی شخص جو کہ مسجد کا امام ہے اس

کا کہنا ہے کہ آپ ﷺ کے بارے میں یہ عقیدہ ہے کہ آپ ﷺ اپنی قبر مبارک میں زندہ نہیں ہیں، جبکہ سلف صالحین پر اکثر و بیشتر لعن وطعن بھی کرتا رہتا ہے، کیا ایسے امام کے پیچھے نماز ہو سکتی ہے یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوهاب

بشرط صحت سوال صورت مرقومہ میں ایسا امام (جس کا یہ عقیدہ ہو کہ آپ ﷺ اپنی قبر مبارک میں زندہ نہیں) اجماع امت کا منکر ہے، ایسا شخص اعتقادی یا عملی طور پر مبتدع ہے اور بعض سلف صالحین کو برا بھلا کہنے کی وجہ سے فاسق بھی ہے اور بدعتی اور فاسق کی امامت مکروہ تحریمی ہے۔

"وامامة صاحب الهوى والبدعة مكروهة نص عليه ابويوسف ؒ في الأمالي فقال أكره ان يكون الامام صاحب هوى وبدعة لان الناس لايرغبون في الصلاة خلفه"......(بدائع الصنائع: ۱/۳۸۷)

" قال العلامة حصكفي ؒ: ويكره امامة مبتدع اى صاحب بدعة"......(الدرالمختار: ۱/۸۳)

" قال ابن نجيم ؒ في البحر: وكره امامة العبدوالاعرابى والفاسق والمبتدع"......(البحرالرائق: ۱/۶۱۰)

" قال الشيخ الكاساني ؒ: ذكرفي المنتقى رواية عن ابى حنيفة ؒ انه كان لايرى الصلاة خلف المبتدع،والصحيح انه ان كان هوى يكفره لاتجوز،وان كان لايكفره تجوزمع الكراهة"......(بدائع الصنائع: ۱/۳۸۷)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

بہتان لگانے اور بدگمانی کرنے والے کی امامت:

مسئلہ(۳۰۴): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص دوسرے شخص پر بہتان اور الزام لگاتا ہے تو بہتان اور الزام کونسا گناہ ہے اور اسکی دنیاوی اور اخروی سزا کیا ہے ایک شخص دوسرے شخص پر بدگمانی کرتا ہے تو بدگمانی کتنا بڑا اور کونسا گناہ ہے اور اسکی دنیاوی اور اخروی سزا کیا ہے ان گناہوں کے مرتکب امام کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

بشرط صحت سوال کسی مسلمان پر بہتان باندھنا اور اسکی طرف ناجائز اعمال کی نسبت کرنا گناہ کبیرہ ہے جس کی وجہ سے انسان فاسق ہوجاتا ہے اور اسکی سزا اسلامی حکومت کی طرف سے تعزیر دینا ہے۔ جس کی تعداد کا تعین قاضی کی صوابدید پر ہے مگر قاضی اس تعزیر کو حدود کی مقدار تک نہیں پہنچا سکتا۔ اور اگر وہ اس گناہ پر توبہ نہیں کرتا تو ایسے امام کی امامت مکروہ تحریمی ہے فقہاء کرام نے لکھا ہے کہ ''سباب المسلم فسوق الخ کذافی خلاصۃ الفتاوی وغیرھا''

''المسلم من سلم المسلمون من لسانه ويده اه''......(بخاری: ۱/۶)

'' (وعزر كل مرتكب منكر أومؤذی مسلم بغير شق بقول أوفعل)''......(الدر علی الرد: ۳/۱۹۹)

'' واما الفاسق فقدعللوا كراهة تقديمه بانه لايهتم لأمر دينه وبان فی تقديمه للامامة تعظيمه وقدوجب عليهم اهانته شرعاولايخفى انه اذاكان اعلم من غيره لاتزول العلة فانه لايؤمن ان يصلی بهم بغير طهارة فهو كالمبتدع تكره امامته بكل حال، بل مشى فی شرح المنية علی ان كراهة تقديمه كراهة تحريم لماذكرنا. قال ولذالم تجز الصلوة خلفه اصلاعندمالك''

......(ردالمحتار: ۱/۴۱۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

شیعہ فیملی سے نسبی تعلق رکھنے والے سنی امام کی امامت:

مسئلہ(۳۰۵): ایک شخص اہل سنت والجماعت سے ہے اور پڑھا لکھا عقلمند خوبصورت اور شادی شدہ بھی ہے اور اسکی تمام فیملی شیعہ حضرات ہے لیکن اس کی شادی مسلک اہل سنت کے گھر سے ہوئی ہے نہ تو وہ خود شیعہ ہے اور نہ اس کا عقیدہ شیعہ حضرات والا ہے تو مجھے برائے مہربانی یہ بتائیں کہ اس کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

صورت مرقومہ میں مذکورہ شخص کو امام بنانے میں کوئی حرج نہیں۔

”یجب ان یکون امام القوم فی الصلوۃ افضلھم فی العلم والورع والتقوی والقراءۃ والحسب والنسب والجمال علی ھذا اجماع الامۃ“ ......

(التتارخانیة : ۱/ ۳۳۶)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

قوم لوط کا فعل کروانے والے مفعول کی امامت اور فاعل کی اقتدا کا حکم:

مسئلہ(۳۰۶): اگر بچپن جوانی میں آدمیوں نے آپس میں لواطت کی ہو اور موجودہ وقت مفعول امام اور فاعل مقتدی ہو تو ایسی صورت میں مقتدی (جو کہ فاعل ہے) کی نماز اس مفعول امام کے پیچھے جائز ہے یا نہیں نیز امام مفعول جس نے بچپن میں یہ غلط کام کروایا ہو امامت کے فرائض ادا کر سکتا ہے؟

الجواب باسم الملک الوهاب

لواطت کرنا اور کروانا کبیرہ گناہوں میں سے ہے ان کی احادیث میں بڑی وعیدیں آئیں ہیں لواطت کرنے والے اور کروانے والے دونوں کی امامت مکروہ تحریمی ہے، کیونکہ وہ فاسق ہے اور فاسق کی امامت مکروہ تحریمی ہے، بقول آپ کے جوانی میں یہ غلط حرکت ہوئی تھی، اگر امام نے مفعول بننے سے توبہ کر لی ہے تو پھر اس امام کی اقتداء کرنا فاعل وغیرہ کے لیے ٹھیک ہے۔

”التائب من الذنب کمن لاذنب له“......(المشکوۃ : ۱/ ۲۰۹)

” کرہ امامة العبد والاعرابی والفاسق والمبتدع والاعمی وولدالزنا“......(البحر الرائق: ۱/ ۶۱۰)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

شیعہ کا نکاح اور اس کا جنازہ پڑھنے والے کی امامت:

مسئلہ(۳۰۷): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص نے سنی لڑکی کا نکاح شیعہ مرد سے پڑھایا تھا یا شیعہ کا جنازہ پڑھاتا ہے تو کیا اس کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

شیعہ اپنے عقائد باطلہ کی وجہ سے کافر ہیں، ان سے کسی قسم کا غیر ضروری اختلاط رکھنا جائز نہیں، اسی طرح سنی لڑکی کا نکاح شیعہ مرد سے شرعا درست نہیں، لہٰذا مذکورہ شخص اگر ان سے اپنے تعلقات ختم نہیں کرتا اور توبہ نہیں کرتا تو ایسا شخص شرعا فاسق ہے اور فاسق کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے۔

"قال فی التقریر: وجعل الرملی فی حاشیة المنح المعتزلی والرافضی بمنزلة اهل الكتاب حيث قال قوله وصح نكاح كتابية: اقول يدخل فی هذا الرافضة بانواعها والمعتزلة فلايجوزان تتزوج المسلمة السنية من الروافض لانها مسلمة وهو كافر فدخل تحت قولهم لايصح تزوج مسلمة بكافروقال الرستغفنی لاتصح المناكحة بين اهل السنة والاعتزال اه فالرافضة مثلهم أوأقبح والرملی جعلهم من قبيل اهل الكتاب فيجوزنكاح نسائهم ولايزوجون ولعله اعدل الاقوال لانه لايشك فی كفرالرافضة"......(تقريرالمختار ۱۸۳/۲)

"ولايصلی علی الكافر"......(التتارخانية: ۱۲۲/۲)

"وفی الدر(ويكره امامة عبد)......وفاسق......(ومبتدع) أی صاحب بدعة"......(الدرالمختارعلی ردالمحتار: ۴۱۴/۱)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

غیر مقلد امام کے پیچھے پڑھی گئیں نمازیں واجب الاعادہ نہیں:

مسئلہ(۳۰۸): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ غیر مقلد کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے اس کے پیچھے جو نمازیں پڑھی گئی ان کا اعادہ ضروری ہے یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

موجودہ دور میں اکثر غیر مقلد حضرات ائمہ مجتہدین اور اسلاف صالحین کی توہین کرتے ہیں اور ایک عام

مسلمان کی توہین بھی قابل مؤاخذہ جرم ہے اس لیے یہ حضرات فاسق ہیں، فاسق اور بدعتی کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے، البتہ اگرکوئی غیرمقلد معتدل ہواورطہارت کا اہتمام کرتاہوتواس کے پیچھے نماز پڑھ سکتے ہیں جونمازیں آپ نے غیرمقلدامام کے پیچھے پڑھی ہیں وہ واجب الاعادہ نہیں ہیں۔

"قال صاحب فتح القدیر وروی محمدعن ابی حنیفةؒ وابی یوسفؒ ان الصلوۃ خلف اهل الاهواء لاتجوز"......(فتح القدیر: ۱/۳۰۴)

" قال ابن نجیم فی البحر وکره امامة العبدوالاعرابی والفاسق والمبتدع"......(۱/۶۱۰)

"قال الرملی ذکرالحلبی فی شرح منیة المصلی ان کراهة تقدیم الفاسق والمبتدع کراهة التحریم"......(منحة الخالق علی البحر الرائق: ۱/۶۱۱)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆
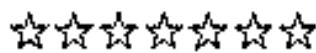
دوسروں پرالزام تراشی کرنے والے کی امامت:

مسئلہ(۳۰۹): کیافرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک آدمی منافقت سے کام لیتا ہے مثلاً علاقہ میں ایک معززآدمی ہے ہرآدمی ان کوسچا کہتا ہے اوران کی عزت کرتا ہے اوریہ آدمی ان پرالزام تراشی کرتا ہے اورانہیں الزامات کی وجہ سے لوگوں کے ذہنوں کوخراب کرتا ہے امام صاحب کوامامت سے ہٹادیا ہے حالانکہ قاری صاحب نے اس مسجدکی چھ سال بے لوث خدمت کی ہے پھرجب اس آدمی سے کہاجاتا ہے کہ یہ آپ کیاباتیں کرتے ہیں تووہ جھوٹی قسمیں کھاتا ہے یہ خودعالم نہیں اپنے آپ کوعالم کہلواتے اورامامت بھی کرواتے ہیں اورلوگوں کے عقائدخراب کررہے ہیں آیاان کے پیچھے نمازہوتی ہے یانہیں؟

الجواب باسم الملک الوهاب

بشرط صحت سوال ایساشخص فاسق ہے اوراسکی امامت مکروہ تحریمی ہے۔

"(ویکره امامة عبدواعرابی وفاسق واعمی)(قوله وفاسق) من الفسق وهوالخروج عن الاستقامة ولعل المرادبه من یرتکب الکبائرکشارب الخمروالزانی وآکل الرباونحوذلک اه"......(درمع الرد: ۱/۴۱۴)

" وفيه اشارة الى انهم لو قدموا فاسقاياثمون بناء على ان كراهة تقديمه كراهة تحريم لعدم اعتنائه باموردينه وتساهله في الاتيان بلوازمه اه"......(الشرح الكبير للحلبی: ۴۴۲)

" ويكره ان يكون الامام فاسقا،ويكره للرجال ان يصلوا خلفه اه"
......(التتارخانية : ۱/۴۳۸)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

گرلز سکول میں پڑھانے والی عورت کے خاوند کی امامت کا حکم:

مسئلہ(۳۱۰): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ میری بیوی گرلز سیف سکول میں بچیوں کو تعلیم دیتی ہے اس میں کوئی بچہ نہیں پڑھتا اور اس میں کوئی مرد بھی نہیں ہے لیکن کبھی کبھار سکول آفیسر اور کوئی اے ڈی آئی وغیرہ آتے ہیں اور انکیں پردہ نہیں ہوتا اس میں کوئی شرعی اعتبار سے جواز ہے یا نہیں اور میں امام مسجد ہوں لوگوں کی امامت کرتا ہوں آپ صاحبان اس مسئلہ کی وضاحت لکھیں؟

الجواب باسم الملک الوهاب

صورت مرقومہ میں اسکول آفیسر اے ڈی آئی مرد بھی ہیں اور غیر محرم بھی ہیں اور ان سے پردہ کرنا ضروری ہے اگر نہ ہو سکے تو ملازمت ترک کردینا ضروری ہے اس میں آپ کا کہنا نہ ماننے تو گنہگار ہوگی اور اگر آپ نہ کہیں تو آپ کی امامت مکروہ ہوگی۔

"(ويكره) تنزيها(امامة عبدواعرابی وفاسق واعمی)(قوله وفاسق من الفسق وهوالخروج عن الاستقامة ولعل المراد به من يرتكب الكبائر"......(الدر مع ردالمحتار: ۱/۴۱۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

شادی دفتر کھولنے اور چلانے والے کی امامت:

مسئلہ(۳۱۱): کیا ایک امام مسجد اور خطیب عالم دین کو شادی دفتر بنا کر رشتے کرنے اور کرانے کی رقم طے کر کے

وصول کرنا جائز ہے؟۔(۲) کیا غیر محرم عورتوں کو بغیر پردہ کے روبرو بٹھا کر رشتہ کی باتیں کرنا جائز ہے؟(۳) کیا لڑکوں اور لڑکیوں کی تصویریں اپنے پاس رکھنا اس کو دکھا کر رشتہ کرانا جائز ہے؟(۴) کیا رشتہ کرانے کے کام کو فروغ دینے کے لیے علمائے کرام اور معززین محلّہ کا حوالہ دینا جبکہ علمائے کرام اس معاملہ میں اس کیساتھ نہ ہوں اور نہ ہی اہل محلّہ کے معززین اس کے ساتھ ہوں غلط بیانی کرتا ہو کہ علمائے کرام میرے ساتھ ہیں اور معززین محلّہ میرے ساتھ ہیں ایسے شخص کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

صورت مرقومہ میں امام صاحب کا رشتے کروانا جائز ہے اگر دھوکہ سے کام نہ کرتے ہوں، غیر محرم عورتوں کو بغیر پردہ کے دیکھنا اور باتیں کرنا جائز نہیں، تصویریں رکھنا بھی ممنوع ہے، رشتہ کرانے کے لیے ایسے کام کرنا جو مذکور ہیں اگر ان تمام باتوں کا مرتکب ہے اور ان پر اصرار بھی کرتا ہے تو وہ فاسق ہے، اس کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ ہے، مگر اکیلے نماز پڑھنے سے اس امام کے پیچھے نماز پڑھنا افضل ہے، البتہ صالح اور متقی امام کے پیچھے نماز پڑھنے کے برابر نہیں ہوگا۔

"(ویکرہ) تنزیھا(امامة عبدواعرابی وفاسق واعمی)(قولہ وفاسق من الفسق وھوالخروج عن الاستقامة ولعل المرادبہ من یرتکب الکبائر"......(الدر مع ردالمحتار: ۱/۴۱۴)

"وفی الفتاوی:لوصلی خلف فاسق أومبتدع ینال فضل الجماعة لکن لاینال کماینال خلف تقی ورع لقولہ علیہ السلام من صلی خلف عالم تقی فکأنماصلی خلف نبی اھ"......(البحرالرائق: ۱/۶۱۰)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر نہ کرنے والے کی امامت:

مسئلہ(۲۱۲): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک ایسا امام وخطیب جو دیوبند کے مدرسہ سے فارغ التحصیل ہے، بذات خود اعتقاد درست ہے یعنی اصول مسائل میں اہل سنت والجماعت کے ساتھ اتفاق کرتا ہے، مثلاً حضور ﷺ کو بشر مانتا ہے۔

آپ ﷺ کو عالم الغیب نہیں مانتا مختار کل نہیں مانتا حاضر ناظر نہیں مانتا لیکن فروعی مسائل میں اختلاف کرتا ہے اور دعا بعد از نماز جنازہ کے قائل ہیں اور رمضان میں تراویح کے بعد اس کے مقتدی "الصلوۃ بر محمد" کے کلمات باواز بلند کہتے ہیں اور خود نہیں کہتا لیکن ان کو روکتا بھی نہیں، اور جھنڈیاں لگانے والا کام بھی اس کے مقتدی کرتے ہیں یہ خود دلچسپی نہیں لیتا اور اس کی وجہ یہ ہے کہ اس کا باپ پورے علاقے کا قاضی تھا اور اس کو خدشہ یہ ہے کہ اگر میں حق بیان کروں تو یہ حق بیان کرنا اپنے باپ کی مخالفت کے مترادف ہے اور پوری قوم کی مخالفت کے مترادف ہے کیونکہ عوام میرے باپ کے اس قدر معتقد ہیں کہ میرے منہ سے اپنے باپ کی مخالفت سنتے ہی میری مخالف ہو جائے گی اگر علیحدگی میں کوئی بات پوچھو تو بالکل ٹھیک بتاتا ہے اور عوام مکمل جاہل ہے اور بدعتی ہے اور عوام تمام تر بدعات کی مرتکب ہے اور عوام اس خطیب کو اپنا پیشوا مانتی ہے اور اس کی بات کو اپنے لیے حق سمجھتی ہے، لہٰذا اس امام کے پیچھے اس طالب علم کا نماز پڑھنا کیسا ہے، جو درس نظامی میں پڑھ رہا ہے اور مستقبل میں معاشرے کی اصلاح کا عزم رکھتا ہو، اگر اس امام وخطیب کے پیچھے وہ طالب علم نماز نہیں پڑھتا تو وہ طالب علم عوام کی نگاہوں میں نشانہ بن جاتا ہے اور اس کا یہ نشانہ بننا یا اس کے مستقبل کے عزائم کی راہ میں رکاوٹ ہے اور واضح رہے کہ اس کی مسجد میں اذان سے پہلے "الصلوۃ والسلام....." اور نماز کے بعد کلمہ والی بدعت بھی نہیں ہے، اب ان مذکورہ حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے آپ قرآن وسنت کی روشنی میں بتلائیں کہ اس کے پیچھے نماز پڑھنی کیسی ہے؟

الجواب باسم الملک الوهاب

بشرطِ صحت سوال مذکورہ امام صاحب کے عقائد نہ تو مفضی الی الکفر ہیں اور نہ ہی اہل سنت والجماعت کے برخلاف ہیں ہاں امر بالمعروف ونہی عن المنکر میں کمزوری ہے جو کہ اقتداء نماز کے لیے مانع کا درجہ نہیں رکھتی ہے، لہٰذا ایسے امام کی اقتداء درست ہے اور امر بالمعروف ونہی عن المنکر کا قاعدہ بھی کچھ اس طرح ہے کہ اگر انسان کو لوگوں کی طرف سے تہمت اور گالیاں نکالنے کا خوف غالب ہو تو اس کو ترک کرنا افضل ہے البتہ امام کی ذمہ داری ہے کہ حکمت وبصیرت کے ساتھ جس قدر ممکن ہو لوگوں کے عقائد ونظریات کی اصلاح کی فکر کرے اور رسومات وبدعات کو ختم کرنے کی پوری کوشش کرے۔

"وفي غنية المستملي: ويكره تقديم المبتدع أيضا لانه فاسق من حيث الاعتقاد وهو أشد من الفسق من حيث العمل.... والمراد بالمبتدع من يعتقد شيئا على خلاف ما يعتقده أهل السنة والجماعة انما يجوز الاقتداء به مع

الکراھة اذالم یکن مایعتقده یؤدی الی الکفر عنداھل السنة امالو کان مؤدیاً الی الکفر فلایجوز أصلا اھ"......(غنیة المستملی:۴۴۳)

" ذکر الفقیه فی کتاب البستان ان الامر بالمعروف علی وجوه:ان کان یعلم بأکبر رأیه انه لوأمر بالمعروف یقبلون ذلک منه ویمتنعون عن المنکر فالامر واجب علیه ولایسعه ترکه ولوعلم باکبر رأیه انه لوامرھم بذلک قذفوه وشتموه فترکه افضل،وکذلک لوعلم انھم یضربونه ولایصبر علی ذلک ویقع بینھم عداوة ویھیج منه القتال فترکه افضل ولوعلم انھم لوضربوه صبر علی ذلک ولایشکوالی أحدفلابأس بان ینھی عن ذلک وھو مجاھدولوعلم انھم لایقبلون منه ولایخاف منه ضرباولاشتمافھوبالخیار والامر افضل کذافی المحیط"......(الھندیة ۳۵۲/۵)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

لحن خفی کرنے والے کی امامت:

مسئلہ(۳۱۳): کیا فرماتے ہیں علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہمارے گاؤں میں ایک مسلک کی دو مساجد ہیں اور دونوں میں ایک قسم کے امام کو صحیح طریقہ سے قرآن کی قرأت نہیں آتی اور تلفظ بھی اچھے طریقہ سے ادا نہیں کرسکتا اور وہ گاؤں کا مقامی اور رہائشی ہے جبکہ دوسری مسجد میں ایک نابینا حافظ ہے آواز بھی اچھی ہے اور قرآن بھی اچھا پڑھتا ہے اور دینی لحاظ سے علم میں بھی زیادہ ہے جبکہ عیدین یا کوئی نماز جنازے کا وقت ہو تو مقامی امام جس کے پاس نابینا حافظ قرآن کی بنسبت علم کم ہے وہ کہتا ہے کہ میری حافظ صاحب کے پیچھے نماز نہیں ہوتی وجہ یہ ہے کہ نابینا ہے حافظ قرآن بھی ہے اور بہت ذہین آدمی بھی ہے اور ہم لوگوں نے حافظ صاحب کو اپنا امام مقرر کیا ہوا ہے مہربانی فرما کر بتائیں کہ ان مواقع پر امامت کا حقدار کون ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

بشرطِ صحت سوال اگر امام صاحب کی قرأت میں لحن جلی ہے تو وہ امامت کے اہل نہیں ہیں اور اگر صرف لحن خفی ہے تو امامت جائز ہے مگر زیادہ حقدار نابینا ہیں کیونکہ وہ دینی علم اور صحیح قرأت کی وجہ سے افضل ہیں۔

"قید کراھة امامة الاعمی فی المحیط وغیرہ بان لایکون افضل القوم فان کان افضلھم فھو اولی"......(ردالمحتار: ۱/۴۱۴)

" الاولی بالامامة اعلمھم باحکام الصلوۃ ھکذافی المضمرات"......

(الھندیة : ۱/۸۳)

" فان تساووافاقرؤھم أی أعلمھم بعلم القرأة یقف فی موضع الوقف ویصل فی موضع الوصل ونحوذلک من التشدیدوالتخفیف وغیرھماکذافی الکفایة"......(الھندیة : ۱/۸۳)

" وتجوزامامة الاعرابی والاعمی والعبدالخ"......(الھندیة : ۱/۸۵)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆
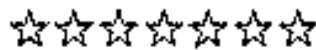
سیاسی اختلاف کی بناءپر مقتدیوں میں تفرقہ ڈالنے والے کی امامت:

مسئلہ(۴۱۴): السلام علیکم مفتی صاحب! میں نے علمائے دین کا جھنڈا گھر پر لگایا اس پر ہماری مسجد کے امام صاحب نے اعتراض کیا، جو پارٹی کے آدمی ہیں انہوں نے امام صاحب کو بھڑکایا کہ اس نے مخالف پارٹی کا جھنڈا اپنے گھر پر کیوں لگایا انہوں نے مغرب کی نماز میں ہمارے گھر آ کر بے عزتی کی کہ یہ جھنڈا کیوں لگایا کیونکہ یہ ہماری مخالف پارٹی ہے اس کے بعد وہ خاموش رہے اس کے بعد دوسرے دن عصر کی نماز پڑھنے کے لیے جاتا ہوں کیونکہ مولوی صاحب جو کہ مسجد کے امام ہیں وہ اس فتنے سے باز نہیں آئے تھے تو پھر وہی جھنڈے کا قصہ لے کر بیٹھ گئے کہا کہ کتنی بری بات ہے کہ ایک محلے کے اندر علمائے دین کا جھنڈا لگایا جائے ،اس وقت میں نہیں بولا لیکن کسی مقتدی نے اس کا جواب نہیں دیا دوبارہ مولوی صاحب نے غصے سے کہا کہ کتنی بری بات ہے کہ مسجد کے سامنے لگایا گیا کیونکہ میرا گھر مسجد کے سامنے ہے پھر میں نے جواب دیا کہ مخالف پارٹی تمہاری ہوگی ہماری نہیں ہمارے واسطے وہ بھی علمائے دین ہیں اور یہ بھی علمائے دین ہیں کیونکہ ہمارے عقیدے کے مطابق یہ بالکل صحیح ہیں ،لیکن مولوی صاحب نے کہا کہ میں نے دوسرے ساتھیوں سے اتروادیئے ہیں کہا کہ پہلے بھی میرے گھر پر حق چار یار والا جھنڈا لگا ہوا تھا ،لیکن مولوی صاحب نے مجھے کہا کہ یہ جھنڈا مجھے واپس دیدو میں نے انہیں واپس دیدیا ،لیکن علمائے دین کا جھنڈا اپنے گھر سے نہیں اتارا۔پھر دوسرے دن مولوی صاحب نے اپنی پارٹی کے دو آدمی میرے

گھر بھیجے انہوں نے کہا کہ یہ جھنڈا اتاردو میں نے کہا کہ میں نہیں اتاروں گا پھر انہوں نے میرے گھر مجھے گالیاں دیں اور مجھ سے جھگڑنے لگے اور کہا کہ آئندہ مسجد میں قدم رکھا تو ٹانگیں توڑ دیں گے، یہاں تک کہ مولوی صاحب پہلے بھی چغلیاں کرتے تھے اور بعد میں بھی چغلیاں کرتے رہے، لیکن فتنے سے باز نہیں آئے اور ہمارے محلے کے کئی آدمی اس وجہ سے مولوی صاحب سے ناراض ہو گئے ہیں اور ان کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے؟ آپ صاحبان قرآن وسنت کی روشنی میں یہ بتائیں کہ ایسے امام کے پیچھے نماز ہو سکتی ہے یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

مقتدیوں کو ایک دوسرے سے لڑانا اور ایک دوسرے کی مخالفت پر اکسانا فسق ہے اور فاسق کی امامت مکروہ ہے۔

"کرہ امامۃ العبد والاعرابی والفاسق والمبتدع والاعمی وولد الزنا"......(البحر الرائق: ۱/۰ ۶۱)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

امامت کی پابندی نہ کرنے والے اور لوگوں سے زبردستی فطرانے، کھالیں لینے والے کی امامت:

مسئلہ(۳۱۵): قابل احترام مفتی صاحب السلام علیکم! سلام کے بعد عرض یہ ہے کہ درج ذیل سوالات کا حل قرآن وسنت کی روشنی میں دے دیں؟ جناب والا گزارش ہے کہ ہمارے گاؤں میں امام صاحبان دو سگے بھائی ہیں اور دونوں اپنے آپ کو امام صاحب کہتے ہیں۔ اور یہ دونوں ہمارے گاؤں میں سب سے زیادہ امیر ہیں اور اپنا کاروبار کرتے ہیں جس کی وجہ سے وہ دونوں گاؤں سے اکثر باہر رہتے ہیں اور کئی دفعہ ہفتوں کے ہفتے گاؤں میں داخل نہیں ہوتے جس کی وجہ سے جماعت نہیں ہوتی ہے اور ہماری مسجد میں صبح اور عشاء کی نماز نہیں ہوتی اور یہ کہ ہمارے گاؤں کی اکثر آبادی ہمارے امام صاحب کی مقروض ہے اور جس کی وجہ سے انہیں کوئی بھی پوچھنے کی ہمت نہیں کرتا، اور ہمارے امام صاحبان فطرانہ، عشر اور کھالیں لوگوں سے زبردستی لیتے ہیں اور فتویٰ دیتے ہیں کہ یہ ہمارا حق ہے اور امام صاحب کے بیٹے نے گاؤں کے ایک بندے کو قتل کر دیا تھا اور بعد میں ہمارے امام صاحبان اور ان کے درمیان چپقلش اور دشمنی چل رہی ہے جس کی وجہ سے لوگ امام صاحبان کے پیچھے نہ تو مسجد میں نماز پڑھتے

ہیں اور نہ ہی اس کی وجہ سے جنازے میں شریک ہوتے ہیں لیکن ہمارے امام صاحبان نے اس کے متعلق بھی فتویٰ دیا ہے کہ امام مسجد کی اجازت کے بغیر کوئی دوسرا آدمی نماز جنازہ بھی نہیں پڑھا سکتا جس کی وجہ سے لوگ جن کی امام صاحبان کے ساتھ دشمنی ہے وہ اپنے عزیز واقارب اور دوست احباب کے جنازے سے محروم رہتے ہیں، لہٰذا میری گزارش ہے کہ ایسے امام صاحبان قابل احترام فریضہ کے بھی اہل وقابل ہیں یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوهاب

صورت مرقومہ میں ذکر کردہ مفاسد ونقائص اگر واقعی امام صاحبان میں موجود ہوں تو یہ امام صاحبان امامت کے لائق نہیں ہیں، لہٰذا نمازیوں کو چاہیے کہ وہ اپنا نیا امام مقرر کریں اور باجماعت نماز کا اہتمام کریں اگر امام صاحبان اس مسجد کی امامت کسی اور کے ذمہ نہ کریں تو پھر اس کے پیچھے نماز پڑھنا علیحدہ نماز پڑھنے سے بہتر ہے گناہ اور وبال امام صاحب پر ہوگا۔

”عن الحسن قال سمعت انس بن مالک قال لعن رسول الله ﷺ ثلاثة رجل أم قوماوهم له کارهون“......(ترمذی: ۱/۱۹۰)

”رجل أم قوماوهم له کارهون ان کانت الکراهة لفسادفيه أو لانهم احق بالامامة يکره له ذلک وان کان هواحق بالامامة لايکره هکذافی المحيط“......(الهندية : ۱/۸۷)

” ومن أم قوماوهم له کارهون ان کانت الکراهة لفسادفيه أو لانهم احق بالامامة کره له ذلک وان کان هواحق بالامامة لم يکره “......(التتارخانية : ۱/۳۳۹)

” قال الرملی ذکرالحلبی فی شرح منية المصلی ان کراهة تقديم الفاسق والمبتدع کراهة التحريم“......(منحة الخالق علی البحر: ۱/۶۱۱)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

نسب کو تبدیل کرنے والے کی امامت:

مسئلہ(۳۱۶): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص اپنی ذات تبدیل کر لیتا ہے، مثلاً پہلے وہ سید نہیں تھا لیکن اب وہ اپنے آپ کو سید کہلواتا ہے کیا ایسے شخص کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

بشرط صحت سوال اپنے نسب کو تبدیل کرنا فسق ہے بشرطیکہ وہ قصداً اور جھوٹے طور پر ایسا کر چکا ہو، اور فاسق کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔

"عن عبدالله بن عمرو قال سمعت سعداً و ابابکرة و کل واحد منهما یقول سمعت اذنای ووعی قلبی محمداً ﷺ یقول من ادعی الی غیر ابیه وهو یعلم انه غیر ابیه فالجنة علیه حرام"......(مصنف ابن ابی شیبة: ۱۸۶/۶)

"عن عبدالله بن عمرؓ قال قال رسول الله ﷺ من ادعی الی غیر ابیه لم یرح رائحة الجنة وان ریحها لیوجد من مسیرة خمس مائة عام"......(سنن ابن ماجه: ۱۸۷)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

جماعت اسلامی اور مماتیوں کے پیچھے نماز پڑھنا:

مسئلہ(۳۱۷): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ جماعت اسلامی والے حضرات اور جمعیت اشاعت التوحید والسنۃ (مماتی) حضرات کے پیچھے نماز ہو جاتی ہے یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

صورت مرقومہ میں ان حضرات کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے کیونکہ ان میں بعض آدمی بداعتقادی یا لاعلمی کی وجہ سے مبتدع ہیں اور بعض صالحین کو برا بھلا کہنے کی وجہ سے فاسق ہیں بدعتی اور فاسق کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔

"وکره امامة العبد والاعرابی والفاسق والمبتدع الخ"......(البحر الرائق: ۶۱۰/۱)

"قال صاحب فتح القدیر وروی محمد عن ابی حنیفةؒ وابی یوسفؒ ان الصلوة خلف اهل الاهواء لاتجوز"......(فتح القدیر: ۳۰۴/۱)

" ذکر فی المنتقی روایة عن ابی حنیفةؒ انه کان لایری الصلاۃ خلف المبتدع، والصحیح انه ان کان هوی یکفره لاتجوز، وان کان لایکفره تجوز مع الکراهة"......(بدائع الصنائع: ۳۸۷/۱)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

نماز کے ضروری مسائل سے لاعلم کی امامت:

مسئلہ(۳۱۸): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ بعض مساجد میں پنجگانہ نماز کی امامت کے فرائض ایسے قاری یا حافظ دین جو بالکل معمولی علم رکھنے والے یا نام نہاد عالم انجام دے رہے ہیں جن کی ڈاڑھیاں ایک قبضہ(مشت) سے کم ہوتی ہیں سر پر انگریزی طرز کے بال ہوتے ہیں اور ایسا عام حالات میں ہو رہا ہے اور پھر ان حضرات کی اکثریت دینی علوم سے بالکل ناواقف ہوتی ہے، حتی کہ بعض حضرات حافظ قرآن مجید ہوتے ہیں اور باقی دینی و دنیوی طور پر بالکل ان پڑھ ہوتے ہیں، نماز کے مسائل کا علم بھی نہیں ہوتا؟ ایسے حضرات پنجگانہ نماز پڑھانے کے لیے ماہوار معاوضہ چکا لیتے ہیں، جبکہ فیصلہ یوں ہوتا ہے کہ اتنے پیسوں کے عوض پورا مہینہ روزانہ وقت پر امامت کرائیں گے، اور اپنی عدم موجودگی میں متبادل پابند شریعت اور امامت کے اہل آدمی کو مامور کریں گے لیکن بعض حضرات اس معاہدہ کی پرواہ نہیں کرتے خصوصاً صبح کے اوقات میں نماز کے لیے نہیں آتے اور بغیر اطلاع دیئے اور بغیر کسی کو امامت کے لیے مامور کئے غیر حاضر رہتے ہیں نتیجتاً نماز باجماعت نہیں ہوتی یا کوئی غیر اہل امامت کرا دیتا ہے اور پھر یہ حضرات پورے ماہ کی تنخواہ وصول کر لیتے ہیں اور اگر کوئی زیادہ تنخواہ پیش کرے تو خاموشی سے لے لیتے ہیں اور کہیں جانا ہو تو بغیر اطلاع کے چلے جاتے ہیں قرآن وسنت کی روشنی میں ان کے متعلق وضاحت کریں؟

الجواب باسم الملک الوهاب

صورت مرقومہ میں اگر یہ لوگ ایسے ہیں کہ جنہیں نماز کے ضروری مسائل کا علم نہیں تو یہ امامت کے اہل نہیں ہیں، اور اگر انہوں نے ڈاڑھی ایک مشت سے کم کروائی ہوئی ہے تو وہ فاسق ہیں اور فاسق کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے امام اگر سال بھر میں ایک ہفتہ سے زیادہ غیر حاضر ہے اور کسی کو نائب بھی مقرر نہ کیا ہو تو ان ایام کی اجرت کا مستحق نہیں ہوگا، اور اگر کسی کو نائب مقرر کیا ہے تو پھر اجرت کا مستحق ہوگا۔

"(والاحق بالامامة) تقديمابل نصبا"مجمع الانهر"(الاعلم باحكام الصلاة) فقط صحة وفسادابشرط اجتنابه للفواحش الظاهرة وحفظه قدرفرض وقيل واجب وقيل سنة (وفى الشامية) وعبارة الكافى وغيره الاعلم بالسنة اولى الا ان يطعن عليه فى دينه لان الناس لايرغبون فى الاقتداء به"......(الدرمع الرد: ۳۱۲/۱)

"واما الفاسق فقدعللوا كراهة تقديمه بانه لايهتم لأمر دينه وبان فى تقديمه للامامة تعظيمه وقدوجب عليهم اهانته شرعاولايخفى انه اذاكان اعلم من غيره لاتزول العلة فانه لايؤمن ان يصلى بهم بغيرطهارة فهوكالمبتدع.تكره امامته بكل حال،بل مشى فى شرح المنية على ان كراهة تقديمه كراهة تحريم لماذكرنا.قال ولذالم تجزالصلوة خلفه اصلاعندمالك الخ"......(ردالمحتار: ۳۱۴/۱)

"قال العلامة الشامى وفى القنية من باب الامامة امام يترك الامامة لزيارة اقربائه فى الرساتيق اسبوعا أونحوه أولمصيبة أولاستراحة لابأس به ومثله عفوفى العادة والشرع وهذامبنى على القول بان خروجه أقل من خمسة عشريوما بلاعذرشرعى لايسقط معلومه قدذكرفى الاشباه فى قاعدة العادة محكمة عبارة القنية هذه وحملهاعلى انه يسامح اسبوعافى كل شهر واعترضه بعدمحشيه بان قوله فى كل شهرليس فى عبارة القنية مايدل عليه قلت والاظهرمافى آخرشرح منية المصلى للحلبى ان الظاهران المرادفى كل سنة"......(ردالمحتار: ۴۳۸/۳)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

حسب نسب اور جانشینی کے طور پر بنائے جانے والے غیر عالم امام کا حکم:

مسئلہ(۳۶۹): کیافرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ دیہات کی ایک مسجد میں کئی

سالوں سے ایک منتخب امام ہے جو نہ حافظ، قاری اور نہ عالم ہے بلکہ بنیادی ضروری مسائل سے بھی ناواقف ہے قرآن مجید پڑھنے کی یہ حالت ہے کہ سورت فاتحہ میں لحن جلی اور خفی تک کرتا ہے، مثلاً "الحمد" کی جگہ "المخمد" اور "انعمت" کی جگہ "ننعمت" وغیرہ وغیرہ، اس کے پیچھے ہر وقت کوئی نہ کوئی حافظ قاری یا عالم کھڑا ہوتا ہے، ایسے شخص کو لوگ حسب نسب کے طور پر امام بناتے ہیں اور جانشینی کے طور پر بناتے ہیں کیا علماء اور قراء کرام کے ہوتے ہوئے عوام الناس کا ایسے ان پڑھ کو امام بنانا درست ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

بشرط صحت سوال ایسے آدمی کو امام بنانا جائز نہیں، محلّہ والوں کو چاہیے کہ وہ ایسے شخص کو امام بنائیں جو قرآن کو صحیح پڑھتا ہو اور نماز کے ضروری مسائل سے واقف ہو۔

"وحاصل هذا ان كان الفصل بلامشقة كالطاء مع الصادفقرأ الطالحات مكان الصالحات تفسدوان كان بمشقته كالظاء مع الضادوالصادمع السين والطاء مع التاء قيل تفسد"......(فتح القدير: ۱/ ۲۸۲)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

نماز میں اللہ کی طرف توجہ نہ کرنے والے کی امامت:

مسئلہ(۳۴۰): اگر امام صاحب نماز پڑھا رہے ہوں اور ان کا دل نماز میں متوجہ نہ ہو تو امامت کے بارے میں کیا حکم ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

ایسے امام کی اقتداء درست ہے، لیکن حیرت کی بات یہ ہے کہ مقتدیوں کو امام کی دلی حالت کا علم کیسے ہوا۔

"ان الله تعالىٰ تجاوزلامتى اماحديث به أنفسهامالم يتكلم به أوعمل به الحديث"......(البوادر النوادر: ۱۲۱)

"لو اشتغل قلبه بتفكر مسئلة مثلافي اثناء الاركان فلا تستحب الاعادة وقال البقالي لم ينقص اجره الا اذاقصر"......(ردالمحتار: ۱/ ۳۰۷)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

لحن جلی اور خفی کرنے والے کی امامت:

مسئلہ(۳۴۱): جو شخص امام ہو اور لحن جلی اور لحن خفی کیساتھ قرأت کرے بہت سے قاری حضرات ان کے پیچھے نماز پڑھتے ہیں کیا ان مقتدیوں کی نماز ہو جائے گی امام صاحب" لتسئلن " کی بجائے ثم "لاتسئلن" پڑھتے ہیں عین کی بجائے ہمزہ اور حاء پڑھتے ہیں اس مسجد کے جو حضرات کمیٹی والے ہیں یعنی جو تنخواہ دیتے ہیں وہ لوگ اس امام کو ہٹانے کے لیے تیار نہیں چونکہ وہ خود بھی نمازی نہیں وہ کہتے ہیں کہ آپ میں سے جس نے نماز پڑھنی ہے وہ پڑھے جس نے نہیں پڑھنی وہ نہ پڑھے اگر دوسرا امام رکھیں گے تو فساد کا خدشہ ہے کہ دو جماعتوں کی وجہ سے بھی فتنہ پھیلے گا، تو سوال یہ ہے کہ مقتدی حضرات ایسے حالات میں کیا کریں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

صورت مرقومہ میں امام صاحب اپنی طرف سے اگر الفاظ کو انکے مخارج سے صحیح طور پر ادا کرنے کی کوشش کرتے ہیں لیکن پھر بھی کچھ نہ کچھ کمی رہ جاتی ہے تو نماز ادا ہو جائے گی ہاں اگر امام صاحب واقعۃً جان بوجھ کر لحن جلی اور لحن خفی کے مرتکب ہوتے ہیں الفاظ کو ان کے مخارج سے نکالنے کی کوشش بھی نہیں کرتے بلکہ لاپرواہی کرتے ہیں تو ان کی اقتداء میں نماز صحیح نہیں ہے، آپ کو چاہیے کہ آپ امام صاحب کو خوش اسلوبی اور ہمدردانہ طریقہ سے سمجھائیں اگر وہ نہیں مانتے تو آپ اپنی نماز ایسے شخص کے پیچھے ادا کریں جو صحیح تجوید کے ساتھ قرآن پاک پڑھنے والا ہو۔

" فنقول ان الخطأ امافی الاعراب ای الحرکات والسکون ویدخل فیه تخفیف المشدد وقصر الممدود وعکسهما اوفی الحروف بوضع حرف مکان آخر اوزیادته اونقصه اوتقدیمه اوتأخیره اوفی الکلمات اوفی الجمل کذلک اوفی الوقف ومقابله والقاعدة عندالمتقدمین ان ماغیرالمعنی تغیرایکون اعتقاده کفرایفسدفی جمیع ذالک سواء کان فی القرآن اولا الاماکان من تبدیل الجمل مفصولابوقف تام وان لم یکن التغییر کذلک فان لم یکن مثله فی القرآن والمعنی بعیدمتغیرتغیرافاحشایفسدایضا"......(ردالمحتار: ۱/ ۶۶۲)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆

مقتدیوں کے ناپسندیدہ امام کی امامت:

مسئلہ(۳۲۲): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ تین سال کا عرصہ ہوا ہمارے گاؤں کے امام کو بوجہ اختلاف امامت سے فارغ کر دیا گیا تھا، لیکن اب وہ منت سماجت کر کے امامت پر آ گیا ہے جونہی امامت پر آیا تو نصف سے زیادہ نمازیوں نے امام کے پیچھے نماز پڑھنا چھوڑ دی کیونکہ امام پر یہ اعتراضات ہیں۔(۱) تین سال کے عرصہ میں جب اس امام کو مسجد کی امامت سے فارغ کیا تو اس امام نے مسجد میں نماز نہیں پڑھی۔(۲) امام شیعہ کے گھر نماز کے لیے گیا ہے۔(۳) پارٹی بازی کرتا ہے کیا اس امام کی امامت جائز ہے یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

صورت مرقومہ میں اگر مذکورہ شخص کی اقتداء میں اکثر لوگ نماز پڑھنے سے انکاری ہیں اور اس ناپسندیدگی کی وجہ سے مقتدیوں کا امام مذکورہ سے کوئی ذاتی بغض وعناد نہیں بلکہ واقعتاً ایسی وجوہات کی بنا پر ہے جن کا وجود ایک امام کے شایان شان نہیں جیسا کہ کچھ وجوہات سوال میں بھی مذکور ہیں نیز سائل نے زبانی بتایا ہے کہ ایسا صالح امام موجود ہے جس کی اقتداء میں تمام لوگ متفقہ طور پر نماز پڑھنے پر راضی ہیں، لہٰذا اس ساری صورت حال کے پیش نظر مسجد کی انتظامیہ کو چاہیے کہ اس شخص کو امامت سے فارغ کر کے نیک صالح امام کو امامت کے لیے مقرر کریں۔

"(ولو امّ قوما وهم له كارهون ان) الكراهة (لفساد فيه او لانهم احق بالامامة منه كره) له ذلك تحريما لحديث ابى داود "لايقبل الله صلاة من تقدم قوما وهم له كارهون (وان هو احق لا) والكراهة عليهم"......(الدر على الرد: ۱/۴۱۳)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

قاتل کے باپ کی امامت کا حکم:

مسئلہ(۳۲۳): جناب قابل قدر مفتی حمید اللہ جان صاحب! السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! جناب والا مہربانی فرما کر مندرجہ ذیل سوال کا قرآن وسنت کی روشنی میں تفصیل سے فتویٰ چاہیے، وہ یہ ہے کہ امام مسجد کی اجازت کے بغیر دوسرا بندہ امامت کروا سکتا ہے یا نہیں؟ تفصیل کچھ یوں ہے کہ ہمارے امام صاحب کے بیٹے نے ایک لڑکے کو قتل کر دیا تھا بعد میں ان کے گھر والے نہ تو اس امام صاحب کے پیچھے نماز پڑھتے ہیں اور نہ ہی جنازہ پڑھتے ہیں، حالانکہ

گاؤں میں سب لوگ اور یہ دونوں فریق ایک ہی خاندان سے تعلق رکھتے ہیں، جس کی وجہ سے اس کے گھر والے عزیز واقارب اور دوست احباب جنازے میں شریک نہیں ہوتے بلکہ عین وقت پر صف سے نکل جاتے ہیں کیونکہ سوچتے ہوں گے کہ شاید ان کو رحم آگیا ہوگا ہمارے امام صاحب اس بات پر بضد ہیں کہ انہوں نے تو باقاعدہ فتوی دیا ہے کہ ان کے ہوتے ہوئے ان کی اجازت کے بغیر کوئی دوسرا بندہ جنازہ کی امامت بھی نہیں کروا سکتا؟

الجواب باسم الملک الوھاب

فقہاء کرام نے اس مسئلہ کی تصریح یہ کی ہے کہ اصل حق امامت کا حاکم یعنی قاضی کو ہے اگر وہ نہ ہو تو مستحب یہ ہے کہ امام مسجد پڑھائے دوسرے کا پڑھانا خلاف اولی ہوگا البتہ درست ہوگی، مذکورہ صورت میں قاتل امام نہیں اس کا بیٹا ہے اس لیے اس کے بیٹے کو امام بنانا مکروہ ہے اور اگر امام بھی اپنے بیٹے کے اس عمل سے راضی ہے تو اس کا بھی یہی حکم ہے لیکن نماز کا فریضہ ادا ہو جائے گا۔

”واولی الناس بالصلوة علی المیت السلطان ان حضر فان لم یحضر فالقاضی ثم امام الحی لان فی التقدم علیه ازدراء به فان لم یحضر فالقاضی لانه صاحب ولایة فان لم یحضر فیستحب تقدیم امام الحی لانه رضیه فی حال حیاته. اه“......(الهدایة : ١/ ١٩١)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

سودخور کی امامت:

مسئلہ (۳۲۴): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر کوئی امام مسجد سود لے کر استعمال کرتا ہو اس کی اقتداء میں نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں قرآن وسنت کی روشنی میں جواب دیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

صورت مرقومہ میں اگر واقعی امام سود لیکر استعمال کرتا ہو تو اس کی اقتداء میں نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔

”ویکره امامة عبد الخ وفاسق من الفسق هو الخروج عن الاستقامة ولعل

المرادبہ من برتکب الکبائر کشارب الخمروالزانی وآکل الربا ونحوذلک"......(الدرمع الرد: ۱/۴۱۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

حرام تنخواہ والے کی امامت:

مسئلہ(۳۲۵): کیافرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہمارے محلّہ میں امام صاحب بہت ضعیف بزرگ ہیں کچھ عرصہ پہلے وہ یہ کہہ کے چلے گئے کہ میں جارہاہوں میری صحت اجازت نہیں دیتی کہ ذمہ داری ادا کرسکوں اس سلسلہ میں کوئی چھٹی بھی نہیں لی اور خود چھوڑکر چلے گئے پھر دوبارہ ایک ماہ سے زیادہ کے بعد تشریف لے آئے اس دوران انہوں نے گھر بیٹھے ہی تنخواہ وصول کرلی،اب دوبارہ تھانہ پولیس میں پیش ہوکر کہا کہ میں بحال ہوگیاہوں حالانکہ انتظامیہ کمیٹی نے نہ تو انہیں جواب دیا تھا اور نہ نکالا تھا اس وجہ سے آپ سے رجوع کرر ہاہوں کہ آپ میری رہنمائی فرماتے ہوئے کرم نوازی فرمائیں کہ کیا ان کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے اور کیا بغیر کام کیے اجرت لینا جائز ہے؟اس سلسلے میں شرعی حکم کیا ہے؟مہربانی فرماکرفوراً جواب سے نوازیں اس میں آپ مجھے مایوس نہیں فرمائیں گے،میں آپ کا تازندگی احسان مندرہوں گامیری دعا ہے کہ آپ کواللہ تعالیٰ تازندگی دین کی استقامت اورصحیح راہنمائی کرنے کی توفیق عطافرمائے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

بشرطِ صحت سوال جب وہ خود جواب دیکر چلے گئے اورکام نہیں کیا تو تنخواہ لینا درست نہیں اور جب تک توبہ نہ کرے اور یہ مذکورہ تنخواہ واپس جمع نہ کرے ان کوامام بنانا مکروہ تحریمی ہے،کیونکہ ایسا امام جومال حرام استعمال کرے وہ فاسق ہے اورفاسق کی امامت مکروہ تحریمی ہے۔

"واما الفاسق فقدعللوا کراھۃ تقدیمہ بانہ لایھتم لأمر دینہ وبان فی تقدیمہ للامامۃ تعظیمہ وقدوجب علیھم اھانتہ شرعاولایخفی انہ اذاکان اعلم من غیرہ لاتزول العلۃ فانہ لایؤمن ان یصلی بھم بغیرطھارۃ فھوکالمبتدع.تکرہ امامتہ بکل حال،بل مشی فی شرح المنیۃ علی ان کراھۃ تقدیمہ کراھۃ

تحریم لماذکرنا.قال ولذالم تجز الصلوۃ خلفہ اصلاعندمالکؒ الخ".....(ردالمحتار: ۱/۴۱۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

غلط عقیدے والے کی امامت:

مسئلہ(۳۴۶): جس شخص کا یہ عقیدہ ہو کہ حضرت محمد ﷺ اور باقی فوت شدہ اولیاء اور شہداء پیر وغیرہ ہماری ندا اور پکار کو سنتے ہیں اور ہمارے حالات کو دیکھ رہے ہیں اور دیکھتے ہیں اور ہماری ہر مشکل سے واقف ہیں اور مشکل کو رفع کر سکتے ہیں اور یہ عقیدہ بھی رکھے کہ اللہ تعالیٰ کے رسول، اللہ تعالیٰ کے نور میں سے نور ہیں اور یہ بھی کہے کہ اللہ تعالیٰ کے پاس سوائے وحدت کے اور کیا ہے جو کچھ لینا ہے ہم لے لیں گے محمد ﷺ سے؟ اسی طرح شرک فعلی کرتا ہے قبر پر سجدہ طواف چومنا چاٹنا اور نیاز غیر اللہ کے نام پر دیتا ہے اور یہ اعتقاد رکھتا ہے کہ فوت شدہ بزرگ نفع ونقصان پہنچانے کی طاقت رکھتے ہیں عالم الغیب بھی ہیں مختار کل بھی ہیں وغیرہ وغیرہ، کیا ایسے شخص کی امامت میں نماز پڑھنا جائز ہے اس کے ساتھ قربانی کرنا نکاح کرنا جائز ہے کیا ایسے شخص کا ذبیحہ حلال ہے یا حرام کیا یہ شخص شیطان ہے یا مرتد؟ قرآن وسنت کی روشنی میں وضاحت فرما کر ہماری اصلاح فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوھاب

اگر سوال حقیقت پر مبنی ہے سوال میں کسی قسم کی مبالغہ آرائی سے کام نہیں لیا گیا تو مسئول عنہ کا امام بنانا قطعاً جائز نہیں ہے بلکہ ان کا دائرہ اسلام سے خارج ہونے کا خطرہ ہے اور اگر ان باتوں پر اعتقاد رکھتا ہے اور کوئی تاویل بھی نہیں کرتا تو کافر ہے اس کے ساتھ کسی مسلمان عورت کا نکاح کرنے سے اجتناب کرنا چاہیے قربانی اور ذبیحہ کا بھی یہی حکم ہے واضح رہے کہ عام بریلوی حضرات کا حکم اس سے مختلف ہے۔

"اذاوصف اللہ بمالایلیق بہ،اوسخرباسم من اسماء اللہ تعالیٰ اوبامرمن اوامرہ اوانکروعدہ اووعیدہ یکفر".....(التتارخانیۃ: ۵/۳۱۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

غیراللہ کی نذر ماننے والے کی امامت:

مسئلہ(۳۷۷): کیافرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہماری مسجد میں امام صاحب گیارھویں یعنی نذر غیراللہ کو جائز قرار دیتے ہیں اور لوگوں کو بھی اس کی ترغیب دیتے ہیں اور اس کی دعوت بھی دیتے ہیں مسئلہ دریافت طلب یہ ہے کہ جو امام اس عقیدہ کا حامل ہو اس کے پیچھے نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوهاب

غیراللہ کی نذر ماننا ناجائز اور حرام ہے، لہٰذا جو شخص اس کو جائز قرار دیتا ہے اور لوگوں کو اسکی ترغیب دیتا ہے وہ بدعتی ہے اور اس کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔البتہ اگر نذر اللہ تعالیٰ کے واسطے ہو اور ثواب بزرگوں کی ارواح کو پہنچایا جائے، تو یہ جائز ہے۔

"واعلم ان النذر الذی یقع للاموات من اکثر العوام ومایؤخذمن الدراھم والشمع والزیت ونحوھا الی ضرائح الاولیاء الکرام تقربا الیھم فھو بالاجماع باطل وحرام"......(الدرعلی الرد: ۲/ ۱۳۹)

" وامامة صاحب الھوی والبدعة مکروھة،نص علیه ابویوسفؒ فی الامالی فقال أکرہ ان یکون الامام صاحب ھوی وبدعة،لان الناس لایرغبون فی الصلاۃ خلفه"......(بدائع الصنائع: ۱/ ۳۸۷)

" (فالحاصل انه یکرہ) قال الرملی ذکر الحلبی فی شرح منیة المصلی ان کراھة تقدیم الفاسق والمبتدع کراھة التحریم"......(منحة الخالق علی البحر: ۱/ ۶۱۱)

" الاصل فی ھذا الباب ان الانسان له ان یجعل ثواب عمله لغیرہ صلوۃ اوصوما اوصدقة اوغیرھاعنداھل السنة والجماعة"......(الھدایة : ۱/ ۲۹۶)

" من صام اوصلی اوتصدق وجعل ثوابه لغیرہ من الاموات اوالاحیاء جاز ویصل ثوابھا الیھم عنداھل السنة والجماعة،وقدصح عن رسول اللہ ﷺ انه ضحی بکبشین أملحین أحدھماعن نفسه والآخرعن امته ممن آمن بوحدانیة اللہ وبرسالته ﷺ"......(بدائع الصنائع: ۲/ ۲۵۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

سلسل بول کے مریض کی امامت:

مسئلہ(۳۲۸): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک آدمی کو قطرات کی بیماری ہے اور وہ ہر نماز کے لیے نیا وضو کرتا ہے اور اس کو یہ مسئلہ بھی معلوم ہے کہ اس کے پیچھے دوسرے لوگوں کی نمازیں نہیں ہوتیں اگر اس نے اس کے باوجود نماز پڑھائی تو اس کا کیا حکم ہے؟ اس پر کفر لازم آئے گا یا نہیں اور اس کی تلافی کی کیا صورت ہے اور اگر ایسا مریض ظہر کے وضو سے عصر کی نماز پڑھے اور اس کا دل مطمئن بھی نہ ہو اور وہ اسے گناہ بھی سمجھے اور اس نماز کا اعادہ بھی کرے لیکن پڑھتا شرم کی وجہ سے ہے کہ استاد کیا کہے گا کہ بغیر وضو کے نماز پڑھتے ہو اس صورت میں کیا حکم لگے گا گنہگار ہوگا یا کفر لازم آئے گا؟

الجواب باسم الملک الوھاب

صورت مرقومہ میں یہ شخص دونوں صورتوں میں کافر نہیں ہوگا یعنی چاہے خود نماز پڑھے یا دوسروں کو پڑھائے، البتہ ایسا کرنا بڑا گناہ ہے جس پر توبہ و استغفار ضروری ہے۔ نیز جو نمازیں پڑھی یا پڑھائی ہیں ان کا اعادہ ضروری ہے۔

"واذاظھر حدث امامہ وکذاکل مفسد فی رأی مقتد بطلت فیلزم اعادتھا لتضمنھا صلوۃ المؤتم صحۃ وفسادا کمایلزم الامام اخبار القوم اذا امّھم وھو محدث اوجنب اوفاقد شرط اورکن وھل علیھم اعادتھا ان عدلا نعم"......(الدر المختار: ۱/ ۸٦)

" قلت وبہ ظھر ان تعمد الصلوۃ بلاطھر غیر مکفر کصلاتہ لغیر القبلۃ اومع ثوب نجس وھو ظاھر المذھب کمافی الخانیۃ" ...... (الدر المختار: ۱/ ۱٦)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆

نبی ﷺ کو حاضر ناظر سمجھنے والے کی امامت:

مسئلہ(۳۲۹): اگر کوئی مولوی نبی ﷺ کو حاضر ناظر سمجھ کر یا رسول اللہ ﷺ مدد لکھ کر محراب میں لگا دے تو کیا اسکے پیچھے نماز پڑھنے کی اجازت ہے یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوهاب

بشرط صحت سوال مذکورہ امام بدعتی اور فاسق ہے اس کی اقتداء میں نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے اور ایسے امام کو معزول کرنا ضروری ہے۔

"واما الفاسق فقدعللوا کراهة تقديمه بانه لايهتم لأمر دينه وبان في تقديمه للامامة تعظيمه وقدوجب عليهم اهانته شرعاولايخفى انه اذاكان اعلم من غيره لاتزول العلة فانه لايؤمن ان يصلي بهم بغيرطهارة فهوكالمبتدع.تكره امامته بكل حال،بل مشى في شرح المنية على ان كراهة تقديمه كراهة تحريم لماذكرنا.قال ولذالم تجز الصلوة خلفه اصلاعندمالك الخ"......(ردالمحتار: ۱/۴۱۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

غلطی سے ڈاڑھی پر قینچی لگانے والے کی امامت:

مسئلہ(۳۳۰): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک آدمی ایک مسجد میں چار سال سے امامت کرا رہا ہے اب پندرہ بیس دن ہوئے ہیں کہ اس نے غلطی سے اپنی ڈاڑھی کو معمولی سی قینچی لگوالی اس کو اپنی غلطی کا احساس ہوگیا ہے، اس نے وہاں جو آدمی امامت کے قابل تھے ان کو بتادیا کہ آپ چند دن کے لیے جماعت کرادیا کریں اب جس کو عارضی طور پر مقرر کیا ہے اس کی غیر موجودگی میں اصل امام خود نماز پڑھا سکتا ہے؟ اور اس کی امامت کروانے کے وقت جو شخص بھی پیچھے سے آئے وہ نماز پڑھ سکتا ہے یا کہ نہیں؟

الجواب باسم الملک الوهاب

اگر امام صاحب اپنی اس غلطی پر صدق دل سے پشیمان ہیں اور آئندہ مٹھی سے کم نہ کرنے کا فیصلہ کرلیا ہے تو ان کی امامت درست ہے البتہ بہتر یہ ہے کہ جب تک ایک مٹھی ڈاڑھی پوری نہ ہوجائے کسی اور کو امام بنایا جائے۔

"واما الفاسق فقدعللوا کراهة تقديمه بانه لايهتم لأمر دينه وبان في تقديمه للامامة تعظيمه وقدوجب عليهم اهانته شرعاولايخفى انه اذاكان اعلم من

غیرہ لاتزول العلۃ فانہ لایؤمن ان یصلی بھم بغیر طھارۃ فھو کالمبتدع. تکرہ امامتہ بکل حال، بل مشی فی شرح المنیۃ علی ان کراھۃ تقدیمہ کراھۃ تحریم لماذکرنا. قال ولذالم تجز الصلوۃ خلفہ اصلاعندمالک الخ"......(ردالمحتار: ۱/۴۱۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

واپڈا والوں کودھوکہ دینے والے کی امامت:

مسئلہ(۳۴۱): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک قاری صاحب واپڈا میں ملازم ہیں انہوں نے واپڈا والوں کو ایک مکان دکھلایا کہ یہ میں نے کرایہ پر لیا ہوا ہے، لہٰذا واپڈا مجھے اس کا کرایہ دے چنانچہ قاری صاحب واپڈا سے کرایہ وصول کررہے ہیں جبکہ قاری صاحب اس کرائے کے مکان میں نہیں رہتے بلکہ مسجد کے کمرے میں رہتے ہیں نیز قاری صاحب نے مالک مکان کو واپڈا کی بجلی بھی فری استعمال کے لیے دی ہوئی ہے کیا قاری صاحب کے لیے مکان کا کرایہ لینا جائز ہے اور ان کے پیچھے نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں اور مالک مکان جو واپڈا کی فری بجلی استعمال کررہا ہے اس کے لیے کیا حکم ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

صورت مرقومہ میں قاری صاحب کے لیے کرایہ لینا شرعاً جائز نہیں ہے اور جھوٹ بولنے کی وجہ سے فسق آگیا ہے اور فقہاء نے تحریر فرمایا ہے کہ فاسق کو امام بنانا مکروہ تحریمی ہے تاوقتیکہ توبہ کرلے اور اس گناہ کو چھوڑ دے اور اسی طرح مالک مکان کا مفت بجلی استعمال کرنا شرعاً ناجائز ہے۔

"وکرہ امامۃ العبدوالاعرابی والفاسق والمبتدع والاعمی وولدالزنا"......(البحرالرائق: ۱/۶۱۰)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

گناہ سے توبہ کرنے والے کی امامت:

مسئلہ(۳۴۲): اگر یہی امام اپنے گناہ سے سچے دل کیساتھ اللہ تعالیٰ کے سامنے توبہ کرلے اور اللہ تعالیٰ سے اپنے

گناہ کی معافی مانگ لے اور آئندہ کے لیے یہ عزم کرلے کہ میں آئندہ ان شاء اللہ تعالیٰ اس گناہ سے خود بھی بچوں گا اور جہاں تک ممکن ہو دوسروں کو بھی اس گناہ سے بچنے کی تلقین کروں گا ان شاء اللہ تعالیٰ۔ تو اس امام کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟

الجواب باسم الملک الوهاب

اگر توبہ کرلے اور اس کی توبہ پر اعتماد ہو جائے تو پھر امامت بلا کراہت جائز ہے بشرطیکہ اور کوئی سبب کراہت کا نہ ہو۔

”عن ابن مسعودؓ قال قال رسول الله ﷺ التائب من الذنب کمن لا ذنب له. رواه ابن ماجه والبیهقی فی شعب الایمان اه“......(المشکوة : ۲۰۹/۱)

” ثم تاب ولم یحد فی الدنیا هل یحد له فی الآخرة قال الحدود حقوق الله تعالیٰ الا انه تعلق بها حق الناس وهو الانزجار فاذا تاب توبة نصوحا ارجو ان لا یحد فی الآخرة فانه لا یکون اکثر من الکفر والردة وانه یزول بالاسلام والتوبة “......(ردالمحتار: ۱۵۴/۳)

والله تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

کالر والا لباس پہننے اور ننگے سر نماز پڑھانے والے کی امامت:

مسئلہ(۳۳۳): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص امام مسجد ہے جس کے گھر میں ٹیلی ویژن ہے آیا اس کے پیچھے نماز ہو جائے گی؟ (۲) اس امام مسجد کی اولاد مدرسہ میں زیر تعلیم نہیں ہے بلکہ سکول میں پڑھ رہی ہے، (۳) اور امام مسجد فی الحال قمیص پر کالر استعمال کر رہا ہے آیا یہ صحیح ہے یا نہیں؟ (۴) امام مسجد ننگے سر نماز ادا کرتا ہے کیا اس کی نماز ہو جاتی ہے؟

الجواب باسم الملک الوهاب

صورت مرقومہ میں اگر مذکورہ امام میں یہ صفات پائی جاتی ہیں تو ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے نماز ہو جائے گی لوٹانا ضروری نہیں البتہ اگر امام صاحب ان سے توبہ تائب نہیں ہوتے تو انکو امامت سے برخاست کرنا ضروری ہے، ننگے سر نماز پڑھنا فقہاء نے مکروہ لکھا ہے۔

"ویکرہ الصلوۃ حاسرا رأسہ تکاسلا"......(المحیط البرھانی: ۲/ ۱۳۹)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

مسجد کی انتظامیہ کی جائز شرائط کے خلاف کرنے والے کی امامت:

مسئلہ(۳۳۴): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہمارے ہاں جامع مسجد میں امام صاحب کے انتقال کے بعد ہم نے ایک مولوی صاحب کو امام وخطیب رکھا اوران سے تمام عقائد وشرائط طے کیں، عقائد کھلم کھلا بتادیے، جن پر مولوی صاحب نے نہ صرف (آمنا وصدقنا) کہا، بلکہ جو لوگ ان عقائد کے مخالف تھے، ان کی کھل کر تردید کی، لہٰذا انتظامیہ نے ان کو امام وخطیب مقرر کیا ایک سال تک مولوی صاحب نے معاہدہ کے مطابق بیان کیا اور بیان کردہ عقائد کی حدود میں رہ کر تقریر کرتے رہے لیکن ایک سال کے بعد انہوں نے انتظامیہ کے خلاف بیان کرنا شروع کیا انتظامیہ کو اپنے عقائد کے خلاف بیان اور معاہدہ کی خلاف ورزی پر تشویش ہوئی اسی اثناء میں امام نے کچھ لوگوں کو اپنا ہم خیال کرلیا، اب مسجد میں اس صورت حال سے غیر جانبدار نمازیوں کو کراہت ہے کچھ مولوی صاحب کے ہمنوا ہیں۔

الجواب باسم الملک الوھاب

بشرط صحت سوال اگر واقعی امام صاحب کے عقائد انتظامیہ کے طے شدہ صحیح شرعی عقائد کے خلاف ہیں تو ان کو امامت سے معزول کرنا اور ہٹانا انتظامیہ کی اولین ذمہ داری ہے اوران پر ضروری ہے، کیونکہ اس کی جماعت سے تمام نمازیوں کی نماز خراب ہوجاتی ہے فقہاء کرام نے بدعتی امام کی امامت کو مکروہ تحریمی لکھا ہے اور اگر اس شخص کے عقائد کفر کی حد تک پہنچے ہوں تو اس کے پیچھے نماز نہیں ہوتی۔

"وامامۃ صاحب الھوی والبدعۃ مکروھۃ،نص علیہ ابویوسفؒ فی الامالی فقال أکرہ ان یکون الامام صاحب ھوی وبدعۃ،لان الناس لایرغبون فی الصلاۃ خلفہ"......(بدائع الصنائع: ۱/ ۳۸۷)

"(فالحاصل انہ یکرہ) قال الرملی ذکر الحلبی فی شرح منیۃ المصلی ان کراھۃ تقدیم الفاسق والمبتدع کراھۃ التحریم"......(منحۃ الخالق: ۱/ ۶۱۱)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

خوشامد پرست جھوٹے کی امامت:

مسئلہ(۳۳۵): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص جو کہ مسجد میں امام وخطیب ہے امام صاحب اپنے آپ کو اشاعت وتوحید سنی ظاہر کرتا ہے اور اپنے آپ کو توحید پرست کہلاتا ہے امام جعفر صادق کے کونڈوں کی نیاز کا ختم دیتا ہے اور مروجہ تمام رسومات کے اندر ملوث ہے بعد نماز جنازہ دعا بھی مانگتا ہے فرائض نماز کے بعد دعا کا ذکر بعض نمازیوں سے کیا ہے کہ فرائض نماز کے بعد دعا کا کوئی ثبوت نہیں ہے، یہ خفیہ بات ہوئی، لیکن خود فرائض نماز کے بعد دعا مانگتا ہے اگر دعا نہ مانگے تو اسے ڈر لاحق ہو جاتا ہے کہ مجھے مسجد سے نہ نکال دیں ایک ختم کے دوران بھائی سلیم نامی شخص کے گھر میں سید عنایت شاہ صاحب نے ختم کے بارے میں بات کی کہ مولانا صاحب توحیدی ہیں، ختم بھی پڑھتے ہیں تو امام صاحب شاہ صاحب کی بے عزتی کرنے کے بعد ختم سے اٹھ کر چلے گئے شاہ صاحب نے ان کے پیچھے نماز پڑھنا چھوڑ دی پھر امام نے بھری مسجد میں سب لوگوں سے اعلان کیا کہ میری سفارش کریں کہ شاہ صاحب مجھے معاف کر دیں اس طرح کئی نمازی اس امام کے پیچھے نماز پڑھنا چھوڑ گئے ہیں، جبکہ مسجد صحیح العقیدہ لوگوں کی ہے اور پھر سابقہ رمضان المبارک میں اللہ کے گھر یعنی مسجد میں اعتکاف کے لیے بیٹھے ہوئے امام کے جوان لڑکے تیمور نے ایک نوجوان بے ریش لڑکے سے جو کہ اعتکاف میں بیٹھے ہوئے تھے اس کے ساتھ بدفعلی کی، آیا ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ جھوٹ بولتا ہے اور خوشامد پرست ہے آیا اس کو مسجد سے نکال دینا جائز ہے؟ قرآن وسنت کی روشنی میں تفصیلا جواب عنایت فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوھاب

صورت مرقومہ میں اگر واقعی سوال حقیقت پر مبنی ہے غلط بیانی پر مشتمل نہیں ہے اور امام مذکور میں واقعی یہ عیوب پائے جاتے ہیں تو ان کی امامت مکروہ تحریمی ہے، لہٰذا انتظامیہ کو چاہیے کہ اگر وہ توبہ نہ کریں تو ان کو امامت سے ہٹا دیں اور ان کی جگہ کسی نیک صحیح العقیدہ عالم دین کو امام مقرر کریں، البتہ بیٹے کی بدفعلی کے ارتکاب سے والد کی امامت پر اثر نہیں پڑتا تاوقتیکہ والد اس پر راضی نہ ہو۔

”وفیه اشارة الی انهم لو قدموا فاسقا یأثمون بناء علی ان کراهة تقدیمه کرهة تحریم لعدم اعتناء ه بامور دینه. الخ“......(حلبی کبیری: ۴۴۲)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

شیعہ نظریات کے حامی امام کے پیچھے نماز پڑھنے والوں کا حکم:

مسئلہ(۳۳۶): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص جو قاری حافظ اور عالم کچھ بھی نہیں ہے اور درست قرأت کی بھی بحسب ضرورت طاقت نہیں رکھتا نیز عموما ایسے واقعات ومضامین بیان کرتا ہے جو قرآن وحدیث کے خلاف ہوتے ہیں، مثلا ایک جمعہ کے موقع پر اس نے کہا کہ حضرت علی مشکل کشا ہیں اور جو لوگ انہیں مشکل کشا نہیں مانتے ان کے کانوں میں پیشاب کریں اس تفصیل کے بعد تین باتوں کا جواب شرعا مطلوب ہے۔(۱) ایسے نظریات کا حامل شخص مسلمانوں کے لیے امامت جمعہ وعیدین کی اہلیت رکھتا ہے یا نہیں جبکہ علماء کی کمی نہیں؟(۲) جو لوگ ایسے شخص کے لیے جمعہ وعیدین کے لیے مصر ہیں ان کا کیا حکم ہے؟(۳) اگر مذکورہ بالا اوصاف کا شخص اپنے بیان کیے گئے مضامین سے براءت کا اعلان کرے اور تائب ہو کر آئندہ کے لیے احتیاط کلام کا وعدہ کرے تو پھر وہ مذکورہ بالا تفصیل سے شرعا امامت جمعہ وعیدین کی اہلیت رکھتا ہے یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوهاب

ایسے شخص کو امام بنانا جائز نہیں ہے بلکہ توبہ کے بعد بھی امامت کا اہل نہیں ہے اس کو معزول کر کے کسی صحیح العقیدہ متبع سنت عالم کو امام وخطیب بنانا چاہیے ورنہ انتظامیہ گنہگار ہوگی۔اسی طرح جن کو اچھا امام مل سکتا ہے اور اس کے باوجود اس کے پیچھے نمازیں پڑھیں گے تو وہ بھی گنہگار ہوں گے اور ان کی نماز مکروہ تحریمی ہوگی۔

”ویکرہ تقدیم المبتدع أیضالانہ فاسق من حیث الاعتقادوھو أشدمن الفسق من حیث العمل....والمرادبالمبتدع من یعتقدشیئاعلی خلاف مایعتقدہ أھل السنۃ والجماعۃ وانمایجوزالاقتداء بہ مع الکراھۃ اذالم یکن مایعتقدہ یؤدی الی الکفرعنداھل السنۃ اما لو کان مؤدیاً الی الکفرفلایجوزاصلاً کالغلاۃ من الروافض الذین یدعون الالوھیۃ لعلی رضی اللہ عنہ“......(حلبی کبیری:۴۴۳)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

امام کا بحیثیت متولی اپنی تنخواہ میں از خود اضافہ کرنا:

مسئلہ(۳۳۷): ایک امام جو کہ ۷ر سال سے ایک مسجد میں امامت کے فرائض سرانجام دے رہا ہے اور خود ہی

مسجد کا متولی ہے موجودہ تنخواہ اس کی ۲۰۰۰ روپے ہے اور کوئی اور ذریعہ آمدنی نہیں ہے اور مہنگائی کا دور ہے اور ایک خاندان کے لیے ۲۰۰۰ روپے میں گزارا مشکل ہے کیا متولی کی حیثیت سے یہ امام اپنی تنخواہ میں اضافہ کرسکتا ہے اور کتنی حد تک اضافہ کرسکتا ہے قرآن وسنت کی روشنی میں جواب دیں۔

الجواب باسم الملک الوھاب

صورت مسئولہ میں امام صاحب اس علاقہ کی مساجد کے آئمہ کی تنخواہوں کی بقدر اپنی تنخواہ بڑھا سکتے ہیں اور اگر ان کی تنخواہیں اتنی ہوں کہ امام صاحب کا گزارہ اس سے نہ چل سکے اور امام صاحب کی مسجد میں ڈیوٹی ایسی ہو کہ وہ اس کی وجہ سے کوئی اور کاروبار وغیرہ نہ کرسکیں یعنی ان کا سارا وقت مسجد کی ڈیوٹی میں صرف ہو تو پھر امام صاحب اس علاقہ کے کسی متقی وپرہیزگار عالم دین کی رائے سے بقدر ضرورت اپنی تنخواہ بڑھا سکتے ہیں۔

”(یستحق القاضی الاجر علی کتب الوثائق) والمحاضر والسجلات (قدر مایجوز لغیرہ کالمفتی) فانہ یستحق اجر المثل الخ“......(الدر علی الرد: ۵/ ۲۳)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

خسرے کی امامت:

مسئلہ (۳۲۸): محلہ کی مسجد والے باوجود حافظ اور مولوی ہونے کے امامت کے لیے ایک خسرا کو مقرر کرتے ہیں، کیا ایسے آدمی کے پیچھے نماز ہوجاتی ہے یا نہیں؟

۲۔ اگر اور آدمی نہیں صرف خسرا موجود ہے تو کیا خسرا نماز پڑھا سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

بشرط صحت سوال ہیجڑے کے پیچھے مردوں کی نماز جائز نہیں۔

۲۔ اگر مقتدی تمام ہیجڑے اور عورتیں ہوں ان کے لیے ہیجڑے کی اقتداء جائز مع الکراہت ہے بشرطیکہ وہ آگے کھڑا ہو محاذات میں کھڑا نہ ہو۔

”فی البحر...... وبالخنثی فیہ تفصیل فان کان المقتدی رجلا فھو غیر صحیح

لجواز ان یکون امرأۃ، ان کان امرأۃ فھو صحیح الا ان یتقدم ولایقوم وسط الصف حتی لاتفسد صلاتہ بالمحاذاۃ، وان کان خنثی لایجوز لجواز ان یکون امرأۃ والمقتدی رجلاکذاذکر الاسبیجابی وقید بفساد الاقتداء لان صلاۃ الامام تامۃ علی کل حال"......(البحر: ۱/ ۱۲۸)

" (قولہ لایصح اقتداء الخ) ...... عن شیخہ السیدعلی البصیر اقول والحاصل ان کلامن الامام والمقتدی اماذکر اوانثی اوخنثی وکل منھا امابالغ اوغیرہ فالذکر البالغ تصح امامتہ للکل ولایصح اقتداؤہ الابمثلہ والانثی البالغۃ تصح امامتھاللانثی مطلقافقط مع الکراھۃ ویصح اقتداؤھابالرجل وبمثلھاوبالخنثی البالغ ویکرہ لاحتمال انوثتہ والخنثی البالغ تصح امامتہ للانثی مطلقافقط لاللرجل ولالمثلہ لاحتمال انوثتہ وذکورۃ المقتدی ویصح اقتداؤہ بالرجل لابمثلہ ولابانثی مطلقاًلاحتمال ذکورتہ واماغیر البالغ فان کان ذکراًتصح امامتہ لمثلہ من ذکروانثی وخنثی ویصح اقتداءہ بالذکرمطلقاً وان کان انثی تصح امامتھالمثلھافقط اما الصبی فمحتمل ویصح اقتداؤھابالکل وان کان خنثی تصح امامتہ لانثی مثلہ لالبالغۃ ولالذکر اوخنثی مطلقاً ویصح اقتداؤہ بالذکر مطلقافقط ھذاماظھر لی اخذاً من القواعد"......(ردالمحتار: ۱/ ۳۲۷)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

عرب ممالک میں ڈاڑھی کٹوانے اور منڈوانے والے کی امامت:

مسئلہ(۳۳۹): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے کہ میں ایک عرب ملک میں مقیم ہوں اسّی فیصد ائمہ کرام ڈاڑھی کٹواتے ہیں اور منڈواتے ہیں جن مساجد میں ائمہ باشرع ہیں ان مساجد میں جمعہ کے لیے جو خطیب آجاتا ہے وہ بالکل ڈاڑھی کے بغیر ہوتا ہے پریشانی اس بات کی ہے کہ اس تلاش میں نکلیں کہ امام باشرع مل جائے تو نماز فوت ہوجاتی ہے ایسی صورت میں ہمارے لیے کیا حکم ہے؟(۱) کیا ان کے پیچھے نماز جائز ہے؟(۲)

خاص طور پر اگر جمعہ ہو تو کیا صورت اختیار کریں؟(۳) پڑھی ہوئی نمازوں کا کیا حکم ہے؟(۴) اس امام کے تعین کا وبال کس پر ہوگا؟(۵) کچھ ائمہ حضرات نماز میں جلسہ استراحت کرتے ہیں ان کے پیچھے نماز کا کیا حکم ہے؟

الجواب باسم الملک الوهاب

(۱،۲،۳،۴) یہ ائمہ فاسق ہیں ان کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ ہے اگر صحیح صالح امام نہ ملے تو نماز جماعت کے ساتھ پڑھیں، لوٹانے کی ضرورت نہیں جن لوگوں نے ان کو امام بنایا ہے وبال انہیں پر ہے جہاں آپ رہتے ہیں وہاں صالح امام نہیں ہیں، لہٰذا نماز ان کے پیچھے پڑھتے رہیں، ان کے پیچھے نماز ہو جائے گی ان کے لیے ہدایت کی دعا کرتے رہیں۔

”وفي الفتاوى:لو صلى خلف فاسق أو مبتدع ينال فضل الجماعة لكن لاينال كماينال خلف تقي ورع لقوله عليه السلام من صلى خلف عالم تقي فكأنماصلى خلف نبي...وذكرالشارح وغيره ان الفاسق اذاتعذرمنعه يصلي الجمعة خلفه،وفي غيرهاينتقل الى مسجدأخر.وعلله في المعراج بان في غير الجمعة يجداماماغيره فقال في فتح القدير:وعلى هذافيكره الاقتداء به في الجمعة اذاتعددت اقامتهافي المصرعلى قول محمدؒ وهوالمفتى به الى ان قال فالحاصل انه يكره لهؤلاء التقدم ويكره الاقتداء بهم كراهة تنزيهه،فان أمكن الصلوة خلف غيرهم فهوافضل والافالاقتداء اولى من الانفرادينبغي ان يكون محل كراهة الاقتداء بهم عندوجودغيرهم والافلاكراهة كمالايخفى“......(البحر الرائق: ۱/ ۶۱۰)

۵۔　جو ائمہ حضرات نماز میں جلسہ استراحت کرتے ہیں ان کے پیچھے نماز درست ہے جب تک کہ وہ بیٹھنا رکن کی مقدار سے کم ہو۔ اگر رکن کی بقدر یا زیادہ ہو تو سجدہ سہو واجب ہو جائیگی وجہ سے اور پھر سجدہ سہو نہ کرنے کی وجہ سے نماز درست نہیں۔

”(وقدرالكثيرمايؤدى فيه ركن والقليل دونه) اى بسنته كماقيده في المنية قال شارحها ابن امير حاج اى بماله من السنة اى بماهومشروع فيه من

الکمال السنی کالتسبیحات فی الرکوع والسجود مثلا وھو تقیید غریب

ووجھه قریب".....(منحة الخالق: ۱/ ۶۷۳)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

ٹی وی پر ڈھول یا کبڈی دیکھنے والے کی امامت:

مسئلہ(۳۴۰): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ کیا ٹی وی یا ڈھول پر کبڈی دیکھنے والے امام کے پیچھے نماز ہو جاتی ہے یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

صورت مرقومہ میں اگر مذکورہ شخص کی یہ عادت ہے تو یہ فاسق ہے اس کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ ہے اگر پڑھ لی تو لوٹانا ضروری نہیں ہے۔

"ویکرہ ان یکون الامام فاسقا،ویکرہ للرجال ان یصلوا خلفه

اه".....(التتارخانية : ۱/ ۶۳۸)

"وفیه اشارة الی انھم لو قدموا فاسقا یأثمون بناء علی ان کراھة تقدیمه کرھة

تحریم لعدم اعتناء ہ بامور دینه الخ".....(حلبی کبیری: ۴۴۲)

"وکرہ امامة العبد والاعرابی والفاسق والمبتدع والاعمی

وولد الزنا".....(البحر الرائق: ۱/ ۶۱۰)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

غیر مقلدین کے پیچھے پڑھی ہوئی نمازوں کا اعادہ ضروری نہیں:

مسئلہ(۳۴۱): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ غیر مقلدین جو اپنے آپ کو اہل حدیث بھی کہتے ہیں امام کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے اور اس کے پیچھے پڑھی گئی نمازوں کا اعادہ واجب ہے کہ نہیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

اگر غیر مقلد امام فرائض یعنی ارکان وشرائط میں ائمہ حضرات کی رعایت رکھتا ہو تو پھر اس کے پیچھے

نماز پڑھنا جائز ہے اور اگر رعایت نہ رکھتا ہو تو پھر اس کے پیچھے نماز نہ پڑھی جائے، بلکہ حتی الامکان بچنے کی کوشش کی جائے اس کے پیچھے پڑھی ہوئی نمازوں کا اعادہ ضروری نہیں۔

"ان تیقن المراعاۃ لم یکرہ اوعدمھالم یصح وان شک کرہ" ......(الدر علی الرد: ۱/ ۴۱۶)

" (ان تیقن المراعاۃ لم یکرہ الخ) ای المراعاۃ فی الفرائض من شروط وارکان فی تلک الصلوۃ وان لم یراع فی الواجبات والسنن کماھو ظاھر سیاق کلام البحر وظاھر کلام شرح المنیۃ ایضاحیث قال واما الاقتداء بالمخالف فی الفروع کالشافعی فیجوزمالم یعلم منہ مایفسدالصلوۃ علی اعتقادالمقتدی علیہ الاجماع وانما اختلف فی الکراھۃ اہ فقید بالمفسددون غیرہ کماتری وفی رسالۃ الاھتداء فی الاقتداء لملاعلی القاری ذھب عامۃ مشائخنا الی الجوازاذاکان یحتاط فی موضع الخلاف والافلاوالمعنی انہ یجوزفی المراعی بلاکراھۃ وفی غیرہ معھاثم المواضع المھمۃ للمراعاۃ ان یتوضامن الفصدوالحجامۃ والقیٔ ...... لافیماھوسنۃ عندہ ومکروہ عندناکرفع الیدین فی الانتقالات ...... لایمکن فیہ الخروج عن عھدۃ الخلاف فکلھم یتبع مذھبہ ولایمنع مشربہ"......(ردالمحتار: ۱/ ۴۱۶، کذافی حلبی کبیری: ۴۴۳)

"والاعادۃ لاتجب الاعندفسادالصلوۃ وفسادھابفوات الرکن"......(بدائع الصنائع: ۱/ ۳۹۸)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

خائن، غاصب کی امامت:

مسئلہ(۳۴۴): ایک شخص جو کہ مندرجہ ذیل خامیوں کا مرتکب ہے اس شخص کے پیچھے قرآن وسنت کی روشنی میں نماز پڑھنا کیسا ہے؟

(۱)وہ ایک مقتدی کو۳۵۰۰روپے بیعانہ دینے سے انکاری ہو گیا ہو۔(۲)مدرسہ کی ۴۵رمن گندم اور ۳۵۰۰ روپے ویسے ہی ہضم کر گیا ہو۔(۳)ایک صاحب خیر نے مدرسہ کا خرچ اپنے ذمہ لیا تھا اس سے بھی برابر خرچہ وصول کرتا رہا باوجود ان کے منع کرنے کے بچیوں سے ہاسٹل کے ۴۰۰رروپے بھی وصول کرتا رہا اس کا کوئی کتابی ریکارڈ نہ رکھنا خرد برد کر جانا؟(۴)مدرسہ کی ایک استانی کی تنخواہ ایک صاحب خیر سے جو کہ مبلغ دو ہزار تھی استانی کو صرف پانچ سو روپے دیتا تھا۔(۵)کافی تعداد میں اہل محلہ نے جن کو ان کی خامیوں کا علم ہے اس شخص کے پیچھے نماز پڑھنے سے انکار کر دیا اس کے علاوہ بداخلاق بددیانت ہے اور مقتدیوں سے سخت رویے سے پیش آتا ہے جس پر مقتدیوں کا حلفی بیان موجود ہے، کیا قرآن وسنت میں معزول کرنے کا انتظامیہ کو حق حاصل ہے کہ نہیں ہے اس کے پیچھے نماز پڑھنے کا کیا حکم ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

بشرط صحت سوال جس شخص میں مذکورہ قباحتیں پائی جاتیں ہیں وہ فاسق ہے اورفاسق کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے البتہ اگر امام صاحب اپنے ان مذکورہ افعال سے توبہ کرلیں تو امامت صحیح ہے بصورت دیگر امام صاحب اپنے ان افعال سے باز نہ آئیں تو انتظامیہ کو معزول کرنے کا حق حاصل ہے۔

"الفاسق اذا کان یؤم ویعجز القوم عن منعه تکلموا قال بعضهم فی صلاۃ الجمعة یقتدی به ولایترک الجمعة بامامته واما فی غیر الجمعة من المکتوبات لاباس بأن یتحول الی مسجد آخر ولایصلی خلفه ولایأثم بذلک ومن ام قوما وهم له کارهون ان کانت الکراهة لفساد فیه اولانهم احق بالامامة کره له ذالک وان کان هو احق بالامامة لم یکره"......(التتارخانیة : ۱/ ۶۳۹)

"وفی الخلاصة وغیرها رجل ام قوما وهم له کارهون ان کانت الکراهیة لفساد فیه اولانهم احق بالامامة یکره له ذالک وان کان هو احق بالامامة لایکره له ذالک اه وفی بعض الکتب و الکراهة علی القوم وهو ظاهر لانها ناشئة عن الاخلاق الذمیمة، وینبغی ان تکون تحریمیة فی حق الامام فی صورة الکراهة لحدیث ابی داؤد عن ابن عمرؓ مرفوعا ثلاثة لایقبل الله منهم صلاۃ من تقدم قوماً وهم له کارهون رجل اتی الصلاۃ

دبارا والدبار ان یاتیھا بعدان تفوتہ ورجل اعتبدمحررہ کذافی شرح المنیۃ".....(البحر: ۱/ ۶۰۹)

" وذکر شارح وغیرہ ان الفاسق اذاتعذرمنعہ یصلی الجمعۃ خلفہ وفی غیرھاینتقل الی مسجد آخر وعلل لہ فی المعراج بان فی غیرالجمعۃ یجدا ماماغیرہ فقال فی فتح القدیر وعلی ھذافیکرہ الاقتداء بہ فی الجمعۃ اذاتعددت اقامتھافی المصرعلی قول محمدوھوالمفتی بہ".....(البحر: ۱/ ۶۱۱)

" (قولہ فالحاصل انہ یکرہ الخ) قال الرملی ذکرالحلبی فی شرح منیۃ المصلی ان کراھۃ تقدیم الفاسق والمبتدع کراھۃ التحریم".....(منحۃ الخالق: ۱/ ۶۱۱، کذافی ردالمحتار: ۱/ ۴۱۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

عناد پرست، دست درازی اور باطل کی حمایت کرنے والے کی امامت:

مسئلہ(۳۴۳): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام وعلمائے عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایسا امام جس میں یہ خامیاں ہوں اس کی امامت کیسی ہے(۱) جب دوفریق لڑتے ہیں توامام صاحب فریق باطل کی حمایت کرتے ہیں۔(۲) بغیرشرعی عذر کے عناد رکھتاہے نمازیوں سے نازیبا الفاظ کہتاہے اوردست درازی کرتاہے اور مقتدیوں کوآپس میں لڑاتاہے اور بدظنی پیدا کرتاہے۔

الجواب باسم الملک الوھاب

بشرط صحت سوال مذکورہ صفات کاحامل امام فاسق ہےاورفاسق کے پیچھے نماز پڑھنامکروہ تحریمی ہے۔

"(قولہ وفاسق) من الفسق وھوالخروج عن الاستقامۃ ولعل المرادبہ من یرتکب الکبائر".....(ردالمحتار: ۱/ ۴۱۴)

" ویکرہ ان یکون الامام فاسقاویکرہ للرجال ان یصلواخلفہ".....(فتاوی التتارخانیۃ: ۱/ ۳۳۸)

"وفیه اشارة الی انهم لوقدموافاسقایأثمون بناء علی ان کراهة تقدیمه کراهة تحریم لعدم اعتنائه بامور دینه وتساهله فی الاتیان بلوازمه فلایبعدمنه الدخول ببعض الشروط وفعل ماینافیهابل هوالغالب بالنظرالی فسقه ولذالم تجزالصلاة اصلاعندمالک وروایة عن احمدالا اناجوزناه مع الکراهة لقوله علیه السلام صلواخلف کل بروفاجر"......(حلبی کبیری: ۱/۴۴۲)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

امام اگر سہواً بے وضو نماز پڑھائے تو کیا حکم ہے؟:

مسئلہ(۳۴۴): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک امام نماز مغرب پڑھانے کھڑا ہوا اس یقین کے ساتھ کہ وہ باوضو ہے دو رکعت پڑھا کر تیسری رکعت کے لیے کھڑا ہونے لگا تو یاد آیا کہ اس کا وضو نہیں ہے، لیکن اس نے تیسری رکعت بھی پڑھادی ایسے امام اور نمازیوں کے لیے کیا حکم ہے امام نے تو اپنی نماز دہرائی کیا مقتدیوں کی نماز ہوگئی ہے یا نہیں اب مقتدیوں کو کیا کرنا چاہیے؟

الجواب باسم الملک الوهاب

بشرط صحت سوال صورت مذکور میں نماز نہیں ہوئی امام بھی نماز لوٹائے گا اور مقتدیوں کو بھی نماز کا اعادہ کرنا ضروری ہے اور امام صاحب پر لازم ہے کہ جہاں تک ممکن ہو مقتدی حضرات کو مطلع کردے کہ وہ اس کے پیچھے پڑھی گئی اپنی نماز کا اعادہ کرلیں۔

"ومن اقتدی بامام ثم علم ان امامه محدث اعادلقوله علیه السلام من ام قوماثم ظهرانه کان محدثا اوجنبا اعادصلاته واعادوا"......(الهدایة: ۱/۱۳۰)

"ولوام قومامحدث اوجنب ثم علم بعدالتفرق یجب الاخباربقدرالممکن بلسانه اوکتاب اورسول علی الاصح"......(البحر: ۱/۲۴۱)

"(قوله کمایلزم الامام اخبارالقوم اذا امهم وهومحدث اوجنب

بالقدر الممکن بلسانہ او (بکتاب اورسول علی الاصح)"...... (الدر علی الرد: ۱/۴۳۷)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

دوران نماز مکروہ افعال کرنے والے کی امامت:

مسئلہ (۳۳۵): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام وعلمائے عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہمارے محلّہ کی مسجد کے امام صاحب کی عادت ہے وہ دوران نماز ہاتھ بار بار منہ اور ڈاڑھی پر پھیرتے ہیں اور بار بار قمیص کھینچ کر سیدھی کرتے ہیں کیا ایسی حرکات کرنے والے کے پیچھے نماز درست ہوگی؟

الجواب باسم الملک الوھاب

صورت مسئولہ میں امام صاحب کا اپنے فضول کاموں سے اجتناب کرنا لازم ہے کیونکہ اس سے نماز میں کراہت لازم آجائیگی۔

"ویکرہ ایضا ان یکف ثوبہ وھو فی الصلوۃ بعمل قلیل بان یرفعہ من بین یدیہ اومن خلفہ عندالسجود اویدہ فیھاوھومکفوف کما اذادخل وھومشمرالکم اوالذیل وان یرفعہ کیلایترب"......(حلبی کبیری: ۱/۳۰۳)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

سر پر مصنوعی بال لگوانے والے کی امامت:

مسئلہ (۳۳۶): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام وعلمائے عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص کے بال نہیں ہیں اس نے سر کی زینت کے لیے مصنوعی بال لگوائے ہیں اور یہ بال اتارے نہیں جاسکتے، مسئلہ یہ ہے کہ مذکورہ بالا شخص اگر غسل جنابت کرے گا تو اس کا غسل صحیح ہوگا یا نہیں؟ اور اگر وہ وضو کرے تو اس کا وضو ہوجائے گا یا نہیں؟ کیونکہ وضو میں سر کا مسح کرنا فرض ہے، اگر یہی شخص نماز میں امامت کرائے تو اس کی امامت کروانا درست ہوگا یا نہیں اور اس کے پیچھے پڑھی گئی نماز لوٹانا درست ہے یا نہیں؟ اور بال لگوانا شرعی لحاظ سے کیسا ہے۔

الجواب باسم الملک الوھاب

صورت مسئولہ میں اگر سر پر لگوائے جانے والے بال اپنے ہوں یا کسی جانور کے ہوں یا کیمیکل سے بنے ہوئے مصنوعی بال ہوں تو اس کو سر پر کھال میں پیوست کرنا لگانا جائز ہے اور چونکہ یہ بال بدن کا حصہ بن جاتے ہیں تو ان پر مسح کرنا اور غسل کرنا بھی جائز ہے اور ایسے شخص کی امامت اور اس کی اقتداء بھی درست ہے۔ اگر بال کھال میں پیوست نہ ہوں بلکہ سر پر کسی کیمیکل سے چپکائے ہوئے ہوں تو پھر ان پر مسح نہ ہوگا۔ نیز یہ بھی یاد رہے کہ کسی دوسرے انسان کے بال لگوانا شرعاً درست نہیں۔

"ان استعمال جزء منفصل عن غيره من بنی آدم اهانة بذلک الغير والآدمی بجميع اجزائه مكرم ولا اهانة فی استعمال جزء نفسه فی الاعادة الی مكانه اه"......(بدائع الصنائع: ۳۱۶/۴)

"ولا بأس بذالک من شعر البهيمة وصوفها لانه انتفاع بطريق التزين بمايحتمل ذالک اه"......(بدائع الصنائع: ۳۰۲/۴)

" العضو المنفصل من الحی كميتته كالاذن المقطوعة والسن الساقطة الافی حق صاحبه فطاهر وان كثر قال الشامی السن الساقطة تقدم فی الطهارة ان المذهب طهارة السن وان كثر ای زاد علی وزن الدرهم فلو صلی به وهو معه تصح صلاته"......(الدر مع الرد: ۲۱۸/۵)

"والاذن المقطوعة والسن المقلوعة طاهرتان فی حق صاحبهماوان كانتا اكثر من قدر الدرهم اه"......(البحر الرائق: ۴۰۱/۱، كذافی الدرالمختار: ۱۵۲/۱)

"وقيل كل ذالک يجزيهم للحرج والضرورة ومواضع الضرورة مستثناة عن قواعدالشرع كذافی الظهيرية "......(الهندية : ۱۳/۱)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

مسجد کے فنڈ میں خرد برد کرنیوالے کی امامت:

مسئلہ(۳۴۷): ایک امام صاحب مسجد کا پیسہ کھاتا رہتا ہے اس مسئلہ کے بارے میں چند امور وضاحت طلب ہیں:(۱) کیا اس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے؟(۲) کیا اس کے پاس امانت رکھ سکتے ہیں؟۔(۳) کیا اپنے اختیار کو استعمال کرتے ہوئے اسے برطرف کرنا درست ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

اگر مذکورہ امام کی ماہانہ تنخواہ مقرر ہے تو وہ شرعا خائن اور فاسق ہے،لہٰذا ایسے شخص کے پیچھے نماز ادا کرنا مکروہ تحریمی ہے اور امانت رکھنا بھی درست نہیں، نیز اپنا اختیار استعمال کرتے ہوئے اسے برطرف کرنا درست ہے،اگر تنخواہ مقرر نہیں ہے تو ذمہ دار حضرات کی اجازت سے بقدر ضرورت لے سکتا ہے۔

”وفیه اشارة الی انهم لو قدموا فاسقا یأثمون بناء علی ان کراهة تقدیمه کراهة تحریم لعدم اعتنائه بامور دینه وتساهله فی الاتیان بلوازمه اه“......(حلبی کبیری: ۱/۴۴۲)

” (وکره امامة العبد...... الفاسق) العالم لعدم اهتمامه بالدین فتجب اهانته شرعافلایعظم بتقدیمه للامامة“......(مراقی الفلاح: ۱/۳۰۲)

” ویکره ان یکون الامام فاسقاویکره للرجال ان یصلوا خلفه اه“......(التتارخانیة: ۱/۴۳۸)

”ویعزل القاضی المتولی لوکان خائنا نظر اللوقف ولااعتبار لشرط الواقف ان لایعزله القاضی والسلطان لانه شرط مخالف بحکم الشرع اه“......(مجموعة الفتاوی علی هامش خلاصة الفتاوی: ۴/۴۲۷)

” (وینزع لوخائنا کالوصی وان شرط ان لاینزع) ای ویعزل القاضی الواقف المتولی علی وقفه لوکان خائنا کمایعزل الوصی الخائن نظرا للوقف والیتیم ولا اعتبار بشرط الواقف ان لایعزله القاضی والسلطان لانه شرط مخالف لحکم الشرع فبطل اه“......(البحر الرائق: ۵/۴۱۱)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆

لوگوں کو تیجہ، ساتواں کی ترغیب دینے والے کی امامت:

مسئلہ (۳۴۸): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں مسئلہ یہ ہے کہ ہمارے محلے کا امام مسجد بدعتی بریلوی ہے، تیجہ، ساتواں، چالیسواں کی لوگوں کو ترغیب دیتا ہے کیا ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنا صحیح ہے اس کے علاوہ کوئی اور شخص موجود نہیں جو امامت کروائے اور آس پاس کوئی اور مسجد بھی موجود نہیں ہے براہ کرم قرآن وحدیث کی روشنی میں وضاحت فرمائیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

بشرط صحت سوال صورت مسئولہ میں یہ شخص بدعتی ہے ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے البتہ پڑھی ہوئی نمازیں واجب الاعادہ نہیں ہیں آئندہ کے لیے احتیاط کریں، اگر آس پاس کوئی اور مسجد نہیں ہے تو پھر اکیلے پڑھنے سے اس کے پیچھے جماعت سے نماز پڑھنا بہتر ہے اس لیے کہ جماعت کی نماز اکیلے نماز پڑھنے سے بہر حال افضل ہے۔

”(ویکرہ امامۃ عبد...... ومبتدع ای صاحب بدعۃ)وھی الاعتقاد خلاف المعروف عن الرسول لابمعاندۃ بل بنوع شبھۃ وکل من کان من قبلتنا(لایکفربھا)“......(الدرعلی الرد: ۱/ ۴۱۴)

”ویکرہ تقدیم المبتدع ایضالانہ فاسق من حیث الاعتقادوھواشدمن الفسق من حیث العمل الا ان الفاسق من حیث العمل یعترف بانہ فاسق ویخاف ویستغفربخلاف المبتدع والمرادبالمبتدع من یعتقدشیئاً علی خلاف مایعتقدہ اھل السنۃ والجماعۃ وانمایجوزالاقتداء بہ مع الکراھۃ اذالم یکن مایعتقدہ یؤدی الی الکفرعنداھل السنۃ امالوکان مؤدیا الی الکفرفلایجوز“......(حلبی کبیری: ۴۴۳)

” لوصلی خلف فاسق اومبتدع ینال الجماعۃ لکن لاینال کماینال خلف تقی“ ......(البحر: ۱/ ۶۱۰)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

مسافر جمعہ کی امامت کرواسکتا ہے:

مسئلہ(۳۴۹): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں مسئلہ یہ ہے کہ مسافر آدمی جمعہ کی امامت کرواسکتا ہے یا نہیں؟ قرآن وسنت کے مطابق جواب ارسال فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوهاب

مسافر جمعہ کی امامت کرواسکتا ہے، بشرطیکہ جمعہ صحیح ہونے کی دیگر شرائط موجود ہوں۔

"ویجوز للمسافر والعبد والمریض ان یؤم فی الجمعة الخ"......(الهداية : ۱/۱۷۹)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

جعلی سند سے امام بننے والے کی امامت:

مسئلہ(۳۵۰): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں مسئلہ یہ ہے کہ ہماری مسجد کے امام صاحب اوقاف کی طرف سے امام تھے اب بیٹا امام بن چکا ہے انہوں نے غلط طریقے سے شہادت عالیہ کی سند لگا کر اور چند علماء کے جعلی دستخط کر کے ایک تائیدی خط بھی اس سند کے ساتھ منسلک کر کے اپنے بیٹے کی محکمہ اوقاف کی جانب سے تعیناتی کروالی ہے حالانکہ یہ لڑکا پچھلے سال درجہ خامسہ کا طالب علم تھا آیا اس صورت میں ان دونوں افراد کی امامت کرنا کیسا ہے ایسے امام صاحب کے پیچھے نماز ہوگی کہ نہیں؟

الجواب باسم الملک الوهاب

بشرط صحت سوال مسئولہ صورت میں اگر امام صاحب اور ان کا بیٹا دونوں اس فعل بد سے توبہ واستغفار کرلیں تو ان کے پیچھے نماز بلا کراہت درست ہے اس لیے کہ حدیث پاک میں آتا ہے"التائب من الذنب کمن لاذنب له'' اور اگر وہ توبہ واستغفار نہیں کرتے تو فاسق ہونے کی وجہ سے ان کے پیچھے نماز مکروہ ہے۔

"واما الفاسق فقد عللوا کراهة تقدیمه بانه لایهتم لامر دینه"......(ردالمحتار: ۱/۴۱۳)

" وکره امامة العبد والاعرابی والفاسق الخ"......(البحر الرائق: ۱/۶۱۰)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

فلموں کا کاروبار کرنیوالے کی امامت:

مسئلہ(۳۵۱): کیافرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک آدمی فلموں کا کاروبار کرتا ہے ہر قسم کی ویڈیوریکارڈنگ بھی کرتا ہے اوراس کے ساتھ وہ قاری بھی ہے، لیکن ڈاڑھی بھی کترواتا ہے بالکل خشخشی ہے منڈوانے کے برابر ہے اور وہ لوگوں کو امامت کراتا ہے کیااس کے پیچھے نماز جائز ہے کہ نہیں؟

الجواب باسم الملک الوہاب

ایسا آدمی فاسق ہے اوراس کی امامت مکروہ تحریمی ہے اس کو معزول کر کے باشرع آدمی کو امام مقرر کرنا ضروری ہے۔

"واما الفاسق فقدعللوا کراھة تقدیمه بانه لایھتم لامر دینه وبان فی تقدیمه للامامة تعظیمه وقدوجب علیھم اھانته شرعا ولایخفی انه اذاکان اعلم من غیره لاتزول العلة فانه لایؤمن ان یصلی بھم بغیر طھارة فھوکالمبتدع تکره امامته بکل حال بل مشی فی شرح المنیة علی ان کراھة تقدیمه کراھة تحریم لماذکرناقال ولذالم تجزالصلوة خلفه اصلاعندمالک ورواية عن احمد فلذاحاول الشارح فی عبارة المصنف وحمل الاستثناء علی غیرالفاسق"...... (ردالمحتار: ۱/۴۱۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆
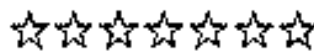
سماع موتی کے منکر کی امامت:

مسئلہ(۳۵۲): کیافرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ کے متعلق کہ ایک آدمی غلام شبیر نامی کہتا ہے کہ تمام انبیاء کرام (علی نبینا وعلیھم الصلوات والسلام) قبروں میں مردہ ہیں۔قبروں کے پاس درودوسلام پڑھنے والے کانہ درود سنتے ہیں اورنہ ہی جواب دیتے ہیں یہ براعقیدہ ہے، جبکہ مولوی عبدالرشید عمر کا یہ کہنا ہے کہ تمام انبیاء اپنی قبروں میں زندہ ہیں جوشخص قبر کے پاس درود پڑھے اس کوخود سنتے ہیں اور جواب بھی دیتے ہیں جو دور سے پڑھے اس کوفرشتے پہنچاتے ہیں، ان مذکورہ دوشخصوں میں سے کس کا عقیدہ صحیح ہے اوراہل سنت

والجماعت کے مطابق ہے؟ جس شخص کا یہ غلط عقیدہ ہے اس کا قرآن وحدیث کی روشنی میں کیا حکم ہے، نیز ایسا عقیدہ رکھنے والے کے پیچھے نماز ہو جاتی ہے؟

الجواب باسم الملک الوہاب

بشرط صحت سوال صورت مرقومہ میں مذکورہ ثانی شخص (مولوی عبدالرشید) کا عقیدہ صحیح اور اہل سنت والجماعت کے مطابق ہے اور اول شخص (غلام شبیر) کا عقیدہ غلط ہے اور اہل سنت والجماعت کے خلاف ہے اور ایسا عقیدہ رکھنے والا بدعتی ہے، اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے۔

"عن اوس بن اوسؓ قال قال رسول الله ﷺ ان من افضل ایامکم یوم الجمعة...... فاکثروا علیّ من الصلوة فیه فان صلوتکم معروضة علیّ قال قالوا یارسول الله وکیف تعرض صلوتنا علیک وقدارمت قال یقولون بلیت فقال ان الله عزوجلّ حرم علی الارض ان تاکل اجسادالانبیاء"......(ابوداود: ۱/۱۵۸)

"عن ابی هریرةؓ عن النبی ﷺ قال من صلی علیّ عندقبری سمعته ومن صلی علی نائیا ابلغته"......(المشکوٰۃ: ۱/۸۸)

"والاحسن ان یقال ان حیاته ﷺ لایتعقبهاموت بل یستمر حیاوالانبیاء احیاء فی قبورهم"......(هامش البخاری: ۱/۵۱۷)

"عن ابن عباسؓ مرفوعامامن احدیمربقبراخیه المؤمن کان یعرفه فی الدنیایسلم علیه الاعرفه وردّ علیه"......(روح المعانی: ۲۱/۵۵)

"ومماهومقررعندالمحققین انه ﷺ حیّ یرزق ممتع بجمیع الملاذوالعبادات غیرانه حجب عن ابصارالقاصرین عن شریف المقامات......ینبغی لمن قصدزیارة النبی ﷺ ان یکثرالصلوة علیه فانه یسمعهاوتبلغ الیه......فتقف بمقدار......محاذیالرأس النبی ﷺ ووجهه الاکرم ملاحظانظره السعیدالیک وسماعه کلامک ورده علیک

سلامک وتأمینه علی دعائک وتقول السلام علیک یاسیدی یارسول الله "

......(مراقی الفلاح شرح نورالایضاح متن حاشیة الطحطاوی: ٢٤٦)

" (ویکره امامة...... مبتدع) ای صاحب بدعة وهی اعتقادخلاف المعروف عن الرسول"...... (الدرالمختار: ١/٤١٤)

" قوله ویکره امامة الفاسق والمبتدع فالحاصل انه یکره الخ قال الرملی ذکرالحلبی فی شرح منیة المصلی ان کراهة تقدیم الفاسق والمبتدع کراهة التحریم الخ"......(منحة الخالق: ١/٦١١، کذافی حلبی کبیری: ٤٤٢)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

امامت میں میراث نہیں چلتی:

مسئلہ(٣٥٣): کیافرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ کے متعلق کہ ضلع مانسہرہ کے ایک علاقے کی مرکزی جامع مسجد میں ایک ہی خاندان کے جید علمائے کرام عرصہ ٥٠، ٦٠ /سال سے یااس سے کچھ کم عرصہ امامت کے فرائض سرانجام دیتے چلے آرہے ہیں اس خاندان کے آخری امام جب وفات پاگئے توانہوں نے اپنے پیچھے تین لڑکے چھوڑے جوکہ دنیاوی کاروبار میں مصروف ہونے کی وجہ سے امامت نہ کراسکے انہوں نے عوام کی رائے اورمشورہ سے اپنانائب ایک عالم کو بنایا کہ جب ہمارے خاندان کاکوئی فردامامت کااہل ہوجائے گاتو آپ کوامامت سے سبکدوش ہوناپڑے گامسجد شریف میں امام اور کمیٹی کے سامنے معاہدہ ہوااب اسی خاندان سے ایک نوجوان حافظ قاری اورمولوی بن کے آگیامسلک کے لحاظ سے بھی خاندان کے مولویوں کی طرح دیوبندی ہے اب جوخلیفہ تھااس نے چندافراداپنے ساتھ ملائے ہیں اورامامت پرزبردستی قابض ہوگیاہے جبکہ مسجد کمیٹی اوراکثریت عوام الناس سابقہ علمی مولوی خاندان کے ساتھ ہے اب جھگڑے کااحتمال ہے سوال یہ ہے کہ اب وہ خلیفہ عندالشرع معزول ہوسکتا ہے یاکہ نہیں اور جومولوی خاندان کانوجوان ہے امامت کے اہل ہونے کے بعداپنے آباءواجداد کی امامت پرمعاہدہ کی روسے فائزہونے کامدعی ہے وہ امامت کامستحق ہے یاکہ نہیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

اگرقابض امام میں کوئی شرعی نقص نہ ہوتواس کونہیں ہٹاناچاہیے لیکن اگرواقعی طورپرفسادکاخطرہ ہوتوامام

صاحب کو خود دستبردار ہونا چاہیے قوم کا بغیر شرعی وجہ کے ناراض ہونا قابل اعتبار نہیں، قوم کو چاہیے کہ جس میں امامت کی شرائط کامل طور پر پائی جاتی ہوں تو اس کو امام بنائے، امامت میں یہ ترتیب ہے نماز کے مسائل کو جاننے والا ہو پھر اچھی قرأت کرنے والا ہو اور پھر متقی ہو اور بڑی عمر والا ہو دونوں میں سے یہ شرائط جس میں پائی جائیں وہ امام بنے اور اگر دوسرا باوجود شرائط نہ پائے جانے کے بضد ہے تو وہ گناہ گار ہوگا۔

"(والاحق بالامامة) تقديما بل نصبا مجمع الانهر (الاعلم باحكام الصلاة) فقط صحة وفسادا بشرط اجتنابه للفواحش الظاهرة وحفظه قدر فرض ...... (ثم الاورع ثم الاسن) "......(الدر على الرد: ۱/۴۱۲)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

سکول ماسٹر اور حجام عالم کی امامت:

مسئلہ(۳۵۴): کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ کے متعلق کہ ایک آدمی سکول ماسٹر ہے حکیم بھی اور ڈاکٹر بھی ہے امامت کرواسکتا ہے یا نہیں؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب دیں، نیز کیا حجام آدمی امامت کرواسکتا ہے؟

الجواب باسم الملک الوہاب

اگر وہ ماسٹر صاحب سنت کے مطابق ڈاڑھی والا باشرع اور نماز کے ضروری مسائل سے واقف ہو تو امامت کرواسکتا ہے۔

۲۔ کیونکہ حجام عام طور پر بال کاٹتے ہیں اور ساتھ ڈاڑھیاں بھی مونڈتے ہیں، لہذا اگر حجام صرف بال کاٹتا ہے تو امامت درست ہے اور اگر ڈاڑھی مونڈتا ہو تو ڈاڑھی مونڈنے کی وجہ سے فاسق ہے اور فاسق کی امامت مکروہ تحریمی ہے۔

"واما الفاسق فقد عللوا كراهة تقديمه بانه لا يهتم لامر دينه وبان في تقديمه للامامة تعظيمه وقد وجب عليهم اهانته شرعا ولا يخفى انه اذ كان اعلم من غيره لا تزول العلة فانه لا يؤمن ان يصلي بهم بغير طهارة فهو كالمبتدع تكره

امامته بکل حال بل مشی فی شرح المنیة علی ان کراھة تقدیمه کراھة تحریم لماذکرناقال ولذالم تجز الصلوۃ خلفه اصلاعندمالکؒ وروایة عن احمدؒ فلذاحاول الشارح فی عبارۃ المصنفؒ وحمل الاستثناء علی غیر الفاسق"......(ردالمحتار: ۱/۴۱۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

افیون کھانے والے کی امامت:

مسئلہ(۳۵۵): کیافرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ کے متعلق کہ کیا افیون کھانے والا آدمی جماعت کرواسکتا ہے یانہیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

دوا کے طور پرافیون کھاتا ہوتو نماز میں امام بنانا درست ہے اوراگر نشے کے طور پر کھاتا ہوتو اسکی امامت مکروہ ہے۔

"وکذاتکرہ خلف امردوسفیه ومفلوج وابرص شاع برصه وشارب الخمرواکل الرباونمام ومراء ومتصنع اه"...... (الدرعلی الرد: ۱/۴۱۵)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

شرک خفی کرنے والے اور بدعتی کے پیچھے نماز جنازہ پڑھنا:

مسئلہ(۳۵۶): کیافرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ کے متعلق کہ شرک خفی وبدعت کرنے والے کے پیچھے نماز جنازہ پڑھ لیناٹھیک ہے یانہیں جبکہ نہ پڑھنے سے فتنہ پھیلنے کابھی اندیشہ ہوتاہو؟

الجواب باسم الملک الوھاب

صورت مسئولہ میں شرک خفی کے مرتکب اور بدعتی کے پیچھے نماز جنازہ پڑھنا جائز ہے مگر شرک خفی کے مرتکب اور بدعتی کی امامت مکروہ ہے۔

"وکرہ امامة العبدوالاعرابی والفاسق والمبتدع والاعمی وولدالزنا.والفاسق لایھتم لامر دینه الخ"......(البحرالرائق: ۱/۶۱۰)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

یارسول اللہ کہنے والے کی امامت:

مسئلہ(۳۵۷): کیافرماتے ہیں علمائے کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص زید امام مسجد ہے وہ جب نماز کے بعد دعا کراتاہے یہ الفاظ کہتاہے:"یا اللہ کرم کیجئے مصطفے کے واسطے" پھر بعد میں کہتاہے:"یارسول اللہ کرم کیجئے خدا کے واسطے سے"،آیا اس امام کے پیچھے نماز درست ہے یانہیں اور یہ الفاظ شرکیہ ہیں یانہیں؟بینواتوجروا۔

الجواب باسم الملک الوھاب

صورت مذکورہ میں زید نامی امام بدعتی معلوم ہوتاہے اور بدعتی کی امامت مکروہ تحریمی ہے،لہٰذا اس کے پیچھے نماز نہ پڑھی جائے،اور یہ الفاظ(یارسول اللہ کرم کیجئے خدا کے واسطے سے)شرکیہ ہیں۔

"قال ابن عابدینؒ فھو(الفاسق) کالمبتدع تکرہ امامته بکل حال"......(ردالمحتار: ۱/۴۱۴)

"قال الحلبیؒ (بعدماحررمن ان کراھة تقدیم الفاسق کراھة تحریم) یکرہ تقدیم المبتدع ایضالانه فاسق من حیث الاعتقادوھواشدمن الفسق من حیث العمل الا ان الفاسق من حیث العمل یعترف بانه فاسق ویخاف ویستغفر بخلاف المبتدع اھ"......(غنیة: ۴۴۳)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

پگڑی کے بغیر نماز پڑھانا:

مسئلہ(۳۵۸): کیافرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ کے متعلق کہ اگر کسی جگہ امام کے لیے

نماز میں پگڑی باندھنا ضروری خیال کیا جاتا ہو اور نہ باندھنے پر طعن و تشنیع کی جاتی ہو اور پگڑی باندھنے کو سنت مؤکدہ سمجھا جاتا ہو یا واجب کا درجہ دیا جاتا ہو ان حالات میں امام کے پگڑی کے بارے میں کیا حکم ہے؟ آیا ان حالات میں امام پگڑی باندھے یا لوگوں کے غلط عقیدے کی اصلاح کے لیے ترک کردے جبکہ امام کی عام عادت پگڑی باندھنے کی نہیں ہے؟ ازروئے شریعت مطہرہ دلائل واضحہ کے تناظر میں اس مسئلہ کی وضاحت فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔

الجواب باسم الملک الوھاب

واضح رہے کہ ہر نمازی کے لیے خواہ وہ امام ہو یا مقتدی پگڑی باندھ کر نماز پڑھنا مستحب ہے امام کو چاہیے کہ وہ پگڑی باندھنے کا اہتمام کرے اور مقتدیوں کو بھی پگڑی باندھنے کی ترغیب دے اور کبھی کبھار عمامہ کے بغیر نماز پڑھائے تاکہ عوام کے ذہن سے التزام کا تصور ختم ہو جائے اور عوام کو بھی طعن و تشنیع نہیں کرنا چاہیے، بلکہ ائمہ مساجد کے بارے میں درپیش مسائل کی جید علماء اور مفتیان کرام سے تحقیق کریں، خواہ مخواہ ائمہ حضرات کو پریشان کرنے سے گریز کریں۔

"فی الحدیث ان عمامته ﷺ کانت فی صلاته سبعة اذرع وفی الفقه انه یستحب ان یصلی فی ثلاث ثیاب منها العمامة اماترک العمامة فلیس بمکروه عندی ...... والمحقق عندی انهاتکره فی البلادالتی تعدفیهاشیئاً محترمابخلاف البلادالتی لا اعتیادلهم بهاولا اعتدادفلاتکون مکروهة اھ"......(فیض الباری:۲/۸)

"والمستحب للرجل ان یصلی فی ثلاثة اثواب قمیص، وازاروعمامة اھ"......(التتارخانیة : ۱/۱۱۳)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

پنجگانہ نماز میں جماعت ترک کرنے والے کی نماز عیدین میں امامت:

مسئلہ(۳۵۹): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ (۱) ایک عالم دین اور حافظ قرآن

عرصہ ۱۸ سال سے اپنے علاقے اور گھر میں موجود ہیں ان کے گھر سے پانچ سات منٹ کی مسافت پر مسجد ہے وہ اس مسجد میں نہ نماز پڑھتے ہیں نہ پڑھاتے ہیں اور ایسے ہی تراویح، مگر عید کے دن صبح سویرے منبر پر بیٹھ جاتے ہیں کیا ایسے عالم کے لیے نماز پڑھانی درست ہے؟(۲) کیا نماز تراویح پڑھنے پڑھانے والوں کی نماز اس کے پیچھے درست ہے؟(۳) یہی عالم دین اپنے ہی علاقے میں دو جگہ بدکاری کی ناکام کوشش میں پکڑے گئے اور ان کو جوتے بھی پڑے تو کیا ایسا شخص مدرسۃ البنات چلانے کا اہل ہے؟(۴) جن حضرات کو ان کی ان حرکات کا ذاتی علم ہو تو ان کی نماز ان کے پیچھے درست ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

۱۔ جماعت سے نماز پڑھنا واجب ہے اور تارک جماعت فاسق ہے اور فاسق کو امام بنانا جائز نہیں۔

"قال عامۃ مشائخنا انھا واجبۃ وفی المفید وتسمیتھا سنۃ لوجوبھا بالسنۃ"......(الھندیۃ : ۱/۸۲)

مگر عذر کی وجہ سے (یعنی عذر شرعی) اگر جماعت سے نماز نہیں پڑھتا تو فاسق نہیں اور اس صورت میں امامت کرواسکتا ہے۔

۲۔ فاسق کی امامت سب کے لیے مکروہ تحریمی ہے، البتہ بااختیار لوگوں پر زیادہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔

۳۔ اگر توبہ کر لی تو امامت کرواسکتا ہے، ورنہ نہیں یہی حکم مدرسہ کا بھی ہے۔

"(ویکرہ امامۃ عبد واعرابی وفاسق) (قولہ وفاسق) ولعل المراد بہ من یرتکب الکبائر کشارب الخمر والزانی وآکل الربا ونحو ذلک اہ"......(الدر مع الرد: ۱/۳۱۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

بیوی کو طلاق مغلظہ دینے کے باوجود اپنے پاس رکھنے والے شخص کی امامت:

مسئلہ(۳۶۰): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہمارے محلے کے امام صاحب نے اپنی بیوی کو تین طلاقیں دی ہیں فتوی علمائے کرام نے صادر فرمایا ہے عورت کو تین طلاقیں ہوگئی ہیں اب یہ اس آدمی کے گھر نہیں رہ سکتی، اس فتوے کی فوٹو کاپی ہمراہ ہے، لیکن اس فتوی کے جاری ہونے کے بعد اس امام مسجد نے اس مطلقہ

عورت کو چھ ماہ تک اپنے گھر میں آباد رکھا اور ہمبستری بھی کرتا رہا چھ ماہ بعد پھر امام صاحب نے غصہ میں آکر یہ الفاظ کہے "اگر تو روٹھ کر گھر جائے تو تجھے طلاقیں ہیں" عورت نے تین بالغ آدمیوں کے سامنے کہا میں روٹھ کر گئی ہوں میری عدت بھی پورے تین حیض مکمل ہو چکے ہیں، پوچھنا یہ ہے کہ ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟ اس کو امام رکھنا چاہیے یا فارغ کر دینا چاہیے شرعی مسئلہ تحریر فرمائیں، یہ امام پھر کوشش کر رہا ہے کہ میری سابقہ بیوی بغیر شرعی حلالہ کے میرے گھر واپس آجائے فحش گالیاں جھوٹ بولنا اس کی عادت ہے؟

الجواب باسم الملک الوهاب

بشرط صحت سوال ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھنا درست نہیں، کیونکہ یہ شخص گناہ کبیرہ کا مرتکب ہے فاسق وفاجر ہے، لہٰذا ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے، مسجد کے اہل محلہ پر لازم ہے کہ اس کو امامت سے معزول کریں کسی دیندار صالح عالم دین کو امام مقرر کریں۔

"وکره امامة العبد والاعرابی والفاسق والمبتدع"......

(البحر الرائق: ۱/۶۱۰)

"(ویکره امامة عبد واعرابی وفاسق) قوله (وفاسق) ولعل المراد به من یرتکب الکبائر کشارب الخمر والزانی وآکل الربا ونحو ذلک اه"......(درمع الرد: ۱/۴۱۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

نماز جنازہ کے فوراً بعد دعا مانگنے والے اور بریلویوں کا ختم پڑھنے والے کی امامت:

مسئلہ(۳۶۱): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک امام صاحب ہیں جو نماز جنازہ کے بعد فوراً کھڑے ہو کر دعا مانگتے ہیں اور گھروں میں جا کر بریلویوں والا ختم پڑھتے ہیں اور تیجے، پانچویں اور چالیسویں میں بھی شریک ہوتے ہیں، کیا ایسے امام کے پیچھے مستقل نماز پڑھنا جائز ہے یا کہ ناجائز ہے؟ قرآن وسنت کی روشنی میں جواب دے کر مشکور فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوهاب

صورت مسئولہ میں اگر امام موصوف مذکورہ افعال کا ارتکاب مجبوری یا مصلحت کی وجہ سے کرتا ہے، لیکن عقیدہ

درست ہے تو ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنا صحیح ہے، اور اگر عقیدۃً تمام امور کو درست سمجھتا ہے تو پھر وہ بدعتی ہے اور بدعتی امام کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ ہے، مستقل طور پر اس کے پیچھے نماز پڑھنے سے احتراز کرنا چاہیے۔

"ویکرہ تقدیم المبتدع ایضا لانه فاسق من حیث الاعتقاد وھو اشد من الفسق من حیث العمل الا ان الفاسق من حیث العمل یعترف بانه فاسق ویخاف ویستغفر بخلاف المبتدع والمراد بالمبتدع من یعتقد شیئا علی خلاف مایعتقده اھل السنة والجماعة وانما یجوز الاقتداء به مع الکراھة اذا لم یکن مایعتقده یؤدی الی الکفر عند اھل السنة "......(غنیة المستملی:۴۴۳)

" وقال ابو یوسف اکره ان یکون الامام صاحب البدعة ویکره للرجل ان یصلی خلفه"......(التتارخانیة : ۱/۴۳۷)

"لو صلی خلف فاسق او مبتدع ینال فضل الجماعة لکن لا ینال کما ینال خلف تقی ورع لقوله علیه الصلوة والسلام من صلی خلف عالم تقی فکانما صلی خلف نبی"......(البحر الرائق: ۱/۶۱۰)

"والمبتدع بارتکابه ما احدث علی خلاف الحق المتلقی عن رسول الله ﷺ من علم او عمل او مال بنوع شبهة او استحسان وروی محمد عن ابی حنیفة وابی یوسف ان الصلوة خلف اھل الاھواء لا تجوز والصحیح انها تصح مع الکراھة خلف من لا تکفره بدعته"...... (حاشیة الطحطاوی: ۳۰۳)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

فاسق امام کی امامت کی ایک صورت اور اسکا حکم:

مسئلہ (۳۶۲): ایک شخص عرصہ دراز سے ایک جامع مسجد کی امامت کر رہا ہے واضح رہے کہ مذکورہ امام نہ حافظ ہے نہ قاری ہے اور نہ عالم ہے ایک ریٹائرڈ ہائی سکول کا ٹیچر ہے، جس کی اخلاقی حالت جھوٹ، غیبت، تہمت اور لوگوں کو گالیاں دینا اس کے لیے معمولی بات ہے، لوگوں کو بالخصوص نمازیوں کو آپس میں لڑانا، بجائے اصلاح کرنے کے ایک دوسرے کو آپس میں لڑانا، غیبت کرنا اس کا معمول بن گیا ہے اور بہت اہم مسائل مثلاً طلاق کے مسئلہ

پر جھوٹی قسم کے بعد گرگٹ کی طرح رنگ بدلنا اور مسجد کی انتظامیہ کمیٹی کے ایک ممبر کو قتل کی دھمکی تک دے چکا ہے، جس کی وجہ سے اکثر مسجد میں جھگڑا ہو جاتا ہے اور ایسے واقعات کی شدت ہونے کی وجہ سے مذکورہ امام کو مسجد سے نکالا گیا، مگر مذکورہ امام نے لوگوں کی منت سماجت کی جس کے بعد پھر کچھ لوگ اس کے پیچھے نماز پڑھتے ہیں اور ساتھ شکوہ بھی کرتے ہیں کچھ دنوں کے بعد پھر لڑائی شروع ہو جاتی ہے، تقریباً دو محلے اس سے متنفر ہو چکے ہیں، کافی تعداد میں نمازی دوسرے محلے میں نماز ادا کرتے ہیں، جن میں مولوی اور محلہ کے معزز لوگ بھی شامل ہیں، مذکورہ امام جب نماز جمعہ پڑھاتے ہیں تو کمیٹی کے چند لوگ مجبوری کی وجہ سے اس کے پیچھے نماز جمعہ ادا کرتے ہیں، باقی دوسرے محلہ کی مسجد میں نماز ادا کرتے ہیں آیا ان کی نماز ہو جاتی ہے یا کہ نہیں کیا اس کے پیچھے نماز ادا کی جائے یا علیحدہ پڑھ لی جائے تو اس کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟

الجواب باسم الملک الوهاب

بشرط صحت سوال صورت مسئولہ میں مذکورہ امام کے پیچھے نماز و جمعہ مع الکراہت ادا ہو جاتی ہیں اور جو لوگ دوسری مسجد میں جا کر نماز پڑھتے ہیں، ان کی نماز پڑھنا بھی جائز ہے اور اکیلے علیحدہ نماز پڑھنے سے مذکورہ امام کے پیچھے نماز پڑھنا افضل ہے کیونکہ یہ شخص فاسق ہے اور فاسق کے پیچھے نماز پڑھنا اگرچہ مکروہ ہے مگر اکیلے نماز پڑھنے سے بہر حال افضل ہے۔

"ومن كراهة تقديم الفاسق على ماياتي ان العالم اولى بالتقديم اذا كان يجتنب الفواحش وان كان غيره اورع منه ذكره في المحيط ...... وفيه اشارة الى انهم لو قدموا فاسقا يأثمون بناء على ان كراهة تقديمه كراهة تحريم لعدم اعتنائه بامور دينه وتساهله في الاتيان بلوازمه فلايبعدمنه الاخلال ببعض شروط الصلوة وفعل ماينافيها بل هو الغالب بالنظر الى فسقه ولذالم تجز الصلوة خلفه اصلا عند مالك ورواية عن احمد لا انا جوزناه مع الكراهة لقوله عليه السلام صلوا خلف كل بر وفاجر وصلوا على كل بر وفاجر"......(حلبي كبيرى: ۴۴۲)

"الفاسق اذا كان يؤم يوم الجمعة وعجز القوم عن منعه قال بعضهم يقتدى به في الجمعة ولا تترك الجمعة بامامته وفي غير الجمعة يجوز ان يتحول الى مسجد آخر ولا يأثم به هكذا في الظهيرية"......(الهندية : ۱/ ۸۶)

" وفی السراج الوهاج فان قلت فما الافضلية ان يصلي خلف هؤلاء او الانفراد؟قيل امافي حق الفاسق فالصلوة خلفه اولى لماذكرفي الفتاوى".....(البحرالرائق: ١: ٦١١)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

امام کا وسط صف میں کھڑا ہونا سنت ہے:

مسئلہ(۳۶۳): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک مسجد جس کی توسیع کے دوران انتظامیہ مسجد نے بعض وجوہ سے محراب کو مسجد کے وسط میں نہیں بنوایا بلکہ نئی تعمیر میں مسجد کے جنوب کی جانب تقریباً چھ فٹ زیادہ ہے اور محراب بالکل وسط مسجد میں نہیں، بلکہ شمال والی طرف محراب سے مسجد چھ فٹ چھوٹی ہے،لہٰذا ایسی مسجد میں ادا کی جانے والی نمازوں کا کیا حکم ہے؟

الجواب باسم الملک الوهاب

نمازیں تو درست ہیں لیکن امام کا وسط صف میں کھڑا ہونا سنت ہے بنابریں اگر وسط صف میں نہیں تو مکروہ ہے۔

"وينبغي للامام ان يقف بازاء الوسط فان وقف في ميمنة الوسط اوفي ميسرته فقداساء لمخالفة السنة هكذافي التبيين".....(الهندية : ١/ ٨٩)

" (قوله ويقف وسطاً) قال في المعراج وفي مبسوط بكر،السنة ان يقوم في المحراب ليعتدل الطرفان ولوقام في احدجانبي الصف يكره ولو كان المسجدالصيفي بجنب الشتوى وامتلأ المسجديقوم الامام في جانب الحائط ليستوى القوم من جانبيه والاصح ماروى عن ابي حنيفة انه قال اكره ان يقوم بين الساريتين اوفي زاوية اوفي ناحية المسجداوالى سارية لانه خلاف عمل الامة.....يفهم من قوله اوالى سارية كراهة قيام الامام في غيرالمحراب ويؤيده قوله قبله السنة ان يقوم في المحراب وكذاقوله في موضع آخرالسنة ان يقوم

الامام ازاء وسط الصف الاتری ان المحاریب مانصبت الاوسط المساجدوهی قدعینت لمقام الامام"......(ردالمحتار: ۱/ ۴۲۰)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

حضور ﷺ کو حاضر ناظر ماننے والے امام کی امامت:

مسئلہ (۳۶۴): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ

(۱) کیا ایسے شخص کے پیچھے نماز ہوجاتی ہے جو حضور اکرم ﷺ کو حاضر وناظر مانتا ہو نیز اذان سے پہلے اسپیکر پر صلاۃ وسلام پڑھتا ہو اور دیگر بریلوی عقائد رکھتا ہو۔

(۲) کیا ایسے شخص کے پیچھے نماز ہوجاتی ہے جو حضور ﷺ کی قبر کی زندگی کا قائل نہ ہو یعنی یہ عقیدہ رکھتا ہو کہ حضور ﷺ قبر میں زندہ نہیں ہیں؟ قرآن وسنت کی روشنی میں جواب مستند حوالہ جات کے ساتھ مرحمت فرمادیں۔

الجواب باسم الملک الوھاب

صورت مرقومہ میں دونوں اعتقادی مبتدع ہیں ان کی امامت مکروہ تحریمی ہے۔

"قال ابن نجیمؒ فی البحر: وکرہ إمامة العبدوالأعرابی والفاسق والمبتدع قال فی شرحه إن کان من أهل قبلتنا ولم یغل فی هواہ حتی یحکم بکفرہ تجوزالصلاۃ خلفه وتکرہ"......(البحرالرائق: ۱/ ۶۱۰، ۶۱۱)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

بہن یا بیٹی کو فروخت کرنے والے کی امامت کا حکم:

مسئلہ (۳۶۵): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک آدمی اپنی بیٹی یا بہن کو روپیوں کے عوض فروخت کرے تو اس شخص کی امامت کیسی ہے؟ یعنی اس کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

جس شخص نے اپنی بیٹی یا بہن یا اس کے علاوہ کسی بھی آزاد (حرہ) عورت کو فروخت کرکے رقم لی ہو، وہ مجرم اور فاسق ہے، جب تک رقم واپس نہ کرے، اور اس عمل پر نادم نہ ہوا ہو اس کی امامت ناجائز (مکروہ تحریمی ہے)۔

"اخذاهل المرأة شيئا عندالتسليم فللزوج ان يسترده لانه رشوة (قوله عند التسليم) اى بان ابى ان يسلمها اخوها اونحوه حتى ياخذشيئا وكذا لوابى ان يزوجها فللزوج الاسترداد قائما اوهالكا لانه رشوة "......(درمع الرد: ۲/۳۹۷)

" ولواخذ اهل المرأة شيئاعندالتسليم فللزوج ان يسترده لانه رشوة"......(فتاوىٰ الهندية:۱/۳۲۷)

"واماالفاسق فقدعللوا كراهة تقديمه بانه لايهتم لامردينه وبان فى تقديم للامامة تعظيمه وقدوجب عليهم اهانته شرعاولايخفى انه اذاكان اعلم من غيره لاتزول العلة فانه لايؤمن ان يصلى بهم بغيرطهارة فهوكالمبتدع تكره امامته بكل حال بل مشى فى شرح المنية على ان كراهة تقديمه كراهة تحريم "......(فتاوىٰ شامى : ۱/۴۱۴)

" ان كراهة تقديم الفاسق والمبتدع كراهة التحريم "......(منحة الخالق على البحر: ۱/۶۱۱)

"ان كراهة تقديمه كراهة تحريم لعدم اعتنائه بامور دينه وتساهله فى الاتيان بلوازمه فلايبعد منه الاخلال ببعض شروط الصلوة وفعل ماينافيها بل هوالغالب بالنظر الى فسقه "......(حلبى كبيرى: ۴۴۲)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

پندرہ سالہ لڑکے کو تراویح میں امام بنانے کا حکم:

مسئلہ(۳۶۶): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک لڑکا ہے جس کی عمر ۱۵ سال ہے کیا اس کے پیچھے نماز تراویح پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

اگر کوئی اور شرعی قباحت نہ ہو اور مسائل امامت سے واقف ہو اور تلفظ صحیح ہو تو چونکہ شرعاً یہ لڑکا بالغ ہے اس لیے اس کی امامت بلا کراہت درست ہے۔

" واما شروط الامامة فقدعدها فی نورالایضاح علی حدة فقال وشروط الامامة للرجال الاصحاء ستة اشیاء الاسلام والبلوغ والعقل والذکورة والقراءة والسلامة من الاعذار"..........(ردالمحتار: ۱/۴۰۲)

" وشروط صحة الامامة للرجال الاصحاء ستة اشیاء الاسلام والبلوغ لان صلاة الصبی نفل ونفله لایلزمه " ......(مراقی الفلاح: ۶۷)

"وفی شرح القدوری یجوزامامة الامرد اذاکان بالغا"......(خلاصة الفتاویٰ ۱/۱۴۸:)

"(بلوغ الغلام بالاحتلام والاحبال والانزال والجاریة بالاحتلام والحیض والحبل فان لم یوجد فیهما شیء فحتی یتم لکل منهما خمس عشرة سنة به یفتی) لقصر اعمار اهل زماننا (قوله به یفتیٰ) هذا عندهما وهوروایة عن الامام وبه قالت الائمة الثلاثة "......(الدرمع الرد: ۵/۱۰۷)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

دشنام طرازی کرنے والے کی امامت:

مسئلہ(۳۶۷): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک آدمی جو کہ پارٹی باز ہے بات بات پر جھگڑتا ہے، دشنام طرازی کرتا ہے بلکہ مار پیٹ سے بھی گریز نہیں کرتا، کیا ایسا شخص امامت کرواسکتا ہے؟

الجواب باسم الملک الوهاب

دشنام طرازی گناہ کبیرہ ہے، اگر یہ توبہ نہیں کرتا تو اس کو امام بنانا درست نہیں، اور یہ حکم غیبت کا بھی ہے۔

"عن عبدالله بن مسعودقال قال رسول الله ﷺ سباب المسلم فسوق وقتاله کفر ،متفق علیه "......(مشکوة المصابیح: ۲/۴۲۵)

" عن ابی الدرداء قال سمعت رسول الله ﷺ یقول ان اللعانین لایکونوا شهداء ولاشفعاء یعم القیامة "...... (مشکوة المصابیح: ۲/۴۲۵)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

دو جگہ پر متعین امام کی امامت کا حکم:

مسئلہ(۳۶۸): (۱) کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک امام صاحب تھانہ میں امام ہے، اور بڑے افسران کے ساتھ تعلقات کی وجہ سے تنخواہ کی وصولی کے باوجود نماز نہیں پڑھاتا، جب کہ ایک دوسرے محلے کی مسجد میں الگ طور پر امام اور خطیب ہے اور وہاں سے بھی پوری تنخواہ وصول کرتا ہے، اس دوطرفہ امام کی امامت اور اس کے پیچھے اقتداء کیسی ہے؟

(۲) ایک امام مسجد ہے، اس کا پرائیویٹ سکول ہے اور اس اسکول کی مسنر کے ساتھ اس کا میل جول ہے بغیر پردہ کے، اس امام صاحب کی اقتداء کرنا کیسا ہے؟

الجواب باسم الملک الوهاب

(۱) مذکورہ امام کا طرز عمل فاسقانہ ہے لہذا اس کی امامت مکروہ ہے۔

" ولـذاكـره امامة الفاسق العالم لعدم اهتمامه بالدين فتجب اهانته شرعا فلايعظم بتقديمه للامامة واذاتعذر منعه ينتقل عنه الى غير مسجده للجمعة وغيرها وان لم يقم الجمعة الاهو تصلى معه"......(مراقی الفلاح شرح نورالایضاح : ۳۰۲)

"(ويكره تقديم العبد والاعرابي والفاسق) لانه لايهتم لامر دينه "......(هدايه ۱/۱۲۴)

(۲) اگر سکول کی مسنر بوڑھی غیر مشتہاۃ عورت ہو، یا جوان ہو لیکن اس کے ساتھ ایک دو دفعہ اتفاقا ملا ہو، تو اس کی امامت درست ہے، لیکن اگر اس کا اس مسنر سے ملنا عادت ہو اور زیادہ بوڑھی بھی نہیں ہے تو اس کی امامت مکروہ ہے۔

"اما العجوز التى لاتشتهى فلابأس بمصافحتها ومس يدها اذاامن ومتى جاز المس جاز سفره بها ويخلواذاامن عليه وعليها والالا وفي الاشباه الخلوة بالاجنبية حرام "......(درمختارعلى هامش ردالمحتار : ۵/۲۴۰)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

زانی کی امامت کا حکم:

مسئلہ(۳۶۹): بخدمت جناب حضرت اقدس مفتی صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بعد از سلام مسنون امید ہے کہ مزاج اچھے ہوں گے۔

حضرت اقدس چند مسائل درپیش ہیں ان کی وضاحت فرمائیں، شکریہ نوازش ہوگی۔

ایک شخص ہے وہ چند گناہوں کا مرتکب ہے، یعنی زنا کرنا، ٹی وی اور کیبل اور وش دیکھنے کا اور اس کے علاوہ اور بھی کئی گناہوں کا مرتکب ہے، اور فجر کی نماز بھی بالکل نہیں پڑھتا، آیا اس شخص کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟ برائے مہربانی اس کی وضاحت فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوھاب

اگر یہ سوال مبنی بر حقیقت ہو تو شخص مذکور فاسق ہے اور اس کو امامت سے ہٹانا فی الفور ضروری ہے کیونکہ اس کی امامت مکروہ تحریمی ہے۔

"ولاتقربوا الزنی ای تاتوا بدوا عیها من العزم علیه اوعلی بعض مقدما تها فضلا ان تباشروه انه ای الزنی کان فاحشته فعلة ظاهرة القبح زائدته وساء سبیلا بئس طریقاطریقة وهو الغضب علی الابضاع المؤدی الی قطع الانساب وهیجان الفتن عن بریدة عن النبی ﷺ قال ان السماوات السبع والارضین السبع لیلعن الشیخ الزانی وان فروج الزناة لتوذی اهل النار بنتن ریحها رواه البزار عن انس بن مالک عن النبی ﷺ قال المقیم علی الزنا کعابد وثن رواه الخرابطی وعن ابی هریرة قال قال رسول الله ﷺ اذازنی الرجل خرج منه الایمان فکان علیه کالظلة فاذاقلع رجع الیه الایمان "......(تفسیر المظهری: ۵/۲۸۲،۲۸۳)

" قال ابن مسعود رضی الله عنه صوت اللهو والغناء ینبت النفاق فی القلب کماینبت الماء النبات قلت وفی البزازیة استماع صوت الملاهی کضرب

قصب ونحوه حرام لقوله علیه الصلوة والسلام استماع الملاهی معصية والجلوس عليها فسق والتلذذبها كفر ای بالنعمة فصرف الجوارح الی غیرماخلق لاجله کفر بالنعمة لاشکر فالواجب کل الواجب ان یجتنب کی لایسمع لماروی انه علیه الصلوة والسلام ادخل اصبعیه فی اذنه عندسماعه واشعار العرب لوفيها ذكرالفسق تكره انتهى"......(درمختار علی الشامی : ۵/۲۲۶،۲۲۵)

"وذكرشيخ الاسلام فی شرح کتاب الصلاة الصلاة خلف اهل الاهواء تكره وقال صاحب الجواب فیه ان کل من کان من اهل قبلتنا ولم یغل فی هواه حتی لایحکم بکونه کافرا ولابکونه ماجنا بتاویل فاسدتجوزالصلوة خلفه وان کان اهواء یکفراهلها کالجهمی والقدری الذی قال بخلق القرآن والرافضی الغالی الذی ینکرخلافة ابی بکر رضی الله عنه لاتجوز"......(المحيط البرهانی : ۲/۱۷۸)

" فنقول تقديم الفاسق للامامة جائز عندنا ويكره وقال مالك رضی الله عنه لاتجوزالصلاة خلف الفاسق لانه لماظهرت منه الخيانة فی الامور الدينية فلايؤتمن فی اهم الامور الاترى ان الشرع اسقط شهادته لكونها امانة ولناحديث مكحول ان النبی ﷺ قال الجهاد مع كل امير والصلاة خلف كل امام والصلاة على كل ميت "......(المبسوط للسرخسی: ۱/۱۴۳)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

ڈاڑھی مونڈھے والے کی اذان وامامت کا حکم:

مسئلہ(۳۷۰): محترم جناب مفتی صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

(۱) ڈاڑھی مونڈھنے والے کی اذان وامامت واقامت کا کیا حکم ہے؟نیز شرعی مقدار یعنی یک مشت سے کم رکھنے والا بھی کیا ڈاڑھی مونڈنے والے کے حکم میں ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

ایک مشت داڑھی کا رکھنا واجب ہے، اس سے کم میں کتروانا یا منڈوانا جائز نہیں بلکہ حرام ہے، ایسا فسق وفجور کرنے سے آدمی فاسق ہوجاتا ہے اور فاسق کی امامت درست نہیں ہے، اسی طرح اس کی اذان واقامت بھی مکروہ ہے۔

”ویکرہ اذان الفاسق ولایعاد ھکذافی الذخیرۃ وکرہ اذان الجنب واقامته باتفاق الروایات والاشبه ان یعاد الاذان ولاتعاد الاقامۃ ولایکرہ ......اذان المحدث فی ظاھر الروایۃ ھکذافی الکافی “......(فتاویٰ الھندیۃ: ۱/۵۴)

”قوله وکرہ امامۃ العبدوالاعرابی والفاسق المبتدع والاعمی وولدالزنا“......(البحر الرائق : ۱/۲۱۰)

”لاباس بنتف الشیب واخذاطراف اللحیۃ والسنۃ فیھاالقبضۃ وفیه قطعت شعرراسھا اثمت ولعنت زادفی البزازیۃ وان باذن الزوج لانه لاطاعۃ لمخلوق فی معصیۃ الخالق ولذایحرم علی الرجل قطع لحیته والمعنی المؤثر التشبه بالرجال انتھی“......(درمختار: ۲/۳۵۰)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

داڑھی مونڈنے سے توبہ کرنے والے کی امامت:

مسئلہ(۳۷۱): بخدمت جناب حضرت مفتی صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

جناب عالی!

گزارش ہے کہ اس سے پہلے مؤذن بغیر داڑھی والا اس کے لیے آپ سے فتویٰ حاصل کیا تھا، فتویٰ کے بعد اس نے اعلان کیا کہ میں نے توبہ کرلی ہے اور آئندہ ڈاڑھی پوری رکھوں گا، لیکن اس دوران تو وہ بھی کبھی امام مسجد کی غیر حاضری میں جماعت کرادیتا ہے، اس کی ڈاڑھی بھی ایک انچ کے برابر ہے، اس بارے میں وضاحت فرمادیں کہ کیا وہ جماعت کرواسکتا ہے؟ بہت مہربانی ہوگی۔

الجواب باسم الملک الوھاب

بقول آپ کے موذن نے شیو کرانے سے توبہ کرلی اور پوری ڈاڑھی رکھنے کا ارادہ کرلیا ہے اور توبہ کے بعد ایک انچ کے برابر ڈاڑھی بڑھ بھی گئی ہے، اب اگر مزید ایک مشت تک بڑھانے کا پختہ ارادہ ہے، مشت سے کم کٹوانے کا ارادہ نہیں ہے تو اب اس موذن کی امامت کروانا جائز ہے۔

"لابأس بان یقبض علی لحیته فاذازاد علی قبضة شئ جزه "......(فتاویٰ سراجیة:۳۳۸)

" قوله والسنة فیهاالقبضة وهوان یقبض الرجل لحیته فمازادمنها علی قبضة قطعه "......(فتاویٰ شامی : ۵/۲۸۸)

" ولابأس بنتف الشیب واخذاطراف اللحیة والسنة فیها القبضة وفیه قطعت شعررأسها اثمت ولعنت زادفی البزازیة وان باذن الزوج لانه لاطاعة لمخلوق فی معصیة الخالق ولذایحرم علی الرجل قطع لحیته والمعنی المؤثر التشبه بالرجال انتهی"......(درمختارعلی ردالمحتار: ۲/۲۵۰)

"وعن عبدالله بن مسعود قال قال رسول الله ﷺ التائب من الذنب کمن لاذنب له "......(مرقاة : ۵/۲۶۹)

"قدنصوا علی ان ارکان التوبة ثلاثة الندامة علی الماضی والاقلاع فی الحال والعزم علی عدم العود فی الاستقبال فالاولی ان یقال معنی الندم توبة انه عمدة ارکانها "......(شرح فقه الاکبر: ۱۵۸)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

پینٹ شرٹ پہن کر نماز پڑھانے کا حکم:

مسئلہ(۳۷۴): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک امام کا پینٹ شرٹ پہننا اور اس میں نماز پڑھانا کیسا ہے؟

الجواب باسم الملک الوهاب

ایسی صورت میں نماز تو ہو جائے گی لیکن کراہت سے خالی نہیں، ایسے تنگ وچست لباس میں بوقت رکوع وسجدہ اعضائے مستورہ کی ضخامت وساخت وہیئت کذائی صاف طور پر نمایاں ہوتی ہے، نیز کفار وفجار کی مشابہت کرتے ہوئے عوام الناس کا مرغوب لباس پہننے کی سعی لاحاصل امام کے شایان شان نہیں ہے، مالابد منہ میں ہے "ومسلم راتشبه بکفار وفساق حرام است" (۱۴۰) مسلمانوں کے لیے کافروں وفاسقوں کے ساتھ تشبہ حرام ہے، حدیث شریف میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ایک امام کو قبلہ کی طرف تھوکتے ہوئے دیکھا تو مصلیوں کو ہدایت فرمائی کہ آئندہ وہ آپ کی امامت نہ کرے۔

"عن ابی سهلة السائب بن خلاد قال احمد من اصحاب النبی ﷺ ان رجلا ام قوما فبصق فی القبلة ورسول الله ینظر فقال رسول الله حین فرغ لایصلی لکم "......(سنن ابوداؤد : ۱/۸۱)

لہذا امام کو چاہیے کہ مرجہ لباس ترک کر کے علماء صلحاء کا لباس اختیار کرے، ایک عربی شاعر نے کیا خوب کہا ہے۔

فتشبهوا ان لم تکونوا مثلهم　　　ان التشبه بالمکرام فلاح

والله تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

غیر مقلدوں کے پیچھے نماز پڑھنے کا حکم:

مسئلہ(۳۷۳): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اہل حدیث حضرات کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟ اوران کے پیچھے پڑھی گئی نمازوں کا اعادہ واجب ہے کہ نہیں؟

الجواب باسم الملک الوهاب

غیر مقلد امام طہارت وغیرہ میں مواقع خلاف کا مراعی ہو اور پابند شریعت ہو تو اس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے۔

"وکذا تکره خلف امرد وسفیه ومفلوج ......ومخالف کشافعی لکن فی

وتر البحر ان تیقن المراعاۃ لم یکرہ او عدمہا لم یصح وان شک کرہ.....قولہ ان تیقن المراعاۃ لم یکرہ الخ ای المراعاۃ فی الفرائض من شروط وارکان فی تلک الصلوۃ وان لم یراع فی الواجبات والسنن کماھو ظاھر سیاق کلام البحر وظاھر کلام شرح المنیۃ ایضا حیث قال واما الاقتداء بالمخالف فی الفروع کالشافعی فیجوز مالم یعلم منہ مایفسد الصلاۃ علی اعتقاد المقتدی علیہ الاجماع انما اختلف فی الکراھۃ "......(درمختار مع الشامی: ۱/۴۱۶)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

ڈاڑھی والے شخص کا ڈاڑھی مونڈے کے پیچھے نماز کا حکم:

مسئلہ(۳۷۴): محترم المقام مفتی صاحب جب بندہ کی ڈاڑھی کٹی ہوئی ہو تو اس کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟ جب کہ پیچھے مقتدیوں میں وہ لوگ شامل ہوں جن کی ڈاڑھی پوری ہو اور وہ علم وعمل کے اعتبار سے ان سے زیادہ ہوں۔

الجواب باسم الملک الوھاب

صورت مسئولہ میں ڈاڑھی منڈوانے والا اور ڈاڑھی کٹوا کر قبضہ سے چھوٹی رکھنے والا شخص فاسق ہے اور فاسق کی امامت مکروہ تحریمی ہے۔

"وکرہ امامۃ العبد والاعرابی والفاسق والمبتدع والاعمیٰ وولدزنا والفاسق لایھتم لامر دینہ اہ " ......(البحر الرائق: ۱/۶۱۰)

"قال اصحابنا لاینبغی ان یقتدی بالفاسق الا فی الجمعۃ لان فی غیرہ یجد اماما غیرہ "......(فتح القدیر ۱/۳۰۴)

"وقال مالک لاتجوز الصلاۃ خلف الفاسق اہ "......(بدائع الصنائع: ۱/۳۸۶)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

نمازیوں سے کلام نہ کرنے والے کی امامت کا حکم:

مسئلہ(۳۷۵): بخدمت جناب مفتی صاحب جامعہ اشرفیہ لاہور

گزارش ہے کہ اگر امام مسجد اور نمازی کے درمیان کوئی تنازعہ ہو اور آپس میں نہ بولتے ہوں تو کیا نماز ہو جاتی ہے؟ مہربانی فرما کر ہمیں اس کا جواب لکھ دیں۔

الجواب باسم الملک الوھاب

صورت مسئولہ میں اگر امام مسجد بدعتی نہ ہو اور اس میں امامت کی شرائط پائی جاتی ہیں تو محض ذاتی مخالفت کے باوجود اس کے پیچھے نماز باجماعت ادا کرنا جائز ہے، اور اگر فساد امام کی طرف سے ہو بایں طور کہ وہ بدعتی ہو یا اس میں امامت کی شرائط نہ پائی جائیں تو پھر اس کے پیچھے نماز باجماعت ادا کرنا مکروہ ہے۔

"وفیہ لو ام قوما وھم لہ کارھون فھو علی ثلاثۃ اوجہ ان کانت الکراھۃ لفساد فیہ او کانوا احق بالامامۃ منہ یکرہ وان کان ھو احق بھا منھم ولا فساد فیہ"......(حاشیۃ الطحطاوی علی مراقی الفلاح : ۳۰۱)

"رجل ام قوما وھم لہ کارھون ان کانت الکراھۃ لفساد فیہ او لانھم احق بالامامۃ یکرہ لہ ذلک وان کان ھو احق بالامامۃ لا یکرہ ھکذا فی المحیط"......(فتاوی الھندیۃ: ۱/۸۷)

واللہ تعالی اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

دوران تشکیل بریلوی اور غیر مقلد کے پیچھے نماز کا حکم:

مسئلہ(۳۷۶): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ میرا تعلق تبلیغی جماعت کے ساتھ ہے اور اکثر تشکیل ایسے مقامات میں ہو جاتی ہے جہاں کٹر قسم کے بریلوی حضرات ہوتے ہیں وہ دیوبندیوں اور تبلیغیوں سے شدید نفرت کرتے ہیں ہم لوگ ان کی مسجد میں ہونے کی وجہ سے مجبوراً ان کے پیچھے نماز پڑھتے ہیں، آپ حضرات فرمائیں کہ ان کے پیچھے نماز ہوتی ہے یا نہیں ہوتی؟ اگر تفصیل ہو تو وہ بھی بیان فرمائیں، نیز اہل حدیث جو پاکستان میں ہوتے ہیں ان کا بھی بتا دیں کہ ان کے پیچھے نماز ہوتی ہے یا نہیں ہوتی؟

الجواب باسم الملک الوهاب

موجودہ دور میں بریلوی اور اہل حدیث مبتدعین ہیں لہٰذا ان کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے لیکن اگر کسی نے ان کے پیچھے نماز پڑھ لی تو اس کی نماز ادا ہو جائے گی، اعادہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

" واما الفاسق فقد عللوا كراهة تقديمه بانه لايهتم لامر دينه وبان في تقديمه للامامة تعظيمه وقد وجب عليهم اهانته شرعا ولا يخفى انه اذا كان اعلم من غيره لاتزول العلة فانه لايؤمن ان يصلي بهم بغير طهارة كالمبتدع تكره امامته بكل حال بل مشى في شرح المنية على انها كراهة تقديمه كراهة تحريم لما ذكرنا"......(فتاویٰ شامی: ۱/۴۱۴)

" وكره امامة العبد والاعرابي والفاسق والمبتدع والاعمىٰ وولد الزنا"......(البحر الرائق: ۱/۶۱۰)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

غیر حافظ غیر عالم کی امامت کا حکم:

مسئلہ(۳۷۷): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک بستی میں ایک آدمی امامت کرواتا ہے جو نہ حافظ ہے اور نہ عالم ہے اس نے چند سورتیں یاد کی ہوئی ہیں جس سے کبھی کبھار ایسی غلطی صادر ہو جاتی ہے جس سے نماز فاسد ہونے کا خطرہ ہے، اور باقی لوگوں سے یہ بہتر سمجھا جاتا ہے، ہاں اگر یہ آدمی امامت نہ کروائے تو مسجد کے ویران ہونے کا خطرہ ہے، اب پوچھنا یہ ہے کہ آیا اس کی امامت کروانا ٹھیک ہے یا نہیں؟ تمام صورتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے جواب عنایت فرمائیں، نیز نابالغ بچہ اذان دے سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوهاب

بشرط صحت سوال صورت مسئولہ میں مذکورہ شخص کا امامت کروانا جائز ہے۔

"امامة الامي لقوم اميين جائزة"......(فتاویٰ سراجیه: ۹۸)

"الاولىٰ بالامامة اعلمهم باحكام الصلوة هكذا في المضمرات...... هذا اذا علم

من القراء قدرماتقوم به سنة القراءة هكذافى التبيين"......(فتاویٰ الهندية: ۱/۸۳)

ایسا عاقل نابالغ لڑکا جو اوقات نماز اور قبلہ کی پہچان رکھتا ہو اس کی اذان جائز اور درست ہے۔

"واهلية الاذان تعتمد بمعرفة القبلة والعلم بمواقيت الصلوة كذافى فتاوىٰ قاضى خان...... اذان الصبى العاقل صحيح من غير كراهة فى ظاهر الرواية ولكن اذان البالغ افضل واذان الصبى الذى لايعقل لايجوز ويعاد وكذا المجنون هكذافى النهاية"......(فتاویٰ الهندية: ۵۴،۵۳/۱)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

حضور ﷺ کو حاضر ناظر سمجھنے والے کی امامت:

مسئلہ (۳۷۸): (۱) کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایسے بریلوی کے پیچھے نماز درست ہے جو حضور ﷺ کو حاضر ناظر اور عالم الغیب سمجھتا ہو؟

(۲) اور اگر امام اپنے آپ کو بریلوی تو کہتا ہے مگر یہ بھی کہتا ہے کہ میرے نزدیک اگر کوئی آپ ﷺ کے علم غیب یا حاضر و ناظر کا عقیدہ رکھے وہ کافر ہے، تو کیا ایسے امام کے پیچھے نماز جائز ہے؟

الجواب باسم الملک الوهاب

(۱) جو اس قسم کا عقیدہ رکھے اس کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔

(۲) اس کے پیچھے نماز درست ہے بشرطیکہ وہ حضور ﷺ کی بشریت کا منکر نہ ہو۔

"قوله وكره امامة العبدوالاعرابى والفاسق والمبتدع والاعمى وولدالزنا"

......(البحر الرائق: ۱/۳۱۰)

"ويكره امامة عبدواعرابى وفاسق واعمى"......(الدرالمختار على هامش ردالمحتار: ۱/۴۱۴)

"وتجوزامامة الاعرابى والاعمى والعبد وولدالزنا والفاسق كذافى الخلاصة الاانهاتكره هكذافى المتون"......(فتاویٰ الهندية: ۱/۸۵)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

لڑکی کو بھگانے والے شخص کی امامت:

مسئلہ(۳۷۹): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام ان مسائل کے بارے میں کہ

(۱) زید کا کسی شخص کی ایک لڑکی سے نکاح ہو گیا تھا، اور کچھ مدت گزرنے سے زید اس شخص کی دوسری لڑکی کو لے کر چلا گیا جو دوسرے کے نکاح میں تھی زید کا جس لڑکی سے نکاح ہوا تھا وہ والد کے گھر میں ہے، جس کو لے کر گیا تھا اس سے شادی کر لی ہے، آپ سے پہلے نکاح کے بارے میں تفصیل معلوم کرنی تھی کہ پہلا نکاح اس کا قائم ہے یا نہیں؟

نیز ایسا شخص امامت کرو اسکتا ہے یا نہیں؟

واپس آنے پر اسی محلے میں اس کا جماعت کے ساتھ خود نماز پڑھنا جائز بھی ہے یا کہ نہیں؟

(۲) اکثر آپ کہتے ہیں کہ سنت نماز میں متابعت پاک رسول اللہ ﷺ کہنا جائز نہیں ہے، لیکن دین کا دارومدار حضور ﷺ کی اتباع پر ہے؟

الجواب باسم الملک الوهاب

(۱) منکوحہ جس کو بھگا کرلے گیا اس کے ساتھ اغوا کنندہ کا نکاح نہیں ہوا کیونکہ وہ تو پہلے سے شادی شدہ ہے اور اس کی بہن بھی اس شخص کے نکاح میں ہے لہذا یہ شادی نہیں بلکہ حرام کاری ہے اور یہ شخص امامت کا اہل نہیں ہے، بلکہ اس کو معزول کر کے کسی صحیح العقیدہ صالح عالم کو امام بنانا ضروری ہے۔

(۲) متابعت کا لفظ بھی درست ہے اور مطلق سنت کی نیت سے بھی نماز ہو جائے گی۔

”ولایجوز نکاح منکوحة الغیر ومعتدة الغیر عندالکل“......(فتاویٰ خانیه علی هامش الهندیة: ۱/۳٦٦)

”امانکاح منکوحة الغیر ومعتدته فالدخول فیه لایوجب العدة ان علم انها للغیر لانه لم یقل احدبجوازه فلم ینعقد اصلا“......(فتاویٰ شامی: ۲/٦۵۹)

”فاما قوله تعالیٰ وان تجمعوابین الاختین معناه حرم علیکم ان تجمعوا بین الاختین لانه معطوف علی اول الآیة والجمع بین الاختین نکاحاحرام“......

(مبسوط للسرخسی: ۴/۲۲۴)

" ولایجمع بین اختین نکاحا ولابملک یمین وطیا لقوله تعالیٰ وان تجمعوا بین الاختین ولقوله علیه السلام من کان یؤمن بالله والیوم الآخر فلایجمعن ماؤه فی رحم اختین "......(الهدایة : ۲/۳۲۸)

" قوله فاسق من الفسق وهوالخروج عن الاستقامة ولعل المراد به من یرتکب الکبائر کشارب الخمر والزانی وآکل الربا ونحوذلک کذافی البرجندی اسماعیل "......(فتاویٰ شامی : ۱/۴۱۳)

"واماالفاسق فقدعللوا کراهة تقدیمه بانه لایهتم لامر دینه وبان فی تقدیمه للامامة تعظیمه وقدوجب علیهم اهانته شرعا ولایخفی انه اذاکان اعلم من غیره لاتزول العلة فانه لایؤمن ان یصلی بهم بغیر طهارة فهوکالمبتدع تکره امامته بکل حال بل مشی فی شرح المنیة علی ان کراهة تقدیمه کراهة تحریم "......(فتاویٰ شامی : ۱/۴۱۴)

" ولوانهم قدموا فاسقا یاثمون بناء علی ان کراهة تقدیمه کراهة تحریم لعدم اعتنائه باموردینه وتساهله فی الاتیان بلوازمه فلایبعد منه الاخلال ببعض شروط الصلوة وفعل ماینافیها بل هوالغالب بالنظر الی فسقه " ......(حلبی کبیری: ۴۴۲)

" وفی سائرالسنن یکفیه مطلق النیة وبه اخذ عامة المشائخ وفی الانفع هوالصحیح وفی الذخیرة والاحتیاط فی السنن ان ینوی الصلوة متابعا لرسول الله ﷺ "......(فتاویٰ تاتارخانیة: ۱/۳۱۶)

" قال المصنف ثم ان کانت الصلوة نفلایکفیه مطلق النیة اقول اظهر ان یقال یکفیه نیة مطلق الصلوة وقال فی السنن یکفیه مطلق النیة علی ظاهرالروایة وهواختیار عامة المشائخ و الاحتیاط فی السنن ان ینوی الصلوة متابعة لرسول الله ﷺ"......(چلپی والکفایة علی الفتح: ۱/۲۳۳،۲۳۲)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

جھوٹے اور بددیانت شخص کی امامت کا حکم:

مسئلہ(۳۸۰): کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام مذکورہ مسائل کے بارے میں کہ

(۱) ایک جامع مسجد کا خطیب وامام جھوٹ بولتا ہے، وعدہ خلافی کرتا ہے، بددیانتی کرتا ہے، لوگوں کو دھوکہ دیتا ہے، کیا ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

(۱) سوال میں امام صاحب کے ذاتی کردار کے بارے میں جس قسم کی باتیں تحریر ہیں اگر یہ تمام امور واقع کے مطابق صحیح اور درست ہیں تو اس صورت میں اس امام کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔

" قوله فاسق من الفسق وهوالخروج عن الاستقامة ولعل المراد به من يرتكب الكبائر كشارب الخمر والزاني وآكل الربا ونحوذلك كذافي البرجندي اسماعيل"......(فتاویٰ شامی : ۱/۴۱۴)

"واماالفاسق فقدعللوا كراهة تقديمه بانه لايهتم لامر دينه وبان في تقديمه للامامة تعظيمه وقدوجب عليهم اهانته شرعا ولايخفى انه اذاكان اعلم من غيره لاتزول العلة فانه لايؤمن ان يصلي بهم بغير طهارة فهو كالمبتدع تكره امامته بكل حال بل مشى في شرح المنية على ان كراهة تقديمه كراهة تحريم "......(فتاویٰ شامی : ۱/۴۱۴)

" ولوانهم قدموا فاسقا ياثمون بناء على ان كراهة تقديمه كراهة تحريم لعدم اعتنائه بامور دينه وتساهله في الاتيان بلوازمه فلايبعد منه الاخلال ببعض شروط الصلوة وفعل ماينافيها بل هوالغالب بالنظر الى فسقه " ......(حلبی کبیری: ۴۴۲)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

ڈاڑھی کتروانے والے کی امامت کا حکم:

مسئلہ(۳۸۱): گرامی قدر حضرت مفتی صاحب دارالافتاء جامعہ اشرفیہ لاہور

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

گزارش ہے کہ ہماری مسجد میں ایک حافظ قرآن خوش الحان مقرر ہے جو کہ چار نمازوں کی امامت کرواتا ہے صبح فجر سے لے کر مغرب کی نماز تک، لیکن انتظامیہ کے کچھ افراد نے زبردستی ایک حافظ قرآن کو مقرر کر دیا جو کہ صرف عشاء اور نماز تراویح پڑھاتے ہیں، جن کی ڈاڑھی ایک مشت سے کم ہے، وہ اپنی ڈاڑھی کو مشین سے کترواتے ہیں، البتہ منہ پر ڈاڑھی کا نشان باقی رہتا ہے، مندرجہ ذیل امور کا جواب مطلوب ہے۔

(۱) اس کے پیچھے نماز عشاء اور نماز تراویح جائز ہے یا نہیں؟

(۲) اور مزید ایسے ارکان کے لیے شریعت مقدسہ کا کیا حکم ہے؟

(۳) ہماری پہلی پڑھی ہوئی نمازوں کا کیا حکم ہے؟

قرآن وحدیث اور فقہ کی روشنی میں ان مسائل کی وضاحت فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوهاب

مذکورہ تحریر کے حقیقت پر مبنی ہونے کی صورت میں شخص مذکور کو اپنے اختیار سے امام بنانا مکروہ تحریمی ہے لہذا انتظامیہ پر لازم ہے کہ اس شخص کو امامت سے معزول کر کے کسی نیک، صالح، صحیح العقیدہ شخص کو امام مقرر کر دیں، البتہ پڑھی ہوئی نمازوں کا اعادہ ضروری نہیں ہے۔

"قوله فاسق من الفسق وهو الخروج عن الاستقامة ولعل المراد به من يرتكب الكبائر كشارب الخمر والزاني وآكل الربا ونحو ذلک"......(فتاویٰ شامی: ۱/۴۱۴)

"واما الفاسق فقد عللوا كراهة تقديمه بانه لايهتم لامر دينه وبان في تقديمه للامامة تعظيم وقد وجب عليهم اهانته شرعا"......(الرد المحتار: ۱/۴۱۴)

"يحرم على الرجل قطع لحيته "......(در بهامش الرد: ۵/۲۸۸)

"والصحيح انه يصليها ولا يعيدها "......(الفقه الاكبر: ۱۲۳

"صلوا خلف كل بر وفاجر"......(الهداية: ۱/۱۲۵)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆

خائن کی امامت کا حکم:

مسئلہ(۳۸۲): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص مدرسہ کی ایک استانی کی تنخواہ ایک صاحب خیر سے مبلغ دو ہزار وصول کرتا رہا اور استانی کو صرف پانچ سو دیتا تھا، ایسے شخص کی امامت کا کیا حکم ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

مذکورہ شخص فاسق ہے اور فاسق کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ ہے۔

" قوله فاسق من الفسق وهوالخروج عن الاستقامة ولعل المراد به من يرتكب الكبائر كشارب الخمر والزاني وآكل الربا ونحوذلک"......(فتاویٰ شامی: ۱/۴۱۴)

"ويكره تقديم العبد والاعرابي والفاسق والاعمى وولدالزنا"......
(البحرالرائق : ۱/۶۱۰)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

کیا تراویح پڑھانے والا امام وتر پڑھا سکتا ہے؟

مسئلہ(۳۸۳): (۱) کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک آدمی رمضان کے مہینہ میں فرض نماز پڑھاتا ہے اس کے بعد تراویح دوسرا امام پڑھاتا ہے اب آیا دوسرے امام صاحب وتر بھی پڑھا سکتے ہیں یا نہیں؟

(۲) آدمی جب مسبوق ہو جاتا ہے تو کسی بھی رکعت میں مل جاتا ہے اب وہ نیت باندھ کر "سبحانک اللھم" پڑھے گا یا نہیں وضاحت فرمائیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

(۱) بہتر یہ ہے کہ فرائض کی امامت کرنے والا امام ہی وتر کی بھی امامت کروائے ،البتہ اگر تراویح کی امامت کرنے والا امام ہی وتر کی امامت کرے تو بھی نماز ادا ہو جائے گی، جیسا کہ فتاویٰ ہندیہ میں ہے۔

"والافضل ان يصلي التراويح بامام واحد فان صلوها بامامين فالمستحب ان يكون انصراف كل واحد على كمال الترويحة فان انصرف على تسليمة

لایستحب ذلک فی الصحیح واذاجازت التراویح بامامین علی هذاالوجه جازان یصلی الفریضة احدهما ویصلی التراویح الآخر وقدکان عمررضی اللہ عنہ یؤمھم فی الفریضة والوتر وکان أبی یؤمھم فی التراویح کذافی السراج الوھاج "......(۱/۱۱٦)

(۲) مسبوق اگر امام کے ساتھ جہری قرأت والی رکعت میں ملے تو اسے ثناء نہیں پڑھنی چاہیئے ،اوراگر سری قرأت والی رکعت میں ملے تو اسے ثناء پڑھ لینی چاہیئے ،البتہ جب امام تکبیر کے لیے جہر کرے تو اسے ثناء موقوف کردینی چاہیئے ،اوراگر امام کو رکوع یا سجدہ میں ملے تو اگر اسے یقین ہو کہ اگر وہ ثناء پڑھے گا تو امام کے ساتھ اسی رکوع یا سجدہ میں مل جائے گا تو ثناء پڑھ لے ورنہ نہ پڑھے ،اوراگر امام کو قعدہ میں پائے تو ثناء نہیں پڑھنی چاہیئے بلکہ امام کے ساتھ قعدہ میں مل جانا چاہیئے ،جیسا کہ فتاویٰ ہندیہ میں ہے۔

"انہ اذاادرک الامام فی القراءۃ فی الرکعة التی یجھر فیھالایاتی بالثناء کذافی الخلاصة ھوالصحیح ......فاذاقام الی قضاء ماسبق یاتی بالثناء ویتعوذللقراءۃ ......وفی صلاۃ المخافتة یاتی به ھکذافی الخلاصة ویسکت المؤتم عن الثناء اذاجھرالامام ھوالصحیح ...... وان ادرک الامام فی الرکوع اوالسجود یتحری ان کان اکبررأیه انه لو اتی به ادرکه فی شیء من الرکوع اوالسجود یاتی به قائما والایتابع الامام ولایاتی به واذالم یدرک الامام فی الرکوع اوالسجود لایاتی بھما وان ادرک الامام فی القعدة لایاتی بالثناء بل یکبر للافتتاح ثم للانحطاط ثم یقعد ھکذافی البحرالرائق فی صفة الصلاۃ "......(فتاویٰ الھندیة: ۱/۹۱)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

اشارے سے رکوع سجدہ کرنے والے کی امامت کا حکم:

مسئلہ(۳۸۴): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک امام صاحب قیام کرسکتے ہیں اور رکوع وسجدہ اشارہ سے کرتے ہیں تو ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

بشرط صحت سوال ایسے امام صاحب جو رکوع اور سجدہ اشارہ سے کرتے ہیں ان کے پیچھے نماز پڑھنا درست نہیں ہے۔

"ویصح اقتداء القائم بالقاعد الذی یرکع ویسجد لااقتداء الراکع والساجد بالمؤمی ھکذافی فتاویٰ قاضی خان"......(فتاویٰ الھندیة: ۸۵/۱)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

جھوٹ بولنے والے کی امامت کا حکم:

مسئلہ(۴۸۵): کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ

(۱) ایک آدمی امامت کراتا ہے اور اس میں یہ خامیاں موجود ہیں، وہ اپنے آپ کو حافظ قرآن کہتا ہے اور اس نے حفظ قرآن کی سند لاکر دکھائی ہے، جب رمضان المبارک کا مہینہ آیا تو اس نے کہا کہ مجھے سنانے سے ڈاکٹروں نے منع کیا ہے لہذا میں نہیں سنا سکتا، اس کے بعد جب دوسرا رمضان آیا تو پھر یہی بہانہ کیا، اسی طرح تیسرے رمضان میں کہا کہ مجھے ۱۴ پارے یاد ہیں باقی نہیں، اس سے کہا کہ آپ ۱۴ پارے ہی سنا دیں تو اس نے یہ پارے سنانے سے بھی انکار کر دیا، تو لوگوں نے کہا کہ آپ دو دو گھنٹے تقریر کرتے ہیں اس وقت پٹھوں میں کچھ نہیں پڑتی، قرآن سنانے سے ہی کچھ پڑتی ہے، تو اس نے جھوٹ بولا کہ میں حافظ قرآن ہوں اور حافظ قرآن ہے نہیں تو جھوٹ بولنے کی خامی اس میں موجود ہے۔

(۲) الحبیب مدرسہ کے نام سے پانچ مرلہ ۱۹ ہزار روپے کی جگہ لی، اور پھر اس کے لیے چندہ اکھٹا کیا جس میں فطرانہ، قربانی کی کھالیں، زکوۃ، عشر وغیرہ اس کی قیمت ادا کردی، پھر کچھ عرصہ کے بعد وہ جگہ بیالیس ہزار روپے مرلہ بیچ کر اس کی قیمت ہڑپ کر گیا، جس کی وجہ سے لوگ اس کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے۔

(۳) مسجد کی رجسٹری اپنے نام کروانے کی کوشش کی جب کہ زمین وقف کرنے والے مالکوں کو اس بارے میں علم نہیں تھا جس میں سے تین آدمیوں نے دستخط کردیے، جس چوتھے مالک نے دیکھا اور اس نے رجسٹری تحریر پڑھی جس میں یہ لکھا ہوا تھا تاحیات یہی آدمی امام رہے گا تو اس پر وہ ناراض ہوگئے، اور انہوں نے کہا کہ ہم نے زمین اللہ تعالیٰ کے واسطے وقف کی ہے، تمہیں یہ حق نہیں پہنچتا کہ آپ اپنے نام اس کی رجسٹری کرائیں تو اس کی رجسٹری رکی ہوئی ہے۔

(۴) اصل مالکوں اور چوہدریوں نے اپنے محلے کے لوگوں کو بلایا کہ رمضان المبارک آرہا ہے تو سب اس کے پیچھے نماز پڑھیں تو لوگوں نے کہا کہ یہ قرآن سنائے گا تو ہم اس کے پیچھے نماز پڑھیں گے، تو امام صاحب نے کہا کہ میں قرآن نہیں سنا تا جاؤ مجھے تھانے گرفتار کرادو، جس امام میں یہ خامیاں موجود ہوں کیا وہ امامت کرواسکتا ہے؟

الجواب باسم الملک الوهاب

بشرط صحت بیان اگر امام مندرجہ بالا فسقیہ افعال کا مرتکب ہوا ہے تو یہ فاسق ہے اور فاسق کی امامت مکروہ تحریمی ہے، انتظامیہ کی ذمہ داری ہے کہ اس کو ہٹا کر کسی متبع سنت درست عقیدہ والے صالح شخص کو امامت کے لیے تقرر کریں، ورنہ سارا وبال انتظامیہ کے سر ہوگا۔

" ویکرہ امامة عبد......وفاسق وفی ردالمحتار قولہ وفاسق من الفسق وھوالخروج عن الاستقامة ولعل المراد بہ من یرتکب الکبائر ......وفی المعراج قال اصحابنا لاینبغی ان یقتدی بالفاسق "......(درمختار مع ردالمحتار: ۱/۴۱۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

قرآن مجید کو بھول جانے والے کی امامت کا حکم:

مسئلہ(۳۸۶): کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص جس نے بچپن میں قرآن یاد کیا اور غفلت کی وجہ سے اب مکمل قرآن مجید بھول گیا ہو اور غیر عالم ہو، چھوٹے درجہ تک کی بھی درس نظامی کی کتب نہ پڑھی ہوں اور مدرسہ کی زمین سے کم از کم ۶/ ا فیصد حصہ مٹی کا اکھاڑ کر اپنی ذاتی جگہ ڈیرہ پر ڈال دی ہے، کیا ایسے شخص کو محلہ جامع مسجد میں مستقل امام بنایا جاسکتا ہے کہ نہیں؟ اور مستقل خطیب بنایا جاسکتا ہے کہ نہیں؟ اور اس شخص کے پیچھے پڑھی ہوئی نمازوں کا کیا حکم ہوگا؟

الجواب باسم الملک الوهاب

بشرط صحت سوال ایسا شخص فاسق ہے اور فاسق کی امامت مکروہ ہے لہذا ایسے شخص کو امام مقرر نہ کریں، اور جو نمازیں اس امام کے پیچھے پڑھی گئی ہیں وہ مع الکراہت ادا ہوگئی ہیں ان کا اعادہ واجب نہیں ہے اور اس امام پر توبہ

واجب ہے، جب توبہ کرلے تو پھر اس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے، نیز مدرسہ کی اٹھائی ہوئی مٹی کو واپس کرنا بھی اس پر ضروری ہے۔

"قوله وفاسق من الفسق وهو الخروج عن الاستقامة ولعل المراد به من يرتكب الكبائر كشارب الخمر والزاني وآكل الربا ونحو ذلك كذا في البرجندی اسماعيل وفي المعراج قال اصحابنا لاينبغي ان يقتدى بالفاسق الافي الجمعة لانه في غيرها يجدامام غيره...... واما الفاسق فقدعللوا كراهة تقديمه بانه لايهتم لامر دينه وبان تقديمه للامامة تعظيمه "......(ردالمحتار: ۱/۴۱۴)

" الغصب ازالة يدمحققة باثبات يدمبطلة في مال محترم قابل للنقل بغيراذن مالكه ولابخفية وحكمه الاثم لمن علم انه مال الغير وردالعين قائمة والغرم هالكة ولغيرمن علم الاخيران فلااثم لانه خطاء وهومرفوع بالحديث...... ويجب ردعين المغصوب مالم يتغير تغيرافاحشا مجتبیٰ في مكان غصبه ويبرء بردها ولوبغير علم المالك "......(درالمختار: ۲/۲۰۴)

"قوله تعالیٰ يايهاالذين آمنواتوبوا الى الله توبة نصوحا ،ولم يختلف اهل السنة وغيرهم في وجوب التوبة على ارباب الكبائر...... واتفقوا ان التوبة من جميع المعاصي واجبة وانهاواجبة على الفور ولايجوزتاخيرها سواء كانت المعصية صغيرة اوكبيرة "......(تفسيرروح المعاني : ۲۸/۱۵۹)

" عن عبدالله بن مسعود رضى الله عنه قال قال رسول الله ﷺ التائب من الذنب كمن لاذنب له رواه ابن ماجة(التائب من الذنب) اى توبة صحيحة(كمن لاذنب له) اى عدم المؤاخذة بل قد يدعليه بان ذنوب التائب تبدل حسنات "......(مرقاة المفاتيح : ۵/۲۶۹)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

ایک قبضہ سے کم ڈاڑھی رکھنے والے کی امامت:

مسئلہ(۲۸۷): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں

علامہ عینی حنفی نے اپنی تصنیف عمدة القاری کتاب اللباس باب تقلیم الاظفار میں توفیر اللحیہ والی حدیث کی شرح کرتے ہوئے امام طبری رحمہ اللہ کے حوالے سے لکھا ہے۔

"فقد ثبت الحجة عن رسول الله ﷺ علی خصوص هذالخبر ان اللحية محظور اعفائها وواجب قصها علی اختلاف من السلف فی قدر ذلک وحده فقال بعضهم حد ذلک ان يزاد علی قدر القبضة طولا وان ينتشر عرضها فيقبح ذلک وقال اخرون ياخذه من طولها وعرضها مالم يفحش اخذه ولم يجدوا فی ذلک حدا"

گزارش ہے کہ کیا مندرجہ بالا عبارت اس بات کی اجازت دیتی ہے کہ ایک قبضہ سے زیادہ یا ایک قبضہ سے کم ڈاڑھی والے شخص کی امامت میں نماز پڑھ لی جائے یا نہیں؟ نفی کی صورت میں کیا ایسی نماز لوٹائی جائے گی؟

الجواب باسم الملک الوهاب

مندرجہ فی السوال عبارت کا مطلب یہ ہے کہ ایک قبضہ (مٹھی) ڈاڑھی رکھنا واجب ہے اور اس سے کم میں کتروانا درست نہیں ہے اور ایک قبضہ (مٹھ) سے زائد کاٹنا جائز ہے اور مٹھ سے کم میں کتروانے والا فاسق ہے اور فاسق کو امام بنانا مکروہ ہے یعنی جن حضرات کا عمل دخل اس امام کو رکھنے یا ہٹانے میں ہے اس کو نماز لوٹانا ہوگی اور جن کا دخل نہیں ہے ان کی نماز ہو جائے گی۔

آج تک دیوبندی، بریلوی، اہل حدیث حضرات ہر طبقہ کے بزرگوں سے یہی سنا گیا ہے کہ ڈاڑھی رکھنا بہت اہم اور سنت مؤکدہ ہے اور واجب کا درجہ رکھتی ہے، بلکہ اب تو یہ ایک شعار کی حیثیت رکھتی ہے اور ڈاڑھی کی مقدار جو مسنون ہے وہ ایک قبضہ سے زائد ہے قبضہ سے کم جائز نہیں ہے، کم از کم ایک قبضہ ہونی چاہیے۔

"اوتطويل اللحية اذا كانت بقدر المسنون وهو القبضة وصرح فی النهاية بوجوب قطع مازاد علی القبضة بالضم ومقتضاه الاثم بتركه الاان يحمل الوجوب علی الثبوت واما الاخذ منها وهی دون ذلک كمايفعله بعض

المغاربة ومخنثة الرجال فلم يبحه احد واخذ كلها فعل يهود الهند ومجوس الاعاجم فتح“...... (الدر المختار علی هامش رد المحتار: ۲/۱۲۳)

ایک مشت ڈاڑھی رکھنا ضروری ہے اس سے کم رکھنا یا منڈانا ناجائز اور حرام ہے، ایسا کرنے والا گناہ گار اور فاسق ہے اور ایسے شخص کی امامت مکروہ تحریمی ہے، اگر اتفاقاً کوئی نماز پڑھ لی تو ہو جائے گی، علامہ شامی البحر الرائق کے حاشیہ پر لکھتے ہیں۔

”وكره امامة الاعرابی والعبد والفاسق والمبتدع والاعمىٰ وولد الزناء ......فالحاصل انه يكره لهؤلاء التقدم ويكره الاقتداء بهم كراهة تنزيهية وفی منحة الخالق فالحاصل انه يكره قال الرملی ذكر الحلبی فی شرح منية المصلی ان كراهة تقديم الفاسق والمبتدع كراهة التحريم“

......(البحر الرائق مع منحة الخالق: ۱/۶۱۰)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

سینما دیکھنے والے کی امامت:

مسئلہ(۳۸۸): کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہمارے محلّہ کے امام مسجد کو کئی بار سینما دیکھتے ہوئے، کئی مرتبہ گانا سنتے ہوئے اور کئی مرتبہ سنوکر کے کلبوں میں دیکھا گیا ہے، اب سوال یہ ہے کہ ان کی امامت کا کیا حکم ہے؟ ان کے پیچھے نماز پڑھنا صحیح ہے یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوهاب

سینما دیکھنا، گانے سننا، ناجائز اور حرام ہے اگر امام میں یہ باتیں پائی جاتی ہوں تو اس کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔

”ودلت المسئلة ان الملاهی كلها حرام ويدخل عليهم بلا اذنهم لانكار المنكر قال ابن مسعود صوت اللهو والغناء ينبت النفاق فی القلب كما ينبت الماء النبات قلت وفی البزازيه استماع صوت الملاهی كضرب قصب ونحوه حرام لقوله عليه السلام استماع الملاهی معصية والجلوس

علیهافسق والتلذذبهاکفر ای بالنعمة فصرف الجوارح الی غیر ماخلق لاجله کفربالنعمة لاشکر فالواجب کل الواجب ان یجتنب کی لایسمع لماروی انه علیه السلام ادخل اصبعه فی اذنه عندسماعه (قوله فسق) ای خروجه عن الطاعة ولایخفی ان فی الجلوس علیهااستماعا لهاوالاستماع معصیة فهمامعصیتان "......(الدرالمختارمع ردالمحتار: ۵/۲۴۵)

"ولذاکره امامة الفاسق العالم لعدم اهتمامه بالدین فتجب اهانته شرعا فلایعظم بتقدیمه للامامة"......(مراقی الفلاح مع حاشیة الطحطاوی: ۳۰۲)

"وامالفاسق فقدعللوا کراهة تقدیمه بانه لایهتم لامردینه وبان فی تقدیمه للامامة تعظیمه وقدوجب علیهم اهانته شرعا"......(الردالمحتار: ۱/۴۱۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

کیا فاسق کے پیچھے پڑھی ہوئی نماز واجب الاعادہ ہے؟

مسئلہ(۳۸۹): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ بریلوی، اہل حدیث اور مماتی حضرات کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟ اگر مجبوراً پڑھ لی جائے تو اس نماز کا اعادہ کرنا لازم آئے گا یا نہیں؟ اور جو پہلے پڑھ لی ہیں ان کا کیا حکم ہے؟ مسئلہ کو تفصیل کے ساتھ بیان کریں۔

الجواب باسم الملک الوهاب

بدعتی، فاسق اور جس کے عقائد اہل السنۃ والجماعۃ کے موافق نہ ہوں ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ ہے، البتہ اگر مجبوری ہو مثلاً کوئی دوسرا امام نہ ہو تو انفرادی نماز سے ان کی اقتداء میں پڑھنا درست ہے، اور اس کا اعادہ بھی ضروری نہیں ہے۔

"وکره امامة عبدواعرابی وفاسق وصاحب بدعة"......(ردالمحتار: ۱/۴۱۴)

"قوله نال فضل الجماعة افاد ان الصلوة خلفهما اولی من الانفراد لکن لاینال کماینال خلف تقی ورع"......(ردالمحتار: ۱/۴۱۵)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆
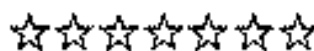
نابالغ بچے کی امامت کا حکم:

مسئلہ(۳۹۰): السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

درج ذیل مسئلہ کی وضاحت مطلوب ہے۔

کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ نابالغ بچہ کی امامت درست ہے یا نہیں؟ اگر نہیں تو مجبوری کی صورت میں اس کی کس حد تک اجازت ہے، اور مجبوری کی صورت کیا معتبر ہوگی، اس طرح نابالغ کی اذان کے بارے میں کیا حکم ہے، کیا واجب الاعادہ ہے یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوهاب

نابالغ کو امام بنانا فرضوں میں ہو یا تراویح میں جائز نہیں ہے، اس کے پیچھے نماز نہیں ہوگی، اسی طرح ناسمجھ بچہ کی اذان بھی درست نہیں ہے، البتہ سمجھدار بچے کی اذان جائز ہے مگر خلاف اولیٰ ہے، واجب الاعادہ نہیں ہے۔

”وامامة الصبی المراهق لصبیان مثله یجوز کذافی الخلاصة وعلی قول ائمة بلخ یصح الاقتداء بالصبیان فی التراویح والسنن المطلقة کذافی فتاویٰ قاضی خان المختار انه لایجوز فی الصلوات کلها کذافی الهدایة وهوالاصح کذافی المحیط وهوقول العامة وهوظاهر الروایة هکذفی البحر الرائق“......(فتاویٰ الهندیة: ۱/۸۵)

”واذان الصبی العاقل صحیح من غیر کراهة ظاهر الروایة ولکن اذان البالغ افضل واذان الصبی الذی لایعقل لایجوزویعاد وکذاالمجنون هکذافی النهایة“...... (فتاویٰ الهندیة: ۱/۵۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

ڈاڑھی مونڈے کے پیچھے نماز پڑھنا بہتر ہے یا تنہا؟

مسئلہ(۳۹۱): محترم مفتی صاحب ہم لوگ سٹور میں کام کرتے ہیں مزدوری وغیرہ اور ہم اسی میں عشاء اور صبح کی نماز پڑھتے ہیں لیکن جو امام صاحب ہے وہ ڈاڑھی کٹواتا ہے تو آیا اس صورت میں ہم نماز جماعت کے ساتھ اسی کے پیچھے پڑھیں یا بغیر جماعت کے علیحدہ پڑھ لیا کریں؟ جواب جلد مرحمت فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوهاب

بشرط صحت سوال اگر یہ مذکورہ شخص ڈاڑھی ایک مٹھی سے کم کرواتا ہے تو اس کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے، کوشش کریں اگر کوئی قریب ایسی مسجد ہو کہ وہاں صحیح العقیدہ پابند شریعت امام ہو تو وہاں جماعت سے نماز ادا کریں، اگر اس طرح ممکن نہیں تو اسی امام کے پیچھے ہی نماز جماعت سے ادا کریں، جماعت کو نہ چھوڑیں اس صورت میں علیحدہ نماز پڑھنے سے جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا افضل ہے، مزید انتظامیہ سے رابطہ کر کے کسی صالح دین دار شخص کو امام رکھنے کی کوشش کریں۔

"قوله فالحاصل انه يكره الخ قال الرملي ذكر الحلبي في شرح منية المصلي ان كراهة تقديم الفاسق والمبتدع كراهة التحريم "......(منحة الخالق على البحر: ١/٦١١)

"واما الفاسق فقد عللوا كراهة تقديمه بانه لايهتم لامر دينه وبان في تقديمه للامامة تعظيمه وقد وجب عليهم اهانته شرعا ولايخفى انه اذا كان اعلم من غيره لاتزول العلة فانه لايؤمن ان يصلي بهم بغير طهارة فهو كالمبتدع تكره امامته بكل حال بل مشى في شرح المنية على ان كراهة تقديمه كراهة تحريم لماذكرنا "......(فتاوىٰ شامي: ١/٤١٣)

" ولابأس بنتف الشيب واخذاطراف اللحية والسنة فيها القبضة وفيه قطعت شعررأسها اثمت ولعنت زادفي البزازية وان باذن الزوج لانه لاطاعة لمخلوق في معصية الخالق ولذايحرم على الرجل قطع لحيته"......(الدر على الرد:٥/٢٨٨)

" وتجوزامامة الاعرابي والاعمى والعبد وولدالزنا والفاسق كذافي الخلاصة الاانهاتكره هكذافي المتون " ......(فتاوىٰ الهندية: ١/٨٥)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

بازو کٹے ہوئے شخص کی امامت کا حکم:

مسئلہ(۳۹۲): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ میرا ایک بازو کہنی کے قریب سے کٹا ہوا ہے، اور میں عالم دین بھی ہوں حافظ قرآن بھی ہوں، اور پاکی کا مکمل اہتمام کرتا ہوں، تو میری امامت کا کیا حکم ہے؟ قرآن وسنت کی روشنی میں جواب مرحمت فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوهاب

اگر آپ طہارت اور پاکی ٹھیک طور پر کر لیتے ہیں اور پاکی کا اہتمام رکھتے ہیں تو آپ کی امامت شرعاً درست ہے وگرنہ مکروہ ہے۔

" وكذاتكره خلف امرد وسفيه ومفلوج وابرص شاع برصه(قوله ومفلوج وابرص شاع برصه) وكذلك اعرج يقوم ببعض قدمه فالاقتداء بغيره اولى تاترخانية وكذا اجذم بيرجندى ومجبوب وحاقن ومن له يد واحدة فتاوى الصوفية عن التحفة والظاهر ان العلة النفرة ولذاقيد الابرص بالشيوع ليكون ظاهر اولعدم امكان كمال الطهارة ايضا فى المفلوج والاقطع والمجبوب ولكراهة صلاة الحاقن اى ببول ونحوه "...... (درمع الشامى: ۱/۴۱۶)

"وتكره الصلاة خلف امردوسفيه ومفلوج وابرص شاع برصه ومراء ومتصنع ومجذوم"...... (حاشية الطحطاوى على مراقى الفلاح :۳۰۳)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

غیر محرم عورتوں سے تعلق رکھنے والے امام کی امامت:

مسئلہ(۳۹۳): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام ان مسائل کے بارے میں کہ

(۱) ایک حافظ قرآن سارا سال ڈاڑھی کٹواتا یعنی ایک انچ تقریباً ڈاڑھی رکھتا ہے، اور غیر محرم عورتوں سے لایعنی کر کے تعلقات بنانے کا عادی ہے، کیا یہ شخص فرض نماز یا نماز تراویح یا وتر نماز کی امامت اس کے لیے جائز ہے؟ وضاحت فرمائیں۔

(۲) ایک شخص امام مسجد ہے، ننگی اور فحش قسم کی فلمیں دیکھتا ہے اس سے اس بارے میں پوچھا گیا تھا تو اس نے جواب دیا کہ پہلے بھی دیکھتا تھا اب بھی دیکھتا ہوں اور آئندہ بھی دیکھوں گا، آپ کی میرے پیچھے نماز نہیں ہوتی تو نہ پڑھیں، اس بارے میں شرعی حکم کیا ہے؟ وضاحت فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوھاب

بشرط صحت سوال ڈاڑھی کو ایک مشت سے کم کرنا، غیر محرم عورتوں کے ساتھ ناجائز تعلقات رکھنا، اور فحش فلمیں دیکھنا یہ سب ناجائز امور ہیں ان کا مرتکب فاسق ہے اور فاسق کی امامت اور اس کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔

" قوله واماالاخذمنها الخ بهذاوفق وفى الفتح بين مامر وبين مافى الصحيحين عن ابن عمر عنه ﷺ احفوا الشوارب واعفوا اللحى قال لانه صح عن ابن عمر راوى هذالحديث انه كان ياخذالفاضل عن القبضة فان لم يحمل على النسخ كماهواصلنا فى عمل الراوى على خلاف مرويه مع انه روى عن غير الراوى وعن النبى ﷺ يحمل الاعفاء على اعفائها عن ان ياخذغالبها اوكلها كماهوفعل مجوس الاعاجم من حلق لحاهم ......مافى مسلم عن النبى ﷺ خذوا الشوارب واعفوا اللحى خالفوا المجوس واماالاخذمنها وهى دون ذلك كمايفعله بعض المغاربة ومخنثة الرجال فلم يبحه احد ......فتاوىٰ شامى جلدنمبر ۲)

"وتجوزامامة الاعرابى والاعمى والعبدوولدالزنى والفاسق كذافى الخلاصة الاانهاتكره هكذافى المتون " ......(فتاوىٰ الهندية: ۱/۸۵)

"ويكره تقديم العبد لانه لايتفرغ للتعليم والاعرابى لان الغالب فيهم الجهل والفاسق لانه لايهتم لامردينه " ......(هدايه: ۱/۱۲۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

امرد کی امامت کا حکم:

مسئلہ(۳۹۴): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک آدمی حافظ قرآن جو کہ سیکنڈ ایئر میں پڑھتا ہے اس کی ابھی ڈاڑھی نہیں آئی، بغیر ڈاڑھی کے اس کے پیچھے نماز تراویح ہو سکتی ہے یا کہ نہیں؟ اگر ہو سکتی ہے تو شریعت کے مطابق لکھ دیں، اور عمر تقریباً ۱۹ سال ہے۔

الجواب باسم الملک الوهاب

اگر واقعی اس کی ڈاڑھی آئی ہی نہیں اور مسائل وغیرہ سے باخبر ہے تو اس کو تراویح میں امام بنانا بلا کراہت جائز ہے۔

"والاحق بالامامة تقديما بل نصبامجمع الانهر الاعلم باحكام الصلوة فقط"......(درمختار: ۱/۸۲)

"الاولیٰ بالامامة اعلمهم باحكام الصلوة هكذافي المضمرات "......(فتاویٰ الهندية: ۱/۸۳)

"وفی شرح القدوری يجوزامامة الامرد اذاكان بالغا"......(خلاصة الفتاویٰ ۱/۱۴۸)

"بلوغ الغلام بالاحتلام والاحبال والانزال والجارية بالاحتلام والحيض والحبل فان لم يوجد فيهما شئ فحتى يتم لكل منهما خمس عشرة سنة به يفتى لقصر اعماراهل زماننا قوله به يفتیٰ هذاعندهما وهورواية عن الامام وبه قالت الائمة الثلاثة"......(فتاویٰ شامی: ۵/۱۰۷)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

"انظر حالنا یا رسول" کا عقیدہ رکھنے والے کی امامت:

مسئلہ(۳۹۵): کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ بندہ کی محلّہ کی مسجد کے امام اور انتظامیہ دونوں بریلوی مسلک کے ہیں، ان کے مشہور عقائد میں سے ایک عقیدہ یہ بھی ہے کہ "انظر حالنا

یارسول " اور آپ ﷺ کے لیے علم غیب اور حاضر وناظر کا بھی عقیدہ ہے، اب پوچھنا یہ ہے بندہ محلے کی مسجد چھوڑ کر دوسرے محلے کی مسجد میں نماز پڑھتا ہے، جس کا امام اور انتظامیہ صحیح العقیدہ (دیوبندی) ہے اور دوسرے محلے کی مسجد تقریبا گھر سے آدھا کلومیٹر دور ہے، آیا بندہ محلّہ کی مسجد چھوڑ کر دوسری مسجد میں نماز پڑھنے سے گناہ گار ہوگا کہ نہیں ؟ کیونکہ سنا ہے کہ محلّہ کی مسجد کا زیادہ حق ہے۔؟

الجواب باسم الملک الوھاب

بشرط صحت سوال مذکورہ بالاعقائد کی وجہ سے امام بدعتی ہے جس کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ ہے، لہذا اس مجبوری کی وجہ سے اگر کوئی شخص دوسرے محلے کی مسجد میں جس میں امام صحیح العقیدہ اور متقی وپرہیزگار ہے کے پیچھے نماز پڑھتا ہے، اور اپنے محلے کی مسجد کو چھوڑتا ہے تو اس کی وجہ سے گناہ گار نہ ہوگا۔

" وکرہ امامة العبد والاعرابی والفاسق والمبتدع والاعمی وولدالزناء "

......(البحر الرائق : ۱/۲۱۰)

" وفی الفتاویٰ لو صلی خلف فاسق اومبتدع ینال فضل الجماعة لکن لاینال کماینال خلف تقی ورع لقوله ﷺ (من صلی خلف عالم تقی فکانما صلی خلف نبی...... وذکر الشارح وغیرہ الفاسق اذاتعذر منه یصلی الجمعة خلفه وفی غیرھا ینتقل الی مسجد آخر وعلل له فی المعراج بان فی غیرالجمعة یجدامامًاغیرہ فقال فی فتح القدیر وعلل ھذا فیکرہ الاقتداء به فی الجمعة اذاتعددت اقامتها فی المصر علی قول محمد وھوالمفتیٰ به لانه بسبیل من التحول حینئذ "......(البحر الرائق : ۱/۶۱۱)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆

فون پر غیر محرم سے باتیں کرنے والے کی امامت:

مسئلہ(۳۹۶): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ جو امام صاحب فون پر غیر محرم لڑکیوں سے باتیں کرتے ہوں اور مقتدیوں کو یقینی طور پر علم ہوجائے کہ وہ باتیں کرتے ہیں تو ان کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

جوامام صاحب غیر محرم لڑکیوں سے فون پر فحش اور غیر شرعی باتیں کرتے رہتے ہیں توان کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ ہے، کیونکہ وہ فاسق ہے۔

" واما الفاسق فقدعللوا کراھة تقدیمه بانه لایھتم لامر دینه وبان فی تقدیمه للامامة تعظیمه وقد وجب علیھم اھانته شرعا ولایخفی انه اذاکان اعلم من غیره لاتزول العلة فانه لایؤمن ان یصلی بھم بغیر طھارة فھو کالمبتدع تکره امامته بکل حال بل مشی فی شرح المنیة علی ان کراھة تقدیمه کراھة تحریم لماذکرنا "......(فتاوی شامی : ۱/۴۱۴)

واللہ تعالی اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

مسجد میں نماز نہ پڑھنے والے شخص کا جمعہ اور عیدین میں امام بننا:

مسئلہ(۳۹۷): کیافرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک آدمی پورا ہفتہ گھر میں نماز پڑھتا ہے جب کہ مسجد اس کے گھر کے بالکل قریب ہے، اور وہ آدمی جمعہ کی نماز کے لیے مسجد میں آتا ہے اور جمعہ کی نماز لوگوں کو پڑھاتا ہے، نیز یہی آدمی عید کی نماز کے لیے آیا اور کہا کہ تکبیریں عید کی ۱۳ ہیں ۶ نہیں ہیں، پھر لوگوں نے شور مچایا تو اس نے کہا کہ ۱۱ تکبیریں ہیں، تو اس میں دریافت طلب یہ امر ہے کہ ایسے شخص کی امامت کا کیا حکم ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

واضح رہے کہ جو شخص بلا عذر ترک جماعت کا عادی ہو اس کو امام بنانا مکروہ تحریمی ہے اور احناف کے نزدیک تکبیرات عید چھ ۶ ہیں، لہذا صورت مسئولہ میں ایسے شخص کو امام بنانا اور بغیر کسی مجبوری کے اس کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ ہے۔

" والجماعة سنة مؤکدة للرجال قال الزاھدی ارادوا بالتاکید الوجوب(قوله قال الزاھدی)توفیق بین القول بالسنیة والقول بالوجوب الآتی وبیان ان المراد بھما واحد اخذامن استدلالھم بالاخبار الواردة بالوعید

الشديدبترك الجماعة وفي النهر عن المفيد الجماعة واجبة وسنة لوجوبها بالسنة اه وهذا كجوابهم عن رواية سنية الوتر بان وجوبها ثبت بالسنة قال في النهر الاان هذا يقتضي الاتفاق على ان تركها مرة بلاعذر يوجب اثما مع انه قول العراقيين والخراسانيون على انه يأثم اذااعتاد الترك كمافي القنية اه وقال في شرح المنية والاحكام تدل على الوجوب من ان تاركها بلاعذر يعزر وترد شهادته ويأثم الجيران بالسكوت عنه "......(درمع الرد : ۱/۳۰۸)

"ويصل الامام ركعتين فيكبرتكبيرة الافتتاح ثم يستفتح ثم يكبر ثلاثا ثم يقرء جهرا ثم يكبر تكبيرة الركوع فاذاقام الى الثانية قرء ثم كبر ثلاثا وركع بالرابعة فتكون التكبيرات الزوائد ستاثلاثا في الاولىٰ وثلاثا في الاخرى وثلاث اصليات تكبيرة الافتتاح وتكبيرتان للركوع فيكبر في الركعتين تسع تكبيرات ويوالي بين القراء تين وهذه رواية ابن مسعود رضي الله عنه وبها اخذاصحابنا كذافي محيط السرخسي "......(فتاوىٰ الهندية: ۱/۱۵۰)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆
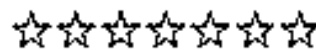
پندرہ سال عمر والے لڑکے کی امامت کا حکم:

مسئلہ(۳۹۸): (۱) کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک لڑکا حافظ قرآن ہے جس کی عمر ۱۵ سے ۱۷ سال ہے، لیکن ڈاڑھی نہیں ہے، کیا یہ لڑکا مستقل امامت کرواسکتا ہے یا نہیں؟

(۲) کیا ایک لڑکا محض طالب علم یا محض حافظ قرآن ہے اور ڈاڑھی بھی ہے یہ مستقل امامت کرواسکتا ہے یا نہیں؟

(۳) محض تبلیغی جن کا سال یا چار مہینے لگے ہوئے ہوں یہ شخص بھی مستقل امامت کرواسکتا ہے یا نہیں؟

برائے مہربانی حدیث کی روشنی میں جواب دے کر مشکور فرمادیں۔

الجواب باسم الملک الوھاب

(۱) پندرہ سال کی عمر میں لڑکا بالغ ہوتا ہے جب اس کی ڈاڑھی نہ آئی ہو اور خوبصورت بھی ہو تو اس شخص کو مستقل امام بنانا مکروہ ہے، محل فتنہ کی وجہ سے، اور اگر خوبصورت اور محل فتنہ نہ ہو تو اس کی امامت بلاکراہت جائز ہے۔

(۳،۲) امامت کے لیے شرائط یہ ہیں کہ احکام صلوۃ سے واقف ہو اور نماز کے اندر مقدار سنت قراۃ سے بھی واقف ہو اور کبائر سے اجتناب کرتا ہو نیک وصالح ہو چاہے وہ حافظ قرآن ہو یا طالب علم ہو یا غیر عالم ہو وہ امامت کرواسکتا ہے۔

"بلوغ الغلام بالاحتلام والاحبال والانزال والاصل هوالانزال والجارية بالاحتلام والحيض والحبل ولم يذكر الانزال صريحا لانه قلما يعلم منها فان لم يوجد فيهما شئ منهافحتى يتم لكل منهما خمس عشرة سنة به يفتى لقصراعمار اهل زماننا وادنى مدته له اثناعشرة سنة ولهاتسع سنين هوالمختار كمافى احكام الصغار "......(الدرالمختار: ۲/۱۹۹)

"قوله وكذاتكره خلف امرد الظاهر انهاتنزيهية ايضا والظاهر ايضا كماقال الرحمتى ان المراد به الصبيح الوجه لانه محل الفتنة وهل يقال هناايضا اذكان اعلم القوم تنتفى الكراهة فان كانت علة الكراهة خشية الشهوة وهوالاظهر فلاوان كانت غلبة الجهل اونفرة الناس من الصلاة خلفه فنعم فتأمل والظاهر ان ذاالعذار الصبيح المشتهى كالامرد تأمل هذا وفى حاشية المدنى عن الفتاوىٰ العفيفة سئل العلامة الشيخ عبدالرحمن بن عيسى المرشدى عن شخص بلغ من السن عشرين سنة وتجاوزحدالانبات ولم ينبت عذاره فهل يخرج بذلك عن حدالامردية وخصوصا قدنبت له شعرات فى ذقنه تؤذن بانه ليس من مستديرى اللحى فهل حكمه فى الامامة كالرجال الكاملين ام لا؟اجاب سئل العلامة الشيخ احمدبن يونس المعروف بابن الشلبى من متاخرى علماء الحنفية عن هذه المسئلة فاجاب بالجواز من غير كراهة وناهيك به قدوة والله اعلم وكذلك سئل عنهاالمفتى محمدتاج الدين القلعى فاجاب بذلك "......(فتاوىٰ شامى : ۱/۴۱۵،۴۱۶)

" والاحق بالامامة تقديما بل نصبا مجمع الانهر الاعلم باحكام الصلوة فقط

صحة وفسادا بشرط اجتنابه للفواحش الظاهرة وحفظه قدر فرض وقيل واجب وقيل سنة "...... الدر علی هامش الرد : ۱/۴۱۲)

"قوله وقيل سنة قائله الزيلعي وهوظاهر المبسوط كمافي النهر ومشى عليه في الفتح قال ط وهو الاظهر لان هذا التقديم على سبيل الاولوية فالانسب له مراعاة السنة "......(فتاوىٰ شامي: ۱/۴۱۲)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

امام کا لوگوں کا نام لے کر ان کو وعظ ونصیحت کرنے کا حکم:

مسئلہ(۳۹۹): کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ میں اپنے محلّہ کی مسجد میں نماز پڑھاتا ہوں ہر روز انہیں کچھ نہ کچھ مسائل کے بارے میں عرض کیے جاتا ہوں، لیکن کوئی نماز نہیں پڑھتا، یا زکوۃ وعشر ادا نہیں کرتا تو اگر اس کے بارے میں عرض کرتے ہوئے یہ کہا جائے کہ فلاں زمیندار کے فلاں برادری کا شخص یا فلاں محلے والا نماز نہیں پڑھتا، فلاں کام غلط کرتا ہے تو کیا اس کے باوجود لوگ کہتے ہیں کہ ہم نماز کو آتے ہیں اور تو ہماری بے عزتی کرتا ہے اور توہین کرتا ہے، کوئی کہتا ہے تو ہمارا ناک کاٹتا ہے، حضرات علماء کرام اب ہمیں کیا کرنا چاہیئے؟ اس بات کا خدشہ ہے کہ جس امام پر لوگ ناراض ہوں وہ جنتی نہیں ہوگا آپ فرمائیں کہ جب مقتدی ناراض ہوں تو میں امامت چھوڑ دوں جب کہ پہلے بھی یہ کہا ہے کہ تنخواہ پر مولوی رکھ لیا جائے، آپ راہنمائی فرمائیں کہ اس بارے میں مجھے کیا کرنا چاہیے، امامت کروں یا استعفیٰ دے دوں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

امام صاحب کا نام لے کر کسی کے بارے میں یوں کہنا جائز نہیں ہے، کیونکہ حضور ﷺ نے کبھی بھی ایسے نہیں کہا بلکہ آپ ﷺ یوں فرماتے تھے کہ تم میں سے بعض ایسے ہیں نام نہیں لیتے تھے، اس لیے نام لینا ٹھیک نہیں ہے، اور اگر امام صاحب شریعت کے مطابق وعظ ونصیحت کرتے ہیں تو ان میں کچھ نقص نہیں ہے، لہذا مقتدیوں کی ناراضگی کا اثر نماز پر کچھ نہیں ہوگا، امام کی نماز بلا کراہت جائز ہے، اور گناہ مقتدیوں پر ہے، اور اگر امام میں نقص ہو اور اس وجہ سے مقتدی ناخوش ہوں تو امام کا امامت کروانا مکروہ ہے۔

"ولوام قوما وهم له كارهون ان الكراهة لفساد فيه اولانهم احق بالامامة منه كره له ذالك تحريما لحديث ابى داؤد لايقبل الله صلوة من تقدم قوما وهم له كارهون وان هواحق لا والكراهة عليهم"......(الدرالمختار علیٰ هامش ردالمحتار: ۱/۴۱۳)

" رجل ام قوما وهم له كارهون ان كانت الكراهة لفسادفيه اولانهم احق بالامامة يكره له ذالك وان كان هواحق بالامامة لايكره هكذافى المحيط "......(فتاویٰ الهندية: ۱/۸۷)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

کمپیوٹر چلانے والے کی امامت کا حکم:

مسئلہ(۴۰۰):　بخدمت جناب مفتی صاحب

سلام مسنون کے بعد گزارش ہے کہ مفتیان کرام وعلمائے دین اس مسئلہ کے بارے میں کیا فرماتے ہیں کہ ہماری مسجد کے مولوی صاحب امام وخطیب ہیں اور ساتھ ساتھ تدریس بھی کرتے ہیں، اب وہ شائق ہوئے کہ علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی سے ایف، اے بھی کیا جائے اور کمپیوٹر بھی چلایا جائے، مولوی صاحب کا کمپیوٹر چلانا ٹی وی کے حکم میں آئے گا یا نہیں؟ اگر ٹی وی کے حکم میں ہے تو ٹی وی دیکھنے والے کی اقتداء میں نماز ہو جاتی ہے یا نہیں؟ اور اگر ٹی وی کے حکم میں نہیں ہے تو مسئلہ کی وضاحت فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوهاب

بشرط صحت بیان اگر اس امام نے کمپیوٹر صرف جائز ضروریات کی غرض سے خریدا اور صرف اپنے ضروری جائز مقاصد میں صرف کیا تو پھر کوئی قباحت نہیں ہے اور نہ یہ ٹی وی کے حکم میں ہے، لہذا اس کی اقتداء میں نماز پڑھنا جائز ہے، لیکن اگر اس نے اس کو غیر شرعی مقاصد کے لیے خریدا یا غیر شرعی امور کے لیے استعمال کیا مثلاً فلم وناچ وغیرہ کے لیے تو یہ ٹی وی کے حکم میں ہے تو جس طرح ٹی وی دیکھنے والے کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے کیونکہ وہ فاسق ہے اسی طرح اس کے پیچھے نماز پڑھنا بھی مکروہ تحریمی ہے۔

"استماع صوت الملاهي كالضرب بالقضيب ونحوه حرام قال عليه السلام استماع الملاهي معصية والجلوس عليها فسق والتلذذبها كفر اى بالنعمة فصرف الجوارح الى غير ماخلق لاجله كفربالنعمة لاشكر فالواجب كل الواجب ان يجتنب كي لايستمع لماروى انه عليه السلام ادخل اصبعه في اذنه عندسماعه واشعارالعرب لوفيها ذكرالفسق يكره"......(بزازيه على هامش الهندية: ٦/٣٥٩)

"قوله وكره كل لهو اى كل لعب وعبث فالثلاثة بمعنى واحد كمافى شرح التاويلات والاطلاق شامل لنفس الفعل واستماعه كالرقص والسخرية والتصفيق وضرب الاوتار من الطنبور والبربط والرباب والقانون والمزمار والصنج والبوق فانها كلها مكروهة لانها زى الكفار واستماع ضرب الدف والمزمار وغيرذالک حرام وان سمع بغتة يكون معذورا ويجب ان يجتهد ان لايسمع قهستاني"......(فتاوىٰ شامي: ٥/٢٧٩)

" ومن الناس من يشترى لهوالحديث (ولهوالحديث على ماروى عن الحسن كل ماشغلک عن عبادة الله وذكره من السمر والاضاحيک والخرافات والغناء ونحوها"......(روح المعاني : ٢١/٦٧)

"واماالفاسق فقدعللوا كراهة تقديمه بانه لايهتم لامردينه وبان في تقديمه للامامة تعظيمه وقدوجب عليهم اهانته شرعا ولايخفى انه اذاكان اعلم من غيره لاتزول العلة فان لايؤمن من ان يصلي بهم بغيرطهارة فهوكالمبتدع تكره امامته بكل حال بل مشى في شرح المنية على ان كراهة تقديمه كراهة لماذكرنا" ......(فتاوىٰ شامي: ١/٣١٣)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆

قرض لیکر منکر ہو جانے والے کی امامت کا حکم:

مسئلہ(۴۰۱): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک امام اپنے مقتدی کا ۲۵۰۰ روپے دینے سے انکاری ہوگیا، اس کی امامت کا کیا حکم ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

مذکورہ شخص فاسق ہے اور فاسق کی امامت مکروہ تحریمی ہے۔

"ویکرہ تقدیم العبد والاعرابی والفاسق والاعمیٰ وولدالزنا"......(البحرالرائق: ۱/۶۱۰)

"قولہ فاسق من الفسق وھوالخروج عن الاستقامۃ ولعل المراد من یرتکب الکبائر کشارب الخمر والزانی واکل الربا ونحو ذلک"......(فتاویٰ شامی: ۱/۴۱۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

مسجد ومدرسہ کا پیسہ ہڑپ کرنے والے کی امامت:

مسئلہ(۴۰۲): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام ایسے امام کے بارے میں جن پر جہاں دوسرے الزامات ہیں مثلاً مسجد کا پیسہ ہڑپ کر جانا، وہاں ایک الزام یہ ہے کہ مولوی صاحب کو اہل محلّہ کے دو افراد نے الگ الگ مواقع پر غیر محرم کے ساتھ زنا کرتے ہوئے دیکھا ہے، اوران دونوں نے کمیٹی کو حلفاً بیان دیا ہے، کیا ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھی جاسکتی ہے یا نہیں؟ زنا کے موقع پر چار گواہوں کے ہونے کا کیا مطلب ہے؟ اگر ایک شخص نے امام کو دیکھا باقی تین گواہ نہیں ہیں کیا اس کی امامت جاری رہے گی؟

الجواب باسم الملک الوھاب

صرف شک سے کوئی بات ثابت نہیں ہوتی بلکہ کسی پر بدگمانی کرنا شرعاً حرام ہے اور گناہ کبیرہ ہے اور اگر ثبوت ہے کہ واقعی اس شخص نے مسجد ومدرسہ کا پیسہ ہڑپ کیا ہے اور زنا کا مرتکب بھی ہوا ہے تو عدالت میں اس کو ثابت کیا جائے، اور اگر ثبوت مل جائے تو پھر بوجہ فسق ہونے کے اس کو امام بنانا مکروہ تحریمی اور انتظامیہ/متولی کے ذمہ لازم ہوگا کہ وہ اس کو معزول کرے ورنہ گناہ انتظامیہ/متولی پر ہوگا۔

اگر چار یعنی گواہ نہیں ہیں تو جو ایک بیان کریگا اس پر حد قذف جاری ہوگی، لقوله تعالیٰ" والذین یرمون المحصنات ثم لم یاتوا باربعة شهداء فاجلدوهم ثمانین جلدة "......(سورة النور) لہذا اگر دیکھنے والا ایک ہی آدمی ہو تو وہ خاموش رہے اور فوراً اس کے پیچھے نماز نہ پڑھے کیونکہ اس کو اپنی ذات کی حد تک تو اطمینان ہے، اور ثبوت کی حد تک دوسروں کے لیے اس کے بیان سے ثبوت نہ ہو سکے گا۔

"ففی الحدیث ان الله تعالیٰ حرم من المسلم وعرضه وان یظن به ظن السوء "......(روح المعانی: ۲۶/۱۵۶)

" والذین یرمون المحصنات ثم لم یأتوا باربعة شهداء فاجلدوهم ثمانین جلدة والمراد الرمی بالزنا وهو اشتراط اربعة من الشهود یشهدون علیهابمارماها به لیظهر به صوقه فیمارماهابه"......(البحر الرائق : ۵/۴۹)

" قوله وفاسق من الفسق وهو الخروج عن الاستقامة ولعل المرادبه من یرتکب الکبائر کشارب الخمر والزنی وآکل الرباونحوذلک کذافی البرجندی اسمعیل وفی المعراج قال اصحابنا لاینبغی ان یقتدی بالفاسق الافی الجمعة لانه فی غیرها یجداماما غیره "......(فتاویٰ شامی : ۱/۴۱۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

مرتکب کبائر کے پیچھے نماز کا حکم:

مسئلہ(۳۰۴): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص اگر گناہ کبیرہ کا مرتکب امام ہو تو اس کی اقتداء میں نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوهاب

واضح رہے کہ بصورت صحت سوال گناہ کبیرہ کا مرتکب فاسق ہے اور فاسق کی اقتداء میں نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے اگر توبہ کرلی تو پھر جائز ہے۔

"ویکره تقدیم العبد والاعرابی والفاسق والاعمیٰ وولدالزنا وان تقدموا جاز لقوله علیه السلام صلوا خلف کل بروفاجر"......(هدایه: ۱/۱۲۲)

"وفيه اشارة الى انهم قدموا فاسقا يأثمون بناء على ان كراهة تقديمه كراهة تحريم لعدم اعتنائه بامور دينه وتساهله في الاتيان بلوازمه فلايبعد منه الاخلال ببعض شروط الصلوة وفعل ماينافيها بل هو الغالب بالنظر الى فسقه ولذلم تجز الصلوة خلفه اصلا عندمالک ورواية عن احمد الاانا جوزناها مع الكراهة لقوله عليه السلام صلوا خلف كل بروفاجر وجاهدوا مع كل فاجر"......(حلبی کبیری : ۴۴۲)

"قال النبی ﷺ التائب من الذنب كمن لاذنب له "......(سنن ابن ماجه : ۳۱۳)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆
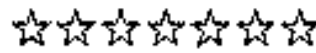
معذور کی امامت کا حکم:

مسئلہ(۴۰۴): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک آدمی کو ہر وقت چھوٹے پیشاب کی شکایت رہتی ہے کیا یہ آدمی جماعت کرواسکتا ہے یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

اگر یہ شخص معذور ہے تو جماعت نہیں کرواسکتا، اور اگر معذور نہیں ویسے پیشاب زیادہ آتا ہے تو حالت طہارت میں جماعت کرواسکتا ہے۔

"ولايصلى الطاهر خلف من به سلس البول ولاالطاهرات خلف المستحاضة"......(فتاوىٰ الهندية: ۱/۸۴)

"ولايصح اقتداء الكاسي بالعاري ولاالصحيح بصاحب العذر "......(فتاوىٰ التاتارخانية: ۱/۴۴۳)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

مسلمان کوکافر کہنے والے کی امامت:

مسئلہ(۴۰۵): کیافرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک آدمی کواسٹیج پرکافر کہاجاتا ہے، حالانکہ وہ مسلمان ہے اور کافر کہنے والا اس کے ساتھ کھانا بھی کھاتا ہے، کیااس کی امامت درست ہے یانہیں؟

الجواب باسم الملک الوهاب

ایسے شخص کوکافر کہناجوکہ صرف دعوی کے طور پر مسلمان نہ ہو جیسے مرزائی اورروافض کافر ہونے کے باوجوداسلام کا دعویٰ کرتے ہیں، بلکہ واقعتاً مسلمان ہو، توایسے مسلمان کوکافر کہنا جرم ہے، اور مجرم کی امامت درست نہیں مکروہ تحریمی ہے۔

”عن ابی ذرانه سمع النبی ﷺ یقول لایرمی رجل رجلا بالفسوق ولایرمیه بالکفر الاارتدت علیه ان لم یکن صاحبه کذلک“......(صحیح البخاری : ۲/۸۹۳)

”وهذا یقتضی ان من قال لاخرانت فاسق اویافاسق اوقال انت کافر اویاکافر فان کان لیس کماقال کان هوالمستحق للوصف المذکور وان کان کماقال لایرجع علیه شئ لکونه صدق فیماقال لکن لایلزم من ذلک ان لایکون اثما“......(عمدة القاری : ۲۲/۱۹۵)

”قال بعض مشائخنا ان الصلوة خلف المبتدع لاتجوز وذکرفی المنتقی روایة عن ابی حنیفة انه کان لایری الصلوة خلف المبتدع والصحیح انه ان کان هوی یکفره لاتجوز وان کان لایکفره تجوزمع الکراهة“......(بدائع الصنائع : ۱/۳۸۷)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

دیوبندی کے پیچھے بریلوی کی امامت:

مسئلہ(۴۰۶): محترم ومکرم مفتی صاحب بندہ کویہ فتویٰ درکار ہے کہ دیوبندی کے پیچھے بریلوی کی نماز ہوجاتی ہے یانہیں؟فتوی عنایت فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوھاب

دیوبندی کے پیچھے بریلوی کی نماز بلا کراہت درست ہے بشرطیکہ دیوبندی فاسق نہ ہو، اگر دیوبندی فاسق ہوتو اس کی امامت بھی مکروہ ہے۔

"وکرہ امامۃ العبد والاعرابی والفاسق والمبتدع"......(البحر الرائق: ۱/۶۱۱)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

نابینے شخص کی امامت کا حکم:

مسئلہ(۷۰۴): کیا فرماتے ہیں مفتیانِ کرام علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک ایسا نابینا شخص جو کہ حافظ قرآن بھی ہے اور نماز وطہارت کے مسائل بھی اچھی طرح جانتا ہے، خطیب صاحب جب موجود نہیں ہوتے تو وہ نابینا شخص نماز پڑھاتا ہے بلکہ اکثر نمازیں وہ نابینا شخص ہی پڑھاتا ہے۔

قرآن وحدیث کی روشنی میں اس کی وضاحت فرما کر مشکور فرمائیں نیز مکروہ تنزیہی کی بھی وضاحت فرمائیں کہ وہ کیا ہے؟ جناب کی عین نوازش ہوگی۔

الجواب باسم الملک الوھاب

اگر مذکور نابینا حافظ نیک وصالح ہیں اور مسائل نماز وامامت سے اچھے واقف ہیں اور طہارت میں احتیاط کرنے والے ہیں تو شرعاً ان کی امامت درست ہوگی، اور مکروہ تنزیہی شرعاً ناپسندیدہ عمل کو کہا جاتا ہے۔

"واما بیان من یصلح للامامۃ فی الجملۃ فھو کل عاقل مسلم حتی تجوز امامۃ العبد والاعرابی والاعمی"......(بدائع الصنائع: ۱/۳۸۶)

"وتجوز امامۃ الاعرابی والاعمی"......(فتاویٰ الھندیۃ: ۱/۸۵)

"المکروہ تنزیھا ومرجعہ الی ماترکہ اولی"......(فتاویٰ شامی: ۱/۴۷۲)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

قرآن مجید کو بھول جانے والے کی امامت:

مسئلہ(۴۰۸): جو شخص قرآن حفظ کر کے بھول جائے اور ۱۰ برس میں بھی یاد نہ کرے اس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

اگر وہ یاد کرنے کی کوشش کرتا ہے تو اس کی امامت بغیر کراہت جائز ہے۔

(۳)"ومن الحديث المشهور عرضت على ذنوب امتى فلم ار اعظم ذنبا من رجل اوتى آية فنسيها ثم النسيان عندعلمائنا محمول على حال لم يقدر عليه بالنظر سواء كان حافظا ام لا"......(مرقاة المفاتيح : ۵/۲۷)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆
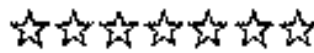
تقاریر کی ویڈیو کیسٹیں دیکھنے اور بیچنے والے کی امامت:

مسئلہ(۴۰۹): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ آج کل چند تنظیمیں وی، سی، آر، سی ڈیز، جہاد افغانستان، جہاد کشمیر، سپاہ صحابہ ٹرسٹ، ویڈیو کیسٹیں، مولانا حق نواز جھنگوی کی تصویر تقریر سناتے اور دکھاتے ہیں، اور ۲۷، ۲۸، ۲۹ رمضان کو محفل شبینہ دکھاتے ہیں، اور اسی طرح ہلال کمیٹی کا چاند کا اعلان کرواتے ہیں، اور تلاوت وغیرہ بھی باتصویر دکھائی جاتی ہے، اور اسی طرح حاجی کیمپوں میں مناسک کی کیسٹیں دکھائی جاتی ہیں، یہ کیسا ہے؟ جائز ہے یا ناجائز ہے؟ جو امام مسجد یہ کام کرتا ہو اور اس کو عکس سمجھ کر دیکھتا ہو اس کی امامت میں نماز جائز ہے یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

"اشد الناس عذابا يوم القيامة المصورون" کے تحت یہ سب کام درست نہیں ہیں، ایسے امام کی امامت مکروہ ہے، نیز یہ تمام مندرجہ اشیاء آلات لہو ولعب ہیں، لہذا اس کے ذریعے تلاوت سننا سنانا قرآن کی عظمت کے خلاف ہے۔

"عن ابى طلحة قال قال النبى ﷺ لاتدخل الملائكة بيتافيه كلب ولاتصاوير متفق عليه"......(مشكوة المصابيح: ۲/۳۹۸)

"قال في البحر وفي الخلاصة وتكره التصاوير على الثوب صلى فيه اولا انتهى وهذه الكراهة تحريمية وظاهر كلام النووى في شرح مسلم الاجماع على تحريم تصوير الحيوان وقال سواء صنعه لمايمتهن اولغيره فصنعته حرام بكل حال لان فيه مضاهاة لخلق الله تعالى وسواء كان في ثوب اوبساط اودرهم واناء وحائط وغيرها اه فينبغي ان يكون حراما لامكروها ان ثبت الاجماع اوقطعية الدليل بتواتره اه"......(ردالمحتار: ۱/۳۷۹)

" لماروى ابن حبان والنسائى استاذن جبريل عليه على النبى ﷺ فقال ادخل فقال كيف ادخل وفي بيتك ستر فيه تصاوير "......(فتاویٰ شامی: ۱/۳۸۰)

"وكذاالنهي انماجاء عن تصويرذى الروح لماروى عن على رضى الله عنه انه قال من صور تمثال ذى الروح كلف يوم القيامة ان ينفخ فيه الروح وليس بنافخ فامالانهى عن تصويرمالاروح له لماروى عن ابن عباس انه نهى مصوراعن التصوير فقال كيف اصنع وهو كسبي فقال ان لم يكن بدفعليك بتمثال الاشجار "......(بدائع الصنائع : ۱/۳۰۵)

"واماالتخاذالمصور بحيوان فان كان معلقاعلى حائط سواء كان له ظل ام لا اوثوبا ملبوسا اوعمامة اونحوذالك فهوحرام "......(مرقاة المفاتيح : ۸/۳۲۳)

"قال اصحابنا وغيرهم من العلماء تصويرصورة الحيوان حرام شديد التحريم وهومن الكبائر لانه متوعدا عليه بهذ الوعيد الشديد المذكور في الاحاديث سواء صنعه في ثوب اوبساط اودرهم اودينار اوغيرذلك"......(مرقاة المفاتيح :۸/۳۲۳)

" ويكره تقديم العبد لانه لايتفرغ للتعلم والاعرابى لان الغالب فيهم الجهل والفاسق لانه لايهتم لامردينه والاعمى لانه لايتوقى النجاسة وولدالزناء لانه

لیس له اب یشفقه فیغلب علیه الجهل ولان فی تقدیم هؤلاء تنفیر الجماعة فیکره"......(هدایه : ۱/۱۲۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

چغل خور کی امامت کا حکم:

مسئلہ(۳۰): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص بہت بڑا چغل خور ہے، اور بعض دفعہ کسی پر الزام تراشی بھی کر لیتا ہے، تو کیا اس شخص کی اقتداء میں نماز پڑھنا درست ہے؟

الجواب باسم الملک الوهاب

صورت مسئولہ میں چغل خوری کرنے والا گناہ کبیرہ کا مرتکب ہے اور گناہ کبیرہ کا مرتکب فاسق ہے، اور فاسق کی اقتداء میں نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے، ہاں اگر شخص مذکور توبہ کر لے تو پھر نماز پڑھنا جائز ہے، اور پہلے پڑھی ہوئی نمازوں کو لوٹانا بھی واجب نہیں ہے۔

"قوله فاسق من الفسق وهو الخروج عن الاستقامة ولعل المراد به من یرتکب الکبائر کشارب الخمر والزانی واٰکل الربا ونحوذلک"......(فتاویٰ شامی: ۱/۴۱۴)

"والنمام من ینقل الکلام بین الناس علی جهة الافساد وهی من الکبائر ویحرم علی الانسان قبولها"......(فتاویٰ شامی: ۱/۴۱۶)

"ویکره تقدیم العبد والاعرابی والفاسق والاعمی وولدالزناوان تقدموا جاز لقوله علیه الصلوة والسلام صلوا خلف کل بروفاجر"......(هدایه ۱/۱۲۴،۱۲۵:)

"وفیه اشارة الی لو انهم قدموا فاسقا یاثمون علی ان کراهة تقدیمه کراهة تحریم لعدم اعتنائه بامور دینه وتساهله فی الاتیان بلوازمه فلایبعد منه الاخلال ببعض شروط الصلوة وفعل ماینافیها بل هوالغالب بالنظر الی فسقه ولذا لم تجز الصلوة خلفه اصلا عندمالک وروایة عن احمد

......الاجوزنا انا مع الکراھۃ لقولہ علیہ السلام صلوا خلف کل بر و فاجر وجاھدوا مع کل فاجر "......(حلبی کبیری : ۴۴۴)

"قال النبی ﷺ التائب من الذنب کمن لا ذنب لہ "......(سنن ابن ماجہ: ۳۸۱)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

جس امام مسجد کو تنخواہ نہ دی جائے کیا وہ ترک امامت کرسکتا ہے؟

مسئلہ(۴۱۱): محترم جناب مفتی صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

قاری شہادت علی جو کہ جامع مسجد مدینہ محمود کالونی شاہدرہ لاہور میں امام تھے، اس مسجد میں قاری صاحب نے تقریباً چار سال امامت وخطابت کی ہے، اس کے علاوہ قاری صاحب نکاح خواں و نکاح رجسٹرار بھی ہیں، شروع شروع میں قاری صاحب کو اہل محلہ نے تنخواہ بھی دی ہے اس کے بعد چند وجوہات کی بناء پر اہل محلہ نے قاری صاحب کو تنخواہ نہیں دی۔

اب قاری صاحب نے مسجد میں نماز پڑھانا چھوڑ دی ہے اور مسجد کو ویران کردیا ہے حالانکہ قاری صاحب نکاح وغیرہ پڑھا کر بھی اپنا خرچ برداشت کرسکتے تھے، تو کیا دین اسلام اس بات کی اجازت دیتا ہے کہ اگر امام مسجد کو تنخواہ نہ دی جائے تو وہ نماز پڑھانا چھوڑ دے؟

قرآن وحدیث کی روشنی میں واضح کریں۔

الجواب باسم الملک الوھاب

اگر شرعی مفاسد کی بناء پر لوگوں نے تنخواہ بند کی ہے جو فسق امام کو مستلزم ہیں تو ان کا تنخواہ کو روکنا درست ہے، اور شخص مذکور کی امامت درست نہیں ہے، اور اگر امام صاحب کے اندر وجہ فسق موجود نہیں ہے تو بلا وجہ اس کی تنخواہ روکنا درست نہیں ہے، بلکہ اہل محلّہ پر لازم ہے کہ وہ ان کا ماہوار ادا کریں، اور چونکہ متاخرین کے قول پر اجرت علی الامامۃ لینا جائز ہے، اس لیے اجرت نہ ملنے کی صورت میں امامت نہ کرنا گو اس کی گنجائش تو ہے مگر بہتر نہیں ہے۔

" کمافی الھدایۃ فی باب النفقۃ ولان النفقۃ جزاء الاحتباس وکل من کان

محبوساً بحق مقصود لغیرہ کانت نفقتہ علیہ اصلہ القاضی والعامل فی الصدقات "......(ھدایہ: ۲/۴۴۱)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

بجلی چوری کرنے والے کی امامت:

مسئلہ(۴۱۲): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک امام صاحب جو اہل سنت والجماعت سے تعلق رکھتا ہے اور دین کا پابند سمجھا جاتا ہے۔

(۱) قربانی کی کھالیں مسجد کی تعمیر وغیرہ میں خرچ کرتا ہو۔

(۲) اور بجلی چوری کرتا ہو اور اس کو جائز بھی سمجھتا ہو۔

(۳) اور ٹی وی دیکھنا دکھانا حرام نہ سمجھتا ہو بلکہ کہتا ہو کہ بہت سے مفتی بھی دیکھتے ہیں تو ایسے شخص کی امامت کیسی ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

بشرط صحت سوال مندرجہ بالا امور کا مرتکب فاسق ہے اس کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔

"واما الفاسق فقد عللوا کراھۃ تقدیمہ بانہ لایھتم لامر دینہ وبان فی تقدیمہ للامامۃ تعظیمہ وقد وجب علیھم اھانتہ شرعا ولایخفی انہ اذا کان اعلم من غیرہ لاتزول العلۃ فانہ لایومن ان یصلی بھم بغیر طھارتہ فھو کالمبتدع تکرہ امامتہ بکل حال بل مشی فی شرح المنیۃ علی ان کراھۃ تقدیمہ کراھۃ تحریم "......(ردالمحتار: ۱/۴۱۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

فلمیں دیکھنے اور گانا سننے والے کی امامت:

مسئلہ(۴۱۳): بخدمت جناب مفتی صاحب جامعہ اشرفیہ لاہور

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ہماری مسجد کے امام صاحب جوکہ فلمیں دیکھتے ہیں اس کے علاوہ گانا وغیرہ بھی سنتے ہیں، کیا ایسے امام کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟ اس کے علاوہ مسجد کے نمازیوں کو بتانا فرض ہے یا نہیں؟ برائے مہربانی جواب تفصیل سے بتائیے۔

الجواب باسم الملک الوھاب

بشرط صحت سوال مذکورہ افعال کا ارتکاب موجب فسق ہے، اور فاسق کو امام بنانا درست نہیں ہے، تاوقتیکہ توبہ کرلے، اور کسی کی عیب جوئی اور ان کو فاش کرنا شریعت مطہرہ میں سختی سے روکا گیا ہے، اس لیے لوگوں کو بتانے سے اجتناب کرنا ضروری ہے۔

”وفی السراج ودلت المسئلة ان الملاهی کلها حرام ویدخل علیهم بلااذنهم لانکار المنکر قال ابن مسعود صوت اللهو والغناء ینبت النفاق فی القلب کماینبت الماء النبات قلت وفی البزازیة استماع صوت الملاهی کضرب قصب ونحوه حرام لقوله علیه الصلوة والسلام استماع الملاهی معصیة والجلوس علیها فسق والتلذذ بها کفر ای بالنعمة فصرف الجوارح الیٰ غیرها خلق لاجله کفر بالنعمة لاشکر فالواجب کل الواجب ان یجتنب کی لایسمع لماروی انه علیه الصلوة والسلام ادخل اصبعیه فی اذنه عندسماعه واشعار العرب لوفیها ذکر الفسق تکره انتهی“......(درعلی هامش رد: ۵/۲۲۵،۲۲۶)

”ویکره امامة عبد واعرابی وفاسق واعمی قوله وفاسق من الفسق وهو الخروج عن الاستقامة ولعل المراد به من یرتکب الکبائر کشارب الخمر والزانی واکل الربا ونحوذلک...... واماالفاسق فقدعللوا کراهة تقدیمه بانه لایهتم لامر دینه وبان فی تقدیمه للامامة تعظیمه وقدوجب علیهم اهانته شرعا ولایخفی انه اذاکان اعلم من غیره لاتزول العلة فانه لایؤمن ان یصلی بهم بغیر طهارة فهو کالمبتدع تکره امامة بکل حال بل مشیٰ فی شرح

المنية على ان كراهة تقديمه كراهة تحريم "......(درمختار مع الشامی: ۱/۴۱۴)

"عن ابی برزة الاسلمی رضی الله عنه قال قال رسول الله يامعشر من آمن بلسانه ولم يدخل الايمان قلبه لاتغتابوا المسلمين ولا تتبعوا عوراتهم فانه من اتبع عوراتهم يتبع الله عورته ومن يتبع الله عورته يفضحه فی بيته "......(سنن ابی داؤد: ۲/۳۲۶)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

جائز وحلال کاروبار کرنے والے کی امامت:

مسئلہ(۴۴۴): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ حافظ قرآن مرد جو جائز وحلال کاروبار کرتا ہے وہ اپنے کاروبار کے ساتھ مسجد میں نماز کی امامت کرواسکتا ہے یا نہیں؟ امامت مستقل ہے عارضی نہیں ہے، اور حافظ صاحب کی ڈاڑھی بھی مکمل پوری ہے۔

الجواب باسم الملک الوهاب

جو شخص حلال کاروبار کرنے کے ساتھ امامت بھی کرواتا ہے اس کا کاروبار کرنا اور امامت کرنا دونوں جائز ہیں۔

"الباب الخامس عشر فی الكسب فرض وهو الكسب بقدر الكفاية لنفسه وعياله وقضاء ديونه ونفقة من يجب عليه نفقته فان ترک الاکتساب بعد ذلک وسعه وان اكتسب مايدخر لنفسه وعياله فهو فی سعة فقد صح ان النبی علیہ السلام ادخر قوت عياله سنة كذا فی خزانة المفتين"......(فتاوىٰ الهندية: ۵/۳۴۸،۳۴۹)

"ولا يلتفت الى حال الجماعة الذين قعدوا فی المساجد والخانقاهات وانكروا الكسب واعينهم طامحة وايديهم مادة الى ما فی ايدی الناس يسمون

انفسهم المتوكلة وليسوا كذالك هكذا في الاختيار شرح المختار"......(فتاوىٰ الهندية: ۱/۳۴۹)

"وشروط صحة الامامة للرجال الاصحاء ستة اشياء،الاسلام والبلوغ والعقل والذكورة والقراءة والسلامة من الاعذار كالرعاف والفأفأة والتمته واللثغ وفقدشروط كطهارة وستر عورة"......(نور الايضاح على مراقي الفلاح:۲۷)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

خاندانی منصوبہ بندی میں کام کرنے والی عورت کے خاوند کی امامت:

مسئلہ(۴۱۵): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک آدمی جو گاؤں کی مسجد کا امام ہے اور سکول ٹیچر بھی ہے،اور گاؤں سے دانے بھی لیتا ہے اور قربانی کی کھالیں بھی لیتا ہے،اوراس کی بیوی خاندانی منصوبہ بندی میں ملازم ہے اور امام صاحب خود اس کو سینٹر میں چھوڑ کر آتے ہیں جہاں وہ غیر محرموں کے ساتھ مل کر بے پردہ کام کرتی ہے اور امام صاحب نے مسجد میں بیٹھ کر یہ وعدہ کیا تھا کہ میں اپنی بیوی کو منصوبہ بندی سے ہٹالوں گا یا پھر امامت چھوڑ دوں گا ،اس وعدہ کو ایک سال ہو گیا ہے مگر وہ اب بھی امامت کرا رہا ہے ،کیا ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں؟اور جو نمازیں ہم نے ان کی پیچھے پڑھی ہیں ان کا کیا کریں؟اگر وہ امامت نہیں کرواسکتے تو کیا ان پر حد لگتی ہے؟

الجواب باسم الملک الوهاب

بشرط صحت سوال اگر امام موصوف کی بیوی واقعی خاندانی منصوبہ بندی میں کام کرتی ہے اور بے پردہ ہوتی ہے اور مولوی صاحب اس کو منع کرنے کی بجائے اس کے معاون ہیں تو ان کو امام بنانا مکروہ تحریمی ہے،یعنی جن لوگوں کو امام کے رکھنے یا ہٹانے کا اختیار ہے یا جن کو اچھا امام مل سکتا ہے،ان کی نماز اس کے پیچھے مکروہ تحریمی ہوگی اور جن کو یہ دونوں باتیں حاصل نہ ہوں ان کو ایسے شخص کے پیچھے ہی نماز باجماعت پڑھنا اکیلے نماز پڑھنے سے بہتر ہے۔

"قوله تعالىٰ ولاتقتلوا اولادكم خشية املاق...... وذالك لان من العرب من كان يقتل بناته خشية الفقر لئلايحتاج الى النفقة عليهن وليتوفر مايريد انفاقه

علیهن علی نفسه وعلی بیته وکان ذلک مستفیضا شائعا فیهم وهی المؤودة التی ذکرهاالله فی قوله ،واذاالمؤودة سئلت بای ذنب قتلت ، والمؤودة هی المدفونة حیاوکانوا یدفنون بناتهم احیاء، وقال عبدالله بن مسعود سئل النبی ﷺ فقیل مااعظم الذنوب؟قال ان تجعل لله ندا وهوخلقک وان تقتل ولدک خشیة ان یاکل معک وان تزنی بحلیلة جارک قوله تعالی نحن نرزقهم وایاکم فیه اخبار بان رزق الجمیع علی الله تعالی والله سیسبب لهم ماینفقون علی الاولاد وعلی انفسهم وفیه بیان ان الله تعالیٰ سیرزق کل حیوان خلقه مادامت حیاته باقیة وانه انمایقطع رزقه بالموت وبین الله تعالی ذلک لئلایتعدی بعضهم علی بعض ولایتناول مال غیره اذکان الله قدسبب له من الرزق مایغنیه عن مال غیره "......(احکام القرآن للجصاص:۲۹۴/۳)

"ولاتقتلوااولادکم خشیة املاق نحن نرزقهم وایاکم ان قتلهم کان خطأکبیرا تعلیل آخر ببیان ان المنهی عنه فی نفسه منکرعظیم لمافیه من قطع التناسل وقطع النوع"......(تفسیرروح المعانی :۶۷/۱۵)

"وقوله تعالیٰ ولاتعاونوا علی الاثم والعدوان نهی عن معاونة غیرنا علی معاصی الله"......(احکام القرآن للجصاص: ۴۲۹/۲)

"ولاتعاونوا علی الاثم والعدوان یعنی لاتعاونوا علی ارتکاب المنهیات ولاعلی الظلم لتشفی صدورکم بالانتقام "......(تفسیرمظهری :۴۸/۳)

"ویکره امامة عبد واعرابی وفاسق واعمی قوله وفاسق من الفسق وهوالخروج عن الاستقامة ولعل المراد به من یرتکب الکبائر کشارب الخمر والزانی واکل الربا ونحوذلک...... واماالفاسق فقدعللوا کراهة تقدیمه بانه لایهتم لامر دینه وبان فی تقدیمه للامامة تعظیمه وقدوجب علیهم اهانته شرعا ولایخفی انه اذاکان اعلم من غیره لاتزول العلة فانه لایؤمن ان یصلی بهم بغیرطهارة فهوکالمبتدع تکره امامته بکل حال بل مشیٰ فی شرح

المنية على ان كراهة تقديمه كراهة تحريم "......(درمختار مع الشامی: ۱/۴۱۴)

"وتجوز امامة الاعرابي والاعمى والعبد وولد الزنا والفاسق كذافي الخلاصة الاانهاتكره هكذافي المتون " ......(فتاوىٰ الهندية: ۱/۸۵)

"وكره امامة العبد والاعرابي والفاسق والمبتدع والاعمى وولدالزنا وفي صحيح البخاري وان ابن عمر كان يصلي خلف الحجاج وكفى به فاسقا"......(البحرالرائق: ۱/۲۱۰)

"عن ابی هريرة رضي الله عنه ان رسول الله ﷺ قال ان صلوة الرجل في الجماعة تزيدعلى صلوة وحده بخمس وعشرين جزء"......(جامع ترمذی: ۱/۱۵۳)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆
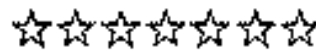
ڈاڑھی کٹوانے والے کا تراویح میں امامت کرنا:

مسئلہ(۴۱۶): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام ان مسائل کے بارے میں کہ

(۱) ایک بالغ بچہ نماز تراویح گزشتہ ۴ سال سے پڑھا رہا ہے اور وہ رمضان سے کچھ پہلے ڈاڑھی کٹوالیتا ہے، تو کیا وہ تراویح پڑھا سکتا ہے؟

(۲) پورے پاکستان میں ہزاروں حفاظ کرام تراویح پڑھاتے ہیں، اگر انہیں اس مسئلے کا نہیں پتہ تو انہیں یہ مسئلہ کون بتائے گا؟

(۳) اگر ڈاڑھی کسی صورت میں کٹواہی لی ہے تو اس صورت میں کیا وہ تراویح پڑھا سکے گا یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوهاب

ایک مٹھ ڈاڑھی رکھنا مرد کے لیے واجب ہے اور اس سے کم کروانا یا اس کا منڈوانا ناجائز ہے، اور اس عمل کی وجہ سے ایسا شخص فاسق ہو جاتا ہے اور فاسق کی امامت مکروہ تحریمی ہے، اس لیے نیک وصالح صحیح العقیدہ متبع سنت شخص کو منصب امامت پر فائز کرنا چاہیے۔

"واما الاخذ منها وهي دون ذلك كما يفعله بعض المغاربة ومخنثة الرجال فلم يبحه احد"......(در على الشامي: ۲/۱۲۳)

" وتجوز امامة الاعرابي والاعمىٰ والعبد وولد الزنا والفاسق كذافي الخلاصة الا انها تكره هكذا في المتون"......(فتاوىٰ الهندية: ۱/۸۵)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

بینک میں لکھت پڑھت کرنے والے کی امامت کا حکم:

مسئلہ(۴۷): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس شخص کی امامت کے بارے میں جو بینک میں لکھت پڑھت کی ملازمت کرتا ہے اور سودی لین دین میں ملوث ہوتا ہے؟

الجواب باسم الملک الوهاب

بناء برصحت سوال شخص مذکور کو امام بنانا مکروہ تحریمی ہے کیونکہ یہ فاسق ہے۔

"عن جابر رضي الله عنه قال لعن رسول الله ﷺ آكل الربا وموكله وكاتبه وشاهديه وقال هم سواء رواه مسلم (وكاتبه وشاهده) قال النووي فيه تصريح بتحريم كتابة المترابيين والشهادة عليهما بتحريم الاعانة على الباطل وقال اى النبي ﷺ هم سواء اى في اصل الاثم وان كانوا مختلفين في قدره"......(مرقاة المفاتيح : ۶/۴۳)

" وتجوز امامة الاعرابي والاعمىٰ والعبد وولد الزنا والفاسق كذافي الخلاصة الا انها تكره هكذا في المتون"......(فتاوىٰ الهندية: ۱/۸۵)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

فتنہ پیدا کرنے والے امام کی امامت:

مسئلہ(۴۸): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر امام نے مکر کر کے نمازیوں میں فتنہ پیدا کرنے کی کوشش کی تو ایسا شخص امامت کے قابل ہے یا نہیں؟ جب کہ وہ عالم بھی نہیں ہے۔

الجواب باسم الملک الوھاب

اگر امام نے عمداً مکر کر کے نمازیوں میں فتنہ پیدا کرنے کی کوشش کی جب کہ وہ عالم بھی نہیں ہے تو اس کے پیچھے نماز مکروہ ہے۔

"ومن ام قوما وھم لہ کارھون ان کانت الکراھۃ لفساد فیہ اولانھم احق بالامامۃ کرہ لہ ذلک وان کان ھو احق بالامامۃ لم یکرہ"......(التاتارخانیۃ: ۱/۴۳۹)

"وفی الخلاصۃ وغیرھا رجل ام قوما وھم لہ کارھون ان کانت الکراھیۃ لفساد فیہ اولانھم احق بالامامۃ یکرہ لہ ذلک وان کان ھو احق بالامامۃ لایکرہ لہ ذالک"......(البحر الرائق: ۱/۲۰۹)

"ومن ام قوما وھم لہ کارھون ان کانت الکراھۃ لفساد فیہ اولانھم احق بالامامۃ لم یکرہ لان الفاسق والجاھل یکرھان العالم والصالح "......(المحیط البرھانی : ۲/۱۸۰)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

جس شخص پر اغواء کا الزام ہو کیا وہ امام بن سکتا ہے؟

مسئلہ(۴۱۹): محترم مفتی صاحب السلام علیکم کے بعد عرض یہ کہ جناب عالی!

ہمارے علاقے ٹھوکر نیاز بیگ گلزار کالونی میں ایک عورت بدکردار ہے، اس نے پہلے مجھے غلط نکاح نامے میں پھنسالیا تھا لہذا ایڈیشنل ایس، پی، پیرزادہ صاحب نے مجھے تصدیق کرنے کے بعد چھوڑ دیا تھا لہذا پھر اس نے مجھے اپنے ساتھ کیس میں ملوث کرلیا تھا کہ یہ مولوی ہمارے ساتھ تھا کیونکہ اس نے اور اس کے بیٹے سکنہ گجومتہ سے ایک لڑکی اغواء کی تھی تو اس نے ساتھ میرا نام بھی لکھوا دیا تھا کہ یہ بھی ہمارے ساتھ ہے، اسی اثناء پر مجھے بھی ساتھ پکڑوا دیا تھا، لہذا میں تو آ گیا ہوں، گاؤں میں ایک دو آدمیوں نے کہا ہے کہ آپ کے پیچھے نماز جائز نہیں ہوتی، اب آپ ہی بتائیں کہ اب کیا کیا جائے؟ کیا میرا امامت کرنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوهاب

بشرط صحت سوال اگر آپ اس کام میں ملوث نہیں ہیں تو آپ کے پیچھے نماز جائز ہے، اور اگر آپ ملوث ہیں تو آپ کی امامت مکروہ تحریمی ہے۔

"وشروط الامامة للرجال الاصحاء ستة اشياء الاسلام والبلوغ والعقل والذكورة والقراءة والسلامة من الاعذار كالرعاف والفافأة والتمتمة واللثغ"......(منحة الخالق على البحر الرائق: ۱/۶۰۲)

"واما الثاني فهوان الاصل ان بناء الامامة على الفضيلة والكمال فكل من كان اكمل وافضل فهواحق بها"......(البحر الرائق: ۱/۶۰۲)

"ولذاكره امامة الفاسق العالم لعدم اهتمامه بالدين فتجب اهانته شرعا يعظم بتقديمه للامامة"......(حاشية الطحطاوى على المراقى الفلاح: ۳۰۲)

"ويكره ان يكون الامام فاسقا ويكره للرجال ان يصلوا خلفه"......(فتاوىٰ التاتارخانية: ۱/۴۳۸)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

آپ ﷺ کو قبر میں زندہ نہ ماننے والے کی امامت:

مسئلہ(۳۴۰): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص جو کہ مسجد کا امام ہے اس کا کہنا ہے کہ آپ ﷺ کے بارے میں یہ عقیدہ ہے آپ ﷺ اپنی قبر میں زندہ نہیں ہیں، کیا ایسے شخص یعنی امام کے پیچھے نماز ہوسکتی ہے یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوهاب

علماء اہل سنت والجماعت دیوبند کا عقیدہ اور اجماع ہے کہ آپ ﷺ اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں لہذا ہر وہ شخص جو نبی کریم ﷺ کی حیات فی القبر کا منکر ہو وہ بدعتی اور اہل سنت والجماعت سے خارج ہے، اس شخص کو امامت سے ہٹانا ضروری ہے، اس کی اقتداء میں نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔

"الانبیاء احیاء فی قبورھم کما وردفی الحدیث "......(رسائل ابن عابدین ۲/۲۰۳:)

"فھذہ الاخبار دالة علی حیاة النبی ﷺ وسائر الانبیاء وقدقال اللہ تعالی فی الشھداء ولاتحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا بل احیاء عندربھم یرزقون (آل عمران: ۱۶۹)والانبیاء اولی بذلک فھم اجل واعظم "......(الحاوی للفتاوی: ۵۵۲)

"وکرہ امامة العبد والاعرابی والفاسق والمبتدع والاعمی وولدالزنا بیان للشیئین الصحة والکراھة اہ " ......(البحرالرائق : ۱/۲۱۰)

"عن ابی ھریرة قال قال رسول اللہ ﷺ من صلی علی عندقبری سمعتہ ومن صلی علی نائیاابلغتہ رواہ البیھقی فی شعب الایمان"......(مشکوة المصابیح: ۱/۸۸)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

مسجد کی صفائی کرنے والے عالم کی امامت کا حکم:

مسئلہ(۴۴۱): کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک آدمی حافظ عالم اور قاری ہے لیکن مسجد وغیرہ کی صفائی کرتا ہے، آیا امام کی عدم موجودگی میں اس کا نماز پڑھانا درست ہے یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

صورت مسئولہ میں حافظ قاری عالم ان صفات کے حامل آدمی کا نماز پڑھانا اولیٰ وعمدہ ہے، صفائی کرنا کوئی عیب نہیں ہے، لوگوں کو چاہیے کہ ایسے آدمی کو نماز میں آگے کریں۔

"وفی فتاوی الارشاد یجب ان یکون امام القوم فی الصلاة افضلھم فی العلم والورع والتقویٰ والقراء ة والحسب والنسب والجمال علی ھذااجماع الامة "......(فتاوی التاتارخانیة: ۱/۳۳۶)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

غلط عقیدے والے کے پیچھے نماز پڑھنے کا حکم:

مسئلہ(۴۴۴): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام ان مسائل کے بارے میں کہ

(۱) میں اپنے محلّہ کی مسجد میں نماز پڑھتا ہوں تو مجھے امام کے عقیدے کا پتہ نہیں تھا اب کچھ اور لوگوں نے مجھے کہا ہے کہ ان کا عقیدہ غلط ہے، میں آپ کو اپنی مسجد والوں کا عقیدہ بھی بتا دیتا ہوں، ان کا عقیدہ یہ ہے کہ حضور اکرم ﷺ حاضر و ناظر ہیں یہ سب کچھ دیکھ اور سن سکتے ہیں اور دوسری جماعت کا کہنا ہے کہ ہم کوئی فرقہ واریت نہیں بناتے، ہم اپنے آپ کو مسلمان کہتے ہیں اور امت محمدیہ ہیں، آپ جن امام صاحب کے پیچھے نماز پڑھتے ہیں وہ قبول نہیں ہوتی، کیونکہ حضور ﷺ دنیا سے رخصت ہو گئے ہیں وہ اپنے رب کے پاس موجود ہیں اور رزق پا رہے ہیں ان کو دنیا کے بارے میں کچھ علم نہیں، ان سب باتوں کا علم اللہ تعالیٰ قیامت کے دن میدان حشر میں حضور ﷺ کو بتائیں گے؟

(۲) جو امام مسجد اجرت پر دین کا کام کرتا ہے وہ بھی ناجائز ہے، کیونکہ حضور ﷺ نے دینی کاموں پر اجرت نہیں لی، میں آپ سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ میں نماز کہاں پڑھوں، روایات میں آیا ہے کہ حضور ﷺ کا فرمان ہے جو شخص گھر میں نماز پڑھے اس گھر کو آگ لگے، اب اگر گھر میں نماز پڑھتا ہوں تب بھی میرا دل مطمئن نہیں ہوتا، اور اگر مسجد میں نماز پڑھتا ہوں تو شک رہتا ہے کہ کہیں نماز قبول نہ ہو، کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ انسان کے سب گناہ معاف کر سکتا ہوں مگر میں شرک کی بخشش نہیں کر سکتا اور اگر وہ شرک کرتے ہیں تو میری نماز قبول نہ ہو گی، اور کوئی مسجد قریب نہیں ہے، اس لیے میں تمام نمازیں گھر میں ہی ادا کرتا ہوں آپ راہنمائی فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوھاب

(۱) مذکورہ بالا عقائد رکھنے والا امام بدعتی ہے اس کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے، اگر بطور مجبوری پڑھ لیں تو پڑھی گئی نمازیں واجب الاعادہ نہیں ہیں، البتہ مستقل نماز پڑھنے سے احتراز ضروری ہے۔

"وکرہ امامۃ العبد والاعمی.....والمبتدع بارتکابہ مااحدث علی خلاف الحق عن رسول اللہ علیہ السلام من علم اوعمل اومال بنوع شبھۃ اواستحسان" ......(حاشیۃ الطحطاوی علی المراقی الفلاح :۳۰۳)

(۲) امامت پر اجرت لینا جائز ہے، ایسے امام کے پیچھے نماز بلا کراہت درست ہے، لہذا آپ ان کے پیچھے ہی جماعت کے ساتھ مسجد میں نماز ادا کریں۔

"ان المفتي به عندالمتاخرين جوازاستئجار على جميع الطاعات مع ان الذى افتى به المتاخرون انماهوالتعليم والاذان والامامة ......بتعليل ذلك بالضرورة وخشية الضياع كمامر جاز على كل طاعة على الصوم والصلوة والحج مع انه باطل بالاجماع"......(فتاویٰ شامی: ۵/۳۸۸)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

اعمال بدعت کرنے والے کی امامت کا حکم:

مسئلہ (۴۲۳): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام مندرجہ ذیل مسائل کے بارے میں

مجھے اپنے عقائد درست کرنے کے لیے چند مشکلات درپیش ہیں، برائے مہربانی قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب دیکر مشکور فرمائیں۔

(۱) کیا حضور اکرم ﷺ حاضر وناظر ہیں؟ اور اگر نہیں ہیں تو کیا ایسے امام کے پیچھے نماز جائز ہے جو ایسا عقیدہ رکھتا ہو؟

(۲) گیارہویں شریف حضرت عبدالقادر کے نام کا مسجد میں ختم کرواتا ہو۔

(۳) فرض نماز کے بعد درود شریف اونچی آواز سے پڑھنا صحیح ہے؟

(۴) کیا فرض نمازوں کے فرضوں کے بعد دعا مانگنا اور اس کے بعد سنتوں اور نفلوں کے بعد دعا مانگنا چاہیئے کہ نہیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

(۱) صورت مسئولہ میں حضور اکرم ﷺ حاضر وناظر نہیں ہیں، جو امام ایسا عقیدہ رکھتا ہو کہ حضور اکرم ﷺ حاضر وناظر ہیں تو ایسے امام کے پیچھے نماز جائز نہیں ہے۔

(۲) گیارہویں شریف بطور ایصال ثواب کے دن متعین کرنے کی وجہ سے بدعت ہے اور گیارہویں شریف کرنے والے امام کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے۔

"ویکره تقديم المبتدع ايضا لانه فاسق من حيث الاعتقاد وهواشدمن الفسق

من حیث العمل الاان الفاسق من حیث العمل یعترف بانه فاسق ویخاف
ویستغفر بخلاف المبتدع والمرادبالمبتدع من یعتقدشیئا علی خلاف
مایعتقد اهل السنة والجماعة "......(حلبی کبیری: ۴۴۳)

(۳) فرض نماز پڑھنے کے بعد درود شریف بلند آواز سے پڑھنا حضور اکرم ﷺ وصحابہ کرام رضی اللہ عنہم وتابعین وتبع تابعین رحمہم اللہ کے زمانے میں کسی سے ثابت نہیں، لہذا ایسا کرنا بدعت ہے۔

(۴) سنتوں اور نوافل کے بعد اجتماعی دعا کا ثبوت نہیں ہے، اجتماعی عمل کے بعد اجتماعی دعا اور انفرادی عمل کے بعد انفرادی دعا ہے۔

"اذالم نقذبالاذکار فینبغی لناان نحرم من الادعیة ونرفع لهاالایدی لثبوته عنه
عقیب النافلة وان لم یثبت بعدالمکتوبة فاذاثبت جنسه لم تکن بدعة اصلامع
ورودالقولیة فی فضله بخلاف فی العیدین فانهالم تثبت فی الجنس ایضا "
......(فیض الباری : ۲/۴۳۱)

"فائدة واعلم ان الادعیة بهذه الهیئة الکذائیة لم یثبت عن النبی ﷺ ولم
یثبت عنه رفع الایدی دبر الصلوات فی الدعوات الا اقل قلیل ومع ذلک
وردت فیه ترغیبات قولیة والامر فی مثله ان لایحکم علیه بالبدعة فهذه
الادعیة فی زماننا لیست بسنة بمعنی ثبوتها عن النبی ﷺ ولیست ببدعة
بمعنی عدم اصلها فیالدین والوجه فیه ماذکرته فی رسالتی نیل الفرقدین
ص۱۳۳ ان اکثر دعاء النبی ﷺ کان علی شاکلة الذکر لایزال لسانه رطبا
به ویبسطه علی الحالات المتواترة علی الانسان من الذین یذکرون الله قیاما
وقعودا وعلی جنوبهم ویتفکرون فی خلق السموات والارض ومثل هذا فی
دوام الذکر علی الاطور لاینبغی له ان یقصر امره علی الرفع فان حالة لمقصد
جزء وهو وعاء المسئلة فان ذمت هذا نفس عن کرب ضاق بها الصدر لاان
الرفع بدعة عقدهدی الیه فی قولیات کثیرة وفعله بعدالصلاة قلیلا وهکذا
شانه فی باب الاذکار والاوراد اختار لنفسه مااختاره الله له وبقی اشیاء رغب

فیھا لـلامة فان التزام احدمنا الدعاء بعدالصلوۃ برفع الید فقد عمل بمارغب فیـہ وان لـم یکثرہ بنـفسـہ فـاعلم ذلـک "......(فیض الباری علی صحیح البخاری :۲/۱٦۷)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

مسجد کے چندے میں ہیرا پھیری کرنے والے کی امامت کا حکم:

مسئلہ(۴۴۴): کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک گاؤں جس کی آبادی پانچ سوگھروں پر مشتمل ہے اس میں تقریباً پانچ مساجد ہیں، جس کے امام تیس سال سے اس مسجد میں امامت کررہے ہیں جو کہ اپنے آباء واجداد سے وہاں پر امامت کرتے چلے آرہے ہیں، جری سمجھے جاتے ہیں اوران کی علمی صورت حال یہ ہے کہ قرآن پاک کے تلفظ بھی صحیح نہیں ہیں، آج سے تقریباً تین سال پہلے امام صاحب نے مسجد کے چندے میں سے ہیرا پھیری کی جس پر لوگوں کو پتہ چلا تو بعض لوگوں نے اس کے پیچھے نماز پڑھنا ترک کردی ہے، آیا ان حالات میں اس امام صاحب کو مسجد میں دوبارہ رکھنا جائز ہے یا کہ نہیں؟ کوئی بھی اس کے پیچھے نماز پڑھنے کے لیے راضی نہیں ہے۔

الجواب باسم الملک الوھاب

بشرط صحت سوال ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے اور جتنا ہیرا پھیری اس نے مسجد کے چندے میں کی ہے شرعاً اس پر اس کی ضمان دینا لازم ہے۔

"رجـل ام قـومـا وهـم لـه کـارهـون ان کانت الکراهیة لفسادفیه اولانهم احق بالامامة یکره له ذلک وان کان هواحق بالامامة لایکره له ذالک...... وینبغی ان تکون تحریمیة فی حق الامام فی صورة الکراهة لحدیث ابی داؤد عن ابن عـمـر مـرفـوعـا ،ثلاثة لایقبـل الله منهم صلاة من تـقـدم قـومـا وهم لـه کـارهـون......الی اخـر الـحـدیـث کـذافی شرح المنیة " ......(البحر الرائق: ۱/۲۰۹)

"ویـعـزل الـقـاضـی الواقف المتولی علی وقفه لو کان خائنا کمایعزل الوصی

الخائن نظر اللوقف والیتیم ......وصرح فی البزازیة ان عزل القاضی للخائن واجب علیه ومقتضاه الاثم بترکه والاثم بتولیة الخائن ولاشک فیه "......

(البحر الرائق : ۵/۴۱۱)

"متولی الوقف اذاصرف دراهم الوقف فی حاجة نفسه ......قال ولو خلط من ماله مثل تلک الدراهم بدراهم الوقف کان ضامناللکل"......(فتاوی قاضی خان علی هامش الهندیة : ۳/۳۱۲)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

غیر مقلدین کے پیچھے نماز پڑھنے کا حکم:

مسئلہ(۴۲۵): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ غیر مقلد کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے؟ اس کے پیچھے جو نمازیں پڑھی گئیں ان کا اعادہ ضروری ہے یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوهاب

غیر مقلد چونکہ فقہاء کرام کو برا بھلا کہتے ہیں ،اور مطلقہ ثلاثہ کو بغیر حلالہ کے جائز سمجھتے ہیں،اور ان کے عقائد چونکہ اہل سنت والجماعت کے خلاف ہیں لہذا یہ لوگ فاسق اور مبتدع ہیں،ان کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ ہے،اور مستحب یہ ہے کہ ان کے پیچھے پڑھی ہوئی نماز کا اعادہ کیا جائے ،واضح رہے کہ یہ نماز واجب الاعادہ نہیں ہے۔

"قال فی الشامیة تحت قول الدر(قوله غیر الفاسق) واماالفاسق فقدعللوا کراهة تقدیمه بانه لایهتم لامر دینه وبان فی تقدیمه للامامة تعظیمه وقدوجب اهانته شرعا"......(فتاویٰ شامی: ۱/۴۱۴)

"وکره امامة العبدوالفاسق والمبتدع العالم لعدم اهتمامه بالدین فتجب اهانته شرعا فلایعظم بتقدیمه للامامة "......(حاشیة الطحطاوی :۳۵۳)

"وفیه اشارة الی انهم لوقدموا فاسقا یأثمون بناء علی ان کراهة تقدیمه کراهة تحریم "......(کبیری: ۴۴۲)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

مدرسہ کی آمدن اپنے اہل وعیال پر خرچ کرنے والے کی امامت:

مسئلہ (۴۲۶): محترم جناب مفتی صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

مہربانی فرما کر قرآن وحدیث کی روشنی میں ان مسائل کا حل بتائیں، جزاک اللہ۔

(۱) ایک مولانا صاحب ہیں ہمارے بہت اچھے دوست ہیں، بنات کا مدرسہ چلاتے ہیں شروع شروع میں تو مسافر بچیوں کا سلسلہ تھا، لیکن اب مسافر بچیاں نہیں ہیں، مولانا صاحب مدرسہ کی مد میں رقم، گندم، چاول، (صدقہ خیرات) اسی طرح اکٹھا کر رہے ہیں، اس بات کا ہمیں علم چند ماہ پہلے ہوا پھر ہم نے تحقیق کی، مدرسہ کی جتنی بھی آمدن وغیرہ ہو رہی ہے وہ اپنے اہل وعیال پر خرچ کر رہے ہیں، ایسا کرنا جائز ہے؟

(۲) مولانا صاحب ایک مسجد میں امام بھی ہیں، اس کے علاوہ جمعہ مختلف دیہاتوں کی مساجد میں پڑھا کر مدرسے کی اپیل کر کے رقم وصول کر کے اپنی ذات پر خرچ کرتے ہیں، کیا مولانا صاحب کے لیے امامت کرانا جائز ہے؟

(۳) مولانا صاحب کی زبان مبارک پر ہر وقت یہی جملہ ہوتا ہے، بہت پریشانی ہے بہت ضرورت مند ہوں مدرسے کا نظام متاثر ہو رہا ہے، اسی چکر میں کسی نہ کسی مخیر حضرات کے دروازے پر ہوتے ہیں، بمع رسید بک ہم نے پیار محبت سے دوستانہ ماحول میں ان سے درخواست کی ہے کہ اخلاص سے خدا کو یاد کر کے صحیح معنوں میں کام کریں خدا مدد کرے گا لیکن وہ ایسا کرنے کے لیے شاید تیار نہیں ہے، کھلے الفاظ میں بھی درخواست کر چکے ہیں کہ جس مقصد کے لیے آپ فنڈ اکٹھا کرتے ہیں اسی پر خرچ کریں لیکن انہیں اثر نہیں۔

(۴) جن احباب کو ہم نے دعوت دی تھی کہ مولانا کا مدرسہ ہے بنات کا ان سے تعاون کیا کریں اب ہم ان احباب کو کیسے سمجھائیں کہ ان کو اب چندہ نہ دیں ان کے مدرسہ میں کوئی انتظام نہیں ہے تاکہ ہم گناہ گار نہ ہوں آپ کی خدمت میں گزارش ہے کہ ایسے مفید مشورے سے نوازیں کہ مولانا صاحب صحیح سمت پر آجائیں یا مدرسہ چھوڑ دیں یا اچھی طرح مدرسہ کا کام شروع کر دیں، تاکہ ان کی بدنامی نہ ہو لوگ تو پہلے ہی مولوی حضرات کے خلاف ہیں، مدرسہ کے معاملے میں ان کی اصلاح ہو جائے۔

(۵) ایک گاؤں میں بنات کے مدرسہ میں مولانا صاحب نے ٹائم دینا شروع کر دیا وہاں بچیوں سے آنکھ میں حیا ہونی چاہیے آنکھ کا پردہ ہونا چاہیے، مولانا صاحب نے پردہ اوپر اٹھا دیا، چند بچیوں نے اس کی اپنے گھر شکایت کی، مدرسے کے مہتمم صاحب اور اساتذہ نے موقع پر پہنچ کر یہ منظر دیکھ کر مولانا صاحب کو اس بابت پوچھا تو مولانا صاحب نے جواب دیا پنکھے کی ہوا سے اڑ گیا تھا، پردہ صحیح کر کے دو پنکھے فل لگا دیے، اور مولانا صاحب سے کہا آپ نے ایک

پنکھے کی ہوا سے اڑا دیا تھا، اب تو وہ پنکھوں کی ہوا سے بھی اوپر نہیں جا رہا، خیر مسلک کی بدنامی کے ڈر سے مہتمم صاحب نے ان مولانا صاحب کو مدرسے سے فارغ کر دیا، اور آئندہ گاؤں دوبارہ نہ داخل ہونے کی نصیحت کی، کیا ایسے مولانا صاحب کا امامت خطابت کرنا، گھر میں بچوں اور بچیوں کو ٹیوشن پڑھانا مناسب ہے؟ جس مسجد میں مولانا صاحب امام ہیں ہم بھی اسی مسجد کے ممبر ہیں، اب آپ سے پوچھنا یہ ہے کہ مسجد انتظامیہ اس بارے میں کیا کرے؟ ہماری راہنمائی فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوهاب

بشرط صحت سوال اگر مولوی صاحب موصوف مدرسہ کے نام پر چندہ وغیرہ کر کے اپنی ذات واہل وعیال پر خرچ کرتے ہیں، تو یہ ان کے لیے جائز نہیں ہے، اور ان کو چندہ دینا بھی جائز نہیں، اور جن لوگوں کو آپ نے چندہ دینے کی دعوت دی تھی، ان کو بھی حقیقت حال سے آگاہ کرنا ضروری ہے، ان کو امام بنانا مکروہ تحریمی ہے۔

(۲)　ان کو بھی امام مقرر کرنا مکروہ تحریمی ہے، یعنی جن لوگوں کو امام رکھنے یا ہٹانے کا اختیار ہے یا جن کو امام متبع شریعت مل سکتا ہے ان کی نماز اس کے پیچھے مکروہ تحریمی ہوگی، اور جن کو یہ دونوں صورتیں حاصل نہ ہوں ان کو با جماعت پڑھنا ہی افضل ہے، اور آپ تو انتظامیہ میں شامل ہیں آپ کے ذمہ لازم ہے کہ ان کی اصلاح کریں، اصلاح نہ کر سکیں تو امام کو معزول کر دیا جائے۔

”ولو ام قوما وهم له كارهون ان الكراهة لفساد فيه اولانهم احق بالامامة منه كره له ذالك تحريما “ ......(الدر المختار علیٰ هامش رد المحتار: ۱/۴۱۴)

”قال فی الشامية تحت قول الدر(قوله غير الفاسق) واما الفاسق فقد عللوا كراهة تقديمه بانه لايهتم لامر دينه وبان فی تقديمه للامامة تعظيمه وقد وجب اهانته شرعا“......(فتاویٰ شامی: ۱/۴۱۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

ایک مشت سے کم ڈاڑھی والے شخص کا امام بننا:

مسئلہ(۳۷۷):　کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس شخص کی امامت کے بارے میں جس کی ڈاڑھی ایک مشت سے کم ہو، آیا اس کے پیچھے نماز ہو سکتی ہے یا نہیں؟ اگر ہو سکتی ہے تو کونسی صورت میں ہو سکتی ہے۔

الجواب باسم الملک الوهاب

ڈاڑھی منڈوانا اور کٹوانا دونوں ناجائز ہیں، اس سے آدمی فاسق ہوجاتا ہے، حدیث پاک میں آتا ہے "قصوا الشوارب واعفوا اللحیٰ" لہٰذا فاسق کی امامت مکروہ ہے۔

ایسے آدمی کو امام رکھنے والی انتظامیہ بھی گناہ گار ہے وہ بھی توبہ کریں۔

" قولہ وفاسق من الفسق وهو الخروج عن الاستقامۃ ولعل المراد به من یرتکب الکبائر"......(فتاویٰ شامی : ۱/۴۱۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

گالی گلوچ اور دھمکیاں دینے والے کی امامت کا حکم:

مسئلہ(۴۷۸): مفتیان عظام کیا حکم صادر فرماتے ہیں اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک مولوی صاحب کے گھر میں دو سال قبل ان کی غیر موجودگی میں دو آدمی آئے، اور گھر والوں سے زیادتی کی، جس کی درخواست تھانہ میں درج کروادی، ملزمان اثر ورسوخ والے ہونے کی وجہ سے گرفتار نہ ہوسکے، انہوں نے عبوری ضمانتیں کروانے کے بعد پکی ضمانتیں کروالیں، عینی گواہ نہ ہونے کی وجہ سے کیس خارج ہوگیا، پھر مدعی نے انسداد دہشت گردی کی عدالت میں درخواست دی، اس پر ملزمان نے مختلف لوگوں کے ذریعے دباؤ اور منت سماجت کر کے سارے حربے اختیار کیے، تاکہ وہ مولوی صاحب صلح کرلیں، پھر مختلف علماء جن میں قاری نور محمد طارق فاضل جامعہ اشرفیہ لاہور، قاری محمد اصغر میانوی فاضل جامعہ اشرفیہ لاہور، قاری محمد ثناء اللہ صاحب، چوہدری محمد طاہر صاحب نے ملزمان سے قسم لی، کیا تم نے جرم کیا ہے یا نہیں؟ ملزمان نے حلف اٹھایا کہ ہم نے جرم نہیں کیا، چنانچہ ان علماء نے مولوی صاحب کو مجبور کر کے پرچہ واپس دلوادیا، اور ملزمان سے خرچ وغیرہ لے کر مدعی کو دلوادیا، اس کے کچھ عرصہ بعد مولوی صاحب منڈی بہاؤالدین شہر میں خطیب مقرر ہوئے، اور منڈی کے ایک خطیب جن کا نام مولوی محبوب الرحمٰن شاکر ہے وہ مولوی صاحب کے واقف تھے ان کو اس سارے واقعے کا علم تھا، لیکن وہ خاموش رہے مدعی مولوی صاحب کو ملتے رہے، بلکہ ایک دو مرتبہ مدعی نے مولوی صاحب کی امامت میں نماز بھی پڑھی، اور بعد میں منڈی بہاؤالدین کی ایک مرکزی مسجد نور میں جگہ خالی ہوئی، مولوی محبوب الرحمٰن وہاں درس قرآن دیتے رہے، ان کی خواہش تھی مسجد میں خطیب مقرر ہونے کی، لیکن

انتظامیہ کمیٹی نے مدعی مولوی صاحب سے رابطہ قائم کرکے ان کو خطیب مقرر کرلیا، اس عرصہ میں حسد کی وجہ سے مولوی محبوب الرحمٰن شاکر صاحب مدعی مولوی صاحب کے مخالف ہوگئے، اور قتل کی دھمکیاں دیتے رہے، اور مختلف مجالس میں گالی گلوچ اور الزام تراشی کرتے رہے، اس کے ایک سال بعد مدعی مولوی صاحب کو انہی کے محلہ میں ایک مسجد عمر امامت کے لیے مل گئی، جس سے مولوی شاکر کا حسد اور بڑھ گیا، انہوں نے دو سالہ پرانی ایف آئی آر حاصل کی، اور مدعی مولوی صاحب کو منڈی میں بدنام کیا، کہ ان کے پیچھے نماز درست نہیں ہے، کیونکہ ان پر حد لگتی ہے کہ انہوں نے کیس واپس کیا، کیا مولوی شاکر کی یہ بات درست ہے؟ اگر درست نہیں تو ان کا یہ فعل شرعی طور پر کس زمرہ میں آتا ہے؟ قرآن وسنت اور فقہ حنفی کی روشنی میں وضاحت فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوهاب

بشرط صحت سوال مولوی صاحب موصوف کو سزا دینے کا اختیار نہیں تھا، کیونکہ سزا دینا حکومت وقت کا کام ہے، جب حکومت نے کیس خارج کردیا اور بعد میں بھی دوسرے علماء نے ملزمان سے حلف لے کر مصالحت کرائی، تو ان کی امامت میں تو شرعاً کوئی قباحت نہیں ہے، البتہ مولوی شاکر صاحب نے اگر گالی گلوچ کیا اور قتل وغیرہ کی دھمکیاں دیتے رہے ہیں تو ان کی امامت مکروہ ہے، یعنی جن لوگوں کو امام کے رکھنے ہٹانے کا اختیار ہے ان کی نماز اس کے پیچھے مکروہ تحریمی ہوگی۔

”ویکرہ امامة عبد واعرابی وفاسق واعمی قوله وفاسق من الفسق وهو الخروج عن الاستقامة ولعل المراد به من یرتکب الکبائر کشارب الخمر والزانی واکل الربا ونحو ذلک......بل مشیٰ فی شرح المنیة علی ان کراهة تقدیمه کراهة تحریم “......(درمختار مع الشامی: ۱/۴۱۴)

” وفیه اشارة الی انهم لو قدموا فاسقا یاثمون علی ان کراهة تقدیمه کراهة تحریم لعدم اعتنائه بامور دینه وتساهله فی الاتیان بلوازمه “......(حلبی کبیری: ۴۴۲)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

جھوٹ بولنے والے کی امامت کا حکم:

مسئلہ(۴۲۹): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام ان مسائل کے بارے میں کہ

(۱) ہمارا گاؤں جو کہ تقریباً ۲۰۰ گھرانوں پر مشتمل ہے اور اس کے مضافات میں چار چھوٹی مسجدیں ہیں، ہماری مسجد گاؤں کی جامع مسجد ہے اس میں جمعہ اور عیدین کی نماز ہوتی ہے، جب کہ چھوٹی مساجد جو کہ مضافات میں ہیں اس کے نمازی بھی جمعہ اور عیدین کے لیے ہمارے یہاں آتے ہیں، اس جامع مسجد کا جو امام ہے وہ مسائل صلوۃ، میراث، نکاح اکثر مسائل دین وغیرہ سے ناواقف ہے، مسائل نماز میں ماسوائے قرأت کے ناواقف ہے، یعنی "مایجوزبہ الصلوۃ" ہے، لیکن عالم اور جید قاری نہیں ہے، اور قوم کے لوگ بھی اس سے خوش نہیں، لیکن جن لوگوں نے لایا ہے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں مسائل کی ضرورت نہیں، ہمیں صرف نماز پڑھا دیا کرے، اس لیے قوم دو حصوں میں بٹ گئی ہے، اور اس گاؤں میں مسائل بتانے کے لیے متبادل کوئی دوسرا عالم بھی نہیں ہے کہ ہر وقت مسئلہ بتا سکے، امام کو پتہ ہے کہ قوم خوش نہیں ہے لیکن پھر بھی وہ جاتا نہیں ہے، ایسی صورت میں یہ امام جن لوگوں نے لایا ہے وہ گناہ گار ہیں یا امام صاحب؟

(۲) دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ جب اس کا تقرر ہو رہا تھا تو اس وقت اس نے کہا کہ میں مفتی اور عالم ہوں لیکن بعد میں پتہ چلا کہ علم دین سے بالکل ناواقف ہے، یعنی دھوکہ دے کر آیا ہے، اب قوم اس کو برقرار رکھ سکتی ہے یا نہیں؟ اور اس کے لیے امامت کرنا جائز ہے یا نہیں؟ غرض یہ کہ یہ قوم کی اصلاح نہیں کر سکتا بلکہ صرف دنیاوی لالچ کے لیے بیٹھا ہوا ہے، اب ہم کیا کریں؟ پوری وضاحت کے ساتھ مسئلہ تحریر فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوہاب

بشرط صحت سوال اگر تقرری کے وقت واقعی ان موصوف نے یہ کہا تھا کہ میں مفتی اور جید عالم ہوں جب کہ واقعہ اس کے خلاف ہے تو اس نے جھوٹ بولا اور جھوٹ بولنا کبیرہ گناہ ہے، اور اس کا مرتکب فاسق ہے اور فاسق کو امام بنانا مکروہ تحریمی ہے، اور اگر قوم اس کے اس فعل کی وجہ سے ناراض ہے تو قوم کی ناراضگی درست ہے اور اس کا گناہ امام موصوف پر بھی ہے، اور جو لوگ اس کے جھوٹ کھلنے کے باوجود اس کی حمایت کر رہے ہیں وہ بھی گناہ گار ہوں گے، لہٰذا جن لوگوں کو اس کے رکھنے ہٹانے کا اختیار ہے یا جن کو اچھا امام مل سکتا ہے ان کی نماز اس کے پیچھے مکروہ تحریمی ہوگی، اور جن کو یہ دونوں باتیں حاصل نہیں ہیں ان پر کوئی گناہ نہیں ہے۔

"وکرہ امامۃ العبد والاعرابی والفاسق والمبتدع والاعمی وولدالزنا"

......(البحر الرائق: ۱/۶۱۰)

"رجل ام قوما وھم لہ کارھون ان کانت الکراھۃ لفسادفیہ اولانھم احق بالامامۃ یکرہ لہ ذالک"......(فتاوی الھندیۃ: ۱/۸۷)

"ویکرہ امامۃ العبد وولدالزناء ویکرہ ان یکون الامام فاسقا ویکرہ للرجال ان یصلوا خلفہ"...... (التاتارخانیۃ: ۱/۴۳۸)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

مجہول الحال امام کی اقتداء میں نماز کا حکم:

مسئلہ(۴۳۰): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ جب امام مجہول الحال ہو اور اس کا تعلق مسلک بریلوی یا غیر مقلد یا مماتی سے ہو تو مقتدی عام آدمی یا عالم ہو تو ایسے امام کی اقتداء میں نماز پڑھنا کیسا ہے؟

مسلک بریلوی کس عقیدے کی وجہ سے متروک جماعت بنتا ہے، نور، حاضروناظر یا اولیاء کے درجات میں غلو کرنے سے؟

غیر مقلد کس عمل کی وجہ سے متروک جماعت بنتا ہے؟ نیز اگر محلہ کی مسجد کا امام بریلوی ہو تو گھر میں نماز پڑھنا افضل ہے یا مسجد میں امام صاحب کے پیچھے نماز پڑھیں؟

اور جو نمازیں پہلے پڑھی ہوئی ہیں ان کا کیا کریں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

ان کے پیچھے نماز مع الکراہت جائز ہے، البتہ ان کی اقتداء سے احتراز کرنا چاہئے، کیونکہ ان کے پیچھے نماز پڑھنے سے جماعت کا پورا ثواب اتنا نہیں ملتا جو نیک پرہیزگار کی اقتداء سے ملتا ہے، نیز اگر کسی غیر مقلد اور بدعتی کے پیچھے بطور مجبوری نماز پڑھنے کی صورت درپیش ہو تو نماز مع الکراہت درست ہوگی، اور واجب الاعادہ نہیں مگر مستقل عادت نہیں بنانی چاہئے۔

"ویکرہ تقدیم المبتدع ایضالانہ فاسق من حیث الاعتقاد وھواشد من الفسق

من حیث العمل الاان الفاسق من حیث العمل یعترف بانه فاسق ویخاف ویستغفر بخلاف المبتدع والمراد بالمبتدع من یعتقد شیئاعلی خلاف مایعتقداهل السنة والجماعة وانمایجوزالاقتداء به مع الکراهة اذالم یکن مایعتقده یؤدی الی الکفر عنداهل السنة اه"......(حلبی کبیری: ۴۴۳)

"ولوصلی خلف مبتدع اوفاسق فهومحرزثواب الجماعة لکن لاینال مثل ماینال خلف تقی کذافی الخلاصة"......(ردالمحتار: ۱/۴۱۴)

ایسا غیر مقلد امام جو فرائض یعنی ارکان وشرائط میں احناف کی رعایت رکھے اور ائمہ اربعہ کے بارے میں اچھا گمان رکھے اس کے پیچھے نماز بلا کراہت جائز ہے اور اگر مسائل میں احناف کی رعایت نہیں کرتا اور ائمہ اربعہ کو برا بھلا کہتا ہے تو اس کی اقتداء جائز نہیں ہے، البتہ مقتدی امام کے بارے میں لاعلم ہے تو ایسے امام کے پیچھے نماز مع الکراہت جائز ہے اور اگر امام سے کسی مفسد صلوۃ فعل کا صدور معلوم ہو جائے تو نماز واجب الاعادہ ہے، اسی طرح عصر کی نماز اگر عصر حنفی سے پہلے پڑھی تو واجب الاعادہ ہے۔

"قوله وان تیقن المرعاة ،ای المرعاة فی الفرائض من شروط وارکان فی تلک الصلوة وان لم یراع فی الواجبات والسنن کماهوظاهرلسیاق الکلام البحر وظاهر کلام شرح المنیة ایضاحیث قال واماالاقتداء بالمخالف فی الفروع کالشافعی فیجوزمالم یعلم منه مایفسدالصلوة علی اعتقاد المقتدی علیه الاجماع انمااختلف فی الکراهة "......(فتاویٰ شامی: ۱/۴۱۶)

"وبحث المحشی انه ان علم انه راعی فی الفرائض والواجبات والسنن فلاکراهة وان علم ترکها فی الثلاثة لم یصح وان لم یدرشیئا کره لان بعض مایجب ترکه عندنالیس فعله عنده فالظاهر ان یفعله وان علم ترکها فی الآخرین فقط،ینبغی وان یکره لانه اذاکره عنداحتمال ترک الواجب فعندتحققه بالاولیٰ وان علم ترکها فی الثالث فقط ینبغی ان یقتدی به لان الجماعة واجبة فتقدم علی ترک کراهة التنزیه"......(البحر الرائق: ۱/۶۱۳)

"وانظر هل اذالزم من تاخیره العصر الی المثلین فوت الجماعة یکون الاولی

التاخیر ام لا والظاھر الاول بل یلزم لمن اعتقد رجحان قول الامام تامل"......(فتاویٰ شامی : ۱/۲۶۴)

یہ لوگ بدعتی ہیں ان کی اقتداء کرنا مع الکراہت جائز ہے، جب تک مفضی الی الکفر نہ ہوں۔

"والمرادبالمبتدع من یعتقدشیئا علی خلاف مایعتقده اھل السنةوالجماعة وانمایجوز الاقتداء به مع الکراھة اذالم یکن مایعتقده یؤدی الی الکفر عنداھل السنة"......(حلبی کبیری: ۱/۴۴۳)

اگر مفضی الی الکفر ہوں تو ان کے پیچھے نماز پڑھنا جائز نہیں ہے۔

"امالوکان مؤدیا الی الکفر فلایجوزاصلا"......(حلبی کبیری: ۴۴۳)

اگر مندرجہ بالا ائمہ کے علاوہ کوئی اور امام موجود ہو تو اس کے پیچھے نماز پڑھنا افضل ہے، ورنہ اکیلے نماز پڑھنے سے ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنا افضل ہے، اور بطور مجبوری کے جو نمازیں ان اماموں کے پیچھے پڑھی گئی ہیں وہ واجب الاعادہ نہیں ہیں۔

"فان قلت فماالافضلية ان یصلی خلف ھؤلاء اوالانفراد فالحاصل انه یکره لھؤلاء التقدم ویکره الاقتداء بھم کراھة تنزیه فان امکن الصلوة خلف غیرھم فھوافضل والافالاقتداء اولی من الانفراد وینبغی ان یکون محل کراھة اقتداء بھم عندوجودغیرھم والافلاکراھة کمالایخفی"......(البحرالرائق: ۱/۶۱۱)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

غیبت کرنے والے اور بہتان باندھنے والے کی امامت:

مسئلہ(۴۴۱): مکرمی ومحترمی جناب مفتی صاحب

السلام علیکم ورحمة الله وبرکاته!

مندرجہ ذیل مسائل کے بارے میں قرآن وسنت کی روشنی میں راہنمائی فرما کر اللہ پاک کی ذات سے بہت ہی اجر وثواب حاصل کریں۔

علماء کرام ومفتیان عظام کیا فرماتے ہیں اس شخص کی امامت کے بارے میں جو کہ چغل خور، غیبت کرنے والا، دوسروں کے عیبوں کو معلوم کرکے دوسروں کے سامنے اچھالنے والا، اور جھوٹا اور بہتان لگانے والا ہے، نیز مقتدی اس کی امامت پر خوش بھی نہیں ہیں۔

نیز علاقہ سے عشر کی گندم اور قربانی کی کھالیں اکٹھی کرکے مدرسہ اور بچوں کے نام پر کھانے والا، جب کہ نہ کوئی مدرسہ ہے اور نہ بچے؟

الجواب باسم الملک الوهاب

بشرط صحت سوال ایسا شخص فاسق ہے اور فاسق کی امامت مکروہ تحریمی ہے، اور اہل محلہ کے لیے ضروری ہے کہ ایسے شخص کو امامت سے الگ کردیں، اور جو حضرات الگ کرنے پر قادر نہ ہوں، تو دوسری مسجد میں نماز پڑھ لیا کریں ان پر کوئی گناہ نہیں ہوگا۔

"ویکره ان یکون الامام فاسقا ویکره للرجال ان یصلوا خلفه ،الفاسق اذا کان یوم ویعجز القوم عن منعه تکلموا،قال بعضهم فی صلوة الجمعة یقتدی به ولایترک الجمعة بامامته واما فی غیر الجمعة من المکتوبات لاباس بان یتحول الی مسجد آخر ولایصلی خلفه ولایأثم بذلک ،ومن ام قوما وهم له کارهون ان کانت الکراهة لفساد فیه اولانهم احق بالامامة کره له ذلک وان کان هو احق بالامامة لم یکره"......(التاتارخانیة: ۱/۴۳۹)

" وتجوز امامة الاعرابی والاعمیٰ والعبد وولد الزنا والفاسق کذافی الخلاصة الاانها تکره ، الفاسق اذاکان یؤم الجمعة وعجز القوم عن منعه قال بعضهم یقتدی به فی الجمعة ولاتترک الجمعة بامامته وفی غیر الجمعة یجوز ان یتحول الی مسجد آخر ولایأثم به،" رجل ام قوما وهم له کارهون ان کانت الکراهة لفساد فیه اولانهم احق بالامامة یکره له ذلک وان کان هو احق بالامامة لایکره هکذا فی المحیط "......(فتاویٰ الهندیة: ۱/۸۷)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

منکر حیات انبیاء علیہم السلام کے پیچھے نماز پڑھنے کا حکم:

مسئلہ(۴۳۴): مندرجہ ذیل مسئلہ کی وضاحت مطلوب ہے

زید حیات انبیاء کا منکر ہے یعنی مماتی فرقہ سے تعلق رکھتا ہے، آیا اس کے پیچھے نماز پڑھنا صحیح ہے یا نہیں؟ کیونکہ بعض علماء کرام مماتیوں کے پیچھے نماز پڑھنے کو مکروہ بتلاتے ہیں، ازراہ کرم اس مسئلہ کی وضاحت قرآن وسنت سے فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوهاب

انبیاء کرام علیہم السلام کی حیات فی القبور اور سماع عند القبر اہل سنت والجماعت کے نزدیک اجماعی عقیدہ ہے (فتاویٰ رشیدیہ:۱۳۴) اور احادیث متواترہ سے ثابت ہے (الحاوی للفتاویٰ:۲/۱۴۷)

اور اس کے خلاف عقیدہ رکھنے والا بدعتی ہے اور بدعتی کو امام بنانا مکروہ تحریمی ہے لہذا جن کو امام کے عزل ونصب کا اختیار ہے یا جن کو اچھا امام مل سکتا ہو ان کی نماز اس کے پیچھے مکروہ تحریمی ہوگی۔

"ویکره تقديم المبتدع ايضا لانه فاسق من حيث الاعتقاد وهو اشد من الفسق من حيث العمل والمراد بالمبتدع من يعتقد شيئا على خلاف مايعتقد اهل السنة والجماعة اه"......(حلبی کبیری: ۴۴۳)

"وكره امامة العبد والاعرابي والفاسق والمبتدع ،والفاسق لايهتم لامر دينه وذكر الشارح وغيره ان الفاسق اذاتعذر منعه يصلي الجمعة خلفه"......(البحر الرائق: ۱/۶۱۱)

" وفيه اشارة الى انهم قدموا فاسقا يأثمون على ان كراهة تقديمه كراهة تحريم لعدم اعتنائه بامور دينه وتساهله في الاتيان بلوازمه فلايبعد منه الاخلال ببعض شروط الصلوة وفعل ماينافيها بل هو الغالب بالنظر الى فسقه"......(حلبی کبیری: ۴۴۲)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆

ٹانگ سے معذور شخص کی امامت:

مسئلہ(۴۴۳): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر کوئی شخص ایک ٹانگ سے معذور ہو یعنی ٹانگ جہاد میں کٹ گئی ہو تو وہ شخص کسی بھی مسجد میں مستقل امام بن سکتا ہے جب کہ وہ کھڑا ہو کر نماز نہیں پڑھ سکتا؟

الجواب باسم الملک الوهاب

ایسے شخص کی امامت جائز ہے مگر ایسی صورت میں کہ اس سے اعلم موجود ہو اس کی امامت مکروہ ہے بکراہت تنزیہیہ یعنی خلاف اولیٰ ہے۔

”وكذلك اعرج يقوم ببعض قدمه فالاقتداء بغيره اولى تاتر خانية اه“......(ردالمحتار: ۱/۴۱۶)

امامت ایسے شخص کے لیے جو قیام پر قادر نہ ہو حدیث صریح صحیح سے ثابت ہے، اور وہ حدیث امامت النبی ﷺ فی مرض الوفات ہے، کما فی کتب الحدیث مفصلا۔

”وكذلك اعرج يقوم ببعض قدمه فالاقتداء بغيره اولى تاترخانيه وكذا اجذم بير جندى ومجبوب وحاقن ومن له يد واحد فتاوى الصوفية عن التحفة والظاهر ان العلة النفرة ولذاقيد الابرص بالشيوع ليكون ظاهرا ولعدم امكان اكمال الطهارة ايضافي المفلوج والاقطع والمجبوب ولكراهة صلاة الحاقن اى ببول ونحوه“......(ردالمحتار: ۱/۴۱۶)

”حدثنا عبدالله بن يوسف قال اخبرنا مالك عن ابن شهاب عن انس بن مالك ان رسول الله ﷺ ركب فرسا فصرع عنه فجحش شقه الايمن فصلى صلوة من الصلوات وهو قاعد فصلينا وراءه قعودا فلماانصرف قال انماجعل الامام ليؤتم به فاذاصلى قائما فصلوا قياما واذاركع فاركعوا واذارفع فارفعوا واذاقال سمع الله لمن حمده فقولوا ربنا ولك الحمد واذاصلى جالسافصلوا جلوسا اجمعون ،قال ابوعبدالله قال الحميدى قوله واذاصلى

جالسافصلوا جلوسا هوفی مرضه القدیم ثم صلی بعدذلک النبی ﷺ جالساوالناس خلفه قیام لم یامرهم بالقعود وانمایؤخذبالآخر فالآخر من فعل النبی ﷺ"......(صحیح البخاری: ۱/۹۶)

"قوله انمایؤخذبالآخر فالآخر وهذاتصریح من المصنف رحمه الله بالنسخ وقدصرح به فی مواضع آخر وصرح هناک الحافظ رحمه الله ان مقتضی الادلة استحباب القعود خلف القاعد ولادلیل علی الوجوب قلت وذاانتفی الوجوب علی تصریح الحافظ رحمه الله فلاریب ان الاحوط هوالقیام لانه ذهب الیه الامامان الجلیلان وعندناالعمل بماعمل به الائمة والامة اولی"......(فیض الباری: ۲/۲۱۲)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

ڈاڑھی کٹوانے والے شخص کا امام بننا:

مسئلہ(۴۳۴): محترم ومکرم جناب مفتی حمید اللہ جان صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

علماء کرام اور مفتیان صاحبان سے ایک مسئلہ دریافت کرنا ہے کہ ہماری مسجد جامعہ رحمانیہ میں ایک حافظ صاحب گزشتہ ۳ یا ۴ سال سے نماز تراویح پڑھا رہے ہیں، پہلے ان کی ڈاڑھی چھوٹی تھی لیکن اب ان کی ڈاڑھی بڑھ گئی ہے لیکن اب وہ ڈاڑھی کٹواتے ہیں اور ان کی ڈاڑھی بمشکل ا یا ۲ انچ کی ہوگی، مسئلہ یہ ہے کہ یہ حافظ صاحب امام صاحب کی غیر موجودگی میں فرض نماز بھی پڑھاتے ہیں اور اس سال تراویح بھی پڑھائیں گے، آپ سے یہ دریافت کرنا ہے کہ جو حافظ صاحب ڈاڑھی کٹواتے ہیں ان کے پیچھے فرض نماز یا نماز تراویح پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ فرض نمازوں میں ان کے پیچھے باریش بزرگ بھی کھڑے ہوتے ہیں، قرآن وحدیث کی روشنی میں وضاحت فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوھاب

ایک مشت ڈاڑھی رکھنا ضروری ہے اس سے کم کرنا یا منڈوانے کی عادت بنانا ناجائز اور حرام ہے ایسا کرنے والا گناہ گار اور فاسق ہے، اور ایسے شخص کی امامت مکروہ تحریمی ہے۔

"والسنة فيها القبضة ولذا يحرم على الرجل قطع لحيته "......(درمختار على هامش ردالمحتار: ۵/۲۸۸)

"واما الفاسق فقد عللوا كراهة تقديمه بانه لايهتم لامر دينه وبان في تقديمه للامامة تعظيمه وقد وجب عليهم اهانته شرعا"......(فتاویٰ شامی: ۱/۴۱۴)

" وفيه اشارة الى انهم قدموا فاسقا ياثمون على ان كراهة تقديمه كراهة تحريم لعدم اعتنائه بامور دينه وتساهله في الاتيان بلوازمه فلايبعد منه الاخلال ببعض شروط الصلوة وفعل ماينافيها بل هو الغالب بالنظر الى فسقه "......(حلبی کبیری: ۴۴۲)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

انگوٹھے چومنے والے شخص کی امامت کا حکم:

مسئلہ(۴۳۵): محترم جناب مفتی صاحب مدظلہ العالی السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

(۱) کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ میں ایک فوجی ہوں اور بارڈر پر میری ڈیوٹی ہے وہاں پر ایک ہی مسجد ہے اور امام جو ہے فوج کی طرف سے وہ انگوٹھے چومتا ہے تو کیا اس کے پیچھے نماز پڑھنی جائز ہے یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

صورت مسئولہ میں اگر امام بدعتی ہے تو ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔

"وكره امامة العبد والاعرابي والفاسق والمبتدع والاعمى وولدالزنا"......(كنزعلى البحرالرائق: ۱/۶۰۷)

"وكره امامة العبد والاعمى والاعرابي وولدالزنا والجاهل والفاسق والمبتدع"......(نورالايضاح مع حاشية الطحطاوى: ۱/۳۰۲)

البتہ اگر صالح صحیح العقیدہ امام میسر نہ ہو اور بدعتی امام ہٹانے اور رکھنے کا بھی اختیار نہ ہو تو بدعتی امام کے پیچھے نماز پڑھ سکتے ہیں بلکہ انفرادی طور پر پڑھنے سے جماعت کے ساتھ پڑھنا افضل ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

شرفاء اور علماء کی تذلیل کرنے والے کی امامت:

مسئلہ(۴۳۶): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہمارے شہر کی مرکزی جامع مسجد کے خطیب اور مفتی فاسق ہیں، حضرت مولانا زکریا کو بکاؤ مولوی کہتے ہیں اور طالبان کو دہشت گرد کہتے ہیں، شرفاء اور علماء کو جھوٹے مقدموں میں ملوث کر کے ذلیل کرتے ہیں، اور ان باتوں کو اخبارات اور خطبوں میں نشر کرتے ہیں، دوسرے مسلک کے متعلمین کو دھوکہ سے بلا کر پٹائی کرتے ہیں، مسجد کے لیے وقف زمین پر واقف کی اجازت اور رضا کے بغیر دکانیں تعمیر کردی ہیں، اور ان کی رجسٹری اپنے اور اپنے بچوں کے نام کرالی ہے، اوقاف کی آمدنی مقدموں پر خرچ کرتے ہیں، لوگ اس کے شر کے خوف سے مقابلہ نہیں کرتے، ان کو معزول کرنا درست ہے یا نہیں؟ اور ان کی اقتداء میں نماز کا کیا حکم ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

بشرط صحت سوال مذکورہ عہدوں سے اس امام کو ہٹانا درست ہے اور ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔

"واما الفاسق فقدعللوا كراهة تقديمه بانه لايهتم لامر دينه وبان في تقديمه للامامة تعظيمه وقدوجب عليهم اهانته شرعا"......(فتاوىٰ شامی : ۱/۴۱۴)

" وفيه اشارة الى انهم قدموا فاسقا يأثمون على ان كراهة تقديمه كراهة تحريم لعدم اعتنائه بامور دينه وتساهله في الاتيان بلوازمه فلايبعد منه الاخلال ببعض شروط الصلوة وفعل ماينافيها بل هو الغالب بالنظر الى فسقه"......(حلبی کبیری : ۴۴۲)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

امام کا مکمل طور پر محراب میں کھڑا ہونا:

مسئلہ(۴۳۷): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ امام کا مکمل طور پر محراب میں کھڑا ہونا کیسا ہے؟ کیا محراب مسجد میں شامل ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

بغیر ضرورت کے امام کا مکمل طور پر محراب میں کھڑا ہونا مکروہ ہے البتہ امام محراب میں سجدہ کرے، اور خود مسجد میں کھڑا ہو تو بلا کراہت جائز ہے۔

"ولا باس بان یکون مقام الامام فی المسجد وسجودہ فی الطاق ویکرہ ان یقوم فی الطاق لانہ یشبہ صنع اھل الکتاب من حیث تخصیص الامام بالمکان بخلاف ما اذا کان سجودہ فی الطاق "......(الھدایۃ: ۱/۱۴۴)

"ویکرہ قیام الامام بجملتھا فی المحراب لاقیامہ خارجہ وسجودہ فیہ سمی محرابا لانہ یحارب النفس والشیطان بالقیام الیہ والکراھۃ لاشباہ الحال علی القوم واذا ذاق المکان فلا کراھۃ"......(حاشیۃ الطحطاوی : ۱/۳۶۱)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆
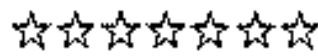
انبیاء علیہم السلام کی روح کا تعلق جسم کے ساتھ براہ راست نہ ماننے والے کی امامت:

مسئلہ(۴۲۸): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ جس طرح شہداء کے بارے میں آتا ہے کہ وہ زندہ ہیں اور اللہ کے نزدیک رزق بھی پاتے ہیں اور خوش رہتے ہیں، اسی طرح انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام بھی اللہ تعالیٰ کے نزدیک اعلیٰ زندگی پاتے ہیں اور اگر آپ جسم کی بابت اور روح کا تعلق جسم سے پوچھتے ہیں تو ہمارا جواب یہ ہے کہ "ان اللہ یسمع من یشاء "کی طرح ہم مانتے ہیں، یعنی ہم جسم کا تعلق روح کے ساتھ براہ راست نہیں مانتے، جو شخص اس قسم کا عقیدہ رکھے کیا وہ امام بن سکتا ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

یہ شخص مماتی لگتا ہے، کیونکہ جو شخص یہ عقیدہ رکھے کہ آپ ﷺ اپنی قبر مبارک میں زندہ نہیں ہیں اور جسم مبارک کا روح کے ساتھ براہ راست تعلق نہیں ہے تو یہ شخص اہل سنت والجماعت کے عقیدہ سے ہٹا ہوا ہے، کیونکہ اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے کہ آپ ﷺ اور اسی طرح دیگر انبیاء کرام اپنی قبروں میں اجساد عنصریہ کے ساتھ حیات ہیں، یہ حیات برزخی ہے جو حیات دنیوی سے کم نہیں ہے، اور نماز اور دیگر عبادات میں مشغول رہتے ہیں، یہ حیات

برزخی اگر چہ ہم کو محسوس نہیں ہوتی لیکن بلاشبہ یہ حیات حسی اور جسمانی ہے، اس لیے کہ روحانی اور معنوی حیات تو عام مؤمنین بلکہ عام کفار کی روحوں کو بھی حاصل ہوتی ہے، اہل سنت والجماعت کا یہ عقیدہ اصول شریعت قرآن وسنت سے ثابت ہے، لہذا عقیدہ حیات النبی کا انکار کرنے والا مبتدع ہے اور اس کے پیچھے نماز ادا کرنا مکروہ تحریمی ہے۔

"وعن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ من صلی علی عندقبری سمعتہ ومن صلی علی نائیاابلغتہ رواہ البیہقی فی شعب الایمان "

......(مشکوۃ المصابیح: ۱/۸۸)

"ولاتقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احیاء "......(البقرۃ)

"والحق عندی عدم اختصاصہا بہم بل حیاۃ الانبیاء اقوی منہم واشدظہورا آثارہا فی الخارج حتی لایجوزالنکاح بازواج النبی بعدوفاتہ "

......(تفسیر المظہری: ۱/۱۷۰)

واللہ تعالی اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

غیر محرم عورت کے ساتھ تنہائی میں بیٹھنے والے کی امامت کا حکم:

مسئلہ(۴۳۹): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک محلے کے امام مسجد ایک اجنبی عورت کے ساتھ پارک میں کرسیوں پر بیٹھے ہوئے تھے، تین افراد نے اس امام مسجد کو دیکھا ہے، وہی امام مسجد اور وہی عورت دونوں گھر میں بھی تنہائی میں بیٹھ کر باتیں کرتے ہیں دو افراد نے اس حالت میں دیکھا ہے، آیا اس امام کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟ اور ہماری نماز کا کیا حکم ہے؟ آئندہ کے بارے میں تفصیل مطلوب ہے۔

الجواب باسم الملک الوھاب

بشرط صحت سوال شرعاً اجنبیہ کے ساتھ خلوت گناہ ہے، اگر واقعی امام اس کا مرتکب عادی ہے تو اس فاسق کو امام بنانا مکروہ تحریمی ہے، یعنی جن کو امام کے رکھنے ہٹانے کا اختیار ہے یا جن کو اچھا امام مل سکتا ہے ان کی نماز اس کے پیچھے مکروہ تحریمی ہے، یہ حکم اس وقت ہے کہ امام موصوف توبہ نہ کرے اور اگر وہ توبہ کر لیتا ہے تو پھر اس کی امامت بلا کراہت جائز ہے بشرطیکہ اور کوئی وجہ کراہت نہ ہو۔

"وفی الاشباہ الخلوۃ بالاجنبیۃ حرام "......(الدرالمختار علی ھامش ردالمحتار: ۵/۲۶۰)

"وقدروی عن رسول اللہ ﷺ انہ قال لایخلون رجل بامرأۃ فان ثالثھما الشیطان "......(بدائع الصنائع : ۴/۳۰۱)

"وکرہ امامۃ العبد والاعرابی والفاسق والمبتدع والاعمی وولدالزنا"......(کنزالدقائق : ۱/۳۹)

"ویکرہ تقدیم العبد لانہ لایتفرغ للتعلم والاعرابی لان الغالب فیھم الجھل والفاسق لانہ لایھتم لامر دینہ " ......(الھدایۃ: ۱/۱۲۴)

"عن عبداللہ بن مسعودقال قال رسول اللہ ﷺ التائب من الذنب کمن لاذنب لہ "......(مشکوٰۃ المصابیح : ۱/۲۰۹)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

سولہ سالہ لڑکا تراویح میں امام بن سکتا ہے:

مسئلہ(۴۴۰): محترم جناب مفتی صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ میری عمر سولہ سال کے لگ بھگ ہے اور میں بالغ بھی ہو چکا ہوں، کیا میرے پیچھے نماز تراویح جائز ہے؟ مہربانی فرما کر آپ قرآن وحدیث کی روشنی میں میری راہنمائی فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوھاب

اگر مذکورہ تحریر حقیقت پر مبنی ہے تو اس صورت میں آپ کے پیچھے نماز تراویح پڑھنا جائز ہے۔

"واماشروط الامامۃ فقدعدھا فی نورالایضاح علی حدۃفقال وشروط الامامۃ للرجال الاصحاء ستۃ اشیاء الاسلام والبلوغ والعقل والذکورۃ والقراءۃ والسلامۃ من الاعذار "......(ردالمحتار: ۱/۳۰۶)

”وشروط صحة الامامة للرجال الاصحاء ستة اشياء الاسلام والبلوغ والعقل والذكورة والقراءة والسلامة من الاعذار قوله والبلوغ لان صلاة الصبي نفل ونفله لايلزمه“......(نورالایضاح مع مراقی الفلاح : ١٦٧)

”وفي شرح القدوري يجوزامامة الامرد اذاكان بالغا“......(خلاصة الفتاوى: ١/١٤٨)

”بلوغ الغلام بالاحتلام والاحبال والانزال والجارية بالاحتلام والحيض والحبل فان لم يوجد فيهماشيء فحتى يتم لكل منهما خمس عشرة سنة به يفتي لقصر اعمار اهل زماننا قوله به يفتى هذاعندهما وهورواية عن الامام وبه قالت الائمة الثلاثة“......(الدرمع الرد:١٠٧/٥)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

امرد پرست شخص کی امامت کا حکم:

مسئلہ(۴۴۴): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک بچہ جو کہ چھٹی کلاس کا طالب علم تھا وہ مسجد میں قاری صاحب کے پاس ناظرہ بھی پڑھتا تھا قاری صاحب بچے سے بہت پیار کرتے تھے، بیٹا، بھائی یا شاگرد سمجھ کر، بالآخر نفسانی خواہشات غالب آتی گئیں اس نے بچے کو گود میں بٹھانا شروع کر دیا اس کے گالوں پر ہاتھ پھیرتا تھا بوسے بھی لیتا تھا یہ چیزیں سر عام تھیں شاید اس سے آگے بھی کچھ تھا یا نہیں؟ یہ اللہ بہتر جانتا ہے، جب بچے سے بوس وکنار کرتا تھا گالوں پر ہاتھ پھیرتا تھا اور بغل گیر ہوتا تھا تب بچے کی نفسانی خواہشات نہیں ابھرتی ہوں گی؟ اس کے دماغ میں ہلچل نہیں پیدا ہوتی ہوگی، اور گھر والوں کے سامنے بچہ تو آخر بچہ ہے اس چھوٹی عمر میں اس کا ناپختہ ذہن تھا، اور قاری جس طرح بچے کو ڈھالتا گیا وہ ڈھلتا گیا، یہ سلسلہ پانچویں یا چھٹی کلاس میں شروع ہوا جب بچہ 9th کا سٹوڈنٹ تھا تو قاری کی شادی ہوگئی، اب بچہ 10th میں ہوگیا ہے، جب کہ قاری کی شادی ہونے کے باوجود بھی طور طریقے ویسے رہے، مفعول کا اب یہ عالم ہے کہ اگر کوئی اس سے بغل گیر ہوتا ہے یا گالوں پر ہاتھ پھیرتا ہے تو وہ ٹس سے مس نہیں ہوتا، کیونکہ یہ عادت اس کی پختہ ہو چکی ہے، اب اگر کوئی بچہ اس سے بغل گیر ہوتا ہے یا گالوں پر ہاتھ پھیرتا ہے یا پھر آگے ہی بڑھتا چلا جاتا ہے تو ان سب برائیوں کا ذمہ دار قاری ہے جس نے بچے کو ایسی تربیت میں

ڈھالا اور اس حال تک پہنچایا، جب کہ بچہ پیدائشی طور پر خاموش طبع ہے اس پر جو زیادتی ہوتی ہے اس وقت تک اس کو جھیلتا ہے جب تک کہ وہ قوت برداشت سے باہر نہیں ہو جاتی، بچہ برائی پر لگ جاتا ہے یا بچے کے ساتھ برائی ہوتی ہے ان دونوں صورتوں میں سزاوار قاری ہے۔

جناب عالی! بندہ نے تقریباً ڈیڑھ سال قاری کے پیچھے نمازیں نہیں پڑھیں، قاری کی شادی ہوئی اس کے بعد میں نے بچے کے گھر آنا جانا کچھ کم کر دیا اور میں نے یہی سوچا کہ شاید شادی کے بعد قاری راہ راست پر آ جائے اور اپنے طور طریق صحیح کر لے، شادی کے کچھ عرصہ بعد میں نے اس کے پیچھے نماز پڑھنا شروع کر دی، تقریباً پانچ یا چھ ماہ بعد ہم نماز عصر کے بعد مسجد سے نکلے بچہ پہلے نکل آیا اور سر راہ کھڑا ہو گیا، بعد میں میں اور سبزی فروش دونوں مسجد سے نکلے وہ سبزی وغیرہ مذکورہ سبزی فروش سے ہی لیتا ہے، سبزی فروش نے میرے کندھے پر ہاتھ رکھا ہوا تھا جب لڑکے کے قریب سے گزرنے لگے تو سبزی فروش نے لڑکے کے گالوں پر ہاتھ پھیرا میں نے سبزی فروش کا ہاتھ اپنے کندھے سے اتار دیا، اور لڑکے کے رد عمل کا انتظار کیا، کہ لڑکا اس کو برا بھلا کہے اور میں اس کو مزا چکھاؤں، میرے ارادوں کے برعکس لڑکے نے کوئی رد عمل ظاہر نہیں کیا اس کے نزدیک جیسے یہ معمول کی بات ہو، اس واقعہ کے بعد جناب عالی میں نے قاری کے پیچھے نماز پڑھنی پھر چھوڑ دی، کیونکہ مجھے قاری پر اس لیے غصہ آیا کہ یہ سب اس کی تربیت کا نتیجہ ہے، جناب عالی! لڑکا ماشاء اللہ بہت خوبصورت ہے اور فرشتوں جیسے ہے، مگر خاموش طبع ہے، بندہ تو ہر وقت اس کے ساتھ رہا نہیں کہ پتہ ہو قاری اس کے ساتھ کیا کیا کر رہا تھا، قاری کا ان کے گھر آنا جانا ہے اور میرا بھی۔

یہ جو چند واقعات بندہ نے قلم بند کیے ہیں یہ آنکھوں دیکھے ہیں، اور گھر والے بھی جانتے ہیں، شریف گھرانہ ہے لڑکے کا والد ذرا سخت ہے مگر وہ کام دھندے والا آدمی ہے ہمیشہ ساتھ نہیں رہ سکتا، چار بھائی یعنی کہ مذکورہ سے تین بڑے اور دو چھوٹی بچیاں یہ سب مذکورہ قاری کے شاگرد ہیں، ادب کرتے ہیں عزت کرتے ہیں اس کے آگے نہیں بول سکتے، اور وہ قاری گاہے بگاہے لڑکے کو گفٹ بھی دیتا رہتا ہے، اس کو باہر سے کپڑے یا چادر ملے تو وہ بھی دیتا ہے یا جوتوں کے لیے پیسے دیتا ہے یا سائیکل لے کر دیتا ہے، یا دعوت پر لے کر چلا جاتا ہے، وہاں سے جو خدمت ہوتی ہے اس سے بھی دوسروں سے زیادہ دیتا ہے، الغرض بہت ہی ایڈوانس ہے، اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ کیا اس کے پیچھے نمازیں ہو جاتی ہیں؟ وضاحت فرمائیں، یا ہم انفرادی نمازیں پڑھیں؟

الجواب باسم الملک الوهاب

اگر مذکورہ فی السوال باتیں قاری موصوف کے لیے ثابت ہوں تو یہ فاسق ہے اور فاسق کو امام بنانا مکروہ تحریمی

ہے، یعنی جن لوگوں کو امام کے رکھنے ہٹانے کا اختیار ہے یا جن کو اچھا امام مل سکتا ہے ان کی نماز اس کے پیچھے مکروہ تحریمی ہوگی، اور جن کو یہ دونوں باتیں حاصل نہ ہوں ان کو تنہا پڑھنے کی بجائے باجماعت پڑھنا افضل ہے۔

"قوله نال فضل الجماعة افاد ان الصلوة خلفهما اولى من الانفراد"

......(ردالمحتار: ۱/۴۱۵)

"وفي النهر عن المحيط من صلى خلف فاسق اومبتدع نال فضل الجماعة"

......(الدرعلى هامش ردالمحتار: ۱/۴۱۵)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

سودی کاروبار کرنے والے امام کی امامت کا حکم:

مسئلہ(۴۴۴): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک امام جو سودی کاروبار کرتا ہے اور مسلسل کرر رہا ہے مقتدیوں کو اس کا حال بھی معلوم ہے ایسے شخص کی امامت جائز ہے یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوهاب

جو شخص سودی کاروبار کرر رہا ہو ایسا شخص گناہ کبیرہ کا مرتکب ہے اس کی امامت مکروہ تحریمی ہے کیونکہ یہ عاصی اور فاسق ہے۔

"قوله غير الفاسق ،واماالفاسق فقدعللوا كراهة تقديمه بانه لايهتم لامر دينه وبان في تقديمه لاتزول العلة فانه لايؤمن ان يصلي بهم بغيرطهارة فهوكالمبتدع تكره امامته بكل حال بل مشى في شرح المنية على ان كراهة تقديمه كراهة تحريم لماذكرنا"......(فتاوىٰ شامى : ۱/۴۱۴)

"وكره امامة العبد الخ والفاسق لعدم اهتمامه بالدين فتجب اهانته شرعا فلايعظم بتقديمه للامامة"......(حاشية الطحطاوى على مراقى الفلاح : ۳۰۲)

"وفيه اشارة الى انهم لو قدموا فاسقا ياثمون بناء على ان الكراهة تقديمه كراهة التحريم"......(حلبى كبيرى : ۴۴۲)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

باطل کی حمایت اور عناد رکھنے والے امام کی امامت:

مسئلہ(۴۴۳): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک ایسا امام جس میں یہ خامیاں ہیں تو اس کی امامت کیسی ہے؟

(۱) جب دو فریق جھگڑ پڑیں تو امام فریق باطل کی حمایت کرے۔

(۲) بغیر شرعی عذر کے عناد رکھتا ہو، نمازی سے یعنی نازیبا الفاظ استعمال کرتا ہو، دست اندازی کرتا ہو، مقتدیوں کو آپس میں لڑاتا ہو، بدظنی پیدا کرتا ہو وغیرہ وغیرہ۔

الجواب باسم الملک الوھاب

بشرط صحت سوال اگر واقعتاً مذکورہ امام میں یہ خامیاں ذاتی اغراض ومفادات کی بنیاد پر پائی جاتی ہیں، تو ایسا شخص فاسق ہے اور اس کی امامت مکروہ تحریمی ہے۔

"وکرہ امامۃ العبد والاعرابی والفاسق والمبتدع"

......(البحر الرائق: ۱/۶۱۰)

" وفیہ اشارۃ الی انھم قدموا فاسقا یاثمون بناء علی ان کراھۃ تقدیمہ کراھۃ تحریم لعدم اعتنائہ بامور دینہ وتساھلہ فی الاتیان بلوازمہ "......(حلبی کبیری : ۴۴۲)

"ویکرہ امامۃ عبد واعرابی وفاسق واعمی قولہ وفاسق من الفسق وھو الخروج عن الاستقامۃ ولعل المراد بہ من یرتکب الکبائر کشارب الخمر والزانی وآکل الربا ونحو ذلک.........فھو کالمبتدع تکرہ امامۃ بکل حال بل مشیٔ فی شرح المنیۃ علی ان کراھۃ تقدیمہ کراھۃ تحریم "

......(درمختار مع الشامی: ۱/۴۱۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

ایک بازو اور ایک ٹانگ سے معذور کی امامت کا حکم:

مسئلہ(۴۴۴): بخدمت جناب علمائے کرام السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

یہ حافظ القاری منیر احمد جن کا ایک بازو اور ٹانگ میں ڈیفالٹ ہے، یہ ایک مسجد میں امامت کراتے ہیں، وہاں کچھ شرپسند لوگ اعتراض کرتے ہیں، اس لیے قرآن وحدیث کی روشنی میں فتویٰ ارشاد فرمائیں، اس بچے کے والدگرامی مولانا قاری عبدالرحمٰن مولانا موسیٰ خان صاحب کے شاگرد خاص تھے اور اوقاف میں خطیب تھے، عین نوازش ہوگی۔

الجواب باسم الملک الوھاب

مذکورہ سوال مبہم ہے، کیونکہ اس میں عیب کی مقدار نامعلوم ہے، اگر اس کی مقدار کم ہے جس سے بخوبی وہ دونوں پاؤں پر کھڑا ہوسکتا ہے تو اس کی اقتداء میں نماز ادا کرنا بلا کراہت درست ہے، کیونکہ قلیل مقدار موجب نفرت نہیں ہے، لیکن اگر عیب کی یہ مقدار زیادہ ہے اور موجب نفرت ہے جو قلت جماعت اور قلت رغبت الناس کا موجب ہوتی ہے تو اس کے علاوہ کسی صحیح عالم کو امامت کا منصب سونپنا افضل ہے، کیونکہ امام خالق اور مخلوق کے درمیان رابطہ ہوتا ہے، اس لیے اس کا تمام اعذار سے مبرا ہونا افضل اور اولیٰ ہے۔

"قال فی الدر وکذاتکرہ خلف امرد وسفیہ ومفلوج اوبرص شاع برصہ قال الشامی تحت قولہ مفلوج اوبرص شاع برصہ کذلک اعرج یقوم ببعض قدمہ فالاقتداء بغیرہ اولی تاترخانیۃ ......والظاھر ان العلۃ النفرۃ ولذاقیدالابرص بالشیوع لیکون ظاھرا ولعدم امکان اکمال الطھارۃ ایضافی المفلوج والاقطع والمجبوب "......(فتاویٰ شامی: ۱/۴۱۶)

"فکل من کان اکمل فھوافضل لان المقصود کثرۃ الجماعۃ ورغبۃ الناس" ......(فتاویٰ الھندیۃ: ۱/۸۳)

"ولوام قوم وھم لہ کارھون ان الکراھۃ لفساد فیہ اولانھم احق بالامامۃ منہ کرہ لہ ذلک تحریما لحدیث ابی داؤد لایقبل اللہ صلوۃ من تقدم قوماوھم لہ کارھون "......(الدرعلی ھامش الرد: ۱/۴۱۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

جس کی بیوی ننگے سر پھرتی ہو اس کی امامت کا حکم:

مسئلہ(۴۴۵): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص جو کہ نمازی ہے اور حافظ قرآن ہے اور وقت کا لیکچرار ہے، لیکن اس کی بیوی تمام عورتوں کی طرح ننگے سر پھرتی ہے، کیا ایسے شخص کی امامت درست ہے؟

الجواب باسم الملک الوهاب

اگر وہ شخص اپنی عورت کو منع کرتا ہے اس کے باوجود وہ منع نہیں ہوتی تو اس کی امامت بغیر کراہت کے جائز ہے، ورنہ اس کی امامت مکروہ ہے۔

”(قوله وله ضرب زوجته علی ترک الصلوة) وکذاعلی ترکهاالزینة وغسل الجنابة وعلی خروجها من المنزل وترک الاجابة الی فراشه ومرتمامه فی التعزیر وان الضابط ان کل معصیة لاحدفیها فللزوج والمولی التعزیر “ ......(فتاویٰ شامی: ۵/۳۰۳)

”واللاتی تخافون نشوزهن فعظوهن واهجروهن فی المضاجع واضربوهن فان اطعنکم فلاتبغوا علیهن سبیلا“......(سورة النساء: ۳۴)

”قال ابوبکر جصاص تحت هذه الآیة ......فدلت الآیة علی معان احدهاتفضیل الرجل علی المرء ة فی المنزلة وانه هوالذی یقوم بتدبیرها وتادیبها وهذایدل علی ان له امساکها فی بیته ومنعها من الخروج وان علیها طاعته وقبول امره مالم تکن معصیة “......(احکام القرآن للجصاص:۲/۲۶۷)

”ویکره امامة عبدواعرابی وفاسق واعمی “......(درعلی الرد :۱/۴۱۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

بہتان اور الزام لگانے والے اور بدگمانی کرنے والے کی امامت کا حکم:

مسئلہ(۴۴۶): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص دوسرے شخص پر بہتان

اورالزام لگاتا ہے،توالزام اور بہتان کونسا گناہ ہے؟اوراس کی دنیوی واخروی سزا کیا ہے؟ایک شخص دوسرے شخص پر بدگمانی کرتا ہے تو بدگمانی کتنا بڑااورکونسا گناہ ہے؟اوراس کی دنیاوی واخروی سزا کیا ہے؟ان گناہوں کے مرتکب امام کے پیچھے نماز درست ہے کہ نہیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

بدگمانی اور بہتان دونوں گناہ کبیرہ ہیں،اور حدیث شریف میں دونوں کی ممانعت آئی ہے،آپ ﷺ نے منع فرمایا ہے،کہ بدظنی کرنے والا اکذب الحدیث ہے یعنی سب سے بڑا جھوٹا قرار دیا ہے،اوراسی طرح تہمت بھی ہے،کہ وہ غیبت سے بھی (جوکہ اشد من الزنا ہے) بڑا گناہ ہے،اگر واقعی امام صاحب ان گناہوں کا مرتکب ہوتو ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ ہے،اوراس کوتوبہ واستغفار لازم ہے۔

”عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال قیل یارسول اللہ ماالغیبۃ قال ذکرک اخاک بمایکرہ قال ارأیت ان کان فیہ مااقول قال ان کان فیہ ماتقول فقداغتبتہ وان لم یکن فیہ ماتقول فقدبھتہ“......(جامع ترمذی:۲/۴۵۷)

”باب ماجاء فی ظن السوء،عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ ﷺ قال ایاکم والظن فان الظن اکذب الحدیث،ھذاحدیث حسن صحیح“......(جامع ترمذی: ۲/۴۲۲)

”وکرہ تقدیم العبد والاعرابی والفاسق والمبتدع والاعمی وولدالزنا“......(البحرالرائق :۱/۶۰۷)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

روزہ نہ رکھنے والے امام کی اقتداء میں تراویح کا حکم:

مسئلہ(۳۴۷): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک حافظ صاحب کی عمر سولہ سال ہے وہ نماز تراویح پڑھا رہے ہیں وہ کبھی روزہ رکھتے ہیں اور کبھی نہیں رکھتے یعنی پابندی نہیں کرتے،ان کے پیچھے نماز پڑھنے والوں کی نماز کی شرعی حیثیت کیا ہے؟بندہ کو جواب ارسال فرمادیں عین نوازش ہوگی۔

الجواب باسم الملک الوھاب

اگر بلاعذر شرعی یہ روزے کا تارک ہے تو یہ فاسق ہے، اور فاسق کو امام بنانا مکروہ تحریمی ہے، لہذا اس کو امامت تراویح سے الگ کرکے صالح شخص کو امام بنایا جائے، اور اگر اس کو ہٹانے کی قدرت نہ ہو تو تراویح "الـــم ترکیف" سے گھر میں ادا کریں۔

"وکرہ امامۃ العبد والاعمیٰ والاعرابی وولدالزنا والجاھل والفاسق"

......(حاشیۃ الطحطاوی : ۳۰۲)

"ویکرہ امامۃ عبد واعرابی وفاسق واعمی الاان یکون اعلم القوم ومبتدع"

......(درمختار : ۱/۸۳)

" قولہ وفاسق من الفسق وھوالخروج عن الاستقامۃ ولعل المراد بہ من یرتکب الکبائر کشارب الخمر والزانی واٰکل الربا ونحوذلک"......(فتاویٰ شامی : ۱/۴۱۴)

"الفسق لغۃ خروج عن الاستقامۃ وھومعنی قولھم خروج الشیء عن الشیء علی وجہ الفساد وشرعا خروج عن طاعۃ اللہ تعالیٰ بارتکاب کبیرۃ"......(حاشیۃ الطحطاوی: ۱/۳۰۳)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

جماعت اسلامی والے عقائد رکھنے والے شخص کی اقتداء کا حکم:

مسئلہ(۴۴۸): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ میں اپنے امام صاحب کی عدم موجودگی میں کبھی کبھار نماز پڑھا دیتا ہوں میرا تعلق جماعت اسلامی سے ہے ہمارے امام صاحب نے فرمایا ہے کہ جس آدمی کا تعلق جماعت اسلامی سے ہو اس کے پیچھے نماز نہیں ہوتی، آپ قرآن وسنت کی روشنی میں فرمائیں کہ مولانا مودودی صاحب کے عقائد واقعی ایسے ہیں کہ ایسے عقائد رکھنے والے کے پیچھے نماز درست نہیں ہے؟ اگر یہ بات درست ہے تو میں براءت کا اعلان کرتا ہوں۔

الجواب باسم الملک الوھاب

اگرآپ کے عقائد اورنظریات میں ان کے ساتھ مکمل اتفاق ہوتو آپ کی امامت مکروہ تحریمی ہے،اوراگرآپ کاتعلق جماعت اسلامی سے صرف سیاسی حدتک ہوتومذہبی لحاظ سےآپ مولانا مودودی صاحب کے ساتھ ان نظریات میں اتفاق نہیں رکھتے جن کوعلماء حق نے بیان کیاہے اورآپ کی ڈاڑھی بھی سنت کے مطابق ہے توآپ امامت کرواسکتے ہیں،مولانا مودودی صاحب کے نظریات کے لیے حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ''فتنہ مودودیت'' اورفخرالمحدثین حضرت مولانا محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب " الاتسار المودودی وشیء من افکارہ وحیاتہ" کی طرف رجوع کریں،آپ کے اعلان برأت پرآپ کو مبارک باد پیش کرتاہوں۔

”وکرہ امامۃ العبد ......والاعمی ......ولذاکرہ امامۃ الفاسق لعالم لعدم اھتمامہ بالدین فتجب اھانتہ شرعا فلایعظم بتقدیمہ للامامۃ الخ“......(مراقی الفلاح: ۳۰۲)

”وتجوزامامۃ الاعرابی والاعمی والعبد وولدالزنا والفاسق کذافی الخلاصۃ الاانھا تکرہ “......(فتاوی الھندیۃ: ۱/۸۵)

واللہ تعالی اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

ڈاڑھی منڈوانے سے توبہ کرنے والے کی امامت:

مسئلہ(۴۴۹): جناب محترم عزت مآب مفتی صاحب جامعہ اشرفیہ لاہور

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

قرآن اورحدیث کی روشنی میں بتائیں کہ میں نمازتراویح پڑھاسکتاہوں۔

میں حافظ قرآن ہوں پچھلے سال الحمدللہ اللہ تعالی کے گھر اورروضہ رسول کی سعادت نصیب ہوئی ہے اورمیں نے ڈاڑھی رکھ لی ہے،ڈاڑھی کے بال ڈیڑھ انچ کے قریب ہیں اورنیچے حصہ کاخط بنواتاہوں،گذشتہ بیس سال سے سماعت کررہاہوں اب سنانے کاوقت آیاتوبعض نمازی اورامام مسجد فرماتے ہیں کہ ڈاڑھی برابرقبضہ یعنی ایک مٹھی ہو

اور فرماتے ہیں کہ خط بنوانے سے بہتر ہے کہ ڈاڑھی صاف کروادی جائے ورنہ گناہ ہوتا ہے کیونکہ بار بار خط بنوانا پڑتا ہے نیز فرماتے ہیں کہ خط بنوانے سے افضل ڈاڑھی منڈوانا ہے (نعوذ باللہ) اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے اب میں نے ڈاڑھی رکھ لی ہے اور نیچے حصہ کا خط بنواتا ہوں میں نے کئی عالم فاضل لوگوں کے پیچھے فرض نماز پڑھی ہے جو کہ میری طرح خط بنواتے ہیں، ان کے بال مجھ سے بھی چھوٹے ہوتے ہیں میرے بارے میں فرمائیں کہ

(۱) قرآن پاک نماز تراویح میں پڑھ سکتا ہوں؟

(۲) خط کی بجائے ڈاڑھی صاف کروادوں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

(۱،۲) اگر آپ اپنی غلطی پر صدق دل سے پشیمان ہیں اور آئندہ مٹھی سے کم نہ کرنے کا فیصلہ کرلیا ہے تو آپ تراویح میں قرآن سنا سکتے ہیں لیکن بہتر یہ ہے کہ جب تک ڈاڑھی پوری نہ ہوجائے آپ سماعت ہی کریں قرآن مجید نہ سنائیں، جو لوگ ڈاڑھی منڈوانے کو افضل بتاتے ہیں خط بنانے سے ان کا قول بالکل غلط ہے، جہالت پر مبنی ہے ان کی بات نہ مانیں۔

”عن عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ التائب من الذنب کمن لاذنب لہ ،رواہ ابن ماجۃ والبیھقی فی شعب الایمان “ ......(مشکوۃ المصابیح : ۱/۲۰۹)

”والسنۃ فیھاالقبضۃ وھوان یقبض الرجل لحیتہ فمازادمنھاعلی قبضہ قطعہ کذاذکرہ محمدفی کتاب الآثار عن الامام قال وبہ ناخذ“......(فتاویٰ شامی: ۵/۲۸۸)

”واماالاخذمنھا وھی دون ذالک کمایفعلہ بعض المغاربۃ ومخنثۃ الرجال فلم یبحہ احد واخذ کلھافعل یھود الھندومجوس الاعاجم ،فتح،......(قولہ واماالاخذمنھا) قال الشامی تحت ھذالقول ،ویؤیدمافی مسلم عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ عن النبی ﷺ جزوا الشوارب واعفوا اللحی خالفواالمجوس فھذہ الجملۃ واقعۃ موقع التعلیل واماالاخذمنھا وھی دون ذلک کمایفعلہ بعض المغاربۃ ومخنثۃ الرجال فلم یبحہ احد“......(درمختارمع شامی : ۲/۱۲۳)

"عشر من الفطرة قص الشارب واعفاء اللحية الخ قالوا ومعناه انها من سنن الانبياء عليهم السلام".....(نووی شرح مسلم : ۱/۱۲۸)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

ڈاڑھی کی شرعی حدوداور ٹھوڑی سے اوپر والے بال کاٹنے والے کی امامت:

مسئلہ(۴۵۰): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک عالم مثلاً زید امام مسجد ہے اور اہل علاقہ اس کے پیچھے نہ صرف پنج وقتہ نمازیں بلکہ جمعہ وعیدین بھی ادا کرتے ہیں اور زید کی شکل ظاہری (ڈاڑھی) پر علماء علاقہ معترض ہیں کیونکہ جناب موصوف ثنایا سفلی یعنی نچلے ہونٹ کے اوپر والے ڈاڑھی کے بالوں کی تقطیع بایں نظریہ کرتے ہیں کہ یہ ڈاڑھی کا حصہ نہیں ہے بلکہ اضافی بال ہیں، اور حد تقطیع ٹھوڑی کی ہڈی کی حد سے بھی نیچے ہے اور مزید یہ کہ ڈاڑھی کے سائیڈ کے بالوں کے بارے میں جناب کا نظریہ ہے کہ ڈاڑھی سے مراد ڈاڑھ سے نیچے والے بال ہیں اور اسی وجہ سے ان کی تقطیع بھی درست ہے، اور جناب موصوف اپنے اسی قول پر عمل پیرا ہیں اب مقصود استفتاء یہ ہے کہ

(۱) ڈاڑھی کی شرعی حد کیا ہے؟

(۲) امام موصوف کے فعل کا کیا حکم ہے؟ جائز یا ناجائز؟ مباح یا غیر مباح؟

(۳) امام موصوف کے پیچھے گذشتہ پڑھی ہوئی نمازوں کا کیا حکم ہے؟ کہ وہ نمازیں از سر نو لوٹائی جائیں گی یا نہیں؟

(۴) آئندہ اس کے پیچھے نمازیں پڑھنا کیسا ہے؟

(۵) منتظمین مسجد کی کیا ذمہ داریاں ہیں؟

(۶) وہ علماء جو اس امام کے پیچھے نمازیں پڑھتے رہے ہیں کیا وہ بھی اس امام کے فعل میں شریک ہیں؟

الجواب باسم الملک الوهاب

بشرط صحت سوال صورت مسئولہ میں ڈاڑھی کی حد لمبائی میں شرعاً ایک قبضہ یعنی ایک مٹھی ہے، اور اس سے کم کرنا حرام ہے، اور ڈاڑھی شرعاً کنپٹی یعنی ڈاڑھ کی ابھری ہوئی ہڈی سے لے کر تھوڑی کے نیچے تک ہے اور امام موصوف کا ثنایا سفلی کے بالوں کو کاٹنا ناجائز ہے کیونکہ یہ ڈاڑھی کا حصہ ہیں، لہذا ایسے امام کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ

تحریمی ہے، البتہ اس کے پیچھے پڑھی ہوئی نمازوں کا اعادہ نہیں ہے، منتظمین کی ذمہ داری ہے کہ وہ کسی متبع سنت امام کو مقرر کریں۔

"والسنة فيها القبضة والقص فيها سنة وهو ان يقبض الرجل لحيته فما زاد منها على قبضه قطعه كذا ذكره محمد في كتاب الآثار عن الامام رضى الله تعالىٰ عنه قال وبه ناخذ. محيط السرخسي"......(حاشية الطحطاوى على الدر: ۴/۲۰۳)

"نتف الفنيكين بدعة وهما جانبا العنفقة وهي شعر الشفة السفلى كذا في الغرائب"......(حاشية الطحطاوى على الدر: ۴/۲۰۳)

"اللحى العظام الذى عليه الاسنان "......(المغرب، اللحى: ۴۴۴)

"اما الاشعار التى على الخدين فليست من اللحية لغة وان كره الفقهاء اخذها لانه ان كان بالحديد فذلك يوجب الخشونة في الخدين وان كان بالنتف فانه يضعف البصر "......(فيض البارى: ۴/۱۰۰)

"اللحية اذا كانت بقدر المسنون وهو القبضة وصرح في النهاية بوجوب قطع ما زاد على القبضة قوله وصرح في النهاية حيث قال وما وراء ذلك يجب قطعه هكذا عن رسول الله ﷺ انه كان ياخذ من اللحية من طولها وعرضها، اورده ابو عيسى يعنى الترمذى في جامعه"......(درمع الرد: ۲/۱۲۳)

"واللحيان حائطا الفم وهما العظمان اللذان فيهما الاسنان من داخل الفم من كل ذى لحى"......(لسان العرب: ۷/۳۵۵۵)

"وكره امامة العبد والاعرابى والفاسق...... فالحاصل انه يكره لهؤلاء التقدم ويكره الاقتداء بهم كراهة تنزيه فان امكن الصلاة خلف غيرهم فهو افضل والا فالاقتداء اولى من الانفراد "......(البحر الرائق: ۱/۶۱۱)

"لو قدموا فاسقا ياثمون بناء على ان كراهة تقديمه كراهة تحريم لعدم اعتنائه بامور دينه وتساهله في الاتيان بلوازمه فلا يبعد منه الاخلال ببعض شروط

الصلوۃ وفعل ماینافیھا بل ھوالغالب بالنظرالی فسقه واذالم تجز الصلوۃ خلفه اصلا عندمالک وروایة عن احمد الاانا جوزناھامع الکراھة لقوله علیه السلام صلوا خلف کل بر وفاجر"......(حلبی کبیری: ۴۴۲)

"کل صلاۃ ادیت مع کراھة التحریم تجب اعادتھاوالمختار انه جابر للاول لان الغرض لایتکرر قوله والمختار انه ای الفعل الثانی جابر للاول بمنزلة الجبر بسجودالسھوبالاول یخرج عن العھدة وان کان علی وجه الکراھة علی الاصح کذافی شرح الاکمل علی الاصول البزدوی"......(درمع الرد: ۱/۳۳۷)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆
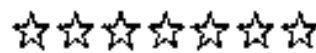
بدعات کے مرتکب امام کی امامت کا حکم:

مسئلہ(۱۵۱): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام مروجہ حیلہ اسقاط، سنتوں اور نماز جنازہ کے بعد کسر صفوف کے ساتھ اجتماعی دعا، قبروں کو پختہ کرا کر اس پر گنبد بنانا، عرس کرنا، عید میلا دالنبی منانا، درود تاج پڑھنا، ہر نماز اور نماز عید کے بعد مصافحہ کرنا، اہل میت کا پہلے دن لوگوں کو کھانا دینا، یامحمد لکھنا، اذان میں انگوٹھے چومنا، جو شخص ان امور کو جائز اور مستحب کہے اس کو امام بنانا درست ہے یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

مذکورہ بالا امور کا مرتکب اگر عقیدۃً بدعتی اور بریلوی ہوتو ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے اور اگر عقیدۃً بدعت اور بریلوی نہ ہو تو صرف اختلاف رائے رکھتا ہوتو اس کے پیچھے نماز جائز ہے۔

"قوله وکره امامة العبدوالاعرابی والفاسق والمبتدع والاعمی وولدالزنا"......(البحرالرائق: ۱/۶۱۰)

"وامامة صاحب الھوی والبدعة مکروھة"......(بدائع الصنائع: ۱/۳۸۷)

"واماالفاسق فقدعللوا کراھة تقدیمه بانه لایھتم لامردینه وبان فی تقدیمه للامامة تعظیمه وقدوجب علیھم اھانته شرعا ولایخفی انه اذاکان اعلم من

غیره لاتزول العلة فانه لایؤمن ان یصلی بهم بغیر طهارة فهو کالمبتدع تکره امامته بکل حال بل مشیٰ فی شرح المنیة علی ان کراهة تقدیمه کراهة تحریم"......(درمختار مع الشامی: ۱/۴۱۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

مجبوری کی وجہ سے بریلوی کے پیچھے نماز:

مسئلہ (۴۵۲): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ فرض نماز اہل حدیث کے پیچھے ہوجاتی ہے یا نہیں؟ اور بریلوی کے پیچھے کسی مجبوری کے تحت بارش کی وجہ سے یا موسم کی خرابی کی وجہ سے نزدیک والی مسجد جو بریلویوں کی ہو ان کے پیچھے نماز ہوجاتی ہے یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوهاب

بریلوی اور غیر مقلدین (نام نہاد اہل حدیث) بدعتی ہیں، اور بدعتی کے پیچھے نماز تو ہوجاتی ہے لیکن مکروہ تحریمی ہے، لہٰذا جب تک صحیح العقیدہ امام کے پیچھے نماز ادا کرنا ممکن ہو تو ان کے پیچھے نماز پڑھنے سے اجتناب کرنا چاہیئے، بصورت مجبوری اکیلے نماز پڑھنے سے ان کے پیچھے نماز پڑھنا بہتر ہے۔

"تجوز الصلاة خلف صاحب هوی وبدعة ......وحاصله ان کان هوی لایکفر به صاحبه تجوز الصلوة خلفه مع الکراهة والافلاهکذا فی التبیین والخلاصة"......(فتاویٰ الهندیة: ۱/۸۴)

"والمراد بالمبتدع من یعتقد شیئا علی خلاف مایعتقده اهل السنة والجماعة وانمایجوز الاقتداء به مع الکراهة اذالم یکن مایعتقده یؤدی الی الکفر عن اهل السنة امالو کان کان مؤدیا الی الکفر فلایجوز اصلا"......(حلبی کبیری: ۴۴۳)

"وذکر فی المنتقی روایة عن ابی حنیفة انه کان لایری الصلوة خلف المبتدع والصحیح انه ان کان هوی یکفره لاتجوز وان کان لایکفره تجوز مع الکراهة"......(بدائع الصنائع: ۱/۳۸۷)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

مرتکب کبائر کی امامت:

مسئلہ(۴۵۴): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ جو امام مسجد جھوٹا ہو اور جھوٹ بولے، غیبت کرے، چغل خوری کرے، نہایت لالچی ہو، ایسے شخص کے پیچھے مقتدی کی نماز کا کیا حکم ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

مذکورہ تحریر اگر حقیقت پر مبنی ہے کہ مذکورہ امام مسجد میں ذکر کردہ خرابیاں پائی جارہی ہیں تو ایسے شخص کو اپنے اختیار سے امام بنانا مکروہ ہے، کیونکہ مذکورہ شخص فاسق ہے اور فاسق کی امامت مکروہ ہے، اور مقامی انتظامیہ کو ایسے شخص کی بجائے کسی نیک اور صالح شخص کو امام مقرر کرنا چاہیے، واضح رہے کہ مذکورہ تحریر کے حقیقت پر مبنی ہونے کی تمام تر ذمہ داری سائل پر عائد ہوتی ہے۔

"عن انس ؓ عن النبی ﷺ فی الکبائر الشرک باللہ وعقوق الوالدین وقتل النفس وقول الزور"......(جامع الترمذی: ۱/۳۶۰)

"عن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ عن النبی ﷺ قال آیۃ المنافق ثلاث اذاحدث کذب واذاوعداخلف واذااؤتمن خان"......(الصحیح البخاری: ۱/۱۰)

"الغیبۃ ان تذکر اخاک بمایکرھہ فان کان فیہ فقداغتبتہ وان لم یکن فیہ فقدبھتہ ای قلت علیہ مالم یفعلہ"......(کتاب التعریفات: ۱۱۶)

"وکماتکون الغیبۃ باللسان صریحا تکون ایضا بالفعل وبالتعریض وبالکتابۃ وبالحرکۃ وبالرمز وبغمزالعین والاشارۃ بالیدوکل مایفھم منہ المقصود فھو داخل فی الغیبۃ وھوحرام"......(درمختارھامش علی الرد: ۵/۲۹۰)

"والنمام من ینقل الکلام بین الناس علی جھۃ الافساد وھی من الکبائر ویحرم علی الانسان قبولھا"......(فتاویٰ شامی: ۱/۴۱۶)

"قال فی الشامیۃ تحت قول الدر(قولہ غیر الفاسق) واماالفاسق فقدعللوا کراھۃ تقدیمہ بانہ لایھتم لامردینہ وبان فی تقدیمہ للامامۃ تعظیمہ وقدوجب علیھم اھانتہ شرعا"......(فتاویٰ شامی: ۱/۴۱۴)

" قوله وفاسق من الفسق وهو الخروج عن الاستقامة ولعل المراد به من يرتكب الكبائر كشارب الخمر والزاني وآكل الربا ونحو ذلك"......(فتاویٰ شامی : ۱/۴۱۴)

" ويكره تقديم العبد والاعرابي والفاسق والاعمى وولد الزنا وان تقدموا جاز لقوله عليه الصلوة والسلام صلوا خلف كل بر وفاجر"......(هدايه ۱/۱۲۴،۱۲۵)

" وفيه اشارة الى انهم لو قدموا فاسقا يأثمون على ان كراهة تقديمه كراهة تحريم لعدم اعتنائه بامور دينه وتساهله في الاتيان بلوازمه فلايبعد منه الاخلال ببعض شروط الصلوة"......(حلبی کبیری : ۴۴۲)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

جس امام سے مقتدی ناراض ہوں اس کی امامت کا حکم:

مسئلہ(۴۵۴): حضرت مفتی صاحب مدظلہ العالی

(۱) ایک آدمی جامع مسجد میں امام وخطیب ہے اور وہ امام صاحب کسی وقت نماز پڑھاتے ہیں اور کسی وقت میں نماز نہیں پڑھاتے اور مقتدی اس امام پر ناراض ہیں، کیا ایسے امام کے پیچھے نماز ہوتی ہے یا نہیں؟ شریعت کی روشنی میں جواب دیں۔

نوٹ: اگر بعض مقتدی اس امام پر ناراض ہوں اور بعض راضی ہوں تو یہ مسئلہ واضح کریں۔

(۲) ایک عالم مسجد میں بیٹھ کر کسی کے ساتھ صلح کر لیتا ہے اور بعد میں کہتا ہے کہ میں نے صلح نہیں کی تو مقتدی کہتے ہیں کیا ایسے امام کے پیچھے ہماری نماز ہو جاتی ہے یا نہیں؟ شریعت کی روشنی میں بتائیں۔

(۳) ایک مولانا صاحب کسی آدمی پر جھوٹا الزام لگا لیتا ہے، کیا ایسا آدمی امامت کا حق دار ہے یا نہیں؟ شریعت کی روشنی میں ہماری اصلاح فرمائیں۔

نوٹ: ان تمام مسئلوں کے جواب تحریر فرما کر جوان پر فتویٰ ہے وہ جاری کر دیں۔

الجواب باسم الملک الوھاب

(۲،۱) اگر مقتدی کسی شرعی وجہ سے امام سے ناراض ہوں تو پھر اس کی امامت مکروہ ہے ورنہ نہیں۔

”وفی الفتاویٰ رجل ام قوما وھم لہ کارھون ان کان الکراھیۃ لفسادفیہ اولانھم احق بالامامۃ منہ یکرہ لہ ذلک وان کان ھواحق بالامامۃ لایکرہ“......(خلاصۃ الفتاویٰ ۱/۱۴۵)

(۳) اگر یہ بات سچ ہے اور امام صاحب کو اس پر اصرار بھی ہے تو ایسا شخص فاسق ہے اور فاسق کی امامت مکروہ تحریمی ہے۔

”وکرہ امامۃ العبدوالاعرابی والفاسق والمبتدع“......(البحر الرائق: ۱/۶۱۰)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

جس امام کے مالی اور اخلاقی معاملات درست نہ ہوں اس کی امامت کا حکم:

مسئلہ(۴۵۵): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر امام کے مقتدی ان کی اقتداء میں نماز ادا کرنے پر رضامند نہ ہوں جب کہ امام صاحب کے مالی اور اخلاقی معاملات کی بدعنوانی پوری طرح عیاں ہے، تو کیا ایسے امام کی اقتداء میں نماز یا جمعہ ادا کیا جا سکتا ہے؟ نیز اس صورت میں امام صاحب کے امامت یا خطابت پر اصرار کرنے پر شرعی حکم کیا ہوگا؟

الجواب باسم الملک الوھاب

بشرط صحت سوال اگر واقعی امام صاحب غیر شرعی افعال کے مرتکب ہوں اور ان سے باز نہیں آتے تو ایسے شخص کی امامت مکروہ تحریمی ہے۔

”ولوام قوما وھم لہ کارھون ان الکراھۃ لفساد فیہ اولانھم احق بالامامۃ منہ کرہ لہ ذلک تحریما لحدیث ابی داؤد لایقبل اللہ صلاۃ من تقدم قوما وھم لہ کارھون وان ھواحق لا والکراھۃ علیھم“ ......(الدرالمختار علی ھامش ردالمحتار: ۱/۴۱۳)

"ولو قدموا فاسقا یأثمون علی ان کراھۃ تقدیمہ کراھۃ تحریم لعدم اعتنائہ بامور دینہ وتساھلہ فی الاتیان بلوازمہ فلایبعد منہ الاخلال ببعض شروط الصلوۃ وفعل ماینافیھا بل ھو الغالب بالنظر الی فسقہ ولذالم تجز الصلوۃ خلفہ اصلا عندمالک وروایۃ عن احمد الاناجوزنا ھامع الکراھۃ لقولہ علیہ السلام صلوا خلف کل بروفاجر وصلوا علی کل بروفاجر وجاھدوا مع کل فاجر "......(حلبی کبیری : ۴۴۲)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

لحن جلی کرنے والے کا امامت کروانا:

مسئلہ(۴۵۶): کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان عظام کہ ایک شخص سکول میں بحیثیت پی ٹی سی ٹیچر ہے اور ساتھ ہی اپنے محلے کا امام مسجد ہے، ہماری جامع مسجد میں جمعہ کے لیے ایک خطیب صاحب مقرر ہیں، تقریر اور خطبہ کے بعد بعض اوقات خطیب صاحب خود ہی جمعہ مبارک کی نماز پڑھاتے ہیں، اور بسا اوقات مذکورہ ٹیچر کو خطبہ اور نماز جمعہ کی امامت کے لیے آگے کردیتے ہیں، ٹیچر عالم، حافظ اور قاری نہیں ہے، یہ جب خطبہ اور نماز جمعہ پڑھاتے ہیں تو تلفظ کی ادائیگی درست نہ ہونے کی وجہ سے غلط پڑھتے اور پڑھاتے ہیں۔

لفظ ش ان سے زیادہ تر اداء نہیں ہوتا جب کہ بعض اوقات ش ادا ہو بھی جاتا ہے، اور اس بات کا علم خطیب اور ٹیچر صاحب دونوں کو ہے۔

مؤرخہ ۱۰ جمادی الاخریٰ ۱۴۲۷ھ بمطابق 7 جولائی 2006ء بروز جمعۃ المبارک خطیب صاحب تقریر اور خطبہ سے جب فارغ ہوتے ہیں تو نماز جمعہ کے لیے انہوں نے ٹیچر کو آگے کردیا، ٹیچر نے "قل اللھم مالک الملک توتی الملک من تشاء" سے قرأت شروع کی، اس آیت میں ۴ دفعہ تشاء کا لفظ آتا ہے، ٹیچر نے ان چاروں جگہوں میں تساء س کے ساتھ پڑھا ہے، اسی طرح شئی ءقدیر میں سی ءقدیر پڑھا ہے۔

نماز جمعہ کے بعد یہ بات سامنے آئی کہ یہ قرأت صراحۃً غلط ہے، اس میں تو سرے سے لفظ بھی اور معنی بھی بدل گیا ہے، اس کے بعد چند افراد خطیب صاحب کے پاس گئے، ان کے ساتھ وہ ٹیچر بھی تھے، ان کے سامنے یہ مسئلہ رکھا گیا تو انہوں نے کہا کہ یہ کوئی بات نہیں ہے نماز ہوگئی ہے۔

جناب سے استدعا ہے کہ قرآن کریم ،حدیث شریف اور فقہ کی روشنی میں یہ بتائیں کہ

(۱) خطیب صاحب کا یہ عمل کیسا ہے؟ جو وہ ایسے شخص کو خطبہ اور نماز جمعہ کی امامت کے لیے آگے کرتے ہیں؟

(۲) یہ لحن جلی ہے، خطیب صاحب کا یہ کہنا کیسا ہے کہ نماز ہوگئی ہے؟

(۳) ایسی قرأت کی صورت میں نماز صحیح ادا ہو جاتی ہے یا تبدیل معنی کی وجہ سے نماز فاسد ہو جاتی ہے؟

(۴) کیا ہماری یہ نماز جس میں مذکورہ آیت کریمہ پڑھی گئی ہے، ادا ہو گئی ہے یا واجب الاعادہ ہے؟

(۵) آئندہ اگر ایسا خطبہ، امامت اور قرأت ہو تو اس کا کیا حکم ہے؟

الجواب باسم الملک الوهاب

امام صاحب کا کسی ایسے شخص کو امامت کے لیے آگے کرنا جس کا تلفظ خراب ہو درست نہیں ہے۔

”والاحق بالامامة الاعلم باحكام الصلاة فقط صحة وفسادا بشرط اجتنابه للفواحش الظاهرة وحفظه قدرفرض وقيل واجب وقيل سنة ثم الاحسن تلاوة وتجويدا...... فان اختلفوا اعتبر اكثرهم ولوقدموا غيرالاولى اساؤا بلااثم“ ......(الدرالمختارعلی هامش الرد: ۱/۴۱۲)

”ولايصح اقتداء رجل بامرءة...... ولاغير الالثغ به اى بالالثغ على الاصح وقال الشامي (قوله على الاصح) اى خلافا لمافى الخلاصة عن الفضلي من انهاجائزة لان مايقوله صارلغة له ومثله في التاترخانية وفي الظهيرية وامامة الالثغ لغيره تجوز وقيل لا ولكن الاحوط عدم الصحة كمامشى عليه المصنف“ ......(ردالمحتار: ۱/۴۳۹)

یہ لحن جلی ہے تلاوت قرآن میں قصداً لحن جلی کرنا سخت گناہ ہے اور اگر لحن جلی سے معنی میں تغیر فاحش آجائے تو نماز فاسد ہو جائے گی، اور اگر معنی میں تغیر فاحش نہ آئے تو نماز فاسد نہیں ہوگی، اور نہ ہی اس کا اعادہ واجب ہوگا۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

جاہل آدمی کا جمعہ پڑھانا:

مسئلہ(۴۵۷): کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک انسان جو عربی

زبان کی بہت معمولی شد ومد رکھتا ہے اعراب کی تمیز نہیں کرسکتا، چنانچہ وہ "اللھم صل وسلم .....علی اسد اللہ الغالب وعلی ابن ابی طالب" پڑھتا ہے، اور پہلے خطبہ میں "نَفعَنِیْ" کو "نَفْعُنِیْ" پڑھتا ہے، کیا وہ اس قابل ہے کہ وہ خطبہ جمعہ دے؟

وہ شخص باجماعت نماز پڑھنے میں اکثر تساہل کرتا ہے بالخصوص فجر کی نماز میں موجود نہیں ہوتا، حالانکہ اس کا گھر مسجد سے متصل ہے اس کی ڈاڑھی بھی شریعت کے مطابق نہیں ہے، کیا ایسے شخص کی اقتداء میں نماز جمعہ پڑھنے کا جواز ہے؟ اس شخص کے نماز جمعہ وامامت کرانے سے متعلق شرعی حکم کیا ہے؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب دے کر عنداللہ ماجور ہوں۔

الجواب باسم الملک الوھاب

آپ کا سوال اگر مبنی بر حقیقت ہو اور مذکورہ امام ان اوصاف کے ساتھ متصف ہو تو یہ فاسق ہے اس کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔

"ویکرہ ان یکون الامام فاسقا ویکرہ للرجال ان یصلوا خلفہ"......(التاتارخانیۃ: ۱/۴۳۸)

"واما الفاسق فقد عللوا کراھۃ تقدیمہ بانہ لایھتم لامر دینہ وبان فی تقدیمہ للامامۃ تعظیمہ وقد وجب اھانتہ شرعا"......(فتاویٰ شامی: ۱/۴۱۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

بدفعل کرانے والے کی امامت:

مسئلہ(۴۵۸): جناب مفتی صاحب جامعہ اشرفیہ لاہور

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

گزارش ہے کہ ایک انتہائی اہم مسئلہ میں قرآن وسنت کی روشنی میں جواب دے کر ہماری راہنمائی فرمائیں، اور امید کرتا ہوں کہ آپ میری خود راہنمائی فرمائیں گے۔

مسئلہ: اگر بچپن یا جوانی میں دو آدمیوں نے آپس میں بدفعل کیا ہو اور موجودہ وقت میں مفعول امام اور فاعل مقتدی

ہوتو کیا ایسی صورت میں مقتدی جو کہ فاعل ہے کی نماز اس مفعول امام کے پیچھے جائز ہے یا کہ نہیں؟ نیز امام مفعول جس نے بچپن میں یہ غلط کام کیا ہے امامت کے فرائض ادا کر سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

صورت مسئولہ میں اگر امام مفعول نے یہ غلط کام قبل از بلوغ کیا ہے بعد میں اس نے یہ غلط کام نہیں کیا تو اس کی امامت کرانا درست ہے، اور مقتدیوں کی نماز بھی درست ہے، اور اگر اس نے یہ کام بعد از بلوغ کیا ہے اور اس کے بعد توبہ کر لی ہے تو امام اور مقتدی دونوں کی نماز جائز ہے۔

"التائب من الذنب کمن لا ذنب له "......(الحدیث)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

مکر اور شرارت کے عادی امام کی امامت:

مسئلہ(۴۵۹): (۱) کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر مسجد کا امام فرض نماز کی ادائیگی کے بعد بے ہوش ہو کر گر پڑا ہے کچھ وقفہ کے بعد امام نے ہوش میں آنے کے بعد نماز تراویح شروع کی، کیا بے ہوش ہونے کے بعد امام کا وضو باقی رہا؟

(۲) اگر امام نے مکر کر کے نمازیوں میں فتنہ پیدا کرنے کی کوشش کی تو ایسا شخص امامت کے قابل ہے جب کہ وہ عالم بھی نہیں ہے؟

(۳) بے ہوشی کے بعد ہوش میں آکر جو نماز تراویح اور نماز وتر ادا کروائی تو ایسی نماز وتر کی کیا صورت ہوئی؟ کیا وہ وہ ادا ہوگئی یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

(۱) بے ہوش ہونے سے امام کا وضو ٹوٹ جائے گا چاہے بے ہوشی تھوڑی دیر کے لیے ہو یا زیادہ دیر کے لیے۔

(۲) مکاری اور شرارت اگر امام کی عادت ہو تو وہ فاسق ہے اور اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے۔

(۳) بے ہوشی کے بعد جو نماز تراویح اور وتر پڑھائے ہیں تو اگر وقت باقی ہو تو تراویح پڑھی جائے گی اور وتر تو ہر حال میں ادا کیے جائیں گے اگر چہ وقت نکل چکا ہو۔

"الغلبة على العقل بالاغماء والجنون لانه فوق النوم مضطجعا فی الاسترخاء والاغماء حدث فی الاحوال کلها وهو القیاس فی النوم الاانا عرفناه بالاثر والاغماء فوقه فلایقاس علیه "......(هدایة: ۱/۳۶)

"الاغماء ینقض الوضوء قلیله وکثیره"......(فتاویٰ الهندیة: ۱/۱۲)

" واماالفاسق فقدعللوا کراهة تقدیمه بانه لایهتم لامر دینه وبان فی تقدیمه لاتزول العلة فانه لایؤمن ان یصلی بهم بغیرطهارة فهو کالمبتدع تکره امامته بکل حال بل مشی فی شرح المنیة علی ان کراهة تقدیمه کراهة تحریم لماذکرنا "......(فتاویٰ شامی : ۱/۴۱۴)

"الاولیٰ بالامامة اعلمهم باحکام الصلوة هکذافی المضمرات وهوالظاهر هکذافی البحرالرائق هذا اذاعلم القراءة قدرماتقوم به سنة القراءة هکذافی التبیین ولم یطعن فی دینه کذافی الکفایة وهکذا فی النهایة ویجتنب الفواحش الظاهرة وان کان غیره اورع منه فی المحیط وهکذا فی الزاهدی وان کان متبحرا فی علم الصلاة لکن لم یکن له حظ فی غیره من العلوم فهواولیٰ کذافی الخلاصة"......(فتاویٰ الهندیة:۱/۸۳)

"والصحیح ان وقتها مابعدالعشاء الی طلوع الفجر قبل الوتر وبعده حتی لوتبین ان العشاء صلاها بلاطهارة دون التراویح والوتر اعادالتراویح مع العشاء دون الوتر لانه تبع للعشاء هذاعندابی حنیفة رحمه الله فان الوتر غیرتابع للعشاء فی الوقت عنده والتقدیم انماوجب لاجل الترتیب وذلک یسقط لعذرالنسیان فیصح اذاادیٰ قبل العشاء بالنسیان بخلاف التراویح فان وقتها بعداداء العشاء فلایعتد بماادی قبل العشاء وعندهما الوتر سنة العشاء کالتراویح فابتداء وقته بعداداء العشاء فتجب الاعادة اذاادی قبل العشاء وان کان بالنسیان عندهما کالتراویح وبالجملة اعادة الوتر مختلف فیها وامااعادة التراویح وسائرالسنن العشاء فمتفق علیها اذاکان الوقت باقیا"......(فتاویٰ الهندیة: ۱/۱۱۵)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

ٹیلی ویژن دیکھنے والے کی امامت کا حکم:

مسئلہ(۴۶۰): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک امام صاحب نے اپنے حجرے میں ٹیلی ویژن لاکر رکھ لیا ہے، جسے وہ دن میں اکثر اوقات چالو رکھتا ہے، کیا ایسے امام صاحب کی امامت جائز ہے؟

الجواب باسم الملک الوہاب

ٹی وی کے اکثر پروگرام فحش اور لہو ولعب پر مشتمل ہوتے ہیں اور تقریباً عورتیں ہر پروگرام کا لازمی حصہ ہوتی ہیں اور اکثر بے پردہ ہوتی ہیں، اسی طرح پروگرام کے دوران اور اس سے آگے پیچھے عورتوں کی فحش تصاویر کا آنا بھی اس کا ایک لازمی حصہ ہے۔

اس وجہ سے ٹی وی دیکھنے والا شخص ایک ہی وقت میں کئی گناہوں کا مرتکب ہوتا ہے، مثلاً غیر محرم عورتوں کو دیکھنا، ان کی آواز سننا، راگ اور ساز سننا، لایعنی کام میں مشغول ہونا اور وقت کا ضیاع وغیرہ، ان وجوہات کی بناء پر ٹی وی کو ام الخبائث کہنا بیجا نہیں ہوگا، اور ٹی وی دیکھنے والا شخص خصوصاً جب کہ مسجد کے حجرے میں ہو اور امام مسجد ہو کم ازکم فاسق ضرور ہے، کیونکہ کسی گناہ پر اصرار (بار بار کرنا) اور اس کو گناہ نہ سمجھنا توبہ نہ کرنا اس سے اس گناہ کی شناعت اور بھی بڑھ جاتی ہے، لہذا ایسے امام کو اس سے پرہیز کرنا چاہیئے، ورنہ اس کی امامت مکروہ تحریمی ہے، اس کا ہٹانا ضروری ہے۔

"قال ابوھریرۃ ان النبی ﷺ قال ان اللہ کتب علی ابن آدم حظہ من الزناء ادرک ذلک لامحالۃ فزنا العینین النظر وزنااللسان النطق والنفس تمنی تشتھی والفرج یصدق ذلک اویکذبہ وھکذا فی حدیث اخروالاذنان زناھما الاستماع "......(صحیح مسلم : ۲/۳۳۶)

"قال رسول اللہ ﷺ لعن اللہ الناظر والمنظور الیہ رواہ البیھقی فی شعب الایمان"......(مشکوۃ شریف : ۲/۲۷۸)

"من حسن اسلام المرء ترکہ مالایعنیہ"......(زادالطالبین: ۱۱)

"وقیل کل معصیۃ اصرعلیھا العبدفھی کبیرۃ"......(شرح عقائد : ۱۳۵)

"وقال فی حاشیتہ ویقرب من ذلک ماروی ان رجلا سال ابن عباس عن

الکبائر قال هی الی سبعمائة الاانه لاکبیرة مع الاستغفار ولاصغیرة مع الاصرار"......(حاشیة شرح عقائد:۱۳۵)

"وتجوز امامة الاعرابی والاعمی والعبد وولدالزناء والفاسق کذافی الخلاصة الاانهاتکره هکذافی المتون " ......(فتاویٰ الهندیة:۱/۸۵)

"قال فی بیان من هواحق بالامامة ویجتنب الفواحش الظاهرة "......(فتاویٰ الهندیة: ۱/۸۳)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆
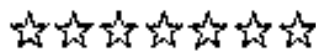
جماعت اسلامی والوں کی مسجد میں نماز پڑھنے کا حکم:

مسئلہ(۴۶۱): کیا فرماتے ہیں علماء کرام ان مسائل کے بارے میں

(۱) کیا اس مسجد میں جو خالص جماعت اسلامی کی ہو نماز پڑھنا درست ہے؟

(۲) کیا اہل محلہ کا اس مسجد کے ساتھ تعاون نہ کرنا درست ہوگا؟

الجواب باسم الملک الوهاب

(۱) اگر اس مسجد کا امام جماعت اسلامی کے عقیدہ کا ہو تو اس کو امام بنانا مکروہ تحریمی ہے، کیونکہ مودودی صاحب اور جماعت اسلامی کے عقائد اہل سنت والجماعت کے خلاف ہیں، چنانچہ ان کے دستور میں ہے۔

''رسول خدا کے سوا کسی کو معیار حق نہ بنائے کسی کو تنقید سے بالاتر نہ سمجھے، کسی کی ذہنی غلامی میں مبتلا نہ ہوں، ہر ایک کو خدا کے بنائے ہوئے اسی معیار کامل پر جانچے اور پرکھے، اور جو اس معیار کے لحاظ سے جس درجہ میں ہو اس کو اسی درجہ میں رکھے''......(دستور جماعت اسلامی پاکستان :عقیدہ نمبر ۶ ،ص:۱۴)

اگر امام صحیح العقیدہ ہے یعنی مودودی صاحب جیسے عقائد نہ رکھتا ہو تو اس کے پیچھے نماز درست ہے۔

"ذهب جمهورالعلماء الی ان الصحابة کلهم عدول قبل فتنة عثمان وعلی رضی الله عنهم وکذابعدهما لقوله علیه السلام اصحابی کالنجوم بایهم اقتدیتم اهتدیتم ،رواه الدارمی وابن عدی وغیرهما وقال ابن رفیق العید فی عقیدته ومانقل فیماشجربینهم واختلفوا فیه فمنه باطل وکذب فلایلتفت الیه

وماکان صحیحا اولنا بتاویلات حسنة لان الثناء علیهم من الله سابق "

......(میزان العقائد علی شرح العقائد :۱۹۴)

"والصحابة کلهم عدول مطلقا لظواهر الکتاب والسنة واجماع من یعتد به "

......(مرقاة المفاتیح :۱/۱۵۱)

"عن ابن مسعود رضی الله عنه قال من کان مستنا فلیستن بمن قدمات فان الحی لاتؤمن علیه الفتنة اؤلئک اصحاب محمد کانوا افضل هذه الامة ابرها قلوبا واعمقها علما واقلها تکلفا اختارهم الله لصحبة نبیه واقامة دینه فاعرفولهم فضلهم واتبعواهم علی اثرهم وتمسکوا بمااستطعتم من اخلاقهم وسیرهم فانهم کانوا علی الهدی المستقیم"......(مشکوۃ المصابیح: ۱/۳۲)

"واذاقیل لهم امنوا کماامن الناس "......(البقرة)

"فان امنوابمثل ماا منتم به فقداهتدوا "......(البقرة)

"واماالفاسق فقدعللوا کراهة تقدیمه بانه لایهتم لامردینه ......فهو کالمبتدع تکره امامة بکل حال بل مشیٰ فی شرح المنیة علی ان کراهة تقدیمه کراهةتحریم " ......(درمختارمع الشامی: ۱/۴۱۴)

(۲)　مسجد کے ساتھ تعاون درست ہے بشرطیکہ شرعی مسجد ہو اس جماعت کے ساتھ تعاون درست نہیں ہے۔

"قوله تعالیٰ وتعاونوا علی البروالتقویٰ یقتضی ظاهره ایجاب التعاون علی کل ماکان طاعة لله تعالی لان البر هوطاعات الله وقوله تعالی ولاتعاونوا علی الاثم والعدوان فهی عن معاونة غیرناعلی معاصی الله تعالی"......(احکام القرآن للجصاص:۲/۴۲۹)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

جس کی عمر قمری اعتبار سے چندرہ سال ہو اس کی امامت کا حکم:

مسئلہ(۴۶۴):　　کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان کرام درج ذیل مسئلہ کے بارے میں کہ ایک لڑکا جس کی عمر

چاند کے حساب سے پندرہ سال اور سات ماہ ہے لڑکا قاری اور حافظ قرآن ہے، آیا یہ لڑکا رمضان المبارک میں نماز تراویح اور نماز وتر پڑھا سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوهاب

صورت مذکورہ میں لڑکا بالغ ہے اس کے لیے فرض نمازیں اور تراویح مع نماز وتر پڑھانا جائز ہے۔

"بلوغ الغلام بالاحتلام والاحبال والانزال والاصل هوالانزال والجارية بالاحتلام والحيض والحبل ولم يذكر الانزال صريحا لانه قلما يعلم منها فان لم يوجد فيهما شيء منهافحتى يتم لكل منهما خمس عشرة سنة به يفتىٰ لقصراعمار اهل زماننا"......(درمختار: ۱۹۹/۳)

"قوله به يفتى هذاعندهماوهورواية عن الامام وبه قالت الائمة الثلاثة قوله لقصراعمار اهل زماننا ولان ابن عمررضي الله عنهما عرض على النبي ﷺ يوم احدوسنه اربعة عشر فرده ثم يوم الخندق وسنه خمسة عشر فقبله ولانها العادة الغالبة على اهل زماننا وغيرها احتياط فلااخلاف في الحقيقة والعارة احدى الحجج الشرعية فيمالانص فيه نص عليه الشمني وغيره درمنتقى"......(ردالمحتار: ۱۰۷/۵)

"قوله اوبلغ بالسن بلارؤية شيء وسن البلوغ على المفتىٰ به خمس عشرة سنة في الجارية والغلام كماسياتي في محله"......(ردالمحتار: ۱۲۴/۱)

"ويفتىٰ بالبلوغ فيهما بخمسة عشرسنة عندابي يوسف ومحمد وهذاظاهر لايحتاج الى الشرح"......(البحرالرائق: ۱۵۴/۸)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

غیر محرم کے ساتھ خلوت کرنے والے امام کی امامت:

مسئلہ(۴۶۳): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک عالم دین آدمی ایک غیر محرم نوجوان بالغ لڑکی کو اکیلے میں اپنے ساتھ بٹھاتا ہے اور ہاتھ بھی اس کے حصہ کو لگاتا ہے چومتا ہے اور اپنے جسم کو اس کے جسم کے

ساتھ ملاتا ہے اور کہتا ہے کہ میرا دل صاف ہے تو شریعت کی رو سے اس عالم دین کے متعلق کیا حکم ہے؟ اور مذکورہ عالم دین کی امامت درست ہے یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوهاب

اجنبیہ عورت کو مس کرنا حرام ہے، اور اجنبیہ عورت کے ساتھ اس قدر میل جول رکھنا ناجائز ہے مذکورہ شخص امامت کے قابل نہیں ہے کیونکہ یہ فاسق ہے اور فقہاء نے فاسق کی امامت کو مکروہ تحریمی لکھا ہے، اگر بغیر کسی فتنہ فساد کے اس امام کو معزول کیا جاسکتا ہے تو اس کو امامت سے ہٹا دیا جائے۔

"الامن اجنبية فلايحل مس وجهها وكفها وان امن الشهوة لانه اغلظ الى قوله وفى الاشباه الخلوة بالاجنبية حرام ......ثم رأيت فى منية المفتى مانصه الخلوة بالاجنبية مكروهة وان كانت معها اخرىٰ كراهة تحريم " ......

(درمختار مع الشامی: ۵/۲۶۰)

"وكره امامة العبدوالاعرابى والفاسق والمبتدع والاعمىٰ وولدالزنا والفاسق لانه لايهتم لامر دينه"......(البحر الرائق: ۱/۲۱۰)

"قال اصحابنا لاينبغى ان يقتدى بالفاسق الافى الجمعة لان فى غيرها يجداماماغيره "......(فتح القدير : ۱/۳۰۴)

"ولذاكره امامة الفاسق العالم لعدم اهتمامه بالدين فتجب اهانته شرعافلا يعظم بتقديمه للامامة"......(حاشية الطحطاوى :۳۰۳)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆
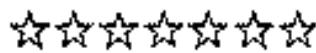
جو شخص خود سنی اور اس کی فیملی شیعہ ہو اس کی امامت کا حکم:

مسئلہ(۴۶۴): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص اہل سنت والجماعت سے ہے، اور پڑھا لکھا عقلمند خوبصورت شادی شدہ بھی ہے اور اس کی تمام فیملی شیعہ حضرات ہیں، لیکن اس کی شادی مسلک اہل سنت کے گھر ہوئی ہے، نہ تو وہ خود شیعہ اور نہ ہی اس کا عقیدہ شیعوں والا ہے، تو مجھے برائے مہربانی یہ بتایئے کہ اس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

بشرط صحت سوال اگر واقعی امام صاحب نہ خود شیعہ ہے اور نہ شیعہ والا عقیدہ رکھتا ہے اور نیک صالح آدمی ہے اور لائق امامت ہے تو آپ لوگوں کا اس امام کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے۔

"واولی الناس بالامامة اعلمهم بالسنة فان تساووا فاقرء هم فان تساووا فاورعهم فان تساووا فاسنهم"......(هدايه اولين:۱۲۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

زانی اور برے فعل کے مرتکب کی امامت:

مسئلہ(۴۶۵): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک آدمی لواطت کرتا ہے یا کرواتا ہے یا لڑکیوں سے زنا کرتا ہے، اس کے پیچھے نماز ہو جاتی ہے یا نہیں؟ بحوالہ جواب عنایت فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوھاب

بشرط صحت سوال مذکورہ شخص گناہ کبیرہ کے ارتکاب کی وجہ سے فاسق ہے اور فاسق کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے لیکن البتہ اگر مذکورہ شخص اس فعل قبیح سے توبہ کرلے تو اس کے پیچھے نماز پڑھنا بلا کراہت درست ہے۔

"وكره امامة العبد والاعرابی والفاسق والمبتدع والاعمیٰ وولدالزنا"

......(البحر الرائق: ۱/۶۱۰)

"واما الفاسق فقدعللوا كراهة تقديمه بانه لايهتم لامر دينه وبان فی تقديمه للامامة تعظيمه وقدوجب عليهم اهانته شرعا ولايخفی انه اذاكان اعلم من غيره لاتزول العلة فانه لايؤمن ان يصلی بهم بغير طهارة فهو كالمبتدع تكره امامته بكل حال بل مشیٰ فی شرح المنية علی ان كراهة تقديمه كراهةتحريم لماذكرنا" ......(درمختار مع الشامی: ۱/۴۱۴)

"وعن انس قال قال رسول الله ﷺ كل بنی آدم خطاء وخير الخطائين التوابون رواه الترمذی وابن ماجة والدارمی"......(مرقاة المفاتيح : ۵/۲۴۹)

"التائب من الذنب کمن لاذنب له".....(شرح الفقه الاکبر : ۱۵۵)

"ثم اذاتاب توبة صحیحة صارت مقبولة غیر مردودة قطعا من غیر شک وشبهة بحکم الوعد والنص ای قوله تعالی وهو الذی یقبل التوبة عن عباده"

......(شرح الفقه الاکبر: ۱۶۰)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

بداخلاق اور بدکردار امام کی امامت:

مسئلہ(۴۶۶): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک مولوی صاحب جو کہ دوسرے گاؤں سے ہمارے گاؤں میں منتقل ہوئے ہیں، جب سابقہ گاؤں والوں کو پتہ چلا کہ ہمارا مولوی فلاں گاؤں میں ہے سابقہ گاؤں کے کچھ لوگوں نے اس بات کی گواہی دی کہ یہ مولوی صاحب بداخلاق ہے بدکردار ہے یعنی زانی ہے اور فراڈ کرنے والا انسان ہے، اس نے گاؤں میں آتے ہی یہ مسئلہ عام کیا کہ بریلوی اور دیوبندی آپس میں نکاح نہیں کرسکتے، اگر کسی نے کیا ہوا ہے تو وہ باطل ہے، اب مولوی صاحب پر جو الزام ہیں ان کی پاداش میں گاؤں والوں کے سامنے حاضر بھی نہیں ہوتے، اسی وجہ سے کچھ لوگوں نے مولوی صاحب کی اقتداء میں جماعت کے ساتھ نماز پڑھنی ترک کردی، ایسے مولوی صاحب کی اقتداء میں جماعت کے ساتھ نماز نہ پڑھنا شرعی طور پر ٹھیک ہے کہ نہیں؟ اور اگر الزامات حقیقت ہیں تو پھر ایسے مولوی صاحب کو امام مسجد رکھنا جائز ہے کہ نہیں؟ کتاب وسنت کی روشنی میں وضاحت فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوهاب

صورت مذکورہ میں اگر الزامات حقیقت ہیں اور اس کا شرعی ثبوت ہو تو یہ امام فاسق ہے اس کو امام بنانا اور اس کی اقتداء میں نماز ادا کرنا مکروہ تحریمی ہے، اگر صالح امام کی اقتداء ممکن ہے تو اس امام کی اقتداء ترک کرکے صالح امام کی اقتداء کرنا جائز بلکہ افضل ہے، اگر صالح امام کی اقتداء میسر نہیں تو فاسق کی اقتداء اکیلے نماز ادا کرنے سے بہتر ہے اور اس میں جماعت کا ثواب حاصل ہو جاتا ہے اور اگر یہ الزامات حقیقت نہیں تو پھر اس کی اقتداء بغیر عذر شرعی کے ترک کرنا جائز نہیں بلکہ ترک جماعت کا گناہ ہوگا۔

" قولہ وفاسق من الفسق وھوالخروج عن الاستقامة ولعل المراد به من یرتکب الکبائر کشارب الخمر والزانی واٰکل الربا ونحوذلک، کذافی البرجندی اسمعیل وفی المعراج قال اصحابنا لاینبغی ان یقتدی بالفاسق الافی الجمعة لانه فی غیرھا یجدااماماغیر ہ اہ قال فی الفتح وعلیه ویکرہ فی الجمعة اذاتعذرت اقامتھا فی المصر علی قول محمدالمفتی به لانه بسبیل الی التحول"......(ردالمحتار:۴۱۴/۱)

"تکرہ امامة بکل حال بل مشیٰ فی شرح المنیة علی ان کراھة تقدیمه کراھةتحریم لماذکرنا قال ولذالم تجز الصلاة خلفه اصلا عندمالک وروایة عن احمد رحمه الله تعالیٰ"......(ردالمحتار: ۴۱۴/۱)

"وفی النھر عن المحیط صلی خلف فاسق اومبتدع نال فضل الجماعة قوله نال فضل الجماعة افادان الصلاة خلفھما اولی من الانفراد لکن لاینال کماینال خلف تقی ورع لحدیث من صلی خلف عالم تقی فکانماصلی خلف نبی "......(ردالمحتار:۴۱۵/۱)

"قوله وکرہ امامة العبد والاعرابی والفاسق والمبتدع والاعمیٰ وولدالزنا بیان للشیئین الصحة والکراھة اماالصحة فمبنیة علی وجود الاھلیة للصلاة مع اداء الارکان وھی موجودان من غیرنقض فی الشرائط والارکان من السنة حدیث صلواخلف کل بروفاجر"......(البحرالرائق: ۶۱۰/۱)

"فان امکن الصلا ۃ خلف غیرھم فھوافضل والافالاقتداء اولی من الانفراد" ......(البحرالرائق: ۶۱۱/۱)

"لوصلی خلف فاسق اومبتدع ینال فضل الجماعة لکن لاینال کماینال خلف تقی ورع لقوله ﷺ من صلی خلف عالم تقی فکانماصلی خلف نبی " ......(البحرالرائق: ۶۱۰/۱)

"وتجوزامامة الاعرابی والاعمیٰ والعبدوولدالزنا والفاسق کذافی الخلاصة"......(فتاویٰ الھندیة: ۸۵/۱)

"لو صلی خلف فاسق اومبتدع ینال فضل الجماعۃ"......(فتاوی الهندیة: ۱/۸۴)

"رجل ام قوما وهم له کارهون فان کانت الکراهة لفساد فیه اولانهم احق بالامامة یکره ذلک وان کان هواحق بالامامة لایکره"......(فتاویٰ الهندیة: ۱/۸۷)

"وفی غیر الجمعة یجوز التحول الی مسجد آخر ولایاثم"......(فتاوی الهندیة: ۱/۸۶)

"ومن صلی خلف فاسق اومبتدع یکون محرزاثواب الجماعة قال علیه السلام صلواخلف کل بروفاجر امالاینال ثواب من یصلی خلف المتقی المذکور فی قوله علیه السلام من صلی خلف عالم تقی فکانما صلی خلف نبی"......(المحیط البرهانی: ۲/۱۸۰)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

جھوٹ اور غلط بیانی کرنے والے کی امامت:

مسئلہ(۴۶۷): بخدمت جناب حضرت مفتی صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

عرض ہے کہ جناب ہم آپ کی خدمت میں ایک مسئلہ پیش کر رہے ہیں برائے مہربانی فرما کر قرآن وحدیث کی روشنی میں اس کا حل بتادیں، ہماری اسٹیشن پر دکان ہے وہاں پر مسجد ہے اس مسجد کا امام صاحب جھوٹ بولتا ہے اور غلط بیانی کرتا ہے، برائے مہربانی فرما کر آپ یہ بتادیں کہ اس امام کے پیچھے نماز پڑھنی چاہیئے یا نہیں؟ اور کیا یہ شخص مسجد کی امامت کرواسکتا ہے؟ ہم اس کو رکھ لیں یا نکال دیں؟ آپ ہم کو قرآن وحدیث کی روشنی میں اس کا حل بتادیں۔

الجواب باسم الملک الوھاب

شرعاً جھوٹ بولنا گناہ کبیرہ اور موجب فسق ہے اور اس کا مرتکب فاسق ہے اور فاسق کو امام بنانا مکروہ تحریمی ہے، بنابریں بشرط صحت سوال اس شخص کو امام بنانا مکروہ تحریمی اور نماز واجب الاعادہ ہوگی، یعنی جن لوگوں کو امام رکھنے

یا ہٹانے کا اختیار ہے یا جن کو اچھا امام مل سکتا ہے ان کی نماز مکروہ تحریمی ہوگی، اور جن کو یہ دونوں باتیں حاصل نہ ہوں ان کو تنہا پڑھنے کی بجائے باجماعت پڑھنا افضل ہے۔

"باب الکبائر واکبرھافیه عن ابی بکرة رضی الله عنه قال کناعند رسول الله ﷺ فقال الاانبئکم باکبرالکبائر ثلاثا الاشراک بالله وعقوق الوالدین وشهادة الزور اوقول الزور وکان رسول الله ﷺ متکئا فجلس فمازال یکررها قلنالیته سکت"......(شرح النووی علی المسلم : ۱/۶۴)

"واماالفاسق فقدعللوا کراهة تقدیمه بانه لایهتم لامردینه وبان فی تقدیمه للامامة تعظیمه وقدوجب علیهم اهانته شرعا ولایخفی انه اذاکان اعلم من غیره لاتزول العلة فانه لایؤمن ان یصلی بهم بغیرطهارة فهوکالمبتدع تکره امامته بکل حال بل مشیٰ فی شرح المنیة علی ان کراهة تقدیمه کراهةتحریم"......(درمختارمع الشامی: ۱/۴۱۴)

"ولذاکره امامة الفاسق العالم لعدم اهتمامه بالدین فتجب اهانته شرعا فلایعظم بتقدیمه للامامة"......(حاشیة الطحطاوی علی المراقی الفلاح: ۳۰۲)

"ولوصلی خلف مبتدع اوفاسق فهومحرزثواب الجماعة لکن لاینال مثل ماینال خلف تقی کذافی الخلاصة"......(فتاویٰ الهندیة: ۱/۸۴)

"فتجب اهانته شرعا فلایعظم بتقدیمه للامامة تبع فیه الزیلعی ومفاده کون الکراهة فی الفاسق تحریمیة"......(حاشیة الطحطاوی علی مراقی الفلاح : ۳۰۳)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

زانی اور بدفعلی کرنے والے کی امامت:

مسئلہ (۴۶۸): حضرت اقدس مفتی حمید اللہ جان صاحب

مندرجہ ذیل سوالوں پر فتوی جاری فرما کر ہماری مشکل حل فرمائیں۔

اگر ایک عالم دین کسی مسجد کی امامت کر رہا ہو اور مقتدی انتہائی عقیدت واحترام سے اس عالم دین کے پیچھے نماز ودیگر اسلامی فرائض ادا کر رہا ہو، تو اچانک اسی عالم دین پر زنا کا الزام لگ جائے جس کی علاقہ کے معززین جن کی تعداد تقریباً پچاس افراد سے بھی زیادہ ہو، وہ بھی مولانا مذکورہ کے زانی ہونے کی تصدیق کرتے ہوں، کیا ایسے عالم دین کے پیچھے ہماری نماز جائز ہے؟ براہ کرم از روئے شرع فتویٰ صادر فرمائیں۔

(۲) عالم دین مذکورہ کسی مرد کے ساتھ کسی غیر فطری بدفعلی میں ملوث پایا جائے، یا کسی دیگر آدمی نے عالم دین مذکورہ کے ساتھ بدفعلی کی ہو، جس کا عالم دین نے خود بھی اقرار کیا ہو، تو کیا ایسے عالم دین کے پیچھے نماز جائز ہے؟ یا دیگر اسلامی رسومات کو ادا کرنے کا ایسا عالم دین اہل ہے؟ براہ کرم ان دو سوالوں پر فتویٰ جاری فرمائیں کہ ہماری شرعی مشکل حل ہو۔

الجواب باسم الملک الوهاب

بشرط صحت سوال مذکور اگر واقعتاً شرعی طور پر گواہوں سے امام مذکور کا زانی اور بدفعلی ہونا ثابت ہو جائے تو پھر ایسے شخص کو امام بنانا مکروہ تحریمی ہوگا، یعنی اس کی اقتداء میں نماز ادا کرنا مکروہ تحریمی ہوگا، کیونکہ ایسا شخص فاسق ہے، اور فاسق شخص کی امامت کروانا مکروہ تحریمی ہے، لہذا ایسے شخص کو امامت سے علیحدہ کرنا ضروری ہے، اور آمر بااختیار کمیٹی کے افراد اس شخص کو امامت سے علیحدہ نہ کریں تو دوسروں کی نماز خراب ہونے کا گناہ اور وبال بھی ان کے سر ہوگا، بشرطیکہ یہ امام علانیہ توبہ کرنے پر تیار نہ ہو۔

"ولذا كره امامة الفاسق العالم لعدم اهتمامه بالدين فتجب اهانته شرعا فلايعظم بتقديمه للامامة "......(حاشية الطحطاوى على المراقى الفلاح: ۳۰۲)

"فتجب اهانته شرعا فلايعظم بتقديمه للامامة تبع فيه الزيلعي ومفاده كون الكراهة في الفاسق تحريمية"......(حاشية الطحطاوى على مراقى الفلاح : ۳۰۳)

"ويكره ان يكون الامام فاسقا ويكره للرجال ان يصلوا خلفه"......(التاتارخانية: ۱/۴۳۸)

"ولو صلی خلف مبتدع او فاسق فھو محرز ثواب الجماعۃ لکن لاینال مثل ماینال خلف تقی کذافی الخلاصۃ"......(فتاویٰ الھندیۃ: ۸۴/۱)

"قولہ وکرہ امامۃ العبد والاعرابی والفاسق والمبتدع والاعمی وولدالزنا"......(کنز الدقائق: ۳۹)

"قولہ وفاسق من الفسق وھو الخروج عن الاستقامۃ ولعل المراد بہ من یرتکب الکبائر کشارب الخمر والزانی وآکل الربا ونحو ذلک"......(فتاویٰ شامی: ۴۱۴/۱)

"ثم اذا تاب توبۃ صحیحۃ صارت مقبولۃ غیر مردودۃ قطعا من غیر شک وشبھۃ"......(الفقہ الاکبر: ۱۶۰)

"ولقولہ علیہ السلام التائب من الذنب کمن لاذنب لہ"......(الفقہ الاکبر: ۱۵۵)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

بینک ملازم کی امامت اور اس کے تعاون کا حکم:

مسئلہ(۴۶۹): کیا فرماتے ہیں علماء دین اور مفتیان شرع متین درج ذیل مسئلہ کے بارے میں کہ

ہماری مسجد کے صدر صاحب بینک ملازم ہیں اور اس ملازمت کے علاوہ اس کا کوئی کاروبار نہیں، وہ مسجد کے سوئی گیس اور پانی کا بل بھی دیتا ہے اور مسجد میں دریاں بھی بچھا دیتا ہے، اور پانی سے لوگ وضو کرتے ہیں، اور سردیوں میں سوئی گیس سے پانی گرم کرتے ہیں اور کبھی کبھار جماعت بھی کراتا ہے اور ڈاڑھی کترواتا ہے اور مسجد کی توسیع کے لیے زمین خریدی گئی ہے اور اس نے بھی پیسے دیے ہیں، آپ یہ بتائیں کہ اس مسجد میں نماز جائز ہے یا کہ نہیں؟ اور کیا ایسے شخص کا مسجد کا صدر رہنا جائز ہے یا کہ نہیں؟ برائے مہربانی قرآن اور سنت کی روشنی میں بحوالہ وضاحت فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوھاب

بصورت صحت سوال ایسے آدمی کی امامت مکروہ تحریمی ہے، اور انہیں مسجد میں نماز پڑھنا جائز ہے، اور اگر اس

شخص نے بنک کی کمائی سے یہ پیسے ادا کیے ہیں تو مسجد انتظامیہ کے لیے ضروری ہے کہ مسجد کے کھاتہ سے اتنے پیسے نکال کر اس شخص کو واپس کر دیے جائیں یہ حکم اس صورت میں ہے کہ یہ شخص لکھت پڑھت کے شعبہ میں ملازم ہو۔

"یکره امامة عبدواعرابی وفاسق واعمی"......(درالمختار: ۱/۸۳)

"قال رجل اکتسب مالا من حرام ثم اشتری علی خمسة اوجه......و قال بعضهم لایطیب فی الوجوه کلها هوالمختار لکن الفتویٰ الیوم علی قول الکرخی دفعاللحرج لکثرة الحرام علی هذا مشی المصنف فی کتاب الغصب تبعا للدرروغیرها"......(فتاویٰ شامی: ۴/۲۴۴)

یہ شخص بینک کا ملازم ہے اور بینک کی کمائی حرام ہے، اور جو شخص شریعت کا پابند نہ ہو اور حرام کمائی کرتا ہو ایسا شخص مسجد کا صدر بننے کی صلاحیت نہیں رکھتا، بلکہ اس کی جگہ پر ایسے شخص کو مسجد کا صدر مقرر کیا جائے جو شریعت کا پابند ہو، اور اس کو معزول کیا جائے۔

"ان الناظر اذافسق استحق العزل "......(فتاویٰ شامی: ۳/۴۲۲)

"ویکره تنزیها امامة عبد واعرابی وفاسق واعمی قوله وفاسق من الفسق وهوالخروج عن الاستقامة ولعل المراد به من یرتکب الکبائر کشارب الخمر والزانی واکل الربا ونحوذلک کذافی البرجندی اسمعیل وفی المعراج قال اصحابنا لاینبغی ان یقتدی بالفاسق الافی الجمعة لانه فی غیرها یجداماماغیره"......(فتاویٰ شامی: ۱/۴۱۴)

"واماالفاسق فقدعللوا کراهة تقدیمه بانه لایهتم لامردینه وبان فی تقدیمه للامامة تعظیمه وقدوجب علیهم اهانته شرعا"......(فتاویٰ شامی: ۱/۴۱۴)

"قال تاج الشریعة امالوانفق فی ذلک مالاخبیثا ومالاسببه الخبیث والطیب فیکره لان اللّٰه تعالیٰ لایقبل الاالطیب فیکره تلویث بیته بمالایقبله اه شرنبلالیة"......(فتاویٰ شامی: ۱/۴۸۷)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

نامحرم عورتوں سے بے حجاب ملنے والے کی امامت:

مسئلہ(۴۷۰): کیا فرماتے ہیں حضرات مفتیان کرام کہ ہمارے گاؤں کے امام مسجد صاحب چند امور میں ملوث ہیں جس کی وجہ سے نمازی لوگ دو حصوں میں تقسیم ہوگئے ہیں، ایک گروپ جو مسجد کا ذمہ دار سمجھا جاتا ہے وہ امام مسجد کے ان امور پر خاموش رہتا ہے، جب کہ دوسرا فریق امام مسجد کے ان کاموں کو ناجائز کہتا ہے، مگر امام کے عزل ونصب کا اختیار نہیں رکھتا، امام مسجد کو گاہے بگاہے ان کاموں سے منع بھی کیا مگر وہ باز نہیں آئے، کیا ایسا شخص امام بننے کے لائق ہے؟ اور کیا اس کی امامت شرعاً درست ہے؟ اور جو لوگ مسجد کے ذمہ دار ہیں ان پر کیا ذمہ داری عائد ہوتی ہے؟

(۱) امام مسجد صاحب نامحرم عورتوں سے بے حجاب ملتے ہیں یہاں تک کہ کسی بھی گھر میں بے حجاب عورتوں کے پاس چلے جاتے ہیں۔

(۲) چوکوں، چوراہوں میں بیٹھ کر ٹیلی ویژن پر میچ دیکھتے ہیں۔

(۳) جھوٹی قسمیں اٹھاتے ہیں۔

شرعی جواب سے راہنمائی فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوهاب

بشرط صحت سوال مذکورہ صفات کا حامل شخص مرتکب کبیرہ ہونے کی وجہ سے فاسق ہے، لہٰذا مذکورہ شخص مستقل امام بنانے کے لائق نہیں ہے، اور شرعاً اس کی امامت مکروہ تحریمی ہے، انتظامیہ کو چاہیئے کہ ایسے شخص کو ان امور شنیعہ سے منع کریں اگر باز نہ آئے تو فوراً امامت سے معزول کر کے کسی متقی اور پرہیزگار شخص کو امامت کے فرائض سونپیں۔

قوله وفاسق من الفسق وهو الخروج عن الاستقامة ولعل المراد به من يرتكب الكبائر كشارب الخمر والزاني وآكل الربا ونحو ذلك...... واما الفاسق فقد عللوا كراهة تقديمه بانه لايهتم لامر دينه وبان في تقديمه للامامة تعظيمه وقد وجب عليهم اهانته شرعا ولايخفى انه اذا كان اعلم من غيره لاتزول العلة فانه لايؤمن ان يصلي بهم بغير طهارة فهو كالمبتدع تكره امامته بكل حال بل مشىٔ في شرح المنية على ان كراهة تقديمه كراهة تحريم "......(درمختار مع الشامي: ۱/۴۱۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

بدنظری کرنے والے کی امامت کا حکم:

مسئلہ(۴۷۱): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر ایک امام بدنظری سے نہیں بچتا تو کیا اس کے پیچھے نماز جائز ہے؟ مکمل تفصیل سے باحوالہ جواب مرحمت فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوھاب

بدنظری کا عادی شخص فاسق ہے اور فاسق کی امامت مکروہ تحریمی ہے، لہٰذا نیک اور صالح امام تلاش کیا جائے، اگر کہیں اتفاقاً بدنظری ہو جائے تو اس کی امامت بلا کراہت درست ہے۔

"(قوله مقيدبعدم الشهوة...... والافحرام) اى ان كان عن شهوة حرم(قوله واما في زماننا)فمنع من الشابة لالانه عورة بل لخوف الفتنة كماقدمه في شروط الصلاة"......(فتاویٰ شامی: ۵/۲۶۱)

"واماالفاسق فقدعللوا كراهة تقديمه بانه لايهتم لامر دينه وبان في تقديمه للامامة تعظيمه وقدوجب عليهم اهانته شرعا ولايخفى انه اذاكان اعلم من غيره لاتزول العلة فانه لايؤمن ان يصلي بهم بغير طهارة فهو كالمبتدع تكره امامة بكل حال بل مشىٰ في شرح المنية على ان كراهة تقديمه كراهةتحريم "......(درمختارمع الشامی: ۱/۴۱۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆
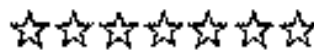
مدرسہ کے چندہ میں خیانت کرنے والے کی امامت:

مسئلہ(۴۷۲): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک مولوی صاحب ہیں جن کے ذمہ امامت خطابت اور مدرسہ کا انتظام ہے ان کی تنخواہ مبلغ ۳۰۰۰ تین ہزار روپے ہے جب کہ ان کے ماہانہ اخراجات قریباً ۱۵۰۰۰ پندرہ ہزار روپے ہیں اور نہ ہی ان کی کوئی دوسری آمدنی ہے، مدرسہ کے انتظام کے لیے کمیٹی بھی موجود ہے جو مدرسہ کے امور میں مولوی صاحب کی معاونت کرتے ہیں، مولوی صاحب نے اپنے ساتھ ایک ملازم رکھا ہوا ہے جو عرصہ تین سال سے مدرسہ کی خدمت تو ضرور کرتا ہے لیکن باقاعدہ طور پر الگ ملازمت بھی کرتا ہے، خصوصاً مدرسہ

کے منتظمین یعنی اساتذہ کرام کے ذاتی امور سے متعلق کام کرتا ہے، اور ساتھ ہی کھانا اور رہائش کے لیے مدرسہ سے استفادہ کرتا ہے، مولوی صاحب کے تمام متعلقین جب آتے ہیں تو ان کا اکرام بھی مدرسہ کے مال سے کرتا ہے، کیا ایسے مولوی صاحب کی امامت میں نماز ہو جائے گی؟ اور فرمائیں کیا ایسے مولوی صاحب کو انتظامی امور سے برخواست کرنا درست ہے یا نہیں؟ حالانکہ تحقیق کے بعد مندرجہ بالا حالات وواقعات عیاں ہو چکے ہیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

اگر واقعات وحقائق عیاں ہو چکے ہیں اور وہ واقعی مدرسہ کی رقوم میں خیانت کا مرتکب ہو تو وہ فاسق ہے اور اس کی امامت مکروہ تحریمی ہے اور اراکین کی اصلاحی کوششوں کے باوجود بھی اگر وہ باز نہ آئے تو اس کو اہتمام سے ہٹانا ضروری ہے۔

"ویکرہ تقدیم العبد والاعرابی والفاسق"......(ھدایہ: ۱/۱۲۴)

"ان کراھة تقدیم الفاسق والمبتدع کراھة التحریم"......(منحة الخالق علی البحر: ۱/۶۱۱)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

بے خبری میں منکوحہ کا دوسرا نکاح پڑھانے والے کی امامت:

مسئلہ(۴۷۳): کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک صاحب جو کہ ایک جامع مسجد کے امام ہیں نے ایک لڑکی کا نکاح والدین سے معلومات کے بعد پڑھایا اور نکاح فارم میں بھی اس لڑکی کو کنواری لکھا جس کی معلومات موصوفہ کے والد نے درج کروائیں، بعد ازاں بندہ کو پتہ چلا کہ اس لڑکی کا نکاح پہلے سے موجود تھا جو کہ امام صاحب سے چھپایا گیا، اور لڑکی کے والدین ابھی تک بھی حسب سابق اپنی بیٹی کو کنوارا بتاتے ہیں اور پہلے سے نکاح کا دعویٰ کرنے والے کے دعوے کو جھوٹا کہتے ہیں، پہلے نکاح والے نے عدالت میں مقدمہ کروایا مگر امام صاحب کی ضمانت بھی ہو چکی ہے، تو اس تمام تر صورت حال میں بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ موجودہ امام صاحب کے پیچھے نماز جائز نہیں ہے، اس بارے میں شرعی نقطہ نظر سے آگاہ فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوھاب

بشرط صحت سوال امام صاحب تاخیری کی وجہ سے مجرم نہیں ہیں، ابھی اس بنیاد پر ان کو امامت سے ہٹانا صحیح نہیں ہے، انتظامیہ کو چاہیئے کہ خدا سے ڈر کر بے گناہ آدمی کو تکلیف نہ دیں ان کی امامت جائز ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

تراویح پڑھانے کا حق دار امام مسجد ہے یا کوئی اور؟

مسئلہ(۴۷۴): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام مسئلہ ہذا کے بارے میں کہ محلے کی مسجد میں گذشتہ چند سالوں سے رمضان میں کسی دوسرے علاقے سے ایک صاحب تراویح پڑھانے آتے ہیں جن کو معاوضہ بھی ملتا ہے، لیکن اس دفعہ محلہ والوں کی خواہش ہے کہ مقامی حافظ ہی تراویح پڑھائے، لیکن کمیٹی کے دو ممبران اس بات پر مصر ہیں کہ سابقہ حافظ ہی پڑھائے، صورت حال یہ ہے کہ مقامی حافظ کی شرعی اعتبار سے شرائط پوری ہیں، اب اس صورت حال کے پیش نظر کیا سابقہ حافظ جو کہ دوسرے علاقے سے آتے ہیں اس کا حق زیادہ ہے یا مقامی حافظ کا استحقاق زیادہ ہے، جب کہ محلے کی اکثریت مقامی حافظ کے حق میں ہے، قرآن وسنت اور فقہ کی رو سے ہماری راہنمائی فرمائیں کہ مقامی حافظ بغیر کسی اجرت ومعاوضہ کے تراویح پڑھانا چاہتے ہیں جب کہ سابقہ حافظ اجرت لیتے ہیں دونوں میں بہتر کون ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

بشرط صحت بیان دوسرے حافظ صاحب کی تراویح میں امامت بنسبت پہلے امام کے بہتر ہے اس لیے اس کو تراویح کی نماز میں امام بنانا بشرطیکہ اور کوئی مانع موجود نہ ہو بہتر ہے، امامت کا حق پیش امام کو حاصل ہے کسی اور کو بغیر شرعی ضرورت کے مداخلت کا حق نہیں ہے، وہ جس کو اجازت دیں وہی ٹھیک ہے بشرطیکہ وہ مجاز امامت کا اہل ہو۔

”(و)اعلم ان(صاحب البیت)ومثلہ امام المسجد الراتب(اولی بالامامۃ) من غیرہ مطلقا “......(درمختار علی ھامش ردالمحتار:۱/۴۱۳)

”قولہ مطلقا ای وان کان غیرہ من الحاضرین من ھواعلم واقرء منہ“......(فتاوی شامی : ۱/۴۱۳)

"وان قدموا غیر الاولی فقد اساؤا "......(حاشیۃ الطحطاوی : ۳۰۱)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

ریٹائرڈ سکول ٹیچر کی امامت:

مسئلہ(۴۷۵): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص مسمی مولوی گل محمد عرصہ دراز سے ایک جامع مسجد میں امامت کرا رہا ہے واضح رہے کہ مولوی گل محمد نہ حافظ ہے اور نہ قاری ہے اور نہ ہی عالم وہ ایک ریٹائرڈ سکول ٹیچر ہے، مولوی گل محمد کی اخلاقی حالت میں جھوٹ، غیبت، تہمت اور گالیاں دینا اس کے لیے معمولی بات ہے، لوگوں کو خصوصاً نمازیوں کو آپس میں لڑانا اور ایک دوسرے میں بجائے اصلاح کے ایک دوسرے کی غیبت کرنا اس کا معمول ہے، اور بہت اہم گھریلو مسائل مثلاً طلاق کے مسئلہ پر جھوٹی قسم کے بعد گرگٹ کی طرح رنگ بدل جاتا ہے، اور مسجد انتظامیہ کمیٹی کے ایک ممبر کو قتل کی دھمکی تک دے چکا ہے، جس کی وجہ سے اکثر مسجد میں جھگڑا ہو جاتا ہے اور ایسے واقعات کی شدت اختیار کرنے پر مولوی گل محمد کو کئی بار مسجد سے نکالا گیا اور پھر مولوی گل محمد کی منت سماجت کرنے کے بعد کچھ لوگ پھر اس کے پیچھے نماز پڑھتے ہیں، اور ساتھ گلہ شکوہ بھی کرتے ہیں اور کچھ دنوں کے بعد پھر لڑائی شروع ہو جاتی ہے تقریباً سارے اہل محلہ اس سے متنفر ہیں، کافی تعداد میں نمازی دوسرے محلہ کی مسجد میں نماز ادا کرتے ہیں، جن میں محلہ کے معزز لوگ شامل ہیں، اور نماز جمعہ جب مولوی گل محمد پڑھاتے ہیں تو گنتی کے چند لوگ مجبوری کے تحت نماز پڑھتے ہیں باقی دوسرے محلہ کی مسجد میں نماز ادا کرتے ہیں، جو لوگ مجبوراً مولوی گل محمد کے پیچھے نماز ادا کرتے ہیں آیا ان کی نماز ہو جاتی ہے یا نہیں؟ اگر اس کے پیچھے نماز ادا کرنے کی بجائے علیحدہ پڑھ لی جائے تو اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

بشرط صحت بیان صورت مسئولہ میں اگر واقعی مذکور امام گل محمد ان حرکات کا عادی مرتکب ہے اور اس نے ان قبیح افعال سے توبہ کر کے اجتناب نہیں کیا تو گل محمد مسند امامت کے لائق نہیں اس کی امامت مکروہ تحریمی ہے، لہذا گل محمد کو امامت سے برطرف کر کے کسی صحیح العقیدہ صاحب علم اور صالح شخص کو امامت کے لیے منتخب کیا جائے۔

"(ولو ام قوما وهم له كارهون ان) الكراهة (لفساد فيه او لانهم احق بالامامة

منه کره) له ذالک تحریما لحدیث ابی داؤد لایقبل الله صلوة من تقدم قوما وهم له کارهون (وان هواحق لا)والکراهة علیهم"......(الدر المختار علیٰ هامش ردالمحتار: ۱/۴۱۳)

"وکره امامة العبد والاعرابی والفاسق والمبتدع"......(البحر الرائق: ۱/۶۱۰)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

امام کی غیر موجودگی میں ڈاڑھی مونڈے کی امامت:

مسئلہ(۴۷۶): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ مسجد میں نماز کے وقت امام صاحب موجود نہ ہوں تو نمازیوں میں سے جو اچھا قرآن پڑھنے والا ہو لیکن ڈاڑھی سنت کے مطابق نہ رکھتا ہو اس کو امام بنا سکتے ہیں؟

الجواب باسم الملک الوهاب

جو شخص ایک مشت سے کم کرواکے ڈاڑھی رکھتا ہو یا منڈاتا ہو اس کی امامت مکروہ ہے، اگر مسنون ڈاڑھی والا شخص موجود نہ ہو تو پھر مشت سے کم کرواکے ڈاڑھی رکھنے والے یا منڈانے والے کو وقتی طور پر امام بنانے کی گنجائش ہے، مستقل امام بنانا جائز نہیں ہے۔

"فی تنویر الابصار (ویکره)تنزیها(امامة عبد واعرابی وفاسق واعمیٰ الاان یکون اعلم القوم ومبتدع لایکفر بهاوان انکر بعض ماعلم من الدین کفربهافلایصح الاقتداء به اصلا وولدالزنا) قال الحصکفی رحمه الله هذاان وجدغیرهم والافلاکراهة بحروفی النهرعن المحیط صلی خلف فاسق اومبتدع نال فضل الجماعة" ......(درمختار: ۱/۸۳)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

۱۸ سالہ لڑکے کی امامت کا حکم:

مسئلہ(۴۷۷): بخدمت جناب حضرت مفتی صاحب جامعہ اشرفیہ مسلم ٹاؤن لاہور پاکستان

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

گزارش ہے کہ میری عمر ۱۸ سال ہے اور میری ڈاڑھی ابھی ٹھیک طرح نہیں آئی مگر مجھے بالغ ہوئے چار برس ہو چکے ہیں میں نماز پڑھا سکتا ہوں یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

ڈاڑھی نہ آنا مانع امامت نہیں ہے بشرطیکہ اور کوئی مانع شرعی موجود نہ ہو، ہاں ڈاڑھی کا منڈوانا یا ایک مٹھ سے کم کروانا شرعاً فسق ہے اور فاسق کی امامت درست نہیں ہے، واضح رہے کہ اگر آپ ملیح ہیں تو امامت باوجود صحیح ہونے کے کراہت سے خالی نہیں ہے۔

"(وكذاتكره خلف امرد) الظاهر انها تنزيهية ايضاوالظاهر ايضا كماقال الرحمتي ان المراد به الصبيح الوجه لانه محل الفتنة وهل يقال هناايضا اذاكان اعلم القوم تنتفي الكراهة فان كانت علة الكراهة خشية الشهوة وهوالاظهر فلاوان كانت غلبة الجهل اونفرة الناس من الصلاة خلفه فنعم فتامل والظاهر ان ذاالعذار الصبيح المشتهى كالامرد تامل هذاوفي حاشية المدني عن الفتاوىٰ العفيفية سئل العلامة الشيخ عبدالرحمن ابن عيسى المرشدي عن شخص بلغ من السن عشرين سنة وتجاوزحدالانبات ولم ينبت عذاره فهل يخرج بذلك عن حد الامردية وخصوصا قدنبت له شعرات في ذقنه تؤذن بانه ليس من مستديري اللحى فهل حكمه في الامامة كالرجال الكاملين ام لااجاب سئل العلامة الشيخ احمدبن يونس المعروف بابن الشلبي من متاخري علماء الحنفية عن هذه المسئلة فاجاب بالجواز من غير كراهة وناهيك به قدوة والله اعلم وكذلك سئل عنها المفتي محمدتاج الدين القلعي فاجاب كذلك"......(فتاوىٰ شامي: ۱/۳۱۵)

"واماالاخذمنهاوهي دون ذلک کمایفعله بعض المغاربة ومخنثة الرجال فلم یبحه احدواخذکلهافعل یهودالهند ومجوس الاعاجم اه فتح"......(فتاویٰ شامی: ۲/۱۲۳)

"واماالفاسق فقدعللوا کراهة تقدیمه بانه لایهتم لامردینه وبان في تقدیمه للامامة تعظیمه وقدوجب علیهم اهانته شرعااه"......(فتاویٰ شامی: ۱/۴۱۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

غیر شادی شدہ امام کی امامت کا حکم:

مسئلہ(۴۷۸): (۱) کیا فرماتے ہیں مفتیان شرع متین بیچ اس مسئلہ کے کہ ایک امام صاحب جو کہ عرصہ دو سال ایک چک جس کی آبادی تقریباً ۴۵ گھر پر مشتمل ہے جس کا امام مسجد ہے لیکن غیر شادی شدہ ہے پہلے تو کسی آدمی نے اعتراض نہیں کیا بلکہ لوگ مطمئن ہو کر نماز پڑھتے چلے آرہے ہیں، لیکن تھوڑے دنوں کی بات ہے کہ ایک دوسری بستی کے امام صاحب نے اس بستی والے امام پر اعتراض کیا اور لوگوں کو بتایا کہ غیر شادی شدہ کے پیچھے نماز نہیں ہوتی جس کی وجہ سے لوگ مذبذب ہیں کہ نماز ہوتی ہے یا نہیں؟ برائے مہربانی قرآن وحدیث کی روشنی میں وضاحت فرمائیں۔

(۲) دوسرا مسئلہ قابل دریافت یہ ہے کہ ایک امام مسجد ایک میں نماز عید پڑھاتا ہے جس کی آبادی تقریباً ۵۰ گھر پر مشتمل ہے وہاں نہ کوئی ہسپتال ہے نہ کوئی تھانہ ہے نہ دو دکانیں وغیرہ، صرف ایک پرائمری سکول ہے بستی والے لوگ اشیاء ضرورت دوسری بستی سے جا کر خریدتے ہیں، آیا ایسی بستی میں نماز عید جائز ہے یا نہیں؟

(۳) اور امام مسجد وہاں دو جماعتیں علیحدہ علیحدہ کرواتا ہے، مردوں کی الگ اور عورتوں کی الگ، آیا ایسا کرنا درست ہے یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

(۱) یہ بالکل بے اصل اور غلط ہے یہ کہیں نہیں لکھا کہ امام کا شادی شدہ ہونا ضروری ہے اور کنوارے کی امامت جائز نہیں ہے، البتہ امام کا بالغ ہونا ضروری ہے۔

(۲) صورت مسئولہ میں بستی کی جو کیفیت لکھی گئی ہے اس میں جمعہ وعیدین جائز نہیں ہیں۔

(۳) جہاں جمعہ وعیدین جائز ہوں وہاں بھی دو مرتبہ ایک ہی امام کا عیدین پڑھانا جائز نہیں ہے، حدیث شریف ہے "لاصلوۃ بعد صلوۃ مثلها" نیز دوسری مرتبہ جو عید کی نماز پڑھائی جائے گی، وہ نفل ہوگی، امام کے لیے اور مقتدیوں کے لیے واجب ہے اور امام کا مقتدیوں سے اعلیٰ ہونا یا برابر ہونا شرط ہے، لہذا متنفل امام کے پیچھے جائز نہیں ہے۔

"وشرائط الامامة للرجال الاصحاء ستة اشياء الاسلام والبلوغ والعقل والذكورة والقراءة والسلامة من الاعذار كالرعاف والفأفأة والتمتمه واللثغ"......(فتاویٰ شامی: ١/٣٠٦)

"واماشرائط وجوبها وجوازها فكل ماهو شرط وجوب الجمعة وجوازها فهوشرط وجوب صلاة العيدين وجوازها من الامام والمصر والجماعة والوقت الاالخطبة فانها سنة بعدالصلاة ولوتركها جازت صلاة العيد"......(بدائع الصنائع: ١/٦١٦)

"في التحفة عن ابى حنيفة انه بلدة كبيرة فيهاسكك واسواق ولها رساتيق وفيها وال يقدرعلى انصاف المظلوم من الظالم بحشمته وعلمه اوعلم غيره يرجع الناس اليه فيمايقع من الحوادث وهذاهوالاصح"......(ردالمحتار: ١/٥٩٠)

"وعبارة القهستاني تقع فرضافي القصبات والقرى الكبيرة التي فيها اسواق قال ابوالقاسم هذابلاخلاف اذااذن الوالي اوالقاضي ببناء المسجد الجامع واداء الجمعة لان هذا مجتهد فيه فاذااتصل به الحكم صارمجمعا عليه وفيماذكرنا اشارة الى انه لاتجوز في الصغيرة التي ليس فيهاقاض ومنبروخطيب كمافي المضمرات"......(ردالمحتار: ١/٥٩٠)

"لكن يشترط ان يكون حال الامام اقوى من حال المؤتم اومساويا"......(ردالمحتار: ١/٣٠٦)

"ولامفترض بمتنفل وبمفترض فرضا آخر لان اتحادالصلاتين شرط عندنا

وصح ان معاذا کان یصلی مع النبی ﷺ نفلا وبقومہ فرضا“......(الدر المختار علی الشامی: ۱/۴۲۹)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

ماں باپ کو گھر سے نکال دینے والے کی امامت:

مسئلہ(۴۷۹): بخدمت جناب مفتی صاحب جامعہ اشرفیہ لاہور

جناب عالی! چند مسائل میں شرعی راہنمائی مطلوب ہے۔

(۱) گزارش ہے کہ ہمارے گاؤں کے امام مسجد محمد اقبال نے اپنے ماں باپ کو مکان سے زبردستی نکال دیا ہے، وہ مکان اس ماں باپ کا ملکیتی ہے اور والدین کو برا بھلا کہا؟ کیا اس کے پیچھے نماز ہوسکتی ہے؟ اور کیا وہ امامت کے قابل ہے؟

(۲) گزارش ہے کہ ہمارے گاؤں کا امام مسجد محمد اقبال نے تین مرتبہ تو اب طلاق دی ہے، اور اس سے پہلے بھی کئی مرتبہ اس نے یہ الفاظ کہے ہیں، اور بیوی کو طلاق دے کر گھر سے بھی نکال دیا تھا، بعد میں پھر اپنی بیوی کو گھر لے آیا، کیا طلاق کے بعد اس کی بیوی ہوگی یا نہیں؟

(۳) جناب والی گزارش ہے کہ امام مسجد سے چند ماہ قبل یہ مسئلہ کیا تھا کہ نعوذ باللہ حضور ﷺ پاک کے والد جنتی نہ ہیں، کیا یہ مسئلہ کرنا ضروری ہے؟ کیا ان حالات میں امام مسجد کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے کہ ناجائز؟ کیونکہ وہ اپنی بیوی کو طلاق دے کر اپنے پاس رکھے ہوئے ہے۔

الجواب باسم الملک الوھاب

(۱،۲) بشرط صحت سوال اگر واقعی محمد اقبال نے اپنے والدین کو گھر سے زبردستی نکال دیا ہے اور ان کو برا بھلا بھی کہا ہے اور بیوی کو تین طلاق دے کر اپنے پاس ہی رکھے ہوئے ہے اس کو الگ نہیں کرتا تو وہ فاسق ہے اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے جب تک کہ وہ اپنے ان گناہوں سے سچی توبہ نہ کرلے، اور بیوی کو الگ نہ کردے، کیونکہ تین طلاق کے بعد بیوی مغلظہ ہوجاتی ہے، اس کو بغیر حلالہ شرعی کے اپنے پاس بیوی کی حیثیت سے رکھنا جائز نہیں، حلالہ شرعی کے بغیر نہ تو رجوع ہوسکتا ہے اور نہ ہی نکاح ہوسکتا ہے، جن لوگوں کو امام رکھنے اور ہٹانے کا اختیار ہے یا جن کو اچھا امام مل

سکتا ہے ان کی نماز اس کے پیچھے مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہوگی ،اور جن کو یہ دونوں باتیں حاصل نہ ہوں ان کو تنہا پڑھنے کی بجائے جماعت سے پڑھنا بہتر ہے۔

(۳)　حضور ﷺ کے والدین کے بارے میں اس قسم کی بحث سے سکوت (خاموشی) کرنا چاہئے۔

"قال رسول الله ﷺ الكبائر الاشراک بالله وعقوق الوالدين وقتل النفس واليمين الغموس رواه البخارى"......(مرقاة المفاتيح: ۱/۲۰۶)

"(وعقوق الوالدين)اى قطع صلتهما ماخوذمن العق وهوالشق والقطع والمراد عقوق احدهماقيل هوايذاء لايتحمل مثله من الولد عادة "......(مرقاة المفاتيح: ۱/۲۰۶)

"فلاتقل لهماأف ونهى عن الاغلاظ والزجر لهمابقوله ولاتنهرهما فامربلين القول والاستجابة لهماالى مايامرانه به مالم يكن معصية"......(احكام القرآن : ۳/۲۹۱)

"وان كان الطلاق ثلاثافى الحرة وثنتين فى الامة لم تحل له حتى تنكح زوجا غيره نكاحا صحيحا ويدخل بهاثم يطلقها اويموت عنها كذافى الهداية"......(فتاوىٰ الهندية: ۱/۴۷۳)

"ويكره ان يكون الامام فاسقا ويكره للرجل ان يصلوا خلفه...... وان تقدم الفاسق جازايضا الى اخره"......(فتاوى التاتارخانية: ۱/۴۳۸)

"وكذاكل صلاة اديت مع كراهة التحريم تجب اعادتها"......(الدرعلى الشامى: ۱/۳۳۷)

"فيخالف تلك القاعدة الاان يدعى تخصيصها بان مرادهم بالواجب والسنة التى تعاد بتركه ماكان من ماهية الصلاة واجزائها فلايشمل الجماعة لانهاوصف لهاخارج عن ماهيتها"......(فتاوىٰ شامى: ۱/۳۳۷)

"وفى النهرعن المحيط صلىٰ خلف فاسق اومبتدع نال فضل الجماعة" ......(الدرعلى الشامى: ۱/۴۱۵)

”(قوله نال فضل الجماعة) افادان الصلاة خلفهمااولی من الانفراد لکن لاینال کماینال خلف تقی ورع لحدیث من صلی خلف عالم تقی فکانما صلی خلف نبی“......(فتاویٰ شامی:۱/۴۱۵)

”بل قیل ان اباه ﷺ کلهم موحدون لقوله تعالیٰ وتقلبک فی الساجدین لکن رده ابوحیان فی تفسیره بانه قول الرافضة ومعنی الآیة وترددک فی تصفح احوال المتهجدین فافهم وبالجملة کماقال بعض المحققین انه لاینبغی ذکرهذه المسئلة الامع مزید الادب ولیست من المسائل التی یضر جهلها اویسئل عنها فی القبر اوفی الموقف فحفظ اللسان عن التکلم فیهاالابخیر اولی واسلم“......(فتاویٰ شامی:۲/۴۱۹)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

ایک مٹھی سے کم ڈاڑھی رکھنے والے کی امامت:

مسئلہ(۴۸۰): کیافرماتے ہیں مشائخ علماء ومفتیان دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ میں نے حجام کی دوکان کھول رکھی ہے جس میں ڈاڑھی کومونڈتاہوں میں نے ایک صاحب سے سناہے کہ ڈاڑھی کومونڈنا کبیرہ گناہ ہے اوراس کی کمائی حرام ہے، اگرڈاڑھی نہ مونڈوں تووالدین سخت ناراض ہوتے ہیں، ایک طرف سنت کوکاٹناگناہ ہے اور دوسری طرف والدین کی ناراضگی کواللہ تعالیٰ اوراس کے رسول ﷺ کی ناراضگی بتایاجاتاہے، قرآن وسنت کی روشنی میں بحوالہ تحریرفرماکرسائل مسئلہ ہذاکی راہنمائی فرمائیں، کیاجوشخص ڈاڑھی کومونڈتاہواس کی کمائی سے کھانے کی دعوت یاضروریات زندگی کی اشیاء بطورہدیہ لینایابوقت ضرورت استعمال میں لاناشرعاجائزہے؟

کیاایساخطیب عالم جوقصداًاپنی ڈاڑھی کاٹ کرایک مٹھی سے چھوٹی کرتاہے جوظاہراًابھی کافی چھوٹی نظرآتی ہے، اس کے پیچھے نمازپڑھناجائزہے؟

الجواب باسم الملک الوهاب

ڈاڑھی کاایک مٹھ تک چھوڑناضروری ہے مٹھی سے کم کروانایابالکل منڈادیناجائزنہیں ہے، بلکہ حرام ہے اور

فعل حرام پر اجرت لینا بھی ناجائز ہے، اور ناجائز امور میں کسی بھی قسم کی فرمانبرداری جائز نہیں ہے، اور ایسے شخص کی اگر اکثر آمدن حلال ہے تو اس کی دعوت قبول کرنا اور اس کا ہدیہ قبول کرنا اور اس کی اشیاء کا استعمال کرنا درست ہے، اور اگر اکثر آمدن حرام کی ہو تو ان سے یہ مذکورہ امور جائز نہیں ہیں، چونکہ ڈاڑھی ایک مٹھی سے کم کروانا حرام ہے اور ایسا کرنے والا شخص فاسق ہے لہٰذا ایسے شخص کی امامت جائز نہیں ہے، اور ایسے شخص کی اقتداء میں نماز ادا کرنا مکروہ تحریمی ہے۔

"واما الاخذمنها وهي دون ذلک کما یفعله بعض المغاربة ومخنثة الرجال فلم یبحه احد واخذ کلها فعل یهود الهند ومجوس الاعاجم اه "......(الدر علی الرد: ۲/۱۲۳)

"وعن علی رضی الله عنه قال قال رسول الله ﷺ لاطاعة ای لاحد کما فی روایة الجامع الصغیر ای من الامام وغیره کالوالد والشیخ فی معصیة وفی روایة الجامع فی معصیة الله انما الطاعة فی المعروف ای مالاینکره الشرع، متفق علیه ورواه ابوداؤد وابن ماجة"......(مرقاة المفاتیح: ۷/۲۲۶)

"لاتصح الاجارة لعسب التیس وهونزوه علی الاناث ولالاجل المعاصی مثل الغناء والنوح والملاهی اه " ......(الدر علی الرد: ۵/۳۸)

"اهدی الی رجل شیئا اواضافه ان کان غالب ماله من الحلال فلاباس الاان یعلم بانه حرام فان کان الغالب هوالحرام ینبغی ان لایقبل الهدیة ولایاکل الطعام الاان یخبره بانه حلال ورثته اواستقرضته من رجل کذافی الینابیع"......(فتاویٰ الهندیة: ۵/۳۴۲)

"واما الفاسق فقدعللوا کراهة تقدیمه بانه لایهتم لامر دینه وبان فی تقدیمه للامامة تعظیمه وقدوجب علیهم اهانته شرعا "......(فتاویٰ شامی: ۱/۴۱۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

نماز کے مقررہ وقت سے تاخیر کرنے والے کی امامت:

مسئلہ(۴۸۱): (۱) کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک امام صاحب کی

عادت یہ ہے کہ اکثر طور پر وہ نماز کے مقررہ وقت سے چار پانچ منٹ تاخیر کر کے آتے ہیں تو آپ سے دریافت یہ کرنا ہے کہ اس امام صاحب کی اجازت کے بغیر کوئی آدمی اس کی جگہ پر نماز پڑھا سکتا ہے یا نہیں؟

(۲) ایک امام صاحب مستقل طور پر وقت کی پابندی کرتے ہیں لیکن کبھی قدرتی طور پر ان کو تاخیر ہو جاتی ہے، تو کیا ان کی اجازت کے بغیر کوئی آدمی ان کی جگہ پر نماز پڑھا سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

امام متعین امامت کا مستحق ہے اور حدیث شریف میں نماز کے انتظار کی فضیلت بیان کی گئی ہے، پس مقتدیوں کو چاہیے کہ وہ امام کا انتظار کریں، اور کوئی آدمی امام کی اجازت کے بغیر امامت نہ کرائے۔

”واعلم ان صاحب البیت ومثلہ امام المسجد الراتب اولی بالامامة من غیرہ مطلقاقولہ مطلقا وان کان غیرہ من الحاضرین من ھواعلم واقرء منہ“

......(الدرالمختار مع ردالمحتار: ۱/۵۵۹)

”عن ابی ھریرة رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ ﷺ قال لایزال احدکم فی صلوۃ مادامت الصلوۃ تحبسہ لایمنعہ ان ینقلب الی اھلہ الاالصلوۃ“

......(صحیح مسلم: ۱/۲۳۵)

”عن جابر بن سمرة قال کان بلال یؤذن ثم یمھل فاذارأی النبی ﷺ قدخرج اقام الصلوۃ“......(سنن ابی داؤد: ۱/۹۰)

”عن عبداللہ بن ابی قتادة عن ابیہ عن النبی ﷺ قال اذااقیمت الصلوۃ فلاتقوموا حتی ترونی“......(سنن ابی داؤد: ۱/۹۰)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

لنگڑے امام کی امامت کا حکم:

مسئلہ(۴۸۲): محترم مفتی صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

سلام کے بعد عرض ہے کہ میرا نام غلام عباس ہے میں حافظ ہوں اور تجوید بھی پڑھی ہے، میں ایک مسجد میں

مؤذن خادم ہوں سوال یہ ہے کہ امام صاحب کی غیر موجودگی میں اور اگر دوسرا قاری صاحب جو مدرس ہیں وہاں وہ بھی نہ ہوں تو میں امامت کرا سکتا ہوں؟ کیونکہ میں ایک پاؤں کی ایڑھی اٹھا کے چلتا ہوں ،مہربانی فرما کر فتوی عنایت فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوھاب

صورت مسئولہ میں آپ قاری صاحب کی عدم موجودگی میں امامت کر سکتے ہیں۔

"وفي فتاوى العتابية ولو كان بقدمه عرج يقوم ببعض قدمه يجوز وغيره اولى"......(الفتاوى التاتارخانية: ۱/۶۰۲)

"ولو كان لقدم الامام عوج وقام على بعضها يجوز وغيره اولى"......(فتاوى الهندية: ۱/۸۵)

"ولو كان بقدم الامام عوج فقام على بعضها يجوز وغيره اولى"......(تبيين الحقائق: ۱/۱۴۳)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

شلوار ٹخنے سے نیچے لٹکانے والے کی امامت:

مسئلہ(۴۸۳): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک امام صاحب بوقت نماز اپنی شلوار نیچے لٹکا کر ٹخنے ڈھانپ کر پڑھاتے ہیں یہ ان کا دائمی عمل ہے اور وہ اس پر مصر ہے، کیا ان کی اقتداء میں نماز درست ہے یا نہیں؟ نیز ثبوت مانگتے ہیں کہ کہاں لکھا ہے کہ نماز میں ٹخنے ننگے ہونے چاہئیں؟ حدیث وفقہ کی روشنی میں رہنمائی فرمائی جاوے۔

الجواب باسم الملک الوھاب

مردوں کو ٹخنوں کے نیچے پائجامہ لٹکانا ناجائز ہے، اور اس پر سخت وعیدیں آئی ہیں کہ ایسے شخص کی طرف اللہ تعالیٰ نظر نہیں فرمائیں گے نیز کہ اتنا آگ میں جائے گا۔

"عن ابى هريرة رضى الله عنه ان رسول الله ﷺ قال لاينظر الله يوم القيامة الى من جر ازاره بطرا"......(بخاری شریف: ۲/۸۶۱)

"وعن ابی هریرة ان رسول الله ﷺ قال مااسفل من الكعبين من الازار في النار"......(مرقاۃ المفاتیح ۸/۱۹۸)

لہذا ایسے شخص کو امام بنانا مکروہ تحریمی ہے، کتاب الزواجر میں اس فعل کو بطور اصرار گناہ کبیرہ میں شمار کیا گیا ہے، لہذا یہ شخص فاسق ہے۔(کتاب الزواجر:۱/۱۳۲)

"عن ابن مسعود رضي الله عنه قال سمعت رسول الله ﷺ يقول من اسبل ازاره في صلوته خيلاء فليس من الله جل ذكره في حل وحرام "......(سنن ابی داؤد:۱/۱۰۳)

"تقصير الثياب سنة واسبال الازار والقميص بدعة ينبغي ان يكون الازار فوق الكعبين الى نصف الساق وهذاحق الرجال واماالنساء فيرخين ازارهن اسفل من ازارالرجال ليستر ظهرقدمهن"......(فتاوى الهندية: ۵/۳۳۳)

"واماالفاسق فقدعللوا كراهة تقديمه بانه لايهتم لامر دينه وبان في تقديمه للامامة تعظيمه وقدوجب عليهم اهانته شرعا "......(فتاوی شامی:۱/۴۱۳)

"قوله ولذاكره امامة الفاسق اى لماذكرمن قوله حتى اذاكان الاعرابي الخ فكراهته لافضيلة غيره عليه والمرادالفاسق بالجارحة لابالعقيدة...... وقوله فتجب اهانة شرعا فلايعظم لتقديمه للامامة تبع فيه الزيلعي ومفاده كون الكراهة في الفاسق تحريمية "......(حاشية الطحطاوی علی مراقی الفلاح:۳۰۳)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

ڈاڑھی کاٹنے والے کی امامت:

مسئلہ(۴۸۴): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ قرآن وسنت کی روشنی میں کیا ایسا شخص جو کہ ڈاڑھی کٹواتا ہو اور اس کی ڈاڑھی خلاف سنت اور نامکمل ہو صلوۃ التراویح کی امامت کا حق دار ہے یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوهاب

بشرط صحت سوال صورت مسئولہ میں ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے چاہے فرض نماز ہو یا تراویح ہو کیونکہ یہ فاسق ہے۔

"اما الفاسق الاعلم فلایقدم لان فی تقدیمه تعظیمة وقدوجب علیهم اهانته شرعا ومفادهذاکراهة التحریم فی تقدیمه"......(طحطاوی علی الدر:۲۴۳/۱)

"ولذایحرم علی الرجل قطع لحیته"......(درمختار:۴۵/۱)

"وکره امامة العبد والاعرابی والفاسق والمبتدع"......(البحر الرائق:۶۱۰/۱)

"قال الحصکفی واماالاخذمنها وهی دون ذلک کمایفعله بعض المغاربة ومخنثة الرجال فلم یبحه احد واخذکلهافعل یهود الهند ومجوس الاعاجم"......(الدرالمختار:۱۲۳/۲)

والله تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

اہل سنت والجماعت کے خلاف عقیدہ رکھنے والے کی امامت:

مسئلہ(۳۸۵): محترم مفتی حمید اللہ جان صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

حضرت جی آپ سے ایک مسئلہ کا حل پوچھنا ہے، مسئلہ یہ ہے کہ ہماری مسجد جامعہ رحمانیہ تاج پورہ سکیم میں واقع ہے یہ مسجد دیوبند حیاتی مسلک کی ہے، ہماری مسجد میں ایک امام صاحب ہیں جو گزشتہ ۶ یا ۷ سال سے امامت کروا رہے ہیں، اب ہمیں معلوم ہوا ہے کہ یہ امام صاحب مماتی ہیں جب ہم نے امام صاحب سے پوچھا کہ آپ حیاتی ہیں یا مماتی؟ تو انہوں نے مسجد میں کھڑے ہو کر قسم کھائی کہ میں حیاتی ہوں، مماتی نہیں ہوں، اب آپ سے درخواست ہے کہ قرآن وحدیث کی روشنی میں وضاحت فرمادیں کہ ان امام صاحب کے پیچھے نماز پڑھنی جائز ہے یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوهاب

صورت مسئولہ میں اگر واقعی امام صاحب کے عقائد اہل سنت والجماعت کے خلاف ہیں تو ایسا امام مبتدع

اورفاسق ہے اور ایسے امام کے پیچھے نماز مکروہ ہے اور اگر اس کے عقائد اہل سنت والجماعت کے موافق ہیں اور حیات النبی ﷺ کو اسی طرح مانتے ہیں جیسا کہ "المہند علی المفند" میں لکھا ہوا ہے تو اس کی امامت بلاکراہت جائز ہے۔

"ویکرہ تقدیم المبتدع ایضا لانہ فاسق من حیث الاعتقاد، وھو اشد من الفسق من حیث العمل والمراد بالمبتدع من یعتقد شیئا علی خلاف مایعتقدہ اھل السنۃ والجماعۃ"......(حلبی کبیری:۴۴۳)

"وکرہ امامۃ العبد والاعرابی والفاسق والمبتدع ......والفاسق لایھتم لامر دینہ وذکر الشارح وغیرہ ان الفاسق اذاتعذر منعہ یصلی الجمعۃ خلفہ"......(البحر الرائق:۱/۶۱۰)

"وفیہ اشارۃ الی انھم لوقدموا فاسقا یاثمون بناء علی ان کراھۃ تقدیمہ کراھۃ تحریم لعدم اعتنائہ بامور دینہ وتساھلہ فی الاتیان بلوازمہ فلایبعد منہ الاخلال ببعض شروط الصلوۃ وفعل ماینافیھا بل ھو الغالب بالنظر الی فسقہ"......(حلبی کبیری:۴۴۲)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

سنت کے مطابق ڈاڑھی نہ رکھنے والے کی امامت:

مسئلہ(۴۸۶): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ امام کی سنت کے مطابق ڈاڑھی نہیں ہے کیا وہ جماعت کرواسکتا ہے یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

ڈاڑھی مونڈنا یا ایک مشت سے کم ڈاڑھی کروانا موجب فسق ہے اور ایسے شخص کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے، لہذا کسی نیک درست عقیدہ والے شخص کو امام مقرر کرلیا جائے، اگر مذکورہ شخص توبہ کے ذریعے اپنے اس فعل سے باز نہ آجائے، اور اس میں کوئی اور بھی موجب فسق امر موجود نہ ہو، البتہ تنہا نماز پڑھنے سے اس کے پیچھے نماز پڑھنا زیادہ بہتر ہے۔

”ویکرہ امامة عبد......وفاسق وفی ردالمحتار قولہ (وفاسق) من الفسق وھوالخروج عن الاستقامة ولعل المراد بہ من یرتکب الکبائر “......(فتاویٰ شامی:۱/۴۱۴)

”وفی الدرصلی خلف فاسق اومبتدع نال فضل الجماعة وقال الشامی تحتہ قولہ نال فضل الجماعة افادان الصلوۃ خلفھما اولی من الانفراد“......(فتاویٰ شامی:۱/۴۱۳)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

زنا کرنے والے کی امامت:

مسئلہ(۴۸۷): جناب محترم مفتی صاحب السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

جناب سے گزارش ہے کہ ہمارے چند خدشات دور کردیجئے ،مہربانی ہوگی ،ہمارے محلہ کی جامع مسجد اقصیٰ میں امام صاحب دینی فرائض انجام دے رہے ہیں ،پڑھے لکھے تو اچھے ہیں ،مگران سے کچھ غلطیاں (زنا) سرزد ہوچکی ہیں جو کہ ناقابل معافی ہیں ،جب تک ہمیں علم نہیں تھاہم ان کے پیچھے نماز پڑھتے رہے ہیں ،اور غلطی ثابت ہونے پر فتویٰ لیناچاہتے ہیں ،چونکہ اب ہمیں علم ہوچکاہے لہذاہماری نماز اب ان کے پیچھے ہوگی یانہیں؟ برائے مہربانی تحریر لکھ کر مطلع فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوهاب

بشرط صحت سوال اگر شرعی طور پر واقعی ہی امام کازانی ہوناثابت ہوچکاہے ،اوراس نے شرعی توبہ بھی نہیں کی تواس کی امامت مکروہ تحریمی ہے، ورنہ بلاکراہت اس کا امامت کروانا اورلوگوں کااس کی اقتداء میں نماز پڑھناجائزہے۔

”یکرہ امامة العبد ......وفاسق، لعل المراد بہ من یرتکب الکبائر کشارب الخمر والزانی “......(فتاویٰ شامی:۱/۴۱۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

بغیر ڈاڑھی والے امام کی امامت:

مسئلہ(۴۸۸): محترم جناب مفتی صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ہماری مسجد کے قاری صاحب اچھی صفات کے مالک ہیں قرآن مجید بھی اچھا پڑھتے ہیں اور حاجی بھی ہیں،صرف ان میں ایک خامی ہے کہ وہ ڈاڑھی نہیں رکھتے ،اس سے پہلے تقریباً وہ چالیس سال تک نماز تراویح بھی پڑھاتے رہے ہیں اوران کی اقتداء میں مولوی صاحبان نے بھی نماز تراویح ادا کیں، کیاوہ نماز تراویح پڑھاسکتے ہیں؟ قرآن وسنت کی روشنی میں وضاحت کریں۔

الجواب باسم الملک الوهاب

جوشخص ڈاڑھی منڈواتا ہے یا کٹواتا ہے (یعنی ایک مشت سے کم کرواتا ہے) تو ایسا شخص فاسق ہے کیونکہ ایک مشت ڈاڑھی رکھنا واجب ہے اور فاسق کی امامت مکروہ تحریمی ہے،اور یہ چیز ان کی امامت کی حجت اور دلیل نہیں بن سکتی کہ چالیس سال سے وہ تراویح پڑھارہے ہیں یا مولوی صاحبان ان کی اقتداء میں نماز تراویح ادا کرتے رہے ہیں۔

”لاباس بنتف الشیب واخذاطراف اللحیة والسنة فیھاالقبضة وفیه قطعت شعرراسھا اثمت ولعنت زادفی البزازیة وان باذن الزوج لانه لاطاعة لمخلوق فی معصیة الخالق ولذایحریم علی الرجل قطع لحیته والمعنی المؤثر التشبه بالرجال انتھی“......(درمختار: ۲/۲۵۰)

”قوله وکره امامة العبد والاعرابی والفاسق المبتدع والاعمیٰ وولدالزنا“......(البحر الرائق: ۱/۶۱۰)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

برے فعل سے تائب امام کی امامت:

مسئلہ(۴۸۹): حضرات مفتیان کرام جامعہ اشرفیہ لاہور

کیا فرماتے ہیں اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص جس پر لواطت کا الزام ہے یا اس سے غلطی ہوئی ہے پھر وہ توبہ کر لیتا ہے کیا یہ آدمی امامت کے لائق ہے یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

کسی شخص پر تہمت لگانا بہت سخت گناہ ہے اور اگر کسی سے گناہ صادر ہوجائے اور وہ توبہ کرلے تو اس کو کریدنا درست نہیں ہے اور اس کی امامت درست ہے۔

"قدنصوا علی ان ارکان التوبة ثلاثة الندامة علی الماضی والاقلاع فی الحال والعزم علی عدم العود فی الاستقبال "......(شرح فقہ الاکبر:۱۵۸)

"عن عبدالله بن مسعود قال قال رسول الله ﷺ التائب من الذنب ای توبة صحیحة کمن لاذنب له ای فی عدم المؤاخذة بل قدیزید علیه بان ذنوب التائب تبدل حسنات ویؤید هذاماجاء عن رابعة رضی الله عنها انهاکانت تفخرعلی اهل عصرها کالسفانین والفضیل وتقول ان ذنوبی بلغت من الکثرة مالم تبلغه طاعاتکم فبتوبتی منهابدلت حسنات فصرت اکثر حسنت منکم "......(مرقاۃ المفاتیح : ۲۶۹/۵)

"عنه ای عن عبدالله بن مسعود موقوفا لکنه فی حکم المرفوع قال الندم توبة ای رکن اعظمها الندامة اذیترتب علیهابقیة الارکان من القلع والعزم علی عدم العود وتدارک الحقوق مااَمکن وهونظیر الحج عرفة الاانه عکس مبالغة واعداد الندامة علی فعل المعصیة من حیث انهامعصیة لاغیر (والتائب من الذنب کمن لاذنب له)" ...... (مرقاۃ المفاتیح : ۲۷۰/۵)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆
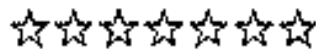
نابینے کی امامت کا حکم:

مسئلہ(۴۹۰): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ نابینا آدمی امامت کروانے کا اہل ہے کہ اس کی اقتداء کی جائے جو کہ پاکی وناپاکی کی احتیاط کرتا ہو اور حافظ قرآن بھی ہو، بعض حضرات فرماتے ہیں کہ نابینے شخص کی امامت مکروہ ہے، قرآن وحدیث کی روشنی میں مسئلہ کا حل تحریر فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوھاب

اگر نابینا آدمی پاکی ناپاکی کا خاص خیال رکھتا ہو اور ضروری مسائل صلوۃ سے واقف ہو حافظ قرآن ہو جیسا کہ سوال سے معلوم ہو رہا ہے تو ایسی حالت میں نابینا کی امامت بلا کراہت جائز ہے، اور اگر حاضرین میں سے وہ بڑا عالم بھی ہو تو پھر کراہت تو درکنار بلکہ اس صورت میں اسی کو امام بنانا اولی ہوگا، اور اگر نابینا جاہل ہو پاکی ناپاکی کا خاص اہتمام نہ کرتا ہو تو ایسے آدمی کو امام بنانا مکروہ ہے۔

"والاعمیٰ لعدم اھتدائہ الی القبلۃ وصون ثیابہ عن الدنس وان لم یوجد افضل منہ فلاکراھۃ قولہ فلاکراھۃ لاستخلاف النبی ﷺ ابن ام مکتوم وعتبان ابن مالک علی المدینۃ حین خرج الی الغزوۃ تبوک وکانااعمیین"......(طحطاوی علی مراقی الفلاح: ۳۰۲)

"قولہ غیر الفاسق تبع فی ذلک صاحب البحر حیث قال قید کراھۃ امامۃ الاعمیٰ فی المحیط وغیرہ بان لایکون افضل القوم فان کان افضلھم فھواولیٰ ثم ذکر انہ ینبغی جریان ھذا القید فی العبد والاعرابی وولدالزنا ......لکن وردفی الاعمیٰ نص خاص ھواستخلافہ ﷺ لابن ام مکتوم وعتبان علی المدینۃ وکانااعمین لانہ اعمیین لم یبق من الرجال من ھواصلح منھما وھذاھوالمناسب لاطلاقھم"......(فتاویٰ شامی: ۱/۴۱۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

مقرر شدہ امام کا دوسرے شخص کو امامت سے منع کرنے کا حکم:

مسئلہ (۴۹۱): کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس صورت مسئلہ کے بارے میں کہ محلے کی مسجد کا امام مسجد کی کمیٹی کی طرف سے مقرر شدہ موجود ہے اور محلے میں کسی کے ہاں کوئی اور عالم دین مسجد میں آیا ہے اور امامت نماز کا خواہش مند ہے، جب کہ مسجد کا مقرر شدہ امام دوسرے خواہشمند عالم دین کو نماز پڑھانے کی اجازت نہیں دیتا، اب محلے والے اپنے امام کو کہتے ہیں کہ آپ اجازت دیدیں، مقرر امام کہتا ہے کہ نہیں، اب مقرر شدہ امام کا

انکار کرنا شرعاً جائز ہے یا نہیں؟ جب کہ مسجد میں بدعات وفساد کے پھیلنے کا اندیشہ بھی ہو، آپ شرعی روسے خصوصاً فقہ حنفی کی روسے جواب تحریر کر کے عنداللہ ماجور ہوں۔

الجواب باسم الملک الوھاب

صورت مسئولہ میں بدعات وفتنہ فساد سے بچنے کی خاطر اگر امام صاحب نووارد کو امامت نہیں کروانے دیتا منع کرتا ہے تو یہ بالکل ٹھیک ہے، مستقل امام مہمان سے زیادہ مقدم و مستحق امامت ہے اگر چہ مہمان علم وتقویٰ میں مستقل امام سے بڑھا ہوا ہو۔

"واعلم ان صاحب البیت ومثله امام المسجد الراتب اولی بالامامة من غیره مطلقا ای وان کان غیره من الحاضرین من هواعلم واقرء منه"......(الدرمع الرد: ۱/۴۱۳)

"وقیدفی السراج الوهاج تقدیم الاعلم بغیرالامام الراتب واماالامام الراتب فهواحق من غیره وان کان غیره افقه منه"......(البحرالرائق: ۱/۶۰۷)

"دخل المسجد من هواولی بالامامة من امام المحلة فامام المحلة اولی کذافی القنیة"......(فتاویٰ الهندیة: ۱/۸۳)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

عیسائیوں کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے والے کی امامت:

مسئلہ(۴۹۲): ایک شخص جو حافظ قرآن ہے وہ عیسائیوں کے ساتھ اٹھتا بیٹھتا ہو، وی، سی، آر وغیرہ بھی دیکھتا ہو تو اس کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

بناء برصحت سوال شخص مذکور کو امام بنانا مکروہ ہے۔

"ویکره تقدیم العبد لانه لایتفرغ للتعلم والاعرابی لان الغالب فیهم الجهل والفاسق لانه لایهتم لامردینه والاعمیٰ لانه لایتوقی النجاسة وولدالزناء لانه

لیس له اب یشفقه فیغلب علیه الجهل ولان فی تقدیم هؤلاء تنفیر الجماعة فیکره"......(الهدایة: ۱/۱۲۲)

"وحاصل کلامه ان الکراهة فیمن سوی الفاسق للتنفیر والجهل ظاهر وفی الفاسق للاول لظهور تساهله فی الطهارة ونحوها وفی الدرایة قال اصحابنا لاینبغی ان یقتدی بالفاسق الافی الجمعة لان فی غیرها یجداماماغیره اه یعنی انه فی غیر الجمعة بسبیل من ان یتحول الی مسجد آخر ولایأثم فی ذلک ذکره فی الخلاصة وعلی هذا فیکره فی الجمعة اذاتعددت اقامتها فی المصر علی قول محمد وهو المفتیٰ به لانه بسبیل من التحول حینئذ"......(فتح القدیر: ۱/۳۰۴)

"واما الفاسق فقدعللوا کراهة تقدیمه بانه لایهتم لامر دینه وبان فی تقدیمه للامامة تعظیمه وقدوجب علیهم اهانته شرعا ولایخفی انه اذاکان اعلم من غیره لاتزول العلة فانه لایؤمن ان یصلی بهم بغیر طهارة فهو کالمبتدع تکره امامة بکل حال بل مشیٰ فی شرح المنیة علی ان کراهة تقدیمه کراهة تحریم"......(درمختار مع الشامی: ۱/۴۱۴)

"قال الرملی ذکر الحلبی فی شرح منیة المصلی ان کراهة تقدیم الفاسق والمبتدع کراهة التحریم واماالعبدوالاعرابی وولدالزناء والاعمیٰ فالکراهة فیهم دون الکراهة فیهما"......(منحة الخالق علی البحر: ۱/۶۱۱)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

مسجد اور مدرسے کے مال خرد برد کرنے والے کی امامت:

مسئلہ(۴۹۳): کیا فرماتے ہیں علمائے دین متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص جو کہ مندرجہ ذیل خامیوں کا مرتکب ہے۔

ایسے شخص کے پیچھے قرآن وسنت کی روشنی میں نماز پڑھنا کیسا ہے؟

(۱) اس نے ایک مقتدی کا مبلغ پینتیس صد روپیہ لیا ہے اور دینے سے انکاری ہو گیا ہے۔

(۲) مدرسہ کے پینتالیس من گندم اور پینتیس سو روپیہ نقد ہضم کر گیا۔

(۳) ایک صاحب خیر نے مدرسہ کا خرچ وغیرہ اپنے ذمہ لیا تھا ان سے بھی برابر خرچہ وصول کرتا رہا اور باوجود ان کے منع کرنے کے بچوں سے مبلغ ۴۰۰ روپے ہاسٹل فیس کا لینا اور اس کا کوئی حساب کتاب اور ریکارڈ نہ رکھنا اور خرد برد کر جانا۔

(۴) کافی تعداد میں اہل محلہ نے جن کو مذکورہ شخص کے کرتوتوں کا علم ہے تحریری طور پر اس شخص کے پیچھے نماز پڑھنے سے انکار کر دیا ہے، اس کے علاوہ بداخلاقی اور بددیانتی اور مقتدیوں سے سخت رویہ کے کئی حلفی بیان موجود ہیں۔

کیا قرآن وسنت کی روشنی میں ایسے شخص کو معزول کرنے کا انتظامیہ کو حق ہے کہ نہیں ہے؟ اور اس کے پیچھے نماز پڑھنے کا کیا حکم ہے؟

الجواب باسم الملک الوهاب

صورت مسئولہ میں بشرط صحت سوال اگر مذکور امام کے اندر وہ تمام خصلتیں موجود ہیں جن کا ذکر سوال میں کیا گیا ہے تو ایسا شخص فاسق ہے اور فاسق کو امام بنانا درست نہیں ہے۔

”ویکره امامة عبد واعرابی وفاسق واعمی قوله وفاسق من الفسق وهو الخروج عن الاستقامة ولعل المراد به من یرتکب الکبائر کشارب الخمر والزانی واکل الربا ونحوذلک...... واماالفاسق فقدعللوا کراهة تقدیمه بانه لایهتم لامر دینه وبان فی تقدیمه للامامة تعظیمه وقدوجب علیهم اهانته شرعا ولایخفی انه اذاکان اعلم من غیره لاتزول العلة فانه لایؤمن ان یصلی بهم بغیر طهارة فهو کالمبتدع تکره امامته بکل حال بل مشیٰ فی شرح المنیة علی ان کراهة تقدیمه کراهةتحریم لماذکرناولذالم تجز الصلوة خلفه اصلا عندمالک وروایة عن احمدفلذا حاول الشارح فی عبارة المصنف وحمل الاستثناء علی غیرالفاسق والله تعالیٰ اعلم بالصواب“......(درمختارمع الشامی: ۱/۴۱۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

بجلی اور گیس چوری کرنے والے کی امامت:

مسئلہ (۴۹۴): محترم جناب مفتی صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ہمارے محلے کی مسجد کے امام اپنا کاروبار کرتے ہیں اور کاروبار کے لیے بجلی چوری کرتے ہیں، ساتھ سوئی گیس بھی چوری کرتے ہیں، آیا اس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ جب کہ محلّہ میں اور کوئی مسجد نہ ہے، گھر میں نماز ہوسکتی ہے یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوهاب

چوری کرنا فسق ہے اور فاسق کو امام بنانا مکروہ تحریمی ہے، جن لوگوں کا عمل دخل ہے اس کے رکھنے اور ہٹانے میں ان کی نماز مکروہ ہے۔

"روی عن النبی ﷺ انه قال لعن الله السارق یسرق الحبل"......(احکام القرآن للجصاص: ۲/۵۸۶)

"قوله وفاسق من الفسق وهو الخروج عن الاستقامة ولعل المراد به من یرتکب الکبائر کشارب الخمر والزانی وآکل الربا ونحو ذلک ......واما الفاسق فقد عللوا کراهة تقدیمه بانه لایهتم لامر دینه وبان فی تقدیمه للامامة تعظیمه"......(فتاویٰ شامی: ۱/۴۱۳)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆
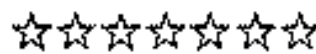
بیویوں میں عدل وانصاف نہ کرنے والے کی امامت:

مسئلہ (۴۹۵): کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک امام مسجد نے پہلی بیوی سے بول چال خرچہ حقوق وغیرہ بند کردیا اس بات پر کہ ایک عورت پر جادو تھا اور اس امام نے اسے دم تعویذ وغیرہ دیا تو وہ عورت ٹھیک ہوگئی اس کے بعد اس عورت سے تعلقات پیدا ہوئے پھر وہ عورت اپنی جوان بچیوں کو ساتھ لے جاتی رہیں، اور یہ تعلقات تقریباً ڈیڑھ سال رہے اور امام صاحب عورت اور بچیوں کو موٹر سائیکل اور کار میں آگے پیچھے لے کر آتے جاتے رہے، اور پہلی بیوی سے بول چال خرچ وغیرہ بند ہے اور وہ پہلی بیوی دو بچے لیکر میکے بیٹھی ہوئی ہے، اور اب اس

نے دوسری شادی اس لڑکی سے ۲۲ فروری کو کی ہے، بغیر والدین کی رضامندی کے اور بغیر پہلی بیوی کی اجازت کے اور والدین اس پر سخت ناراض ہیں، اور پہلی بیوی نے اس سے پوچھا کہ آپ اس عورت کے گھر کیونکر جاتے ہیں تو اس نے کہا کہ آپ مجھ پر الزام لگا رہی ہیں جب کہ حقیقت تھی الزام نہ تھا کئی لوگوں نے تصدیق کی تعلقات کی تو ایسے آدمی کے پیچھے نماز درست ہے یا کہ نہیں؟ جو جھوٹ بھی بولتا ہے اور پہلی بیوی کے حقوق بھی ادا نہیں کرتا۔

الجواب باسم الملک الوهاب

بشرط صحت سوال اگر واقعۃً سوال میں مذکور امام میں وہ تمام وجوہات پائی جاتی ہیں اور وہ دونوں بیویوں کے حقوق اداء کرنے میں عدل وانصاف سے کام نہیں لیتا تو شرعاً ایسے شخص کو امام بنانا درست نہیں ہے، کیونکہ یہ فاسق ہے۔

"فصل ومنها وجوب العدل بين النساء في حقوقهن وجملة الكلام فيه ان الرجل لايخلو اماان يكون له اكثر من امرء ة واحدة ،واماان كانت له امرأة واحدة فان كان له اكثر من امرأة فعليه العدل بينهن في حقوقهن من القسم والنفقة والكسوة وهوالتسوية بينهن في ذلك حتى لوكانت تحته امرأتان حرتان اوامتان يجب عليه ان يعدل بينها في الماكول والمشروب والملبوس والسكنى والبيتوتة والاصل فيه قوله تعالىٰ فان خفتم ان لاتعدلوا فواحدة عقيب قوله تعالىٰ فانكحوا ماطاب لكم من النساء مثنىٰ وثلاث ورباع اى ان خفتم ان لاتعدلوا فى القسم والنفقة في نكاح المثنى والثلاث والرباع فواحدة ندب سبحانه وتعالىٰ الى نكاح الواحدة عندخوف ترك العدل في الزيادة وانمايخاف على ترك الواجب فدل ان العدل بينهن في القسم والنفقة واجب واليه اشارفي آخر الآية بقوله ذلك ادنىٰ ان لاتعولوا اى تجوروا والجور حرام فكان العدل واجبا ضرورة ولان العدل ماموربه لقوله عزوجل ان الله يامربالعدل والاحسان على العموم والاطلاق الا ماخص اوقيد بدليل وروى عن ابى قلابة ان النبى ﷺ كان يعدل بين نسائه في

القسمة ویقول اللهم هذه قسمتی فیماملک فلاتؤاخذنی فیماتملک انت ولااملک،وعن ابی هریرة رضی الله عنه عن رسول الله ﷺ انه قال من کان له امرأتان فمال الی احدهما دون الاخریٰ جاء یوم القیامة وشقه مائل "......(بدائع الصنائع: ۶۴۶تا۶۴۷/۲)

"شهادة الزور کبیرة ثبت ذلک بالکتاب وهوقوله تعالیٰ فاجتنبوا الرجس من الاوثان واجتنبوا قول الزوروبالسنة وهوماروی ابوبکرة عن ابیه ان النبی ﷺ قال الاانبئکم باکبرالکبائر قلنابلی یارسول الله قال الاشراک بالله وعقوق الوالدین وکان متکئا فجلس فقال الاوقول الزور وشهادةالزور فمازال یقولها حتی قلت لایسکت"......(عنایه علی فتح القدیر:۵۳۴/۶)

"عن انس قال سئل النبی ﷺ عن الکبائر فقال الاشراک بالله وعقوق الوالدین وقتل النفس وشهادة الزور عن عبدالرحمن بن ابی بکرة عن ابیه قال قال النبی ﷺ الاانبئکم باکبرالکبائر ثلاثا قالوا بلی یارسول الله قال الاشراک بالله وعقوق الوالدین وجلس وکان متکئا فقال الاوقول الزور فمازال یکررها حتی قلنا لیته سکت"......(صحیح البخاری:۳۶۲/۱)

"ولانکفرمسلمابذنب من الذنوب وان کانت کبیرة اذالم یستحلها ولانزیل عنه اسم الایمان ونسمیه مؤمنا حقیقة ویجوز ان یکون مؤمنافاسقاغیر کافر ویجوز ان یکون ای الشخص مؤمنای بتصدیقه واقراره فاسقا ای بعصیانه واصراره غیر کافر ای لثباته فی مقام اعتباره "......(شرح فقه الاکبر:۱۷۱تا۱۷۴)

"حکم الواجب کمافی البحروصرحوا بفسق تارکها وتعزیره و انه یاثم "......(فتاویٰ شامی:۳۳۷/۱)

"فان ام عبد اواعرابی اوفاسق اواعمیٰ اومبتدع اوولدالزناء کره"......(شرح الوقایة:۱۷۵/۱)

"ویکرہ تقدیم العبد والاعرابی والفاسق والاعمیٰ وولدالزناء"......(الهداية: ۱۲۴/۱)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

سودی کاروبار میں معاون کی امامت کا حکم:

مسئلہ(۴۹۶): بخدمت جناب مفتی صاحب السلام علیکم

ہم ایک مسئلہ لے کر حاضر ہوئے ہیں اس کا جواب چاہیے؟

سوال یہ ہے کہ غلام نبی آدمی نے مبلغ ۶۰۰۰۰ روپے حاجی مشتاق رینٹ موٹر سائیکل کو دیے اور اس سے طے کیا کہ وہ مبلغ ۲۵۰۰ روپے ہر مہینے غلام نبی کو دے گا اور اس سارے معاہدے میں ضمانت حاجی ارشد نامی آدمی نے دی، کیونکہ غلام نبی آدمی ملتان کا رہنے والا ہے، حاجی مشتاق سے ہر ماہ ارشد ۲۵۰۰ روپے وصول کر کے غلام نبی کے مقرر کردہ آدمی کو دیتا ہے، اب ہمیں پوچھنا یہ ہے کہ حاجی ارشد اس سودی کاروبار میں برابر کا شریک ہے؟ اسی طرح حاجی ارشد ایم اے عربی ہے اور حاضر سروس سکول ٹیچر ہے اور ساتھ ہی امام مسجد ہے اب اگر اتنا پڑھا لکھا آدمی بھی اس طرح سود کے سودے کروائے تو اوروں کا کیا ہوگا، درج ذیل باتوں کا جواب دیں۔

(۱) حاجی ارشد علی نے اس لین دین میں مڈل مین کا کردار ادا کیا ہے کیا سود کے کاروبار میں یہ برابر کا شریک ہے؟

(۲) اگر یہ برابر کا شریک ہے تو کیا یہ امام مسجد رہ سکتا ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

اگر امام سودی معاملہ کرتا ہے اور اس کی مدد کرتا ہے تو اس کی امامت درست نہیں ہے۔

"فلایصح الاقتداء بہ اصلا فلیحفظ وولدالزنا ھذاان وجدغیرھم والافلاکراھۃ بحربحثا وفی النھر عن المحیط صلی خلف فاسق اومبتدع نال فضل الجماعۃ وکذاتکرہ خلف امرد وسفیہ ومفلوج وابرص شاع برصہ وشارب الخمر واٰکل الربا اونمام ومراء ومتصنع"......(الدرالمختار: ۸۳/۱)

"ویکرہ الاقتداء بالمشھور باکل الربا ویجوز بالشافعی بشروط نذکرھا فی باب الوتر ان شاء اللہ تعالیٰ".....(فتح القدیر: ۱/۳۰۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

جس کا بیٹا بینک میں ملازم ہو اس کی امامت کا حکم:

مسئلہ (۴۹۷): کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص امام مسجد ہے اور اس کا بیٹا بینک ملازم ہوگیا ہے، والد نے بیٹے کو سمجھایا بیٹا نہیں مانا، یہاں تک کہ گھر چھوڑ کر چلا گیا، بیٹا یہ کہتا ہے کہ میں عاقل بالغ ہوں اپنے افعال کا خود ذمہ دار ہوں ، اگر والد نوکری چھوڑنے کا کہتا ہے تو بیٹا گھر چھوڑ کر جاتا ہے بیٹا نافرمان ہے۔

ان حالات میں والد شرعاً معذور ہے یا نہیں؟

کیا اس کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں؟

اگر والد پابندیاں لگادیتا ہے کہ گھر میں بینک کی تنخواہ نہیں لانی یا بیٹا تبادلہ کروا کے دوسرے شہر چلا جاتا ہے تو پھر کیا حکم ہے؟

جن ارکان کے بیٹے یا والدین سودی کاروبار کرتے ہیں یا بینک میں ملازمت کرتے ہیں ان کا کیا حکم ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

اس بحث کی روشنی میں جب امام صاحب اپنے بیٹے کو بینک کی سودی نوکری کرنے سے منع کرتے ہیں اور وہ بات نہیں مانتا تو امام صاحب کے پیچھے نماز پڑھنا درست ہے، اسی طرح دوسرے لوگ جن کے رشتہ دار سودی کاروبار کرتے ہیں اور وہ ان کو سمجھاتے ہیں اور ان کے اس فعل سے نفرت کرتے ہیں تو وہ ان کو سمجھانے کی وجہ سے بری الذمہ ہیں۔

"رجل یعلم ان فلانا یتعاطی من المناکیر فاراد ان یکتب الی ابیہ بذلک قال ان وقع فی قلبہ انہ یمکن للاب ان یعیر علی ابنہ فلیکتب لان الکتابۃ تفید وان وقع فی قلبہ لایمکنہ ذالک لایکتب لانہ لایفید فی ھذہ الصورۃ سوی وقوع

العداواۃ بین الوالد والولد وکذاھذاالحکم بین الزوجین وبین السلطان والرعیۃ"......(المحیط البرھانی :۸/۷۹،۷۸)

"وذکرالفقیہ ابواللیث رحمہ اللہ تعالیٰ فی کتاب البستان ان الامر بالمعروف علی وجوہ ان کان یعلم باکبررأیہ انہ لوامر بالمعروف یقبلون ذالک منہ ویمتنعون عن المنکر فالامر واجب علیہ ولایسعہ ترکہ ولوعلم باکثررأیہ انہ لوامرہ بذلک قذفوہ وشتموہ فترکہ افضل وکذالک لوعلم انھم یضربونہ ولایصبر علی ذالک وتقع بینھم العداوۃ ویھیج منہ القتال فترکہ افضل ولوعلم انھم لوضربوہ صبر علی ذالک ولم یشتک لاحدفلابأس بہ وھومجاھد ولوعلم انھم لایقبلون منہ ولایخاف منھم ضرباولاشتما فھوبالخیار والامرافضل"......(المحیط البرھانی :۸/۸۰)

"وقدروی عن ابن مسعود رضی اللہ عنہ فی قولہ تعالیٰ علیکم انفسکم لایضرکم من ضل اذااھتدیتم ،مربالمعروف وانہ عن المنکر ماقبل منک فاذالم یقبل منک فعلیک نفسک"......(احکام القرآن : ۲/۴۸)

"وقولہ تعالیٰ الاتزروازرۃ وزراخریٰ ھوکقولہ ومن یکسب اثمافانمایکسبہ علی نفسہ وکقولہ ولاتکسب کل نفس الاعلیھا وکقولہ تعالیٰ وان لیس للانسان الاماسعی فی معنی ذالک ویحتج بہ فی امتناع جوازتصرف الانسان علی غیرہ فی ابطال الحجر علی الحرالعاقل البالغ"......(احکام القرآن:۳/۶۱۷)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

دھوکہ دہی اور بہتان تراشی کے مرتکب کی امامت:

مسئلہ(۴۹۸): کیافرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہم لوگ جس مسجد میں نماز پڑھتے ہیں اس کے امام صاحب اوران کے بیٹوں نے جامع مسجد کبریٰ نیو ٹمن آباد کے نام وقف شدہ مکان میں کرائے دار بن کر قبضہ

کرلیا ہے، امام صاحب نے وقف کنندہ سے یہ مکان کرائے پر لیا تھا، لیکن اس کے بعد اس پر قبضہ کرلیا، اس کے ساتھ ساتھ انہوں نے کبریٰ مسجد و مدرسہ کے مہتمم صاحب کے خلاف عدالت میں یہ درخواست بھی دی ہے کہ وہ پانچ کلاشنکوف برداروں کے ہمراہ آئے انہیں مکان خالی کرنے کو کہا جب کہ یہ سراسر جھوٹ ہے۔

سوال یہ ہے کہ آیا ایسا شخص جو دھوکہ دہی، فریب اور بہتان تراشی کا مرتکب ہو رہا ہو، اس پر بدستور قائم ہو اور اپنے ان برے اقدامات سے توبہ بھی نہ کر رہا ہو تو کیا اس کے پیچھے نماز پڑھنا اور اسے امامت کے فرائض سرانجام دینے کے لیے متعین کرنا از روئے شریعت درست ہے؟ کیا انہیں اسی مسجد میں جہاں وہ امامت کے فرائض سرانجام دے رہے ہیں، جامع مسجد صدیق اکبر حمید علی پارک شاکر روڈ اچھرا، وہیں امام مقرر رکھنا کیسا ہے؟ جب کہ بہت سے نمازی حضرات ان تمام حالات و واقعات سے واقف ہو چکے ہیں۔

الجواب باسم الملک الوهاب

واضح رہے کہ امامت ایک عظیم الشان دینی منصب اور ذمہ داری ہے اور رسول اللہ ﷺ کی نیابت کے مترادف ہے، اس لیے ضروری ہے کہ جہاں امام قرآن وسنت کا عالم ہو وہیں تقویٰ پرہیزگاری اور محاسن اخلاق جیسی اعلیٰ صفات سے بھی متصف ہو، صورت مسئولہ میں مذکور امام دھوکہ دہی، بہتان تراشی جیسے گناہوں کے ارتکاب کی وجہ سے فاسق ہو گئے، اس لیے ان کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے، جیسا کہ علامہ حصکفیؒ فرماتے ہیں۔

"ویکره امامة عبد ...... وفاسق واعمی"...... (درمختار: ۸۳/۱)

واضح رہے کہ جو سوال نامہ قلمی ہمارے پاس جواب سمیت ریکارڈ میں موجود ہے وہ عام تھا اس میں کسی شخص کو نامزد نہیں کیا تھا، اس سوال نامہ میں نامزد کرنے کی تبدیلی وغیرہ کھلی خیانت ہے۔

حمید اللہ جان

خادم الحدیث والافتاء جامعہ اشرفیہ لاہور

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

سابقہ فتویٰ سے متعلق دوسرا استفتاء:

مسئلہ (۴۹۹): کیا فرماتے ہیں مفتیان شرع وعلمائے کرام جامعہ اشرفیہ لاہور کہ ہمارے بارے میں غلط بیانی اور بہتان کے ذریعے یہ فتویٰ لیا گیا ہے کہ ہمارے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے، جب کہ ہم حلفاً اس بات کا یقین دلاتے ہیں

کہ جو بات مذکورہ فتویٰ میں تحریر کی گئی ہے وہ بالکل غلط ہے میں قاری محمد یوسف اور میرے بیٹے اس مکان جس کا ذکر اس فتویٰ میں کیا گیا ہے بالکل لاتعلق ہیں، اور اس مکان پر قابض اور رہائش پذیر نہیں ہیں، بلکہ میں نے یہ مکان مؤرخہ 16,05,2008 کو اپنے داماد کے لیے مرحوم محمد ظفر صاحب سے کرایہ پر حاصل کیا تھا، اس وقت یہ مکان وقف نہیں تھا اب بھی میرا داماد اس مکان میں رہائش پذیر ہے، اور کرایہ مرحوم محمد ظفر صاحب کے بیٹے سلیم بابر کو ادا کر رہا ہے، مالک مکان محمد ظفر صاحب کے فوت ہونے کے بعد ان کے بیٹے جناب سلیم بابر اور مہتمم کبریٰ مسجد نیو مَن آباد کے مابین جھگڑا (کیس) عدالت میں زیر سماعت ہے جس کا تا حال فیصلہ نہیں ہوا، لہٰذا اس معاملے کے ساتھ میرا اور میرے بیٹوں کا کوئی تعلق نہیں ہے، اس تمام صورت حال کے پیش نظر بھی کیا ہمارے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے؟

براہ کرم شریعت کے مطابق مسئلہ واضح فرما کر ممنون فرمائیں، علاوہ ازیں میں کوشش کروں گا کہ اپنے داماد کو سمجھا کر اس سے کہوں کہ مکان مذکورہ کو خالی کردیں۔

الجواب باسم الملک الوھاب

واضح رہے کہ جواب سوال کی تحریر حقیقت پر مبنی ہونے کی صورت میں ہوتا ہے لہذا ۱۷، اپریل ۲۰۱۰ء بمطابق ۱۰ ربیع الثانی ۱۴۳۱ھ کو جو فتویٰ جامعہ اشرفیہ سے حاصل کیا گیا ہے اگر وہ غلط بیانی پر مبنی ہے اور آپ کا مذکورہ بالا بیان حقیقت پر مبنی ہے اور آپ میں کوئی موجب فسق چیز موجود نہیں اور آپ کا عقیدہ بھی سنت کے مطابق ہے تو آپ کے پیچھے نماز بلا کراہت درست ہوگی، جبکہ آپ مذکورہ مکان سے لاتعلق بھی ہیں۔

جامعہ اشرفیہ کے دونوں فتووں میں چونکہ سوال الگ الگ ہیں اس لیے دونوں میں کوئی تعارض نہیں ہے، ارشاد ربانی ہے "ولا تزر وازرۃ وزر اخریٰ"

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

اعتقادی بدعتی کی امامت:

مسئلہ (۵۰۰): (۱) کیا فرماتے ہیں علماء دین شرع متین ومفتیان کرام اس شخص کے بارے میں جو نہ صرف عقیدہ مماتی کا حامل ہے بلکہ احمد سعید خان چتروڑی کے ہاتھ پر بیعت کر چکا ہے اس کی کیسٹوں کا دلدادہ ہے اسی مناسبت سے اپنے نام کے ساتھ علامہ کا سابقہ لکھتا ہے اور علامہ کہلواتا ہے ورنہ علمی حیثیت یہ ہے کہ اپنے نظریے کو ثابت کرنے

کے لیے جھوٹی حدیث تحریر کرنے اور تفسیر بالرائے کرنے سے گریز نہیں کرتا، اور عقیدہ ممات میں اتنا پختہ اور متشدد ہے کہ جامع منظور الاسلامیہ لاہور کے جلسہ میں ابوبکر حسانی صاحب نے نعت میں عقیدہ حیات النبی بیان کرنا چاہا تو یہ شخص سٹیج پر بیٹھا تھا اس نے قمیص پکڑ کر پیچھے کھینچا اور کہا کہ عقیدہ حیات النبی ﷺ بیان نہ کرو۔

(۲) یہ کہ یہ شخص لال مسجد اور کئی بہانوں سے بہت سی جگہوں پر جھوٹ بول کر چندہ اکھٹا کرتے دیکھا گیا ہے، جس کی شہادتیں موجود ہیں، اور لال مسجد کونشن میں اس کی ذمہ داری اشتہارات لگانے پر لگائی گئی تو اس نے تقریباً دس ہزار اشتہار چھپالیے، جب مسجد حرا کے جلسہ کے موقع پر ان اشتہارات کی دوسری طرف اپنے اشتہارات شائع کروائے تو چوری پکڑی گئی۔

(۳) یہ کہ یہ شخص مسجد میں بھی جھوٹ بولنے سے گریز نہیں کرتا حتی کہ ایک بار مصلی امامت پر بیٹھ کر قسم اٹھا کر کہا کہ صوبیدار فتح محمد نے اسلحہ سے مسلح ہو کر مجھ پر حملہ کیا، جب کہ یہ بات جھوٹی تھی۔

(۴) یہ کہ گندی غلیظ حتی کہ ماں، بہن کی گالیاں دینا اس کا شیوہ ہے۔

(۵) یہ کہ اس شخص نے مسجد کے لاؤڈ اسپیکر میں اور تحریری طور پر ایک مولانا صاحب پر زنا کا بہتان باندھا جب سیشن کورٹ سے درخواست کے ذریعے انکوائری ہوئی تو DSP ڈیفنس نے بلایا تو یہ شخص زنا کو ثابت نہ کرسکا۔

(۴) نیز جو شخص یا افراد کسی امام مسجد پر چوری اور زنا کا الزام لگائیں اور ثابت نہ کرسکیں یا کسی کو مسجد میں نماز نہ پڑھنے دیں کیا ایسے شخص کو مسجد کمیٹی کا عہدہ دیا جاسکتا ہے؟

(۵) عقیدہ ممات رکھنا، جھوٹی حدیث بیان کرنا تفسیر بالرائے کرنا، خائن ہونا، جھوٹا، بدزبان، بہتان باز ہونا، کیا ایسے نظریات و کردار والے شخص کو یا اس کے کسی حواری کو صحیح العقیدہ اہل سنت والجماعت دیوبند کی مسجد کا امام وخطیب یا مسجد و مدرسہ کی کوئی بھی ذمہ داری سونپی جاسکتی ہے؟

کیا ایسے شخص کو دیوبندی یا اکابر علماء دیوبند کا پیروکار کہا جاسکتا ہے؟ اگر یہ شخص شرعی فتویٰ اور عوامی رائے کو نہیں مانتا تو عدالت سے رجوع کر کے اس کو امامت وخطابت یا جماعتی عہدے سے ہٹایا جاسکتا ہے؟

برائے کرم سوالات کے جوابات نمبر وار ارشاد فرمائیں۔ بینوا توجروا

الجواب باسم الملک الوھاب

مذکور شخص کے بارے میں جو باتیں سوال میں درج ہیں اگر وہ درست ہیں تو ایسے شخص کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے، کیونکہ مذکور شخص فاسق اور اعتقادی بدعتی ہے، لہذا اس کو امامت خطابت یا کوئی اور دینی ذمہ داری سپرد کرنا

درست نہیں ہے تاوقتیکہ وہ اپنے گناہوں سے توبہ نہ کرلے اور اپنا عقیدہ درست نہ کرلے، اگر وہ باز نہ آئے تو کسی نیک صحیح العقیدہ امام کا انتظام کیا جائے، البتہ جو نمازیں اس کے پیچھے پڑھی گئی ہیں وہ ادا ہوگئیں، اور تنہا نماز پڑھنے سے بہتر اس کے پیچھے نماز کی ادائیگی ہے۔

"فھو الفاسق کالمبتدع تکرہ امامته بکل حال "......(ردالمحتار:۱/۴۱۴)

"ان کراھة تقدیم الفاسق کراھة تحریم ویکرہ تقدیم المبتدع ایضالانه فاسق من حیث الاعتقاد وھو اشدمن الفسق من حیث العمل "......(حلبی کبیری :۴۴۳)

"ویکرہ امامة عبد واعرابی وفاسق واعمی قوله وفاسق من الفسق وھو الخروج عن الاستقامة ولعل المراد به من یرتکب الکبائر......وفی المعراج قال اصحابنا لاینبغی ان یقتدی بالفاسق (۱/۴۱۴)وفی الدر صلیٰ خلف فاسق اومبتدع نال فضل الجماعة وقال الشامی تحته قوله نال فضل الجماعة افادان الصلوۃ خلفھمااولی من الانفراد لکن لاینال کماینال خلف تقی ورع"......(ردالمحتار:۱/۴۱۵)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

جس شخص نے صرف ڈاڑھی کا ارادہ کیا ہو کیا وہ امام بن سکتا ہے؟

مسئلہ(۱۵۰): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے کہ ایک نوجوان جو ڈاڑھی منڈواتا تھا اب اس نے امام مسجد کے ساتھ وعدہ کیا کہ میں شرعی ڈاڑھی رکھوں گا امام نے اس وعدہ پر خوش ہو کر اسے مغرب کی نماز میں امامت کرانے کا حکم دیا اور اس نے نماز پڑھا دی جب کہ امام صاحب بھی پیچھے کھڑے تھے مقتدیوں میں سے بعض نے اعتراض کیا تو مولوی صاحب نے جواب دیا کہ اس نے ڈاڑھی کا ارادہ کیا ہے، بس یہی کافی ہے، یہ ڈاڑھی کے حکم میں آگیا ہے، حالانکہ وہ شخص نماز کے مسائل سے بھی اچھی طرح واقف نہیں۔

سوال یہ ہے کہ کیا ارادہ سے وہ شرعی ڈاڑھی کو پہنچ گیا یا کہ شرعی ڈاڑھی مکمل ہونے تک انتظار کیا جائے گا اور پھر اس کی امامت قبول کی جائیگی؟

الجواب باسم الملک الوھاب

اگر شخص مذکور نے سچے دل سے توبہ کر لی ہے اپنے کیے پر نادم وشرمندہ ہے اور آئندہ شریعت کے مطابق پوری ڈاڑھی رکھنے کا پختہ عزم کرلیا ہے تو عنداللہ اس کی توبہ معتبر ومقبول ہوگی ،اللہ تعالیٰ انہیں استقامت عطا فرمائے ،تو یہ اگر چہ فاسق وفاجر تو نہ رہا لیکن چونکہ ابھی ڈاڑھی پوری نہیں ہوئی اس لیے اگر اس کو امام بنایا گیا تو لوگوں کے دلوں میں شکوک وشبہات اور فتنے کا ذریعہ بن سکتا ہے،خصوصا وہ لوگ جن کو اس کی توبہ کا علم نہیں ہے،اس لیے اگر چہ اس کو امام بنانا جائز تو ہے لیکن بہتری اور احتیاط اسی میں ہے کہ فی الحال اس کو امام نہ بنایا جائے ،اور ڈاڑھی پوری ہونے تک انتظار کیا جائے ،واضح رہے کہ یہ حکم اس صورت میں ہے کہ اس شخص سے اس سے قبل ڈاڑھی کے ساتھ ڈرامہ بازی اور عوام کو دھوکہ دینا معلوم نہ ہو۔

”ثم اذا تاب توبة صحيحة صارت مقبولة غير مردودة قطعا من غير شک وشبهة بحكم الوعد بالنص اى قوله تعالىٰ وهو الذى يقبل التوبة عن عباده “ ......(الفقه الاكبر: ۱۶۰)

”ولقوله عليه السلام التائب من الذنب كمن لاذنب له “......(الفقه الاكبر : ۱۵۵)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

انکار ختم نبوت کو مستلزم جملہ کہنے والے کی امامت کا حکم:

مسئلہ(۵۰۲): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہمارے ہاں ایک امام مسجد نے اپنے خطبے میں کہا کہ جو شخص مجھے حضور ﷺ سے بیس رکعات نماز تراویح ثابت کردے تو میں اسے اپنا باپ اور نبی مان لوں گا، کیا اس کہنے کے بعد یہ امام صاحب مسلمان رہے یا نہیں؟ کیا ان کے پیچھے نماز جائز ہے؟ کیا ان کا نکاح باقی رہا؟ کیا ختم نبوت پر تو کوئی حرف نہیں آیا،؟ اور ایک مرتبہ انہوں نے مصلیٰ پر کھڑے ہو کر کہا اگر میری بات نہیں مانی تو جاؤ اپنی ماں..........یعنی گندی ترین گالی دی، کیا ایسا آدمی امامت کے لائق ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

صورت مسئولہ میں بشرط صحت بیان مذکور شخص کا یہ کہنا کہ ”جو شخص مجھے یہ ثابت کردے میں اس کو اپنا باپ

اور نبی مان لوں گا'' خطرناک جملہ ہے کیونکہ یہ انکار ختم نبوت کو مستلزم ہے، اس کے ذمہ توبہ بشکل تجدید ایمان و نکاح شرعاً لازم ہیں، اور مسجد انتظامیہ (جن کو امام رکھنے وہٹانے میں دخل ہے) کی دینی ذمہ داری ہے کہ مذکور شخص کو فوراً امامت سے معزول کر کے کسی درست عقیدہ والے، نیک، متبع سنت، مسائل نماز وامامت سے واقف شخص کو امام مقرر کریں، ورنہ سب لوگوں کی نماز خراب ہونے کا وبال انتظامیہ کے ذمہ ہوگا۔

''واما الایمان بسیدنا علیہ الصلوۃ و السلام فیجب بانہ رسولنا فی الحال وخاتم الانبیاء والرسل فاذا آمن بانہ رسول ولم یؤمن بانہ خاتم الرسل لاینسخ دینہ الی یوم القیامۃ لایکون مومنا وعیسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام ینزل الی الناس ویدعوالی شریعتہ وھوسائق لامتہ الی دینہ..... اذاقال لو کان فلان نبیا لم اؤمن کفر اعترض علیہ بانہ ان کان فلان من الذین تقدموا زمانا علی سیدنا علیہ الصلوٰۃ والسلام فمسلم وان لم یکن کذلک فیکون تعلیقا بالمحال .....قلنا انسداد باب النبوۃ بہ امر سمعی فیکون ممکنا عقلا فلایکون محالا بالذات فیلزم انتفاء التصدیق بعدلزومہ علی تقدیر وجود الملزوم وھو اظہار العجز بعدالتحدی والدعویٰ''..... (بزازیہ علی ہامش الھندیۃ: ۶/۳۲۷)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

غیر شرعی افعال کے مرتکب امام کی امامت:

مسئلہ(۵۰۳): کیا فرماتے ہیں علماء دین بیچ اس مسئلہ کے کہ اگر امام کے مقتدی ان کی اقتداء میں نماز ادا کرنے پر رضامند نہ ہوں جب کہ امام صاحب کے مالی اور اخلاقی معاملات کی بدعنوانی پوری طرح عیاں ہے تو کیا ایسے امام کی اقتداء میں نماز جمعہ ادا کیا جاسکتا ہے؟ نیز اس صورت میں امام صاحب کے امامت یا خطابت پر اصرار پر شرعی حکم کیا ہوگا؟

الجواب باسم الملک الوهاب

بشرط صحت سوال اگر واقعی امام صاحب غیر شرعی افعال کے مرتکب ہیں اور ان سے باز نہیں آتے تو ایسے شخص کی امامت مکروہ تحریمی ہے۔

"ولوام قوما وهم له كارهون ان الكراهة لفساد فيه اولانهم احق بالامامة منه كره له ذالك تحريما لحديث ابي داؤد لايقبل الله صلوة من تقدم قوما وهم له كارهون وان هواحق لا والكراهة عليهم"......(الدرالمختار علىٰ هامش ردالمحتار: ۱/۴۱۳)

"لوقدموا فاسقا ياثمون على ان كراهة تقديمه كراهة تحريم لعدم اعتنائه بامور دينه وتساهله في الاتيان بلوازمه فلايبعد منه الاخلال ببعض شروط الصلوة وفعل ماينافيها بل هوالغالب بالنظر الى فسقه ولذالم تجز الصلوة خلفه اصلا عندمالك وورواية عن احمد الاانا جوزنا هامع الكراهة لقوله عليه السلام صلوا خلف كل بروفاجر وصلوا على كل بر وفاجر وجاهدوا مع كل فاجر رواه الدارقطني"......(حلبی کبیری: ۴۴۲)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

اندھے، لنگڑے اور بہرے کی امامت:

مسئلہ(۵۰۴): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص جو کہ آنکھوں سے معذور ہے لیکن حافظ قرآن اور عالم بھی ہے، کیا اس کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا اس میں کوئی کراہت ہے؟ اور اسی طرح ایک شخص لنگڑا ہے یا بہرا ہے یا کانا ہے لیکن حافظ قرآن ہے اور عالم بھی ہے، ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ قرآن وسنت کی روشنی میں جواب دے کر ممنون ہوں۔

الجواب باسم الملک الوهاب

اگر اندھا شخص عالم ہے تو اس کے پیچھے نماز بغیر کراہت کے درست ہے، لنگڑے شخص کی امامت جائز ہے، مگر ایسے شخص سے عموماً طبعی انقباض ہوتا ہے اس لیے مکروہ تنزیہی ہے، لیکن اگر کسی کے علم وتقویٰ کی وجہ سے لوگوں کو انقباض نہ ہو تو مکروہ نہیں ہے۔

"وفاسق واعمى ونحوه الاعشى نهر الاان يكون اى غير الفاسق اعلم القوم فهواولى ......قال ابن عابدين في شرحه اى غير الفاسق تبع ذلك صاحب

البحر حیث قال قید کراھة امامة الاعمیٰ فی المحیط وغیرہ بان لایکون افضل القوم فان کان افضلھم فھواولیٰ"......(فتاویٰ شامی: ۱/۴۱۴)

"قوله ومفلوج وابرص شاع برصه وکذالک اعرج یقوم ببعض قدمه فالاقتداء بغیرہ اولیٰ تاترخانیة وکذااجزم بیرجندی ومجبوب وحاقن ومن له یدواحد فتاوی الصوفیة عن التحفة والظاھر ان العلة النفرة" ......(فتاویٰ شامی: ۱/۴۱۶)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

بریلوی امام کے پیچھے نماز پڑھنے کا حکم:

مسئلہ(۵۰۵): محترم ومکرم جناب مفتی صاحب میری عمر ۶۰ سال ہے میں بوڑھا ہوں بے روزگار ہوں غریب آدمی ہوں، میرا مسجد شاہ کمال والوں سے کچھ جھگڑا ہوگیا ہے اور دیوبندی حضرات کی مساجد میرے کمرے سے دور ہیں، کیا میں نماز گھر میں پڑھ سکتا ہوں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

صورت مسئولہ میں مذکور مسجد والوں سے صلح کی کوشش کریں، اس کے بعد اگر قریب بریلویوں کی مسجد ہے تو اس میں ان کے پیچھے نماز پڑھنا اکیلے نماز پڑھنے سے بہتر ہے، البتہ ان کے بیانات نہ سنا کریں۔

"وفی النھر عن المحیط صلی خلف فاسق اومبتدع نال فضل الجماعة وکذاتکرہ خلف امرد قوله نال فضل الجماعة افادان الصلوۃ خلفھما اولی من الانفراد لکن لاینال کماینال خلف تقی قال فی الحلیة ولم یجدالمخرجون نعم اخرج الحاکم فی مستدرکه مرفوعا ان سرکم ان یقبل اللہ صلاتکم فلیؤمکم خیارکم فانھم وفدکم فیمابینکم وبین ربکم"......(الدرعلی الرد: ۱/۴۱۵)

"وفی الفتاویٰ لوصلی خلف فاسق اومبتدع ینال فضل الجماعة لکن لاینال

کمایناال خلف تقی ورع لقوله ﷺ من صلی خلف عالم تقی فکانما صلی خلف نبی قال ابن امیر حاج ولم یجده المخرجون نعم اخرج الحاکم فی مستدرکه مرفوعا ان سرکم ان یقبل الله صلاتکم فلیؤمکم خیارکم فانهم وفدکم فیمابینکم وبین ربکم"......(البحر الرائق: ۱/٦١٠)

"ولو صلی خلف مبتدع اوفاسق فهومحرزثواب الجماعة لکن لاینال مثل ماینال خلف تقی کذافی الخلاصة"......(فتاویٰ الهندية: ۱/۸۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

شادی شدہ عورت کا نکاح کروانے والے کی امامت:

مسئلہ(۵۰٦): محترم جناب مفتی صاحب

السلام علیکم ورحمة الله وبرکاته

ہمارے امام صاحب نے ایک لڑکی کا نکاح پڑھا اور وہ لڑکی پہلے بھی منکوحہ تھی، اس کے خاوند نے اس کو طلاق نہیں دی تھی، اور مولانا کو علم تھا کہ یہ منکوحہ ہے اور مطلقہ نہیں ہے، اس نے لالچ کی وجہ سے نکاح کروادیا، اب اس امام کی امامت کا کیا حکم ہے؟ امام کا اپنا نکاح باقی رہا یا نہیں؟ اسی طرح اس نکاح کے گواہان اور وکیل کے نکاح کا کیا حکم ہے؟ اور پھر وہ لڑکا جس کے ساتھ اس کا پہلے نکاح تھا اس نے رنجش کی وجہ سے اس لڑکی کے چچا کو قتل کردیا جس نے اس لڑکی کا نکاح دوسرے لڑکے سے کروایا تھا، آیا اس قتل کا ذمہ دار وہ نکاح خواں تو نہیں ہے جس کی وجہ سے یہ قتل ہوا، اس نکاح خواں کی امامت کے بارے میں بتائیں کہ اس امام کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوهاب

شادی شدہ عورت کا نکاح کسی دوسرے سے کروانا باطل اور ناجائز ہے، جس نے لالچ کی بنیاد پر یہ نکاح پڑھایا اور جائز نہیں سمجھ رہا تھا تو یہ امام اور گواہ اور وکیل سب گناہ گار ہیں اور ان پر توبہ واستغفار لازم ہے، خصوصاً جب کہ اس کی وجہ سے ایک مسلمان کا قتل ہوا، لہٰذا بدون توبہ کے ایسے امام کی امامت مکروہ تحریمی ہے، البتہ امام اور نکاح کے گواہان اور وکیل کا نکاح نہیں ٹوٹتا۔

"لایجوز للرجل ان یتزوج زوجۃ غیرہ وکذلک المعتدۃ کذافی السراج الوھاج"......(فتاویٰ الھندیۃ: ۱/۲۸۰)

"وفی الخانیۃ ولایجوز نکاح منکوحۃ الغیر ومعتدۃ الغیر عندالکل ولوتزوج بمنکوحۃ الغیر وھولایعلم انھامنکوحۃ الغیرفوطیھا تجب العدۃ وان کان یعلم انھامنکوحۃ الغیرفوطئھا لاتجب العدۃ حتی لایحرم علی الزوج وطؤھا"
......(فتاوی التاتارخانیۃ: ۳/۸)

"وکرہ امامۃ العبد والاعرابی والفاسق والمبتدع والاعمی وولدالزنا، بیان لشیئین الصحۃ والکراھۃ اماالصحۃ فمبنیہ علی وجودالاھلیۃ للصلاۃ مع اداء الارکان وھماموجودان من غیرنقص فی الشرائط والارکان ومن السنۃ حدیث ،صلوا خلف کل بروفاجر، الی ان قال واماالکراھۃ فمبنیۃ علی قلۃ رغبۃ الناس فی الاقتداء بھؤلاء فیؤدی الی تقلیل الجماعۃ المطلوب تکثیرھا تکثیرا للاجر ......والفاسق لایھتم لامردینہ" ......(البحرالرائق: ۱/۶۱۰)

"وتجوزامامۃ الاعرابی والاعمیٰ والعبدوولدالزنا والفاسق کذافی الخلاصۃ الاانھا تکرہ ھکذافی المتون" ......(فتاویٰ الھندیۃ: ۱/۸۵)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

بدعتی کی اقتداء میں نماز پڑھنے کا حکم:

مسئلہ(۵۰۷): کیافرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ شرک خفی یعنی بدعت کرنے والے کے پیچھے نماز پڑھ لینا جائز ہے یانہیں؟ جب کہ نہ پڑھنے سے فتنہ پھیلنے کا اندیشہ ہو۔

الجواب باسم الملک الوھاب

ایسابدعتی جواپنی بدعت کی وجہ سے کافرنہ ہواس کے پیچھے نماز پڑھنا ٹھیک ہے لیکن مکروہ ہے، اوراس کے پیچھے نماز پڑھنے والوں کو جماعت کا ثواب بھی مل جائے گا، لیکن وہ ثواب نہیں ملے گا جو ایک متقی کے پیچھے نماز پڑھنے کا ملتا ہے۔

"والمبتدع بارتکابه ماا حدث علی خلاف الحق عن رسول الله علیه السلام من علم اوعمل اومال بنوع شبهة اواستحسان وروی محمدعن ابی حنیفة وابی یوسف ان الصلوة خلف اهل الاهواء لاتجوزوالصحیح انهاتصح مع الکراهة خلف من لاتکفره بدعته لقوله ﷺ صلوا خلف کل بروفاجر وصلوا علی کل بروفاجر وجاهدوا خلف کل بر وفاجر (رواه الدارقطنی) ...... واذاصلی خلف فاسق اومبتدع یکون محرزا ثواب الجماعة لکن لاینال ثواب من یصلی خلف امام تقی"......(حاشیة الطحطاوی :۳۰۳)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

سودی لین دین کرنے والے کی امامت کا حکم:

مسئلہ(۵۰۸): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ کیا ایسے آدمی کی اقتداء جائز ہے جو آدمی اپنی رقم کسی کو سود پر دیتا ہو یا کسی کو سود پر دی گئی رقم کا ضامن بنتا ہو یا سود کے کاروبار میں شہادت دیتا ہو یا سود کے کاروبار یعنی لین دین میں مدد کرتا ہو؟ جو شخص ان تمام جرائم میں ملوث ہو یا ان تینوں میں سے کسی ایک جرم میں ملوث ہو تو ایسے آدمی کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں؟ کیا ایسے آدمی کو مستقل امام بنایا جا سکتا ہے؟

الجواب باسم الملک الوهاب

اگر سوال حقیقت پر مبنی ہے اور واقعۃً اس کے اندر سوال میں مذکور قباحتیں موجود ہیں تو ایسے شخص کو امام بنانا درست نہیں ہے، کیونکہ منصب امامت منصب عظمت ہے اور فاسق کو امام بنانا شرعاً درست نہیں ہے، جب تک کہ توبہ نہ کرے، اور کسی نیک اور صالح شخص کو امام بنایا جائے، اور واضح رہے کہ بلاوجہ کسی پر الزام تراشی بھی سخت گناہ ہے۔

"واماالفاسق فقدعللوا کراهة تقدیمه بانه لایهتم لامر دینه وبان فی تقدیمه للامامة تعظیما له وقدوجب علیهم اهانته شرعا"......(فتاویٰ شامی : ۱/۴۱۴)

"عن ابی هریرة رضی الله عنه قال قال علیه الصلوة والسلام اتدرون ماالغیبة

قالوا الله ورسول اعلم قال ذکرک اخاک بمایکره قیل افرء یت ان کان فی اخی مااقول قال ان کان فیه ماتقول اغتبته وان لم یکن فیه فقدبهته واذالم تبلغه یکفیه الندم والاشرط بیان کل مااغتابه به (قوله فقدبهته) ای قلت فیه بهتانا ای کذبا عظیما والبهتان هوالباطل الذی یتحیره من بطلانه وشدة ذکره کذافی شرح الشرعیة وفیه ان المستمع لایخرج من اثم الغیبة الابان ینکر بلسانه فان خاف فبقلبه وان کان قادراعلی القیام اوقطع الکلام بکلام آخر فلم یفعله لزمه ،کذافی الاحیاء وقدورد ان المستمع احدالمغتابین وورد من ذنب عن عرض اخیه کان حقا علی الله تعالیٰ ان یعتقده من النار،رواه احمد باسناد حسن وجماعة "......(فتاویٰ شامی : ۵/۲۹۱)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

ڈاڑھی کٹوانے والے کی امامت:

مسئلہ(۵۰۹): جناب مفتی صاحب السلام علیکم

ہم ائیرپورٹ پر کام کرتے ہیں یہاں نماز پڑھنے کے لیے ایک جگہ مخصوص کی ہے جہاں کوئی مستقل امام صاحب نہیں ہیں، زیادہ تر ظہر، عصر اور مغرب یہاں پر ادا کرتے ہیں ، پریشانی اس بات کی ہے کہ جوامام صاحب نماز پڑھاتے ہیں بعض اوقات ان کی ڈاڑھی سنت کے مطابق پوری نہیں ہوتی یعنی چھوٹی ڈاڑھی ہوتی ہے، وہ ڈاڑھی کٹواتے ہیں، برائے مہربانی فتویٰ دے کر شکریہ کا موقع دیں کہ ایسے امام کے پیچھے نماز کا کیا حکم ہے؟

الجواب باسم الملک الوهاب

ایک مٹھ سے کم کرکے ڈاڑھی کتروانا یا منڈوانا حرام ہے اور ایسا شخص فاسق ہے اور فاسق کو امام بنانا درست نہیں ہے، اس لیے کسی نیک وصالح شخص کو امامت کے لیے آگے کریں۔

"واماالاخذمنها وهی دون ذلک کمایفعله بعض المغاربة ومخنثة الرجال فلم یبحه احد واخذ کلهافعل یهودالهندومجوس الاعاجم اه فتح"......(فتاویٰ شامی :۱/۱۲۳)

"واما الفاسق فقدعللوا کراھة تقدیمه بانه لایهتم لامر دینه وبان فی تقدیمه للامامة تعظیمه وقدوجب علیهم اهانته شرعا"......(فتاویٰ شامی:۴۱۴/۱)

"قوله نال فضل الجماعة افادان الصلوۃ خلفهما اولیٰ من الانفراد لکن لاینال کماینال خلف تقی ورع لحدیث من صلی خلف عالم تقی فکانما صلی خلف نبی"......(فتاویٰ شامی:۴۱۵/۱)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

عمر پندرہ سال لیکن بلوغت کے آثار نہ ہوں تو امامت کا حکم:

مسئلہ(۵۱۰): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر حافظ قرآن کی عمر پندرہ سال ہو اور بلوغت کے آثار دکھائی نہ دیتے ہوں تو کیا ایسے حافظ قرآن کے پیچھے نماز تراویح پڑھنا قرآن پاک سننے کی غرض سے کیسا ہے؟ شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوهاب

پندرہ سال کی عمر کے حافظ قرآن کو قرآن پاک سنانے کی غرض سے نماز تراویح میں امام بنانا جائز ہے، لیکن اگر حسین ہونے کی وجہ سے کسی فتنے کا اندیشہ ہو تو اس صورت میں ایسے لڑکے کی امامت مکروہ تنزیہی ہے۔

"بلوغ الغلام بالاحتلام والاحبال والانزال والاصل هوالانزال والجاریة بالاحتلام والحیض والحبل ......فان لم یوجد فیهم شیء فحتی تم لکل منهماخمسة عشرة سنة به یفتیٰ لقصراعماراهل زماننا"......(الدرعلی الرد: ۱۰۷/۵)

"(قوله وکذاتکره خلف امرد) الظاهر انهاتنزیهیة ایضا والظاهر ایضاکماقال الرحمتی ان المراد به الصبیح الوجه لانه محل الفتنة"......(ردالمحتار: ۴۱۵/۱)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

سیاہ خضاب لگانے والے کی امامت:

مسئلہ(۵۱۱): کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ کیا ایسے شخص کی امامت میں نماز ادا ہوجاتی ہے جو ڈاڑھی کو کالا خضاب لگاتا ہو۔

الجواب باسم الملک الوہاب

جو شخص ڈاڑھی کو کالا خضاب لگاتا ہو اس کی امامت مکروہ تحریمی ہے، البتہ مجاہد اگر جہاد کے دوران کالا خضاب لگائے تو اس کی امامت درست ہے۔

"قوله ويكره بالسواد اى لغير الحرب قال فى الذخيرة اماالخضاب بالسواد للغزو ليكون اهيب فى عين العدو فهومحمودبالاتفاق وان ليزين نفسه للنساء فمكروه وعليه عامة المشايخ"......(فتاویٰ شامی: ۵/۴۹۹)

"اتفق المشايخ رحمهم الله تعالى ان الخضاب فى حق الرجال بالحمرة سنة وانه من سيماء المسلمين وعلاماتهم واماالخضاب بالسواد فمن فعل ذلك من الغزاة ليكون اهيب فى عين العدو فهومحمود منه اتفق عليه المشايخ رحمهم الله ومن فعل ذلك ليزين نفسه للنساء ليحب نفسه اليهن فذالك مكروه وعليه عامة المشايخ "......(فتاویٰ الهندية: ۵/۳۵۹)

"قال النووى ومذهبنااستحباب خضاب الشيب للرجل والمرأة بصفرة اوحمرة وتحريم خضابه بالسواد على الاصح لقوله عليه السلام غيروا هذاالشيب واجتنبوا السواد اه قال الحموى و هذافى حق غيرالغزاة ولايحرم فى حقهم للارهاب ولعله محمل من فعل ذلك من الصحابة "......(فتاویٰ شامی : ۵/۵۳۳)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

توبہ کرنے کے بعد قاتل کی امامت کا حکم:

مسئلہ(۵۱۲): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید سے عمداً یا خطاً ایک مسلمان قتل ہوگیا

اس کے بعد زید دلی طور پر تائب ہو چکا ہے، اور اس کے علاوہ مقتولین کے ورثاء نے قاتل کے قتل کو معاف کر دیا، اور اس کے بعد والدین بھی اس سے راضی ہو گئے ہیں، کیا ایسے شخص کو امام بنانا جائز ہے؟ جس نے توبہ بھی کر لی ہو اور مقتولین کے ورثاء نے بھی معاف کیا ہو، قرآن وسنت کی روشنی میں بحوالہ جواب دے کر عند اللہ ماجور ہوں۔

الجواب باسم الملک الوهاب

اگر مقتول کے ورثاء نے قاتل کو معاف کیا ہے تو اب توبہ اس کو کافی ہے اور ایسے شخص کو امام بنانا جائز ہے۔

"(قوله لاتصح توبة القاتل حتى يسلم نفسه للقود) اى لاتكفيه التوبة وحدها قال في تبيين المحارم واعلم ان توبة القاتل لاتكون بالاستغفار والندامة فقط بل يتوقف على ارضاء اولياء المقتول فان كان القتل عمدا لابدان يمكنهم من القصاص منه فان شاؤا قتلوه وان شاؤا عفوا عنه مجانا فان عفوا عنه كفته التوبة ".....(ردالمحتار : ٥/٣٨٩)

"وعن عبدالله بن مسعود قال قال رسول الله ﷺ التائب من الذنب كمن لاذنب له رواه ابن ماجة التائب من الذنب اى توبة صحيحة كمن لاذنب له اى في عدم المؤاخذة بل قد يزيد عليه بان ذنوب التائب تبدل حسنات "
.....(مرقاة المفاتيح : ٥/٢٦٩)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

مدرسے کے نام پر رقم لے کر کھا جانے والے کی امامت:

مسئلہ(۵۱۳): السلام عليكم ورحمة الله وبركاته

حضرت مفتی صاحب عرض یہ ہے کہ میں ایک فیکٹری کا ملازم ہوں اور اس فیکٹری کی جامع مسجد میں ایک شخص عرصہ دراز سے امامت کروا رہا ہے لیکن اب کچھ عرصہ سے امام صاحب میں کچھ ایسی باتیں ظاہر ہوئی ہیں جن کی وجہ سے اکثر مقتدی اس کی اقتداء میں نماز نہیں پڑھتے، جو درج ذیل ہیں۔

(۱) امام صاحب کا مقتدیوں سے اخلاقی رویہ درست نہیں ہر ایک کو سخت لہجہ میں پیش آتے ہیں۔

(۲) امام صاحب نے رمضان المبارک میں منبر رسول ﷺ پر بیٹھ کر اپنی زبان سے گناہوں کی معافی مانگی پھر تین دن بعد ۲۷ رمضان کو ختم قرآن کے موقع پر امام صاحب نے لوگوں سے ایک مدرسہ کی خوب خدمت کرنے کی ترغیب دی اور ساتھ ہی اس بات کا عہد بھی کیا کہ مقتدی حضرات جو میری خدمت کریں گے وہ تمام رقم مدرسہ میں دے دونگا میرے لیے اس رقم سے ایک پیسہ بھی حرام ہے، حالانکہ امام صاحب نے اس مدرسہ کے سفیر سے یہ بات پہلے سے طے کی ہوئی تھی کہ میں غریب آدمی ہوں جو رقم دوں گا بعد میں واپس لے لوں گا، ایسا ہی ہوا کہ امام صاحب اس مدرسہ کے سفیر کے پاس دوسرے دن گئے اور تمام رقم واپس لے آئے۔

(۳) امام صاحب نے مدرسہ کے سفیر کو قسم دی کہ اس تمام واقعہ کو راز میں رکھیں۔

حضرت مفتی صاحب عرض یہ ہے کہ ان تمام مذکورہ بالا باتوں کی وجہ سے اکثر مقتدی اس امام کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے ہیں، بلکہ ناپسند کرتے ہیں، اگر کوئی آدمی موصوف امام کے پیچھے نماز پڑھے تو اس کی نماز کا کیا حکم ہے؟ یا پھر تنہا نماز پڑھنا افضل ہے، اور مذکورہ حالات کے پیش نظر اس شخص کا امامت کروانا کیسا ہے؟ اور مسجد کی انتظامیہ کو کیا کرنا چاہیے جب کہ مقتدی کسی صورت بھی اس کے پیچھے نماز نہیں پڑھنا چاہتے؟ جواب دے کر عنداللہ ماجور ہوں۔

الجواب باسم الملک الوھاب

بشرط صحت سوال شخص مذکورہ فی السوال کی امامت مکروہ تحریمی ہے مذکورہ شخص کو خود لازم ہے کہ جب مقتدی اس کے افعال قبیحہ کی وجہ سے ناخوش ہیں تو وہ امامت چھوڑ دیں اگر وہ خود نہ چھوڑیں تو پھر انتظامیہ کو چاہیے کہ مذکورہ شخص کو امامت سے علیحدہ کردیں۔

"ویکرہ تقلید الفاسق ویعزل بہ الالفتنۃ"......(الدر المختار علی الشامی: ۵۰۴/۱)

"واما الفاسق فقد عللوا کراھۃ تقدیمہ بانہ لایھتم لامر دینہ وبان فی تقدیمہ للامامۃ تعظیمالہ وقد وجب علیھم اھانتہ شرعا ولایخفی انہ اذا کان اعلم من غیرہ لاتزول العلۃ فانہ لایؤمن ان یصلی بھم بغیر طھارۃ فھو کالمبتدع تکرہ امامتہ بکل حال بل مشی فی شرح المنیۃ علی ان کراھۃ تقدیمہ کراھۃ

تحریم لماذکرنا قال ولذالم تجز الصلوۃ خلفه اصلاعندمالک وروایۃ عن احمد "......(فتاویٰ شامی : ۱/۴۱۴)

"قال الرملی ذکرالحلبی فی شرح منیۃ المصلی ان کراھۃ تقدیم الفاسق والمبتدع کراھۃ التحریم" ......(منحۃ الخالق علی البحرالرائق: ۱/۶۱۱)

بصورت مجبوری تنہا نماز پڑھنے سے افضل اسی امام کے پیچھے نماز پڑھنا ہے۔

"وفی النھر عن المحیط صلی خلف فاسق اومبتدع نال فضل الجماعۃ قال الشامی ان الصلوۃ خلفھمااولی من الانفراد "......(درمختارمع ردالمحتار : ۱/۴۱۵)

" وفی الفتاوی لوصلی خلف فاسق اومبتدع ینال فضل الجماعۃ لکن لاینال کماینال خلف تقی ورع لقوله ﷺ (من صلی خلف عالم تقی فکانما صلی علی خلف نبی " ......(البحرالرائق : ۱/۶۱۰)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

نابالغ بچے کی امامت کا حکم:

مسئلہ(۵۱۴): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ نابالغ بچے کی امامت کرانا درست ہے یا نہیں؟ اگر نہیں ہے تو مجبوری کی صورت میں اس کی کس حد تک اجازت ہے؟ اور مجبوری کی صورت کیا معتبر ہوگی؟

الجواب باسم الملک الوھاب

نابالغ کو امام بنانا فرضوں میں یا تراویح میں جائز نہیں ہے، اس کے پیچھے نماز نہیں ہوگی۔

"ولایجوز للرجال ان یقتدوا بامرءۃ اوصبی......اماالصبی فلانه متنفل فلایجوز اقتداء المفترض به وفی التراویح والسنن المطلقۃ جوزہ مشائخ بلخ ولم یجوزہ مشائخنا ومنھم من حقق الخلاف فی النفل المطلق بین ابی یوسف وبین محمد والمختار انه لایجوز فی الصلوات کلھالان النفل الصبی دون نفل البالغ"......(الھدایۃ: ۱/۱۲۶،۱۲۷)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

امام کے سہو ہونے پر اس کو لقمہ کیسے دیا جائے:

مسئلہ (۵۱۵): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید، امام کے سہو پر ہر موقع پر "سبحان اللہ" کہہ کر لقمہ دینا افضل تصور کرتا ہے کیا یہ حدیث مبارکہ سے ثابت ہے کہ نہیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

واضح رہے کہ مقتدی مرد اگر امام کو لقمہ دے تو تسبیح "سبحان اللہ" اولی ہے، البتہ عورت کے لیے تصفیق (دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ کی پشت پر مارنا) ہے۔ لہٰذا صورت مسئولہ میں زید کا قول صحیح ہے اور حدیث مبارکہ سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے۔

"ولو عرض للإمام شیٔ فسبح المأموم لابأس به لأن القصد به اصلاح الصلوة"......(الهندية: ۱/ ۹۹)

"وإن عرض للإمام شیٔ فسبح له فلابأس به ......في فتاوى الحجة، المصلي إذا كبر بنية أن يعلم غيره أنه في الصلوة لاتفسد صلاته والأولى التسبيح لقوله عليه السلام التسبيح للرجال والتصفيق للنساء ولو صفق الرجل وسبحت المرأة لاتفسد صلاتهما وقد تركا السنة"...... (التتارخانية: ۱/ ۹۱۳)

"وكذا إذا عرض للإمام شیٔ فسبح المأموم لابأس به لأن القصد به إصلاح الصلوة فسقط حكم الكلام عنه للحاجة إلى الإصلاح"......(بدائع الصنائع: ۱/ ۵۴۲)

"عن أبي هريرة ؓ عن النبي ﷺ قال التصفيق للنساء والتسبيح للرجال"......(البخاري: ۱/ ۱۶۰)

واللہ تعالی اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

قینچی ڈاڑھی والے اور پتلون پہننے والے کی امامت:

مسئلہ (۵۱۶): کیا مندرجہ ذیل قبیح اور خلاف شرعی مذموم عادات کا مالک شخص بحیثیت مستقل امام رہ

سکتا ہے؟ ائمہ اربعہ اور فقہاء احناف کی روشنی میں ایسے شخص کے لیے امامت کا شرعی حکم ہے یا نہیں؟ اور کیا اس کے پیچھے اور اقتدا میں پڑھی جانے والی نمازیں کامل ہیں یا ضعیف ہیں؟ ا۔ وہ شخص جس کے منہ پر شریعت کے منافی فیشنی طور پر داڑھی ہو۔

۲۔ وہ شخص جو مغرب کی تقلید اور غیر شرعی پتلون یا پاجامہ پہنتا ہو۔

کیا ایسا شخص باقاعدہ امام بن سکتا ہے؟ مفصل طور پر تحریر فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوہاب

صورت مسئولہ میں مذکورہ افعال کا مرتکب شخص فاسق ہے اور اس کی اقتداء میں نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے، ایسے شخص کی اقتداء سے اجتناب ضروری ہے اگر بامر مجبوری نماز پڑھ لی تو واجب الاعادہ نہیں ہے۔

"وأخذ أطراف اللحية والسنة فيها القبضة ......ولذا يحرم على الرجل قطع لحيته والمعنى المؤثر التشبه بالرجال انتهى"......(الدر المختار على الرد المحتار:۵/۲۸۸)

"أو تطويل اللحية إذا كانت بقدر المسنون وهو القبضة وصرح في النهاية بوجوب قطع ما زاد على القبضة بالضم ومقتضاه الإثم بتركه الا أن يحمل الوجوب على الثبوت أما الأخذ منها وهي دون ذلك كما يفعله بعض المغاربة ومخنثة الرجال فلم يبحه أحد وأخذ كلها فعل يهود الهند ومجوس الأعاجم اه"......(الدر مع رد المحتار:۲/۱۲۳)

ولذا كره امامة (الفاسق) العالم لعدم اهتمامه بالدين فتجب اهانته شرعا،فلا يعظم بتقديمه للإمامة ......والمراد بالفاسق الفاسق بالجارحة لا بالعقيدة، لأن ذا سيذكر بالمبتدع، والفسق لغة خروج عن الاستقامة وهو معنى قولهم خروج الشئ عن الشئ على وجه الفساد وشرعا خروج عن طاعة الله تعالى بارتكاب كبيرة قال القهستاني أي أو اصرار على صغيرة اه" ......(حاشية الطحطاوي:۳۰۳)

"ومن كراهة تقديم الفاسق على ما يأتي أن العالم أولى بالتقديم إذا كان يجتنب

الفواحش وإن كان غيره أورع منه ذكره في المحيط.....وفيه اشارة إلى أنهم قدموافاسق يأثمون بناء على أن كراهة تقديمه كراهة تحريم لعدم اعتنائه بامور دينه وتساهله في الاتيان بلوازمه فلايبعدمنه الاخلال ببعض شروط الصلاة خلفه أصلاعندمالك ورواية عن احمدالا أناجوزناهامع الكراهة لقوله عليه السلام صلوا خلف كل بروفاجر الخ"......(حلبي كبيرى: ۴۴۲)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

امام کے بھول جانے پر "سبحان اللہ" سے لقمہ دینے کا حکم:

مسئلہ(۵۱۷): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ زید امام کے سہو پر سبحان اللہ کہہ کر لقمہ دینے کو افضل تصور کرتا ہے، یہ حدیث مبارکہ سے ثابت ہے یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

جی ہاں امام کے سہو پر سبحان اللہ کہہ کر لقمہ دینا حدیث مبارکہ سے ثابت ہے۔

"وان اراد به اعلامه انه في الصلوة لم تفسد بالاجماع لقوله عليه السلام اذانابت احدكم نائبة في الصلاة فليسبح"......(الهداية: ۱/۱۳۸)

" وفي الصحيحين عن ابى هريرة رفعه التسبيح للرجال والتصفيق للنساء"......(الدرايه في تخريج احاديث الهداية)

" الاانه خارج عن القياس بالحديث الصحيح اذانابت احدكم نائبة وهوفي الصلاة فليسبح"......(فتاوىٰ شامي: ۱/۴۵۹)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

امامت، تدریس اور اذان پر تنخواہ لینا:

مسئلہ(۵۱۸): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ صاحب حیثیت ہونے کے باوجود مسجد سے امامت کی تنخواہ لینا جائز ہے یا نہیں؟ وضاحت فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوهاب

امامت، تدریس، اذان پر تنخواہ لینا جائز ہے، خواہ غریب ہو یا امیر لیکن افضل یہ ہے کہ اگر صاحب حیثیت ہو تو دین کا کام مفت کرے۔

”ویفتی الیوم بصحتها لتعلیم القرآن والفقه والامامة والآذان“......(الدر علی ردالمحتار: ۵/۳۸)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆

بوقت امامت امام کا محراب میں کھڑا ہونا:

مسئلہ(۵۱۹): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ امام کا مکمل طور پر محراب میں کھڑا ہونا کیسا ہے؟ جب کہ محراب مسجد میں شامل ہے۔

الجواب باسم الملک الوهاب

امام صاحب کو بلا ضرورت اس طرح محراب میں کھڑا ہونا کہ پاؤں کی ایڑھیاں بھی محراب میں ہوں تو یہ صورت مکروہ ہے البتہ امام محراب سے باہر کھڑا ہو اور سجدہ محراب میں کرے تو یہ صورت بلا کراہت جائز ہے محراب چاہے مسجد میں شامل ہو یا نہ ہو اس سے مسئلہ میں کوئی فرق نہیں پڑتا۔

”ویکره قیام الامام بجملته فی المحراب لاقیامه خارجه وسجوده فیه.....والکراهة لاشتباه الحال علی القوم.اذاضاق المکان فلاکراهة.....قوله لاشتباه الحال علی القوم فان انتفی الاشتباه انتفت الکراهة وهذا التعلیل لجماعة منهم الفقیه أبو جعفر الهندوانی وذهب الأکثر الی ان العلة التشبه بأهل الکتاب لأنهم یخصون امامهم بمکان وحده والتشبه بهم مکروه“......(مراقی الفلاح: ۳۶۱)

”(مطلقا) راجع الی قوله وقیام الامام فی المحراب وفسر الاطلاق بمابعده وکذاسواء کان المحراب من المسجد کماهو العادة المستمرة أولا کمافی

البحر (قوله ان علل بالتشبه) قيد للكراهة وحاصله انه صرح محمدؒ في الجامع الصغير بالكراهة ولم يفصل فاختلف المشائخ في سببها فقيل كونه يصير ممتازا عنهم في المكان لان المحراب في معنى بيت آخر وذلك صنيع أهل الكتاب واقتصر عليه في الهداية واختاره الامام السرخسي وقال انه الأوجه وقيل اشتباه حاله على من في يمينه ويساره......والمحراب وانكان من المسجد فصورته وهيئته اقتضت شبهة الاختلاف" ......(ردالمحتار: ۱/۶۴۶)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

بغیر اجازت امام کا تراویح پڑھانا:

مسئلہ (۵۴۰): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام وعلمائے عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ کیا امام اور خطیب کی موجودگی میں اس کی اجازت کے بغیر مسجد کی انتظامیہ کسی دوسرے شخص کو عید، جمعہ اور تراویح کے لیے مقرر کر سکتی ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

امامت اور خطابت کا حق صرف مقررہ امام کو ہے دوسرے شخص کو امام کی اجازت کے بغیر امامت وغیرہ کرنا شرعاً ممنوع ہے۔

"(واعلم) ان (صاحب البيت) ومثله امام المسجد الراتب (اولى بالامامة من غيره) مطلقا (الا ان يكون معه سلطان اوقاض فيقدم عليه)"......(الدرالمختار: ۱/۴۱۳)

"فصاحب البيت والمجلس وامام المسجد أحق بالامامة من غيره وان كان الغير أفقه وأقرأ وأورع وأفضل منه، ان شاء تقدم وان شاء قدم من يريده اه"......(الطحطاوی علی المراقی: ۲۹۹)

"(ولو امّ قوما وهم له كارهون) ان الكراهة (لفساد فيه اولانهم احق بالامامة منه

کرہ) لہ ذلک تحریما لحدیث ابی داود."لایقبل اللہ صلوۃ من تقدم قوماوھم لہ کارھون"......(حاشیۃ الطحطاوی علی الدر: ۱/۲۴۳)

" دخل المسجد من ھو اولی بالامامۃ من امام المحلۃ فامام المحلۃ اولی کذافی القنیۃ"......(الھندیۃ: ۱/۸۳)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

امام جہری تلاوت کررہا ہوتو مقتدی ثناء پڑھے یا نہیں؟

مسئلہ(۵۷۱): کیافرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ میں جماعت میں اس حالت میں شریک ہوا کہ امام صاحب جہری تلاوت فرمارہے تھے آیا میں ثناء پڑھوں یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

مذکورہ صورت میں آپ کو چاہیے کہ آپ تکبیر تحریمہ کہہ کر جماعت میں شریک ہوجائیں اور ثناء نہ پڑھیں بلکہ خاموش کھڑے ہوجائیں اور غور سے تلاوت سنیں۔

"ویسکت المؤتم عن الثناء اذاجھر الامام ھو الصحیح کذافی التتارخانیۃ"......(الھندیۃ : ۱/۹۱)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

امامت کے لیے حد بلوغ اور نابالغ کی امامت:

مسئلہ(۵۷۲): کیافرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کتنی عمر میں بچہ نماز اور تراویح پڑھاسکتا ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

جب بچہ بالغ ہوجائے یا پندرہ سال کی عمر کا ہوجائے تو وہ فرائض اور تراویح کی امامت کراسکتا ہے نابالغی کی عمر میں اس کے پیچھے بالغین کی نماز نہیں ہوتی البتہ نابالغ بچوں کی نماز ہوجاتی ہے۔

"واماشروط الامامة فقدعدهافی نورالایضاح علی حدة فقال وشروط الامامة للرجال الاصحاء ستة اشیاء الاسلام والبلوغ والعقل"......(ردالمحتار: ۳۰۶/۱)

"المختارانه لایجوزفی الصلوات کلهاکذافی الهدایة وهوالاصح هکذافی المحیط وهوقول العامة وهوظاهرالروایة هکذافی البحرالرائق"(الهندیة: ۸۵/۱)

"(بلوغ الغلام بالاحتلام والاحبال والانزال) والاصل هوالانزال......(فان لم یوجدفیهما)شیئی(فحتی یتم لکل منهماخمس عشرة سنة به یفتی"......(الدر علی ردالمحتار:۱۰۷/۵)

"وامامة الصبی المراهق لصبیان مثله یجوزکذافی الخلاصة"...... (الهندیة: ۸۵/۱)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

مسجد کے ہال اور برآمدہ کے درمیان بنی دیوار میں کھڑے ہوکر امامت کرنا:

مسئلہ(۵۴۳): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ امام صاحب اگر مسجد کے ہال اور برآمدہ کے درمیان بنی دیوار میں کھڑے ہوکر امامت کروائیں کیا امام صاحب کے نصف پاؤں دیوار سے باہر ہونا ضروری ہیں یا نہیں وضاحت فرمائیں؟

الجواب باسم الملک الوهاب

صورت مرقومہ میں امام کے نصف پاؤں دیوار سے باہر ہونا ضروری ہیں تاکہ امام کی حالت مقتدیوں پر مشتبہ نہ ہو اور تخصیص بالمکان کی وجہ سے تشبہ بالیہود لازم نہ آئے۔

"ویکره قیام الامام بجملته فی المحراب لاقیامه خارجه وسجوده فیه......والکراهة لاشتباه الحال علی القوم,واذاضاق المکان

فلاکراھۃ.....(قولہ لاشتباہ الحال علی القوم) فان انتفی الاشتباہ انتفت الکراھۃ وھذا التعلیل لجماعۃ منھم الفقیہ أبوجعفر الھندوانی وذھب الأکثر الی ان العلۃ التشبہ بأھل الکتاب لأنھم یخصون امامھم بمکان وحدہ والتشبہ بھم مکروہ"......(حاشیۃ الطحطاوی مع مراقی الفلاح: ۳٦۱)

"(مطلقا) راجع الی قولہ وقیام الامام فی المحراب وفسر الاطلاق بمابعدہ وکذاسواء کان المحراب من المسجد کماھو العادۃ المستمرۃ أولا کمافی البحر (ان علل بالتشبہ) قیدللکراھۃ وحاصلہ انہ صرح محمدؒ فی الجامع الصغیر بالکراھۃ ولم یفصل فاختلف المشائخ فی سببھا فقیل کونہ یصیر ممتازاعنھم فی المکان لان المحراب فی معنی بیت آخر وذلک صنیع أھل الکتاب واقتصر علیہ فی الھدایۃ واختارہ الامام السرخسی وقال انہ الأوجہ وقیل اشتباہ حالہ علی من فی یمینہ ویسارہ.......والمحراب وان کان من المسجدفصورتہ وھیئتہ اقتضت شبھۃ الاختلاف"

......(ردالمحتار: ۱/۴۷۷)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

امام محلہ کافاسق کوامامت کے لیے آگے کرنا جائز نہیں:

مسئلہ(۵۱۴): درج ذیل مسائل میں آپ کی رہنمائی چاہتاہوں ایک مقتدی کی حیثیت سے:

۱۔ ایک امام مسجد کے ہوتے ہوئے (وہ امام مسجد جس کومسجد انتظامیہ نے مقررکیاہے ایک دوسرے شخص جوکہ عالم ہےاوروہ ڈاڑھی کٹواتاہے یعنی چارانگلیوں سے کم ہےاورامام مسجد ہی اس کومصلی پرکھڑاکرتاہے زیادہ مرتبہ ہونےکی وجہ سے یعنی امام مسجد حافظ قاری اورعالم نہیں ہےتوامام مسجد کے لیے ایسے شخص کوآگے کرناکیساہے ایسے شخص کے پیچھے نمازصحیح ہے یانہیں؟

۲۔ ایک امام مسجد جوکہ لڑکوں سے بدکاری کرتاہے لیکن میں نے خوداس کواپنی آنکھوں سے نہیں دیکھا ایک دوسرے صاحب جواس مدرسہ میں درس دیتے ہیں نودس سال سے پڑھاتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ یہ امام صاحب برافعل

کرتے ہیں اور مجھے اس دوسرے صاحب پر یقین ہے کہ یہ جھوٹ نہیں بولتے اور کچھ لوگوں کو بھی اس دوسرے صاحب پر یقین ہے کہ یہ جھوٹ نہیں بولتے تو اس امام کے پیچھے میرا نماز پڑھنا کیسا ہے؟ اور اس کے پیچھے نماز ہوتی ہے یا نہیں؟ جماعت کے ساتھ نماز پڑھوں یا جماعت کو قطع کر دوں؟ اور دوسرے صاحب پر مجھے یقین ہے (کیونکہ یہ میرے استاد ہیں) اور ان صاحب پر جنہوں نے اس کو اپنی آنکھوں سے امام صاحب کو برا فعل کرتے ہوئے دیکھا ہے، کیا اس صاحب پر ضروری ہے کہ وہ اپنے مقتدیوں کو اس فعل سے آگاہ کریں؟ تاکہ نماز خراب نہ ہو۔

الجواب باسم الملک الوھاب

صورت مرقومہ میں یہ عالم چونکہ فاسق ہے امام مسجد کا اس کو مصلے پر کھڑا کرنا جائز نہیں ہے اور اس شخص کی امامت مکروہ تحریمی ہے۔

"وفیہ اشارۃ الی انھم لو قدموا فاسقایأ ثمون بناء علی ان کراھۃ تقدیمہ کرھۃ تحریم لعدم اعتناء ہ بامور دینہ"......(حلبی کبیری: ۴۴۲)

۲۔ اگر مذکورہ امام کا بدفعلی کرنا شہادت شرعیہ سے یا ان کے اقرار سے ثابت ہو جائے تو یہ فاسق ہے اور اس کی امامت مکروہ تحریمی ہے اور اگر شہادت شرعیہ سے ثابت نہ ہو اور نہ وہ بدفعلی کا اقرار کر رہا ہے، بلکہ صرف ایک آدمی اس کے بدفعلی کی گواہی دے رہا ہے تو اس پر شہادت شرعیہ کا ثبوت دینا لازم ہے، ورنہ بغیر شہادت شرعیہ کے دوسرے کے سامنے اس کے بدفعلی کا ذکر کرنے کی وجہ سے گناہ گار ہوگا۔

"(فالحاصل انہ یکرہ) قال الرملی ذکر الحلبی فی شرح منیۃ المصلی ان کراھۃ تقدیم الفاسق والمبتدع کراھۃ التحریم"......(منحۃ الخالق علی البحر: ۱/۶۱۱)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

بوقت ضرورت مؤذن کی امامت درست ہے:

مسئلہ(۵۲۵): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک آدمی مؤذن ہے جبکہ امام ان کے علاوہ اور مقرر ہے بعض اوقات امام کسی مجبوری کی وجہ سے نماز کے وقت نہیں پہنچتا تو کیا مؤذن امامت کا اہل ہے

یانہیں؟یہ بات ذہن میں رہے کہ مؤذن کے ذمہ مسجد کی صفائی پانچ وقت اذان دینا اور بیت الخلاؤں کی صفائی کا کام بھی ہے،کیاان امور کے ہوتے ہوئے مؤذن امامت کا اہل ہے یانہیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

صورت مرقومہ میں مسجد کی خدمت کرنا بڑی سعادت ہے اس مؤذن کو حقیر سمجھنا جہالت ہے اگر یہ مؤذن باشرع ہے تو امام بن سکتا ہے۔

”شروط صحة الامامة للرجال الاصحاء ستة أشياء الاسلام والبلوغ والعقل والذكورة والقراءة والسلامة من الاعذار“......(نور الایضاح مع حاشیة الطحطاوی:۲۸۷)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

صحیح العقیدہ امام میسر نہ ہو تو جمعہ کہاں پڑھا جائے؟

مسئلہ(۵۲۶): کیافرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر کسی شہر میں صرف دو مسجدیں دیوبندیوں کی ہوں اور وہاں خطیب دونوں مسجدوں میں مماتی ہوں اور باقی مساجد بریلویوں اور غیر مقلدوں کی ہوں اور بریلوی بھی ایسے کہ ان کی بدعات شرک تک پہنچ چکی ہوں تو مسئلہ یہ ہے کہ جمعہ کس مسجد میں پڑھا جائے یا علیحدہ ظہر کی نماز پڑھی جائے؟مہربانی فرما کر شریعت کی روشنی میں وضاحت فرمادیں،اللہ آپ کا حامی وناصر ہو،آمین۔

الجواب باسم الملک الوھاب

بشرط صحت سوال آپ لوگوں کو چاہیے کہ اپنی الگ جماعت کریں اور کسی کے ساتھ بھی نماز نہ پڑھیں کیونکہ مذکورہ فرقے اعتقادی یا عملی لحاظ سے مبتدع ہیں یا سلف صالحین کی شان میں گستاخی کرنے کی وجہ سے فاسق ہیں اور مبتدع وفاسق کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے اور اگر الگ جماعت قائم کرنا مشکل ہو تو پھر ان کے پیچھے نماز پڑھی جائے البتہ اگر غیر مقلد امام نواقض وضو میں حنفی مذہب کی رعایت نہ کرتا ہو تو ان کے پیچھے نماز نہیں پڑھنی چاہیے۔

”وكره امامة العبد والاعرابي والفاسق والمبتدع والاعمى وولد الزنا“......(البحر الرائق:۱/۶۱۰)

" قال فی البحر وفی الفتاوی:لو صلی خلف فاسق أو مبتدع ینال فضل الجماعة لکن لا ینال کما ینال خلف تقی ورع لقوله علیه السلام من صلی خلف عالم تقی فکأنما صلی خلف نبی...... وذکر الشارح وغیره ان الفاسق اذا تعذر منعه یصلی الجمعة خلفه،وفی غیرها ینتقل الی مسجد آخر.وعلل له فی المعراج فان فی غیر الجمعة یجد اماما غیره فقال فی فتح القدیر:وعلی هذا فیکره الاقتداء به فی الجمعة اذا تعددت اقامتها فی المصر علی قول محمدؒ هو المفتی به لانه بسبیل من التحول حینئذ انتهی..... فالحاصل انه یکره لهؤلاء التقدم ویکره الاقتداء بهم کراهة تنزیهة،فان أمکن الصلوة خلف غیرهم فهو افضل والا فالاقتداء اولی من الانفراد وینبغی ان یکون محل کراهة الاقتداء بهم عند وجود غیرهم والا فلا کراهة کما لا یخفی".....(البحر الرائق: ۱/ ۶۱۱،۶۱۰)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

غیر عالم تبلیغی کا امام و نکاح رجسٹرار بننا:

مسئلہ(۵۲۷): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص جو نہ حافظ ہے نہ قاری اور نہ ہی مولوی،البتہ تبلیغی جماعت کیساتھ منسلک ہونے کی وجہ سے دین کی کچھ سمجھ رکھتا ہے اور یہ شخص مسجد کا امام ہے اور نکاح رجسٹرار ہے اور جمعہ بھی پڑھاتا ہے،لیکن یہ شخص قرآن پاک مجہول پڑھتا ہے اور اس کے پیچھے نماز پڑھنے والا حافظ قاری اور مولوی ہے اور یہ شخص نکاح خوان اور رجسٹرار بن سکتا ہے یا نہیں؟ قرآن وسنت کی روشنی میں مدلل ومکمل جواب سے سرفراز فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوهاب

صورت مرقومہ میں آپ نے لکھا ہے کہ یہ امام قرآن مجہول پڑھتا ہے اس کی وضاحت ضروری ہے کہ مجہول سے کیا مراد ہے؟ اس وضاحت کے بغیر فتوی نہیں دیا جا سکتا اور باقی اگر اس آدمی کو نکاح خوانی کا طریقہ آتا ہے تو یہ نکاح خوان اور رجسٹرار بن سکتا ہے۔

تنقیح: قرآن پاک مجہول پڑھنے سے آپ کی کیا مراد ہے؟

جواب تنقیح: مجہول پڑھنے سے مراد یہ ہے کہ الفاظ کی ادائیگی صحیح نہیں بایں معنی کہ اعراب میں بھی غلطی کرتا ہے، اور وقف کی بھی پرواہ نہیں کرتا، الفاظ کا تبدل بھی کرتا ہے۔

الجواب باسم الملک الوهاب

اکثر کتب فقہ سے یہی بات سمجھ میں آتی ہے کہ جن دو حرفوں میں فرق کرنا آسان ہو ان کے آپس میں بدل جانے سے اگر معنی بگڑ جائیں تو سب کے نزدیک نماز فاسد ہو جائیگی اور جن میں فرق کرنا مشکل ہے ان کے آپس میں بدل جانے سے نماز نہیں ٹوٹتی بہر حال صحیح پڑھنے کی مشق کرنا لازم ہے۔

"فنقول ان الخطأ اما في الاعراب اى الحركات والسكون ويدخل فيه تخفيف المشدد وقصر الممدود وعكسهما اوفي الحروف بوضع حرف مكان آخر اوزيادته اونقصه اوتقديمه اوتاخيره اوفي الكلمات اوفي الجمل كذلك اوفي الوقف ومقابله والقاعدة عندالمتقدمين ان ماغير المعنى تغيرا يكون اعتقاده كفرا يفسدفي جميع ذالك سواء كان في القرآن اولا الاماكان من تبديل الجمل مفصولابوقف تام وان لم يكن التغيير كذلك فان لم يكن مثله في القرآن والمعنى بعيدمتغير تغيرا فاحشايفسدايضا"......(ردالمحتار: ۱/۴۶۶)

"ولوزادكلمة اونقص كلمة اونقص حرفا اوقدمه اوبدله بآخر......لم تفسدمالم يتغير المعنى الامايشق تمييزه كالضادوالظاء فاكثرهم لم يفسدها"......(الدرالمختار: ۱/۹۰)

" وان ذكر حرفامكان حرف وغير المعنى فان أمكن الفصل بين الحرفين من غيرمشقة كالطاء مع الصادفقرأالطالحات مكان الصالحات تفسدصلاته عندالكل وان كان لايمكن الفصل بين الحرفين الابمشقة كالظاء مع الضادوالصادمع السين والطاء مع التاء اختلف المشائخ فيه قال اكثرهم لاتفسدصلاته اه"......(قاضي خان: ۱/۱۴۱)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

مقرر امام کی موجودگی میں کسی دوسرے شخص کا زبردستی امامت کروانا:

مسئلہ(۵۲۸): ایک مسجد کا امام مستقل طور پر متعین ہے اس کی اجازت کے بغیر ایک شخص زبردستی امامت کے لیے مصلے پر کھڑا ہو جاتا ہے نہ امام اور نہ ہی متعلقہ مسجد کا خطیب اور نہ ہی نمازی اس کی امامت پر راضی ہیں قرآن وسنت کی روشنی میں وضاحت فرمائیں کہ آیا ایسے امام کی اقتداء میں نماز درست ہے یا نہیں؟ اگر نہیں تو کیا نماز لوٹانے کی ضرورت ہے یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوهاب

صورت مرقومہ میں مستقل طور پر متعین امام کی موجودگی میں اس کی اجازت کے بغیر کسی شخص کا زبردستی امامت کے لیے مصلے پر کھڑا ہونا جائز نہیں بلکہ مکروہ ہے البتہ اگر ایسے شخص میں امامت کی شرائط پائی جارہی ہوں تو اس صورت میں اقتداء درست ہو جائے گی محض زبردستی امام بننے کی وجہ سے نماز لوٹانا لازم نہیں ہے۔

"(و)اعلم ان(صاحب البيت) ومثله امام المسجد الراتب(اولى بالامامة من غيره) مطلقا(الا ان يكون معه سلطان اوقاض فيقدم عليه)"......(الدرعلى الرد: ۱/۴۱۳)

"(ولوامّ قوماوهم له كارهون ان) الكراهة (لفسادفيه اولانهم احق بالامامة منه كره) له ذلك تحريمالحديث ابى داود."لايقبل الله صلوة من تقدم قوماوهم له كارهون"......(الدرعلى الرد:۴۱۳/۱)

"دخل المسجدمن هواولى بالامامة من امام المحلة فامام المحلة اولى"......(الهندية : ۱/۸۳)

" رجل ام قوماوهم له كارهون ان كانت الكراهة لفسادفيه اولانهم احق بالامامة يكره له ذلك"......(الهندية: ۱/۸۷)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

(اقتداء مقتدی)

اتصال صف کے لیے فاصلہ کی مقدار:

مسئلہ(۵۲۹): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ مسجد میں جگہ نہیں رہتی تو باہر صف بچھائی جاتی ہے جو کہ مسجد کی حدود سے باہر ہے اور درمیان میں وضو کی جگہ ہونے کی وجہ سے مسجد کی آخری صف اور باہر کی پہلی صف کے درمیان خاصا فاصلہ ہو جاتا ہے کیا اس صورت میں اتصال ہو جاتا ہے اور اگر نہیں ہوتا تو باہر والوں کی جماعت کی نماز ہوتی ہے یا نہیں؟ نیز اتصال کتنے فاصلے تک ہو جاتا ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

اگر مسجد کی حدود میں آخری صف اور مسجد سے باہر والی صف کے درمیان اس راستے جتنا فاصلہ ہو جس میں بیل گاڑی گزرنے کی گنجائش ہو یا اس پر نہر جتنا فاصلہ ہو جس میں چھوٹی کشتی چل سکتی ہو تو اس صورت میں اتصال نہیں ہوگا اور باہر والوں کی نماز نہیں ہوگی، اگر اس سے کم فاصلہ ہے تو اتصال ہو جائے گا اور باہر والوں کی اقتداء درست ہو جائے گی اور یہ فاصلہ دو صفوں (تقریباً آٹھ فٹ) جتنا بنتا ہے، واضح رہے کہ مسجد کے اندر اس فاصلہ کا اعتبار نہیں ہے۔

"وان لایفصل بین الامام والماموم نهر یمر فیه الزورق فی الصحیح والزورق نوع من السفن الصغار ولاطریق تمر فیه العجلة ولیس فیه صفوف متصلة والمانع فی الصلاة فاصل یسع فیه صفین علی المفتی به قوله تمر فیه العجلة والمراد ان تکون صالحة لذلک لامر ورها بالفعل والعجلة بالتحریک آلة یجرها الثور والمراد بالطریق هو النافذ ذکره السید "......(مراقی الفلاح مع حاشیة الطحطاوی: ۲۹۲)

"المانعة من الاقتداء ثلاثة اشیاء منها طریق عام یمر فیه العجلة والاوقار هکذا فی شرح الطحاوی الی قوله ومنها نهر عظیم لایمکن العبور عنه الابالعلاج کالقنطر وغیرها هکذا فی شرح الطحاوی فان کان بینه وبین الامام نهر کبیر یجری فیه السفن والزوارق یمنع الاقتداء وان کان صغیرا لا تجری فیه

لایمنع الاقتداء ھو المختار ھکذا فی الخلاصۃ وبعدثلاثۃ اسطر ان کان بینھما برکۃ اوحوض ان کان بحال لووقعت النجاسۃ فی جانب یتنجس الجانب الاخر لایمنع الاقتداء وان کان لایتنجس یمنع الاقتداء ھکذا فی المحیط"......(ھندیۃ /۸۷)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

دوران نماز مقتدی کا امام کو لقمہ دینا:

مسئلہ(۵۳۰): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ امام صاحب نماز پڑھا رہے تھے کہ دوران تلاوت ان سے غلطی ہوگئی،کوئی آیت چھوٹ گئی یا آیت غلط پڑھ دی تو آیا مقتدی پیچھے سے لقمہ دے سکتا ہے یانہیں؟لقمہ دینے سے نماز فاسد تو نہ ہوگی؟

الجواب باسم الملک الوھاب

صورت مذکورہ میں اگر دوران تلاوت امام سے غلطی ہوجائے تو مقتدی کو چاہیے کہ فوراً لقمہ نہ دے بلکہ امام کو چاہیے کہ وہ یا تو غلطی درست کرلے یا کسی اور جگہ سے تلاوت شروع کردے یا پھر رکوع کرلے(اگر فرض قرأت مکمل ہوچکی ہو) ہاں اگر امام اسی آیت پر کھڑا ہے اور غلطی بھی درست نہیں ہورہی تو پھر مقتدی لقمہ دے سکتا ہے خواہ فرض قرأت مکمل ہوچکی ہو یانہیں اوراس کے لقمہ دینے سے نماز بھی فاسد نہ ہوگی،واضح رہے کہ اگر مقتدی نے بلاضرورت لقمہ دے دیا تب بھی نماز فاسد نہ ہوگی اگرچہ مقتدی کا بغیر ضرورت لقمہ دینا مکروہ ہے۔

"وان فتح المصلی علی من لیس معہ فی الصلوۃ تفسدصلوتہ بعدمقدارمایجوزبہ الصلوۃ تفسدصلوۃ الفاتح وان أخذالامام بقولہ تفسدصلاۃ الکل وھوالقیاس لکونہ تعلیماوتعلمامن غیرضرورۃ والصحیح انہ(أی الشان) لاتفسدصلاۃ الفاتح ولاصلاۃ الامام ان أخذبقولہ وھوالاستحسان لماروی انہ علیہ الصلاۃ والسلام قرأفی الصلوۃ سورۃ المؤمنین فترک کلمۃ فلمافرغ قال لم یکن فیکم أبی قال بلی قال ھلافتحت

علیؓ فقال ظننت انها نسخت فقال علیه السلام لو نسخت لأعلمتکم وعن علیؓ اذا استطعمک الامام فاطعمه أی اذا استفتحک فافتح علیه ولان المقتدی محتاج الی اصلاح صلاته والفتح علی امامه منه لانه ربما جریٰ علی لسان الامام مایفسد صلاته وکان من صلاته حکما الخ"......(حلبی کبیری: ۳۸۰تا۳۸۱)

"بخلاف فتحه علی امامه فانه لایفسد مطلقاالفاتح وآخذ بکل حال"......(الدرعلی الرد: ۱/۲۶۰)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

مفترض کا متنفل کی اقتداء کرنے کا حکم:

مسئلہ(۵۴۱): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہماری مسجد میں دیکھا گیا ہے کہ ایک عرب بھائی اکیلا نماز ادا کررہا ہے یہ معلوم نہیں کہ وہ سنت نفل یا فرض پڑھ رہا ہے ایک دم دوسرا شخص آکر اس کی پہلی دوسری رکعت میں شامل ہوکر نماز باجماعت ادا کرنا شروع کردیتا ہے جب پہلا آدمی جوکہ پہلے خفی نماز ادا کرتا تھا دوسرے آدمی کے ملنے کے بعد جہراً قرأت شروع کردیتا ہے ان عرب بھائیوں کا کہنا ہے کہ خواہ پہلا آدمی نفل ہی کیوں نہ ادا کررہا ہو آپ مقتدی کے طور پر اس سے مل کر اپنی فرض نماز ادا کرسکتے ہیں کیا یہ درست ہے؟ مجھے معلوم کرنا ہے کہ کیا شرعی طور پر یہ درست ہے اور یہ چاروں اماموں میں سے کس کا مسلک ہے؟ مہربانی کرکے تفصیلی جواب دیکر فتویٰ عطا فرمائیں تاکہ ان بھائیوں کو بہتر طریقے سے سمجھایا جاسکے۔

الجواب باسم الملک الوھاب

صورت مرقومہ میں نماز کے بعد اگر دوسرے شخص کو معلوم ہوا کہ امام نے نفل پڑی ہے تو اب اس کو دوبارہ نماز ادا کرنی ہوگی اور اگر یہ معلوم ہوا کہ اس نے بھی وہی نماز ادا کی ہے جو دوسرے نے ادا کی ہے تو نماز درست ہے یا دوسرے کی نفل کی نیت ہو اور اسکی فرض کی تب بھی اقتداء درست ہوگی کیونکہ امام مقتدی سے اعلیٰ یا برابر نماز والا ہونا چاہیے اور اعلیٰ کے لیے ادنیٰ کی اقتداء درست نہیں احناف کے نزدیک، لیکن شوافع کے نزدیک فرض پڑھنے والے کا نفل پڑھنے والے کی اقتداء کرنا درست ہے کراہت کے ساتھ۔

"ومن شروط الامامة أن لايكون الامام أدنى حالامن المأموم فلايصح اقتداء مفترض بمتنفل الاعندالشافعيه وفى حاشية الشافعية قالوايصح اقتداء المفترض بالمتنفل مع الكراهة"...... (كتاب الفقه على المذاهب الاربعة : ۱/۳۷۰)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

دوسرے مذہب والے کی اقتدا کا حکم:

مسئلہ(۵۳۲): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ علماء سے ہم نے یہ سنا ہے کہ ایک مسلک کا آدمی دوسرے مسلک کے امام کے پیچھے نماز پڑھے تو ادا نہیں ہوتی ادا نہ ہونے کی وجہ بیان فرمادیں جبکہ چاروں ائمہ کرام ایک دوسرے کے پیچھے نماز ادا کرتے تھے اس کی وضاحت فرمادیں کہ آیا یہ ٹھیک ہے یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

بعض مسائل ایسے ہیں کہ ان میں احناف اور دیگر ائمہ کا اختلاف ہے مثلاً احناف کے نزدیک اگر جسم کے کسی حصے سے خون نکل کر بہہ جائے تو وضو ٹوٹ جاتا ہے جبکہ بعض ائمہ کے نزدیک اس سے وضو نہیں ٹوٹتا تو اگر پتہ ہو کہ امام ایسے مسائل میں مقتدیوں کے مذہب کی رعایت رکھتا ہے تو انکی اقتداء بلا کراہت درست ہے اور اگر یہ یقین ہو کہ وہ مقتدیوں کے مذہب کی رعایت نہیں کرتا تو اقتداء نہ کریں اکیلے ہی نماز پڑھ لیں۔

"والذى يميل اليه القلب عدم كراهة الاقتداء بالمخالف مالم يكن غيرمراع فى الفرائض لان كثيرامن الصحابة والتابعين كانوا ائمة مجتهدين وهم يصلون خلف امام واحدمع تباين مذاهبهم "......(ردالمحتار : ۱/۴۱۷)

" الحاصل انه ان علم الاحتياط منه فى مذهبنافلاكراهة فى الاقتداء به وان علم عدمه فلاصحة وان لم يعلم شيئا كره.اه"...... (ردالمحتار : ۱/۳۹۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

بریلوی امام کے پیچھے دیوبندی کی اقتدا کا حکم:

مسئلہ(۵۴۳): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ کیا بریلوی امام کے پیچھے دیوبندی کا نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں؟ اور جناب نبی کریم ﷺ کے بارے میں بریلویوں اور دیوبندیوں کے عقیدے میں کیا فرق ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

بریلوی حضرات چونکہ بدعات کرتے ہیں اس لیے ان کو امام بنانا مکروہ تحریمی ہے، اہل السنۃ والجماعۃ علماء دیوبند رحمہم اللہ تعالیٰ کا عقیدہ تو یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ اللہ کے بندے اور آخری رسول ہیں اور بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر، ساری کائنات سے اعلیٰ وافضل ہیں، باقی بریلویوں کا عقیدہ انہی سے معلوم کیا جائے۔

"ویکرہ تقدیم المبتدع ایضا لانہ فاسق من حیث الاعتقاد وھو اشد من الفسق من حیث العمل الاان الفاسق من حیث العمل یعترف بانہ فاسق ویخاف ویستغفر بخلاف المبتدع والمراد بالمبتدع من یعتقد شیئا علی خلاف مایعتقدہ اھل السنۃ والجماعۃ "......(حلبی کبیری:۴۴۳)

"وفیہ اشارۃ الی انھم لوقدموا فاسقا یأثمون بناء علی ان کراھۃ تقدیمہ کراھۃ تحریم "......(حلبی کبیری: ۴۴۲)

" ومحمدرسول اللہ ﷺ نبیہ وعبدہ ورسولہ وصفیہ "......(الفقہ الاکبر: ۵۹)

"وفی السراجیۃ نبینا ﷺ اکرم الخلق وافضلھم "......(البحر الرائق: ۸/۳۳۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

نماز میں مقتدی کا امام کو لقمہ دینے کا حکم:

مسئلہ(۵۴۴): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ امام کو لقمہ دینا جائز ہے یا نہیں؟ اگر امام رک جائے یا غلط پڑھ دے تو کیا حکم ہے؟

الجواب باسم الملک الوهاب

امام کولقمہ دینا جائز ہے لیکن مقتدی کو لقمہ دینے میں جلدی نہیں کرنا چاہیے ،جلدی کرنا مکروہ ہے امام اگربقدر''ماتجوزبه الصلوۃ''قرات کرچکا ہے تو رکوع کرنا چاہیے یا کوئی دوسری سورت شروع کردینا چاہیے ،مقتدی کو لقمہ دینے پرمجبور کرنا امام کے لیے مکروہ ہے،البتہ اگر اس کے باوجود لقمہ دیا اور امام نے لیا تو نماز فاسد نہیں ہوگی۔

" بخلاف فتحه علی امامه فانه لایفسد مطلقا لفاتح و آخذبکل حال..... وینوی الفتح لاالقراء ۃ قوله وینوی الفتح لاالقراء ۃ هوالصحیح لان قراء ۃ المقتدی منهی عنها والفتح علی امامه غیرمنهی عنه بحر (تتمه)یکره ان یفتح من ساعته کمایکره للامام ان یلجئه الیه بل ینتقل الی آیة اخری لایلزم من وصلها مایفسدالصلاۃ اوالی سورۃ اخری اویرکع اذاقرء قدرالفرض کماجزم به الزیلعی وغیره ''......(ردالمحتار : ۱/۶۲۰)

واللہ تعالی اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

کیاتشہدمیں ملنےوالامقتدی تشہد پوراپڑھےگا؟

مسئلہ(۵۳۵): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ مقتدی جماعت میں قعدہ میں ملا ہے لیکن مقتدی کی التحیات مکمل ہونے سے پہلے امام صاحب تیسری رکعت کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے تو اس صورت میں مقتدی تشہد کو پورا کرے گا یا امام کے ساتھ ہی کھڑا ہو جائے گا؟

الجواب باسم الملک الوهاب

صورت مسئولہ میں مقتدی تشہد کو پورا پڑھے گا پھر کھڑا ہوگا۔

" اذاادرک الامام فی التشهد وقام الامام قبل ان یتم المقتدی اوسلم الامام فی آخرالصلوۃ قبل ان یتم المقتدی التشهد فالمختار ان یتم التشهد "......(فتاوی الهندیة: ۱/۹۰)

"لوقام الامام قبل ان یتم المقتدی التشهد فانه یتمه ثم یقوم "......(فتاوی شامی: ۱/۳۴۷)

واللہ تعالی اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

امام اوپر اور مقتدی نیچے ہوں تو اقتداء کا حکم:

مسئلہ (۵۳۶): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ بعض لوگ مساجد میں تہہ خانے بناتے ہیں امام صاحب اور مقتدی تہہ خانہ کی اوپر والی منزل میں ہوتے ہیں، لیکن بوقت ضرورت اس میں نیچے والے تہہ خانے میں چلے جاتے ہیں، اسی طرح بعض مساجد میں دوسری منزل میں نماز باجماعت ہوتی ہے، اگر اوپر والی منزل بھر جائے، اور لوگ نیچے والی منزل میں جماعت کے ساتھ شریک ہوجاتے ہیں، آیا امام صاحب اوپر اور مقتدی نیچے ہوں تو مقتدیوں کی نماز کا کیا حکم ہے؟ ادا ہو جائے گی یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوهاب

مسجد کے تہہ خانے یا مسجد کی اوپر والی منزل میں نماز پڑھنا صحیح ہے کیونکہ جس جگہ مسجد بنائی جائے وہاں سے آسمان تک وہ جگہ مسجد کے حکم میں ہوجاتی ہے، ایسی صورت میں اگر ایک منزل بھر جائے تو مقتدی اوپر والی منزل اور تہہ خانے میں نماز پڑھ سکتے ہیں، بشرطیکہ امام کی حالت نمازیوں پر مشتبہ نہ ہو رہی ہو۔

”ولو قام علی سطح المسجد واقتدیٰ بامام فی المسجد ان کان للسطح باب فی المسجد ولایشتبه علیه حال الامام یصح الاقتداء “......(فتاویٰ الهندية: ۱/۸۸)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

مقتدی کا امام کے پیچھے سورۃ الفاتحہ پڑھنے کا حکم:

مسئلہ (۵۳۷): بخدمت جناب مفتی صاحب چند مسائل درپیش ہیں۔

(۱) عصر وظہر کی نماز میں امام کی اقتداء میں مقتدی سورۃ الفاتحہ پڑھ سکتا ہے؟

(۲) اکیلے نماز پڑھتے ہوئے سورت کے ساتھ تسمیہ پڑھ سکتا ہے؟ (فاتحہ کے علاوہ)

(۳) قرآنی آیات اور احادیث مبارکہ جو کہ اخبارات یا کاغذات پر لکھی ہوئی ہوتی ہیں ان کا کیا کرنا چاہیے؟ اور ان کا جلانا جائز ہے یا نہیں؟

قرآن وسنت کی روشنی میں وضاحت فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوهاب

(۱) عصر اور ظہر کے ساتھ ساتھ بقیہ تین نمازوں میں بھی امام کی اقتداء میں سورۃ الفاتحہ نہیں پڑھ سکتا ہے۔

"ولایقرء المؤتم خلف الامام "......(مختصر القدوری: ۲۲)

" ولایقرء المؤتم خلف الامام خلافاللشافعی فی الفاتحة،له ان القراء ة رکن من الارکان فیشترکان فیه ولناقوله علیه السلام من کان له امام فقراء ة الامام له قراء ة وعلیه اجماع الصحابة وهورکن مشترک بینهما لکن حظ المقتدی الانصات والاستماع قال علیه السلام واذاقرء فانصتوا ویستحسن علی سبیل الاحتیاط فیمایروی عن محمد ویکره عندهما لمافیه من الوعید"......(هدایه: ۱۲۱،۱۲۲/۱)

" ان النبی ﷺ قال من کان له امام فقراء ة الامام له قراء ة "......(شرح معانی الآثار: ۱۴۲/۱)

(۲) اکیلے نماز پڑھتے ہوئے سورۃ الفاتحہ کے علاوہ کسی اور سورۃ کے ساتھ تسمیہ نہیں پڑھ سکتا۔

"والصحیح انه یؤتی بهافی کل رکعة مرة ولایؤتی بهابین السورة والفاتحة"......(الجوهرة النیرة: ۶۱/۱)

"ولایسمی بین الفاتحة والسورة هکذافی الوقایة والنقایة وهوالصحیح هکذافی البدائع والجوهرة النیرة"......(فتاویٰ الهندیة: ۷۴/۱)

"واماعندرأس کل سورة فی الصلاة فلایأتی بالتسمیة عندابی حنیفة وابی یوسف وقال محمد یاتی بهااحتیاطا کمافی اول الفاتحة والصحیح قولهما"......(بدائع الصنائع: ۴۷۷/۱)

(۳) قرآنی آیات واحادیث مبارکہ جو اخبارات یا کاغذات پر لکھی ہوئی ہوتی ہیں ان کا جلانا جائز نہیں ہے بلکہ ان مقدس اوراق کو دریا میں بہادیا جائے یا پھر دفن کردیا جائے۔

"قوله یدفن ای یجعل فی خرقة طاهرة ویدفن فی محل غیرممتهن لایوطأ وفی الذخیرة وینبغی ان یلحدله ولاشق له لانه یحتاج الی اهالة التراب علیه وفی

ذلک نوع تحقیر الااذاجعل فوقه سقفا بحیث لایصل التراب الیه فهو حسن ایضا"......(فتاویٰ شامی: ۱/۱۳۰)

"المصحف اذاصار خلقالایقرء منه ویخاف ان یضیع یجعل فی خرقة طاهرة ویدفن ودفنه اولی من وضعه موضعا یخاف ان یقع علیه النجاسة اونحوذلک ویلحدله لانه لوشق ودفن یحتاج الی اهالة التراب علیه وفی ذلک نوع تحقیر الااذاجعل فوقه سقفا بحیث لایصل التراب الیه فهو حسن ایضا کذافی الغرائب المصحف اذاصار خلقا وتعذرت القراء ة منه لایحرق بالنار اشیاء الشیبانی الی هذافی السیر الکبیر وبه ناخذ کذافی الذخیرة"......(فتاویٰ الهندیة: ۵/۳۲۳)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

بند دروازے کے پیچھے اقتدا کا حکم:

مسئلہ(۵۲۸): حضرت مفتی صاحب السلام علیکم ورحمة الله وبرکاته

عرض یہ ہے کہ ہماری مسجد میں اختلاف ہے مسجد کے ہال میں شیشے کے دروازے میں اگر دروازہ بند ہو جماعت کی نماز کی آواز باہر بھی آرہی ہو باہر سپیکر لگے ہوئے ہیں تو کیا جماعت کی نماز ہو جاتی ہے یا نہیں؟ ہمارے کچھ لوگ کہتے ہیں کہ دروازہ بند ہو تو نماز نہیں ہوتی، آپ برائے مہربانی مسئلہ حل فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوهاب

صورت مسئولہ کے متعلق فقہاء کرام نے صراحت کی ہے کہ اگر مقتدی پر امام کا حال مشتبہ نہ ہو خواہ سماع کی وجہ سے یا رؤیت کی وجہ سے تو مقتدی کی اقتداء درست ہے چاہے دروازہ بند ہو، اس صورت میں چونکہ مقتدی پر امام کا حال مشتبہ نہیں ہے اور مقتدی کو امام کی آواز پہنچ رہی ہے، لہذا اس کی اقتداء درست ہے اور مقتدیوں کی نماز ہو جائے گی۔

"والحائل لایمنع الاقتداء ان لم یشتبه حال امامه بسماع اورؤیة ولو من باب

مشبک یمنع الوصول فی الاصح ولم یختلف المکان حقیقة کمسجد وبیت فی الاصح قنیة ولاحکما عنداتصال الصفوف "......(درمختار: ۱/۸۵)

"قوله اورؤیة ای من الامام اوالمکبر تتارخانیة قوله اورؤیة ینبغی ان تکون الرؤیة کالسماع لافرق فیها بین ان یری انتقالات الامام اواحد المقتدیین قوله فی الاصح بناء علی ان المعتبر الاشتباه وعدمه کمایاتی لاامکان الوصول الی الامام وعدمه قوله ولم یختلف المکان ای مکان المقتدی والامام وحاصله انه اشترط عدم الاشتباه وعدم اختلاف المکان ومفهومه انه لووجد کل من الاشتباه والاختلاف اواحدهما فقط منع الاقتداء لکن المنع باختلاف المکان فقط".....(فتاویٰ شامی: ۱/۴۳۴)

"وان کان فی الحائط باب مسدود قیل لایصح الاقتداء لانه یمنعه من الوصول وقیل یصح لان وضع الباب للوصول فیکون المسدود کالمفتوح هکذا فی محیط السرخسی".....(فتاویٰ الهندیة: ۱/۸۸)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆
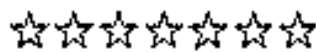
پانچ یا چھ صفوں کی جگہ چھوڑ کر اقتداء کرنے کا حکم:

مسئلہ(۵۳۹): بخدمت جناب مفتی صاحب جامعہ اشرفیہ لاہور

السلام علیکم، مسجد چلڈرن ہسپتال فیروز پور روڈ ایک کمرہ اور صحن پر مشتمل ہے۔

جمعۃ المبارک کی نماز کے لیے نمازیوں کے رش کی وجہ سے صفیں مسجد سے باہر مشرقی سڑک پر لگائی جاتی ہے، جو کہ صحن سے پانچ یا چھ صفوں کے فاصلے پر ہے۔

(۱) کیا مشرقی سڑک پر پانچ یا چھ صفوں کی جگہ چھوڑ کر نماز کے لیے اتصال ہوجاتا ہے اور نماز ہوجاتی ہے یا نہیں؟

(۲) جب کہ جنوب اور شمال میں سڑک اور پارک کی جگہ خالی ہوتی ہے۔

(۳) جنوبی سڑک یا پارک پر صفیں لگانا کیا زیادہ بہتر ہے یا نہیں ہے؟

الجواب باسم الملک الوہاب

”ویمنع من الاقتداء طریق تجری فیه عجلة او نهر تجری فیه السفن او خلاء فی الصحراء یسع صفین“ ......(درمختار مع ردالمحتار: ۱/۴۳۲)

سوال میں ذکر کردہ تحریر اگر درست ہے کہ مسجد کی مشرقی جانب پانچ یا چھ صفوں کی جگہ چھوڑی جاتی ہے تو اس صورت میں مذکورہ بالا عبارت کی رو سے یہ بات اقتداء کے لیے مانع ہے، لہذا یا تو اس انفصال کو ختم کریں یا پھر مسجد کے شمال یا جنوب میں متصل صفوں کا اہتمام کریں۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

امام کو شیطان اور فتنہ کہنے والے کی اقتدا کا حکم:

مسئلہ(۵۴۰): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص امام مسجد کو شیطان اور فتنہ باز کہتا ہے اور پھر نماز اسی کی اقتداء میں ادا کرتا ہے اب سوال یہ ہے کہ یہ امام مسجد کو ایسا کہنا کہاں تک مناسب ہے اور ایسے کہنے والے شخص کی نماز ایسے امام کی پیچھے ادا ہو جاتی ہے یا نہیں؟ شرعی طریقہ سے اس مسئلہ کی وضاحت مطلوب ہے۔

الجواب باسم الملک الوہاب

بشرط صحت سوال امام مسجد کے حق میں یہ کہنا، بلکہ عام مسلمان کے حق میں کہنا کہ یہ شیطان ہے یا فتنہ باز ہے فسق ہے جیسا کے حدیث میں ہے”سباب المسلم فسوق وقتاله کفر“ اور باقی ایسا کہنے والے شخص کی نماز ایسے امام کے پیچھے شرعاً جائز ہے اگر امام میں کوئی شرعی نقصان نہ ہوں جیسا کہ ہمارے فقہاء نے فرمایا ہے۔

”رجل أم قوما وهم له كارهون إن كانت الكراهة لفساد فيه أو لأنهم أحق بالامامة يكره له ذلك وإن كان هو أحق بالامامة لايكره هذا فی المحيط“......(الهندية: ۱/۸۷)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

مقتدی کا امام سے پہلے سلام پھیرنا:

مسئلہ(۵۴۱): اگر مقتدی غلطی سے "التحیات" مکمل کرنے کے بعد امام صاحب سے قبل سلام پھیر دے تو اس کی نماز کا کیا حکم ہے؟ اس کی درستگی کا طریقہ کار کیا ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

بلا عذر شرعی مقتدی امام سے پہلے سلام پھیر دے تو اگر چہ اس کی نماز تو ہو جائے گی مگر مکروہ ہوگی اس کے لیے ضروری ہے کہ امام کے ساتھ نماز پوری کرے اور امام کے ساتھ سلام پھیرے۔

"ولو أتمه قبل إمامه فتكلم جاز وكره(قوله ولو أتمه الخ) أى لو أتم المؤتم التشهد بأن أسرع فيه وفرغ منه قبل إتمام فأتى بمايخرجه من الصلوة كسلام أو كلام أوقيام جاز أى صحت صلوته لحصوله بعدتمام الاركان لأن الإمام وإن لم يكن أتم التشهد لكنه قعدقدره لأن المفروض من القعدة قدرأسرع مايكون من قرأة التشهد وقدحصل وإنما كره للمؤتم ذلك لتركه متابعة الامام بلاعذرفلوبه كخوف حدث أوخروج وقت جمعة أومرورمار بين يديه فلاكراهة"......(الدرالمختارمع ردالمحتار: ۱/۳۸۸)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆
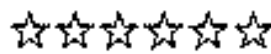
(جماعت ،جماعت ثانی)

جس مسجد کا امام اور مؤذن مقرر نہ ہو اس میں جماعت ثانیہ کا حکم:

مسئلہ(۵۴۲): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ فیکٹری میں مسجد ہے اور امام و مؤذن مقرر نہیں ہے مختلف افراد جو موجود ہوں جماعت کرواتے ہیں کیا ایسی مسجد میں جماعت ثانیہ درست ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

جس مسجد کے امام اور مؤذن مقرر نہ ہوں اس میں جماعث ثانیہ درست ہے۔

"واذا لم یکن للمسجد امام ومؤذن راتب فلایکرہ تکرار الجماعة فیه باذان واقامة بل هو الافضل "......(حلبی کبیری : ۵۳۰)

"قوله الا فی مسجد علی طریق ،هومالیس له امام ومؤذن راتب فلایکرہ التکرارفیه باذان واقامة بل هو الافضل خانية "......(شامی : ۱/ ۲۹۱)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

مسجد کے ستونوں کے دائیں بائیں صف بنانا:

مسئلہ(۵۴۳): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ مسجد کے اندر ستون بنائے جاتے ہیں ان ستونوں کے دائیں بائیں صف بن سکتی ہے یا نہیں کیونکہ ان ستونوں کی وجہ سے انفصال آجاتا ہے اس انفصال کا کیا حکم ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

صورت مرقومہ میں مسجد کے اندر جو ستون بنائے جاتے ہیں ان ستونوں کے دائیں بائیں صفیں بنانا درست ہے کیونکہ ان ستونوں کے درمیان صفیں سیدھی کرنا ممکن ہے اور پیدا شدہ انفصال صفوں کے لیے مضر نہیں ہے اس کی مثال ان دو نمازیوں کی سی ہے جن کے درمیان سامان کی گٹھری پڑی ہو۔

"الاصطفاف بین الأسطوانتین غیرمکروہ لانه صف فی حق کل فریق وان لم یکن طویلاوتخلل الاسطوانة بین الصف کتخلل متاع موضوع أو کفرجة بین رجلین "......(الکنزالمتواری ۴/ ۲۶۲)

" وذلک لایمنع صحة الاقتداء ولایوجب الکراھة.اھ"......(المبسوط للسرخسی: ۵۴/۲)

"وقال ابن سیدالناس رخص فیه أبوحنیفةؒ ومالک والشافعی قیاساعلی الامام والمنفرد.......وأجمل الکلام علی ذلک الشیخ فی الکوکب الدری ......"والاوجه ان سبب ذلک عدم استواء الصفوف مع مایلزم من انقطاعھا ایضافان سواری مسجدالنبی ﷺ لم تک متقابلة کمانشاھدفی زماناھذاوعلی ھذافلاکراھة فی غیرمسجدالنبی ﷺ انتھی"

......(الکنزالمتواری: ۲۶۲/۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

محلّہ کی جامع مسجد میں جماعت ثانی کروانے کا حکم:

مسئلہ(۵۴۴): کیافرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہماری جامع مسجد میں امام اور مؤذن مقرر ہیں،اوراذان،نماز مقررہ اوقات میں باقاعدہ ادا کیے جاتے ہیں،لیکن بعض دفعہ محلے والے یا مقتدی مقررہ اوقات کی نماز کے بعد چندافراداپنی علیحدہ جماعت کراتے ہیں،چندواقعات کے بعدہم نے ضرب مؤمن سے یہ مسئلہ دریافت کیاتوضرب مؤمن کے حوالے سے یہ مسئلہ مکروہ تحریمی ثابت ہوا۔

اورآج جوواقعہ پیش آیاہے وہ یہ ہے کہ نمازعشاء کی جماعت ہوچکی تھی جامع مسجد محلے کی ہے،اورنماز کے کوئی آدھے گھنٹے بعدکافی افرادنکاح کے لیے مسجد میں آئے،اورجماعت باقاعدہ اقامت کے ساتھ فارغ التحصیل عالم نے کروائی،اوروہ امام کسی مدرسہ میں مدرس بھی ہے،اکثراوقات نکاح کے لیے آتے ہیں یاکسی کے ہاں مہمان آتے ہیں،توجماعت کے بعدمسجد میں آتے ہیں تواپنی علیحدہ جماعت کرواتے ہیں،آپ سے گزارش ہے کہ قرآن وسنت کی روشنی میں اس مسئلہ کاحل بتاکرہماری غلط فہمیوں کاازالہ فرمائیں اورثواب دارین حاصل کریں۔

الجواب باسم الملک الوھاب

محلہ کی مسجد میں دوسری جماعت کروانااہل محلّہ کے لیے مکروہ ہے،جیساکہ حضرت انورشاہ کشمیری صاحب نے بخاری کی شرح فیض الباری میں لکھاہے۔

"ومسألة الجماعة الثانية فيمااذاجمع اهل تلك المحلة في مسجدهم ثانياه"......(فيض الباری شرح بخاری:۲/۱۹۳)

"ولنا انه عليه الصلوة والسلام كان خرج ليصلح بين قوم فعادالى المسجد وقدصلى اهل المسجد فرجع الى منزله فجمع اهله وصلى ولو جاز ذلك لمااختار الصلوة في بيته على الجماعة في المسجد ولان في الاطلاق هكذاتقليل الجماعة معنى فانهم لايجتمعون اذاعلموا انهالاتفوتهم"

......(الدرالمختار:۱/۴۰۹)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

جس مسجد کا امام متعین ہو اس میں دوسری جماعت کروانے کا حکم:

مسئلہ(۵۴۵): کیا فرماتے ہیں مفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک مسجد ہے جس میں پانچ وقت کی نماز باجماعت ادا کی جاتی ہے اور امام مسجد معین ہے جب کہ اس مسجد کے اکثر نمازی متعین ہیں ایسی مسجد میں جماعت ثانیہ کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ قرآن وسنت کی روشنی میں جواب دیں۔

الجواب باسم الملک الوھاب

مندرجہ بالا مسجد میں اہل محلّہ کے لیے جماعت ثانیہ مکروہ ہے،اس لیے پہلی جماعت میں شرکت کی بھرپور کوشش کی جائے۔

"قوله تكرار الجماعة لماروى عبدالرحمن بن ابى بكر عن ابيه ان رسول الله ﷺ خرج من بيته ليصلح بين الانصار فرجع وقدصلى فى المسجد بجماعة فدخل رسول الله ﷺ فى منزل بعض اهله فجمع اهله فصلى بهم جماعة ولولم يكره تكرار الجماعة فى المسجد ليصلى فيه وروى عن انس رضى الله عنه ان اصحاب رسول الله ﷺ كانوا اذافاتهم الجماعة فى المسجدصلوافى المسجد فرادىٰ ولان التكراريؤدى الى تقليل الجماعة لان

الناس اذاعلموا انهم تفوتهم الجماعة يتعجلون فتكثروا لاتأخرواه وحينئذ فلودخل جماعة المسجد بعدماصلى اهله فيه فانهم يصلون وحدانا وهوظاهرالرواية "......(ردالمحتار: ۱/۲۹۱)

"المسجداذاكان له امام معلوم وجماعة معلومة في محلة فصلى اهله فيه بالجماعة لايباح تكرارها فيه باذان ثان"......(فتاوىٰ الهندية: ۱/۸۳)

"ففي المجمع ولانكررها في مسجدمحلة باذان ثان وفي المجتبى ويكره تكرارهافي مسجدباذان واقامة " ......(البحرالرائق: ۱/۲۰۵)

"قوله وجاء انس بن مالک الى مسجد قدصلى فيه فاذن واقام وصلى بجماعة واستدل به من اختار الجماعة الثانية وسع فيها احمدرحمة الله عليه وذهب الشافعي ومالک رحمهما الله تعالىٰ الى التضييق كماصرح به الترمذى وعن ابى يوسف فى الكبيرى انهاتجوزبدون الاذان والاقامة اذالم تكن في موضع الامام ،ولعل ترک الاذان والاقامة مع ترک موضع الامام لتغيير هاعن هيئة الجماعة الاولى وفى ظاهر الرواية انهامكروهة ثم ان رواية ابى يوسف محلها فيمن فاتتهم الجماعة لاانهم تعمدوا ذلک اوتعودوه، امااثرانس فلادليل فيه لمافى مصنف ابن ابى شيبة انه جمع بهم وقام وسطهم ولم يتقدم عليهم فدل انه قصد تغيير الشاكلة كمافعله ابويوسف غيران ابايوسف غيرها بترک الاذانين وموضع الامام وانسا بترک التقدم عليهم على انه لم يجمع فى مسجدمحلته وانماجاء الى مسجد بنى زريق وجمع بهم فيه ومسئلة الجماعة الثانية فيمااذاجمع اهل تلک المحلة فى مسجدهم ثانيا"......(فيض البارى: ۲/۱۹۲،۱۹۳)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

فجر کی نماز کھڑی ہو تو سنتیں ادا کرنے کا حکم:

مسئلہ(۵۴۶): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک آدمی فجر کی نماز کے لیے وضو کرتا ہے تو فرض نماز کی جماعت کھڑی ہو جاتی ہے اور وہ آدمی سنتیں ادا کر کے جماعت میں شریک ہوتا ہے تو ایسا فعل یعنی سنتیں ادا کر کے فرض نماز میں شامل ہو جانا بدعت ہے یا نہیں؟ اگر یہ بدعت ہے تو قرآن اور حدیث مبارکہ کی روشنی میں اس کی وضاحت فرما دیں۔

الجواب باسم الملک الوهاب

اگر تشہد میں ملنے کی امید ہے تو فجر کی سنتیں ادا کر کے امام کے ساتھ جماعت میں شریک ہو جائے اور اگر جماعت کے فوت ہونے کا خوف ہو تو امام کے ساتھ جماعت میں شامل ہو جائے اور اس وقت فجر کی سنتیں نہ پڑھے۔

”وشمل کلامہ ما اذا کان یرجوا ادراکہ فی التشھد فانہ یاتی بالسنۃ وظاھر مافی الجامع الصغیر حیث قال ان خاف ان تفوتہ الرکعتان دخل مع الامام ان لایاتی بالسنۃ وفی الخلاصۃ ظاھر المذھب انہ یدخل مع الامام ورجحہ فی البدائع “......(البحر الرائق : ۲/۱۲۹)

” وقولہ وان خشی فوتھما یشیر الی انہ ان کان یرجوا ادراک القعدۃ لایدخل مع الامام وحکی عن الفقیہ ابی جعفر انہ علی قول ابی حنیفۃ وابی یوسف یصلی رکعتی الفجر لان ادراک التشھد عندھما کادراک الرکعۃ “......

(عنایۃ علی فتح القدیر : ۱/۴۱۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

اقامت کے دوران صفوں کو سیدھا کرنے کی ترغیب دینا:

مسئلہ(۵۴۷): امام صاحب کے لیے اقامت ہو جانے کے بعد اس طرح بولنا کہ کندھے سے کندھا ملا کر کھڑے ہوں، شلوار ٹخنوں سے اوپر کر لیں اس کے ساتھ کوئی ترغیبی بات جو تقریباً ایک دو منٹ پر مشتمل ہو کیسا ہے؟

الجواب باسم الملک الوہاب

امام صاحب کا اقامت کے بعد یہ کہنا کہ کندھے سے کندھا ملا کر کھڑے ہوں، شلوار ٹخنوں سے اوپر کرلیں یا کوئی ترغیبی بات جو صفوں کو درست کرنے سے متعلق ہو کہنا جائز ہے اور حدیث شریف سے ثابت ہے۔

”عن انس قال اقیمت الصلوة فاقبل علینا رسول الله بوجهه فقال اقیموا صفوفکم وتراصوا فانی اراکم من وراء ظهری ،قال العلامة ملاعلی القاری تحت قوله علیه الصلوة والسلام اقیمت الصلوة ای فعلت اقامة الصلوة “ ......(مرقاة المفاتیح : ۳/۱۵۳)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

عورتوں کا نمازِ عشاء کے لیے گھر سے باہر نکلنا:

مسئلہ(۵۴۸): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ عورتوں کا نماز عشاء باجماعت ادا کرنے کے لیے گھر سے نکلنا کیسا ہے؟

الجواب باسم الملک الوہاب

عورتوں کا مطلقاً مسجد میں نکلنا مکروہ ہے خواہ کوئی بھی نماز ہو لہٰذا صورت مسئولہ میں مغرب وعشاء میں عورتوں کا نکلنا درست نہیں ہے۔

”ولایحضرن الجماعات لقوله تعالی وقرن فی بیوتکن “......(سورة الاحزاب)

” وقال ﷺ صلاتها فی قعربیتها افضل من صلاتها فی صحن دارها وصلاتها فی صحن دارها افضل من صلاتها فی مسجد هاوبیوتهن خیرلهن، ولانه لایرمن الفتنة من خروجهن اطلقه فشمل الشابة والعجوزوالصلاة لنهارية والليلة قال المصنف فی الکافی والفتویٰ الیوم علی الکراهیة فی الصلاة کلها لظهورالفساد“......(البحرالرائق : ۱/۶۲۸)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

مسجد میں نماز ہو جائے تو گھر پر نماز پڑھنے کا حکم:

مسئلہ(۵۴۹): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ گھر میں فرض نماز پڑھی جاسکتی ہے جب کہ آدمی کو معلوم ہو کہ مسجد میں نماز ہو چکی ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

اگر جماعت ہو چکی ہے تو گھر میں نماز پڑھ سکتے ہیں۔

"وذكر القدوری انه اذا فاتته الجماعة جمع باهله فی منزله وان صلى وحده جاز"......(بدائع الصنائع : ۱/۳۸۵، هكذا فی الهندية : ۱/۸۳)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

مسجد کے باہر جماعت ثانی کا حکم:

مسئلہ(۵۵۰): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ مسجد سے ملحق حصے میں جو کہ مسجد سے باہر ہو جماعت ثانی کروانا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

مسجد سے ملحق حصہ میں جو کہ مسجد سے باہر ہو اور مسجد شرعی نہیں ہے، لہٰذا اس میں جماعت ثانیہ کروانا جائز ہے لیکن اہل محلہ اس کی عادت نہ بنائیں کیونکہ اس سے جماعت اولی میں کمی لازم آتی ہے۔

"وتكرار الجماعة الا فی مسجد على طريق فلاباس بذلک جوهرة ،قال ابن عابدين وتكرار الجماعة لماروى عبدالرحمن بن ابی بكر عن ابيه ان رسول اللهﷺ خرج من بيته ليصلح بين الانصارفرجع وقدصلى فی المسجد بجماعة فدخل رسول اللهﷺ فی منزل بعض اهله فجمع اهله فصلى بهم جماعة ولولم يكره تكرار الجماعة فی المسجد لصلى فيه ،وروى عن انس ان اصحاب رسول اللهﷺ كانوا اذا فاتتهم الجماعة فی المسجدصلوا فی المساجد فرادى ولان التكرار يودى تقليل الجماعة لان الناس اذا علموا

انھم تفوتھم الجماعۃ یتعجلون فتکثروا لاتاخروا"......(الدر المختار مع ردالمحتار: ۲۹۱/۱، ھکذا فی بدائع الصنائع: ۳۷۹/۱)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

جماعت کے لیے کسی کا انتظار کرنا:

مسئلہ(۵۵۱): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ امام مسجد کسی کی جماعت میں شرکت کے لیے رعایت کرسکتا ہے یا نہیں؟ بعض مرتبہ کوئی مقتدی شریر وفسادی ہوتا ہے اور جماعت نکل جانے میں امام کی بے عزتی کرتا ہے، قرآن وسنت کی روشنی میں وضاحت فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوھاب

جب وقت میں گنجائش ہو تو صورت مسئولہ میں انتظار درست ہے۔

"عن جابر بن سمرۃ قال کان بلال یوذن ثم یمھل فاذا رأی النبی ﷺ قد خرج اقام الصلوۃ"......(ابو داؤد: ۹۰/۱)

فقہاء کرام نے بھی یہ بات لکھی ہے کہ بعض مواقع میں کسی شریر شخص کی بھی امام رعایت کرسکتا ہے جب کہ اسے کسی فساد کا اندیشہ ہو۔

"رئیس المحلۃ لاینتظر مالم یکن شریرا والوقت متسع"......(درمختار علی ھامش ردالمحتار: ۲۹۵/۱)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆

نماز باجماعت پڑھنا واجب ہے:

مسئلہ(۵۵۲): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ جناب میری عمر ۶۰ سال ہے میں بوڑھا ہوں بے روزگار غریب آدمی ہوں میرا مسجد اوقاف شاہ کمال والوں سے کچھ جھگڑا ہوگیا ہے دیوبندی حضرات کی مساجد میرے کمرے سے دور ہیں کیا میں گھر میں نماز پڑھ سکتا ہوں؟

الجواب باسم الملک الوہاب

بشرط صحتِ سوال مذکورہ وجہ شرعی عذر نہیں، لہٰذا اگر سائل کو مسجد میں جانے پر قدرت حاصل ہو تو اس کا جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا واجب ہے۔

"وفی البدائع تجب علی الرجال العقلاء البالغین الأحرار القادرین علی الصلوۃ بالجماعۃ من غیر حرج"......

"وتسقط الجماعۃ بالأعذار حتی لاتجب علی المریض والمقعد والزمن ومقطوع الید والرجل والمفلوج من خلاف ومقطوع الرجل الذی لایستطیع المشی والشیخ الکبیر العاجز والاعمی عند ابی حنیفۃؒ والصحیح انھا تسقط بالمطر والطین والبرد الشدید والظلمۃ الشدیدۃ کذا فی التبیین وتسقط بالریح فی اللیلۃ المظلمۃ واما بالنھار فلیست الریح عذرا وکذا اذا کان یدافع الأخبثین اوأحدھما أوکان اذا خرج یخاف أن یحبسہ غریمہ فی الدین أویرید سفرا واقیمت الصلوۃ فیخشی ان تفوتہ القافلۃ أوکان قیما لمریض أویخاف ضیاع مالہ............. کذا فی السراج الوھاج"......(الھندیۃ : ۸۳/۱)

"(والجماعۃ سنۃ مؤکدۃ للرجال ......وقیل واجبۃ وعلیہ العامۃ) (الدرالمختار) قال فی شرح المنیۃ والاحکام تدل علی الوجوب من ان تارکھا بلاعذر یعذر وترد شھادتہ ویأثم الجیران بالسکوت عنہ"......(درمع ردالمحتار: ۳۰۸/۱ تا ۳۰۹)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

جماعت میں عورت کہاں کھڑی ہو؟

مسئلہ(۵۵۳): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک جگہ تین مرد اور ایک عورت

موجود ہوں اور وہاں نماز کا وقت ہو جائے تو یہ حضرات نماز باجماعت کس طرح ادا کریں گے؟ شریعت میں ان کی نماز کی ادائیگی کا کیا طریقہ ہے۔

الجواب باسم الملک الوهاب

صورت مرقومہ میں باجماعت نماز ادا کرنے کا طریقہ یہ ہوگا کہ ایک مرد امام بن جائے اور بقیہ دو اس کے پیچھے کھڑے ہو جائیں اور عورت ان سے بھی پیچھے کھڑی ہوگی یعنی دو صفیں بنائیں پہلی مردوں کی اور دوسری عورت کی۔

"وان كان رجلان وامرأة اقام الرجلين خلفه والمرأة ورائهما .... الخ"

......(الهندية : ١/ ٨٨)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆
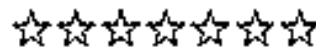
شرعی عذر کی وجہ سے جماعت ترک کرنا:

مسئلہ(۵۵۴): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ میں فالج کا مریض ہوں کیا میرے لیے ایسی حالت میں مسجد میں جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا ضروری ہے؟

الجواب باسم الملک الوهاب

فالج کی حالت میں اگر آپ مسجد نہیں آسکتے تو مسجد میں جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا آپ کے لیے ضروری نہیں ہے۔

"وتسقط الجماعة بالأعذار حتى لاتجب على المريض والمقعدو الزمن ومقطوع اليدو الرجل من خلاف ومقطوع الرجل والمفلوج الذى لايستطيع المشي والشيخ الكبير العاجز والاعمى عندابى حنيفة والصحيح انهاتسقط بالمطر والطين والبرد الشديد والظلمة الشديدة كذافي التبيين وتسقط بالريح في الليلة المظلمة واما بالنهار فليست الريح عذرا وكذا اذا كان يدافع الأخبثين أوأحدهما أو كان اذاخرج يخاف أن يحبسه غريمه في الدين أويريدسفرا واقيمت الصلوة فيخشى ان تفوته القافلة أو كان قيما لمريض

أو یخاف ضیاع ماله............، كذافي السراج الوهاج"......(الهندیة : ۸۳/۱)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

فاسق کی اقتداء چھوڑ کر مسجد کے علاوہ دوسری جگہ جماعت کروانا:

مسئلہ(۵۵۵): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہمارے اردگرد تین مساجد ہیں ان تینوں کے امام ڈاڑھی کٹواتے ہیں تینوں کی ڈاڑھی ایک مشت سے کم ہے اس لیے ہم اپنے دفتر میں جماعت کرواتے ہیں یہاں ہمارے امام باشرع اور بزرگ ہیں اوراجازت یافتہ ہیں کیا ہمارا جماعت کروانا درست ہے اور ہمیں جماعت کا ثواب ملے گا یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوهاب

بشرطِ صحتِ سوال صورت مرقومہ میں آپ کا علیحدہ جماعت کروانا درست ہے اور جماعت کا ثواب بھی ملے گا۔

"یحرم علی الرجل قطع لحیته"......(الدرالمختار: ۲۸۸/۵)

"ویکره امامة عبدواعرابی وفاسق واعمیٰ:قال الشامی تحت قوله(فاسق) من الفسق وهوالخروج عن الاستقامة ولعل المرادبه من یرتکب الکبائر کشارب الخمروالزانی وآکل الرباونحوذلک کذافی البرجندی اسماعیل وفی المعراج قال أصحابنالاینبغی أن یقتدی بالفاسق الافی الجمعة لانه فی غیرهایجدااماماغیره اه قال فی الفتح وعلیه فیکره فی الجمعة اذاتعددت اقامتهافی المصرعلی قول محمدؒ المفتیٰ به لانه بسبیل الی التحول"

......(درمع ردالمحتار: ۴۱۴/۱)

"ویکره ان یکون الامام فاسقا، ویکره للرجال ان یصلوا خلفه اه"......

(التتارخانیة : ۴۳۸/۱)

”وفیہ اشارۃ الی انھم قدموا فاسقاأثمون بناء علی ان کراھة تقدیمہ کراھة تحریم لعدم اعتنائہ بامور دینہ وتساھلہ فی الاتیان بلوازمہ اھ“ ......(الحلبی: ۴۴۲)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

امام کا تکثیر جماعت یا کسی اور عذر سے جماعت میں تاخیر کرنا:

مسئلہ(۵۵۶): کیا فرماتے علمائے کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ جماعت کا وقت ہونے پر امام کو مقتدی پاگلوں کی طرح آوازیں لگانا شروع کردیتے ہیں جماعت کا وقت ہوگیا ہے حالانکہ امام مسجد میں موجود ہوتا ہے اور وقت کی پابندی کا خیال بھی حتی الوسعت کرتا ہے اس کے باوجود لوگ امام کو آوازیں لگائیں تو آوازیں لگانا آداب مسجد کے خلاف ہے یا نہیں نیز یہ بھی تحریر کریں کہ امام جماعت کے وقت سے ایک یا آدھ منٹ پہلے یا دیر سے جماعت کرائے تو یہ کیسا ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

مقتدی حضرات کا یہ طریقہ ٹھیک نہیں خصوصا جبکہ امام مسجد میں موجود ہوتا ہے تو بے صبری اور چیخ وپکار کی بجائے مقتدی صبر وتحمل سے کام لیں اور امام صاحب پر زبان درازی اور طعن سے اجتناب کریں امام وقت سے ایک منٹ یا آدھا منٹ پہلے جماعت نہ کرائے، کیونکہ تقلیل جماعت کا خطرہ ہے اور امام اگر تکثیر جماعت یا کسی عذر کی وجہ سے معمولی تاخیر کردے تو اس کو حق حاصل ہے۔

”وینتظر المؤذن الناس ویقیم للضعیف المستعجل ولا ینتظر رئیس المحلة وکبیرھا کذا فی معراج الدرایة، ینبغی ان یؤذن فی اول الوقت ویقیم فی وسطہ حتی یفرغ المتوضی من وضوئہ والمصلی من صلوتہ والمعتصر من قضاء حاجتہ“......(الھندیة : ۱/۵۷)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

مسجد شرعی کے علاوہ دوسری جگہ جمعہ و جماعت ثانیہ کروانا:

مسئلہ(۵۵۷): آفس کی بلڈنگ میں ہم نے ایک کمرہ صرف نماز ظہر با جماعت کے لیے متعین کیا ہے، جبکہ مسجد کے لیے وقف نہیں ہے، یہاں ظہر کی نماز با جماعت پابندی سے ادا کی جاتی ہے نمازیوں کی تعداد تیس سے پچاس تک ہے تو کیا ہم لوگوں کی آسانی کے لیے یہاں جمعہ کی نماز ادا کر سکتے ہیں یا نہیں؟ نیز اسی جگہ جماعت ثانیہ کروانے کی اجازت ہے یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوهاب

صورت مرقومہ میں مسجد کے علاوہ مارکیٹ میں مسجد کی جگہ (مصلی) میں نماز جمعہ ادا کرنا اگرچہ جائز ہے لیکن منشاء شریعت کے خلاف ہے کیونکہ شریعت کی منشاء جمعہ سے اظہار عظمت اسلام ہے اور یہ جامع مسجد میں بڑی تعداد میں ادائیگی سے حاصل ہوتی ہے اور اسی جگہ یعنی اسی مصلی میں جماعت ثانیہ جائز ہے۔

”وتؤدی فی مصر واحد بمواضع کثیرة مطلقا علی المذهب وعلیه الفتوی“

......(الدر المختار: ۱/۵۹۵)(البحر الرائق: ۲/۲۵۰)

”ویکره تکرار الجماعة باذان واقامة فی مسجد محلة لا فی مسجد طریق او مسجد لا امام له ولا مؤذن“......(الدر المختار علی الرد: ۱/۴۰۸)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

خواتین کے جماعت میں شریک ہونے کی ایک صورت:

مسئلہ(۵۵۸): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہماری مسجد کے دائیں بائیں برآمدے ہیں اور درمیان میں صحن بھی ہے امام صاحب صحن میں نماز پڑھاتے ہیں اور رمضان المبارک میں ہوتا یوں ہے کہ خواتین صلوۃ تراویح کے لیے تشریف لاتیں ہیں تو ان کو دائیں جانب کا برآمدہ چھوڑ کر کھڑا کیا جاتا ہے اور درمیان امام صاحب و مقتدی اور عورتوں کے برآمدہ کا فاصلہ ہوتا ہے پوچھنا یہ ہے کہ آیا ان خواتین کی نماز ہوتی ہیں یا نہیں؟ نیز وہ جو عشاء کی نماز جماعت سے پڑھتی رہی ہیں، اس کا کیا حکم ہے؟ دلائل کی روشنی میں خوب وضاحت فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوهاب

صورت مرقومہ میں چونکہ خواتین مسجد سے باہر راستے کے دوسری طرف باجماعت نماز ادا کر رہی ہیں اب

دیکھا جائے گا کہ راستہ اتنا بڑا ہے کہ بیل گاڑی وغیرہ آسانی سے گزر سکتی ہے تو بغیر اتصال کے نماز میں ان عورتوں کی امام مسجد کے پیچھے اقتداء جائز نہیں ہے اور اگر راستہ اس سے کم ہے تو اقتداء جائز ہے۔

"ویجوز اقتداء جار المسجد بامام المسجد وهو في بيته اذا لم يكن بينه وبين المسجد طريق عام وان كان طريق عام ولكن سدته الصفوف جاز الاقتداء لمن في بيته بامام المسجد. كذا في التتارخانية ناقلا عن الحجة اه"......(الهندية : ۱/ ۸۸)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

باپردہ عورتوں کی باجماعت نماز تراویح پڑھنے کا حکم:

مسئلہ(۵۵۹): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہماری مسجد کے نیچے ایک تہہ خانہ ہے اور بالائی منزل پر ایک کمرہ ہے جن کے دروازے اور سیڑھی مغرب کی جانب ایک چھوٹی سی گلی میں ہیں جہاں سے عورتیں باپردہ داخل ہو کر نماز تراویح ادا کرتی ہیں یہ گلی کوئی شارع عام نہیں ہے جس طرح دن کے وقت محلّہ کی عورتیں گھریلو کاموں کے لیے انہیں گلیوں میں پھرتی ہیں اسی طرح عشاء کے وقت تہہ خانے میں آ کر نماز تراویح ادا کرتی ہیں مسجد کا مین گیٹ بطرف شمال ان دروازوں سے دور ہے مردوں اور عورتوں کا آتے جاتے نہ تو کوئی ٹکراؤ ہے اور نہ ہی کوئی فتنہ کا خطرہ ہے، ہمارے امام صاحب کہتے ہیں کہ عورتوں کو مسجد میں آ کر نماز تراویح نہیں پڑھنا چاہیے کوئی ثواب نہیں ملتا، بلکہ خلاف شرع امر ہے آپ مہربانی فرما کر اس سلسلہ میں فتوی صادر فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوهاب

عورتوں کا مسجد میں جا کر جماعت میں شریک ہونا مکروہ ہے چاہے وہ تراویح باجماعت کیوں نہ ہو خالص عورتوں کی جماعت بھی مکروہ ہے امام صاحب صحیح فرما رہے ہیں۔ عورتوں کی جماعت کے بارے میں تفصیلی فتوی پہلے (مسئلہ نمبر ۲۴۶ پر) گزر چکا ہے۔

"وكره لهن حضور الجماعة الا للعجوز في الفجر والمغرب والعشاء والفتوى اليوم على الكراهة في كل الصلوات لظهور الفساد كذا في الكافي"......

(الهندية : ۱/ ۸۹)

"ویکرہ حضورھن الجماعۃ ولو لجمعۃ وعید ووعظ (مطلقا) ولو عجوزا لیلا"......(الدر علی ردالمحتار: ۱/ ۴۱۸)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

مسجد کے علاوہ کسی اور جگہ جماعت کروانا:

مسئلہ (۵۶۰): عرض یہ ہے کہ کچھ لوگ عشاء کی نماز باجماعت مسجد میں ادا کرنے کے بجائے مدرسہ میں ادا کرتے ہیں اور مدرسہ ہی میں تراویح پڑھتے ہیں وجہ یہ ہے کہ بقول ان کے انتشار سے بچا جائے آیا ایسا کرنا درست ہے جو لوگ مدرسہ میں نماز پڑھ رہے ہیں وہ گنہگار تو نہیں ہو رہے ہیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

فرض نماز باجماعت پڑھنا واجب ہے لیکن مسجد میں پڑھنا افضل ہے مسجد میں نماز نہ پڑھنے کی وجہ سے مسجد کے ثواب سے محروم رہ گئے جو لوگ مدرسہ میں باجماعت نماز پڑھتے رہے وہ گنہگار نہیں ہوئے۔

"قال فی القنیۃ واختلف العلماء فی اقامتھا فی البیت والأصح انھا کاقامتھا فی المسجد الا فی الفضیلۃ"......(منحۃ الخالق علی البحر: ۱/ ۶۰۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

فیکٹری میں جماعت ثانیہ کا حکم:

مسئلہ (۵۶۱): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے متعلق کہ کسی فیکٹری میں نماز باجماعت ادا کرنے کے لیے ایک جگہ متعین ہے، جس کو مستقل مسجد کا حکم نہیں دیا گیا، چونکہ جگہ کم ہے اور نمازیوں کی تعداد زیادہ ہے اور جگہ میں توسیع کی گنجائش نہیں ہے، کیا اس جگہ دوسری جماعت کرانا جائز ہے یا نہیں؟ اگر جائز ہے تو اذان واقامت دوبارہ کہی جائے یا نہیں؟ اور دوسری جماعت کا امام پہلے امام کی جگہ پر کھڑا ہو سکتا ہے؟ برائے مہربانی مسئلہ واضح فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔

الجواب باسم الملک الوھاب

صورت مرقومہ میں اس جگہ جماعت ثانیہ ادا کرنا جائز ہے البتہ پہلی جماعت کی ہیئت پر نہ ہو یعنی دوبارہ اذان نہ کہی جائے صرف اقامت کہی جائے اور دوسرا امام پہلے امام کی جگہ سے ہٹ کر کھڑا ہو۔

"عن أبی حنیفۃؒ لو کانت الجماعۃ الثانیۃ أکثر من ثلثۃ یکرہ التکرار والا فلا وعن أبی یوسفؒ اذا لم تکن علی الھیئۃ الاولی لایکرہ والا یکرہ وھو الصحیح وبالعدول عن المحراب تختلف الھیئۃ کذا فی البزازیۃ"......(شرح منیۃ المصلی المعروف بالحلبی الکبیری: ۵۳۰)

"فان دخل مع رفقائہ فی مسجد قد صلی فیہ باذان واقامۃ وصلی مع الجماعۃ لم یؤذن ولا بأس بالاقامۃ بل ھو الافضل بناء علی ان تکرار الاذان فی وقت واحد مشوش والاقامۃ للحاضرین وھم فی الجماعۃ الثانیۃ غیر الاولین فینبغی لھم الاقامۃ"......(عمدۃ الرعایۃ علی شرح الوقایۃ: ۱/۵۵)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

مستقل نمازیوں کے لیے جماعت ثانیہ کا حکم:

مسئلہ(۵۶۲): کیا فرماتے ہیں مفتیانِ کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ عصر کی نماز اپنے وقت پانچ بجے امام صاحب نے مسجد میں پڑھائی ریگولر (مستقل) نمازی جن کے علم میں ہے کہ مسجد میں جماعت ۵ بجے ہوتی ہے وہ کسی وجہ سے نماز باجماعت نہیں پڑھ سکے وہ مسجد میں ۵ بجے کے بعد نماز باجماعت ادا کر سکتے ہیں یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

اہل محلہ کے لیے اس مذکورہ مسجد میں دوسری جماعت مکروہ ہے، لہٰذا بعد میں آنے والے افراد انفرادی طور پر نماز پڑھیں۔

"ویکرہ تکرار الجماعۃ باذان واقامۃ فی مسجد محلۃ وقال فی الشامی ولنا انہ علیہ الصلوۃ والسلام کان خرج لیصلح بین قوم فعاد الی المسجد وقد صلی اھل المسجد فرجع الی منزلہ فجمع اھلہ وصلی .... ومقتضی ھذا الاستدلال کراھیۃ التکرار فی مسجد المحلۃ ولو بدون اذان ویؤیدہ ما فی الظھیریۃ لو دخل جماعۃ المسجد بعد ما صلی فیہ اھلہ یصلون وحدانا وھو ظاھر الروایۃ اھ"......(الدر علی رد المحتار: ۱/۴۰۸)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

گرمی کی وجہ سے غیر مسجد میں جماعت کروانے کا حکم:

مسئلہ(۵۶۳): ہمارے محلہ میں ایک مسجد ہے جس کا ایک ہوادار برآمدہ ہے لیکن لوگ اس برآمدہ میں جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کے بجائے مسجد سے متصل ایسی جگہ پر جماعت سے نماز پڑھتے ہیں جس میں مسجد کی نیت نہیں کی گئی۔اور وہ لوگ یہ عذر پیش کرتے ہیں کہ برآمدہ میں گرمی لگتی ہے(جبکہ برآمدہ ہوادار ہے) کیا ان کے اس عذر کا اعتبار ہوگا؟اور ان کا اس طرح سے غیر مسجد میں جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں؟اور اگر وہ اس طرح غیر مسجد میں جماعت کیساتھ نماز پڑھتے ہیں تو بندہ کے لیے کیا حکم ہے کیا بندہ ان کیساتھ نماز پڑھے یا مسجد کے اندر پڑھے؟

الجواب باسم الملک الوهاب

صورت مرقومہ میں جو جگہ وقف نہ ہو وہ مسجد نہیں،لہٰذا اس جگہ نماز جماعت کے ساتھ پڑھنے سے نماز ہو جائے گی اور جماعت کا ثواب بھی مل جائے گا لیکن ان لوگوں کو مسجد کا ثواب نہیں ملے گا،لہٰذا اگر آپ بھی ان کے ساتھ نماز پڑھیں تو آپ کے لیے بھی یہی حکم ہے۔

" وقد مر مني عن شرح المنية ان المصلي في البيت مع الجماعة لايعد تاركا لها نعم يفوت عنه فضل الجماعة قال الشيخ بنوري في حاشيته والصحيح يفوت عنه فضل المسجد"......(فيض الباري:۲/ ۷۱)

"حتى لو صلى في بيته بزوجته أو جاريته أو ولده فقد اتى بفضيلة الجماعة وفي(منحة الخالق على البحر الرائق) اختلف العلماء في اقامتها في البيت والاصح انها كاقامتها في المسجد الافي الفضيلة"...... (البحر الرائق: ۱/ ۶۰۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

ایک معذور مقتدی کو جماعت کروانا:

مسئلہ(۵۶۴): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ پونے تیرہ سال کے لڑکے کے ساتھ

جماعت ہوسکتی ہے جماعت ہوچکی تھی میں نے ایک معذور لڑکا جو کہ سننے بولنے سے قاصر ہے ساتھ کھڑا کرکے نماز پڑھی نماز ہوگئی یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

صورت مرقومہ میں جماعت ہوسکتی ہے بشرطیکہ معذور لڑکا مقتدی کی حیثیت سے جماعت میں شریک ہوا ہو۔

"قال واذازادعلی واحدفھی جماعۃ فی غیر جمعۃ ولو کان معہ صبی یعقل الصلاۃ کانت جماعۃ ولوفاتتہ الجماعۃ جمع باھلہ فی منزلہ وفی(جامع الجوامع) وان کان واحداوفی(الفتاوی العتابیۃ) ینال ثواب الجماعۃ"......(التتارخانیۃ : ۱/ ۴۵۶)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

مسجد کی چھت پر مستقل جماعت کروانا:

مسئلہ(۵۶۵): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام ان مسائل کے بارے میں

۱۔چھت پر نماز پڑھنے کا کیا حکم ہے؟ ۲۔امام مسجد کی کون سی اشیاء استعمال کرسکتا ہے؟

۳۔پینٹ شرٹ پہننا اور اس میں نماز پڑھنا کیسا ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

(۱) مسجد کی چھت پر مستقل جماعت کروانا مکروہ ہے البتہ اگر نچلی منزل تنگ ہوجائے تو زائد نمازی اوپر جاسکتے ہیں۔

"الصعودعلی سطح کل مسجدمکروہ ولھٰذا اذا اشتدالحریکرہ ان یصلوابالجماعۃ فوقہ الا اذاضاق المسجدفحینئذلایکرہ الصعودعلی سطحہ للضرورۃ کذافی الغرائب"......(الھندیۃ :۵/ ۳۲۲)

"وقال العلامہ الشامیؒ تحت(قولہ وکرہ تحریما الوطئ فوقہ) أی الجماع خزائن اما الوطئ فوقہ بالقدم فغیرمکروہ الافی الکعبۃ لغیرعذرلقولھم بکراھۃ الصلاۃ فوقھاثم رأیت القھستانی نقل عن المفیدکراھۃ الصعودعلی سطح

المسجد اہ ویلزمہ کراھۃ الصلاۃ أیضا فوقہ فلیتأمل"

......(ردالمحتار: ۱/۴۸۵)

۲۔ مسجد کی اشیاء کو امام اپنے ذاتی استعمال میں نہیں لاسکتا، البتہ اگر مسجد کی انتظامیہ نے جو چیزیں خرید کر ذاتی استعمال کے لیے دی ہوئی ہیں مثلاً گھر یا اس کا کوئی سامان یا بجلی یا گیس وغیرہ تو ان اشیاء کو امام اپنے ذاتی استعمال میں لاسکتا ہے۔

"رجل بسط من مالہ حصیرا فی المسجد فخرب المسجد ووقع الاستغناء عنہ، فان ذلک یکون لہ ان کان حیا ولوارثہ ان کان میتا"......(الھندیۃ: ۲/۴۵۸)

۳۔ ایسی پینٹ شرٹ جائز نہیں جس سے جسم کی ساخت چھپتی نہیں، بلکہ ظاہر ہوتی ہے اور بلا عذر یہ لباس پہن کر نماز پڑھنا مکروہ ہے۔

"وعلی ھذا لایحل النظر الی عورۃ غیرہ فوق ثوب ملتزق بھا یصف حجمھا"......(ردالمحتار: ۵/۲۵۸)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

ایک مرد، ایک عورت کو جماعت کرانے کا طریقہ:

مسئلہ(۵۶۶): کیا فرماتے ہیں علمائے کرام دریں مسئلہ کہ ایک آدمی جماعت کروانا چاہتا ہے گھر میں ایک عورت ہے اور ایک آدمی (امام کے علاوہ) امام اور دوسرا آدمی دونوں عورت کے محرم ہیں جماعت میں امام دوسرے آدمی اور عورت کو کیسے کھڑا کرے، یعنی کیا ترتیب قائم کی جائے؟

۲۔ اور اگر ایک ہی محرم عورت ہو تو اسے کہاں کھڑا کیا جائے۔

الجواب باسم الملک الوھاب

امام صاحب کو چاہیے کہ مرد مقتدی کو اپنے دائیں طرف برابر کھڑا کرے اور عورت کو پیچھے کھڑا کرے۔

"وان کان معہ رجل وامرأۃ اقام الرجل عن یمینہ والمرأۃ خلفہ.اھ"

......(الھندیۃ: ۱/۸۸)

"فلو كان معه رجل أيضايقيمه والمرأة خلفهما اه".....(ردالمحتار: ۱/ ۴۱۹)
اگرایک محرم عورت کے ساتھ جماعت کروائی ہوتو اس کو پیچھے ہی کھڑا کیا جائے۔
"اما الواحدة فتتأخر".....(الدر ردالمحتار: ۱/ ۴۱۹)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

جماعت میں شریک بچوں کا پہلی صف میں کھڑا ہونا:

مسئلہ(۵٦۷): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ نابالغ بچوں کا نماز کی جماعت میں پہلی صف میں بڑوں کے ساتھ کھڑا ہونا کیسا ہے؟ مکروہ ہے یا فاسد ہے؟

الجواب باسم الملک الوهاب

صورت مرقومہ میں افضل یہ ہے کہ بچے جماعت میں بڑوں کے بعد صف بنائیں اور اگر بالفرض کوئی بچہ بڑوں کے ساتھ پہلی صف میں بھی نماز پڑھ لے تو نماز بلا کراہت جائز ہے۔

"قال صاحب التنوير :(ويصف الرجال ثم الصبيان، ثم الخناثى ثم النساء) قال صاحب الدر المختار تحت قوله(ثم الصبيان) ظاهره تعددهم فلوواحداذخل الصف وقال في الشامي (قوله فلوواحداذخل الصف) ذكره في البحربحثاقال وكذالو كان المقتدى رجلاوصبيايصفهماخلفه لحديث أنس ؓ فصففتُ أناواليتيم وراءه والعجوزمن ورائنا) وهذابخلاف المرأة الواحدة فانهاتتأخرمطلقاكالمتعددات للحديث المذكور".....(درمع الردالمحتار: ۱/ ۴۲۲)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

صلوۃ التسبیح کا باجماعت پڑھنا:

مسئلہ(۵٦۸): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس بارے میں کہ صلوۃ التسبیح باجماعت پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟ اور کیا نوافل اور سنت بھی باجماعت پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوهاب

نوافل کی جماعت علی سبیل التداعی مکروہ ہے چاہے گھر میں ہو یا مسجد میں۔ہاں اگر بلا تداعی ایک یا دو آدمی ملکر نوافل کی جماعت کروالیں تو کوئی حرج نہیں لیکن چار آدمیوں کا جماعت کروانا تداعی کے حکم میں داخل ہے جو کہ مکروہ ہے۔

"قال صاحب الهندية :التطوع بالجماعة اذاكان على سبيل التداعی يكره وفی الاصل للصدر الشهيداما اذاصلوابجماعة بغير اذان واقامة فی ناحية المسجدلايكره وقال شمس الأئمة الحلوانی ان كان سوى الامام ثلاثة لايكره بالاتفاق وفی الأربع اختلف المشائخ،والاصح انه يكره، هكذافی الخلاصة.اه"......(الهندية : ۱/ ۸۳)

"(ولايصلی الوترولا التطوع بجماعة خارج رمضان) أی يكره ذلک لوعلی سبيل التداعی بان يقتدی أربعة بواحد كمافی الدرر"...... (الدرعلی الرد: ۱/ ۵۲۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆
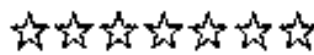
نوافل کی جماعت علی سبیل التداعی:

مسئلہ(۵۶۹): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ حنفی فقہ میں صلوۃ التسبیح یا اس کے علاوہ کوئی اور نفل نماز باجماعت پڑھنے کی اجازت ہے؟

الجواب باسم الملک الوهاب

احناف کے نزدیک نوافل کی جماعت سوائے تراویح کے تداعی کے ساتھ مکروہ تحریمی ہے بلکہ ہر ایک آدمی کو اپنی اپنی صلوۃ التسبیح پڑھنا چاہیے اور تداعی کہتے ہی کہ لوگوں کو نفلوں کی جماعت کے لیے بلانا اور جماعت کے لیے کم از کم چار افراد کا جمع ہو جانا اور اگر چار افراد سے کم ہوں تو تداعی نہیں ہے۔

"ولايصلی الوترولا التطوع بجماعة خارج رمضان أی يكره ذلک لوعلی

سبیل التداعی بان یقتدی أربعة بواحد کمافی الدرر ولاخلاف فی صحة الاقتداء اذلامانع،نهر.وفی الاشباه عن البزازیة "یکره الاقتداء فی صلوة رغائب وبراء ة وقدرالا اذاقال نذرت کذار کعة بهذا الامام جماعة الخ وقال فی الشامی (قوله علی سبیل التداعی) هوأن یدعوبعضهم بعضا کمافی المغرب وفسره الوانی بالکثرة وهولازم معناه"......(الدرالمختارمع الرد: ۱/۵۲۴)

"(قوله اربعة بواحد) اما اقتداء واحدبواحدأواثنین بواحدفلایکره وثلاثة بواحدفیه خلاف بحرعن الکافی وهل یحصل بهذا الاقتداء فضیلة الجماعة فظاهرماقدمناه من ان الجماعة فی التطوع لیست بسنة یفیدعدمه تأمل.بقی لواقتدأ به واحدأواثنان ثم جاء ت جماعة اقتدوابه،قال الرحمتی ینبغی ان تکون الکراهة علی المتأخرین الخ.قلت وهذاکله لوکان الکل متنفلین امالواقتدی متنفلون بمفترض فلاکراهة کماذکره فی الباب الآتی"......(ردالمحتار: ۱/۵۲۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆
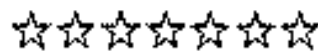
جماعت کی ایک صورت اور اسکا حکم:

مسئلہ(۵۷۰): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر مسجد میں لائٹ بند ہو اور باہر بارش ہورہی ہو یا کوئی اور عذر ہے تو اس صورت میں امام مسجد کے اور برآمدہ کے درمیان والے دروازے میں کھڑا ہوسکتا ہے یا نہیں اگر کھڑا ہوگا تو مقتدیوں کی نماز کا کیا بنے گا؟ آیا وہ درست ہے یا مکروہ ہوگی امام کی نماز مکروہ ہونیکی وجہ سے مقتدیوں کی نماز مکروہ ہوگی یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوهاب

صورت مرقومہ میں امام صاحب کا مسجد کے برآمدے اور ہال کے درمیانی دروازے میں کھڑا ہونا مکروہ ہے

جبکہ پاؤں کی ایڑھیاں اور ٹخنے باہر نہ ہوں البتہ ضرورت (مسجد کی تعمیر وغیرہ) کی وجہ سے جائز ہے لیکن ایڑھیان اور ٹخنے باہر رکھے، بارش اور جگہ کی تنگی کی وجہ سے امام کو بجائے درمیانی دروازہ کے محراب میں کھڑا ہونا چاہیے۔

باقی بجلی یا اندھیرے کا عذر کوئی شرعی عذر نہیں لہٰذا امام کو دروازے یا ستونوں کے درمیان کھڑا نہیں ہونا چاہیے۔

امام کی نماز مکروہ ہونے کی وجہ سے مقتدیوں کی نماز بھی مکروہ ہوگی۔

”والأصح ماروی عن أبی حنیفةؒ انه قال أکره ان یقوم بین الساریتین“ ......(ردالمحتار: ۱/۴۲۰)

” وأیضافی الدر:(وقیام الامام فی المحراب لاسجودفیه) وقدماه خارجه لان العبرة للقدم(مطلقا) وان لم یشتبه حال الامام ان علل بالتشبه وقال العلامة الشامی(قوله ان علل بالتشبه الخ) قیدللکراهة وحاصله انه صرح محمدؒ فی الجامع الصغیربالکراهة ولم یفصل فاختلف المشائخ فی سببهافقیل کونه یصیر ممتازاعنهم فی المکان لان المحراب فی معنی بیت آخروذلک صنیع اهل الکتاب واقتصر علیه فی الهدایة واختاره الامام السَرَخسِیؒ وقال انه الاوجه“......(الدرمع الرد: ۱/۴۷۷)

” وایضاً فیه(وقوله عندعدم العذر) کجمعة وعیدفلوقامواعلی الرفوف والامام علی الارض اوفی المحراب لضیق المکان لم یکره قال الشامی قوله(فلوقاموا) تفریع علی عدم الکراهة عندالعذرفی جمعة وعید.قال فی المعراج وذکرالشیخ الاسلام انمایکره هذا اذالم یکن من عذراما اذاکان فلایکره کمافی الجمعةاه“......(الدرمع الرد: ۱/۴۷۸)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

عورتوں کا تنہا تراویح یا نفل جماعت کروانا:

مسئلہ(۱۷۵): عورتوں کا تنہا تراویح یا نفل جماعت کروانا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

عورتوں کا تراویح یا نفل میں اپنی جماعت کروانا مکروہ تحریمی ہے۔

”ویکرہ تحریماجماعۃ النسآء ولوفی التراویح (قولہ ویکرہ تحریما)صرح بہ فی الفتح والبحر.وقال تحت قولہ ”ولوفی التراویح“افادان الکراھۃ فی کل ماتشرع فیہ جماعۃ الرجال فرضا اونفلا“......(الدرمع الرد: ۱/۴۱۸)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

فیکٹری کی مسجد میں جماعت ثانیہ:

مسئلہ(۵۷۴): ایک فیکٹری ہے جس میں۵۰۰،۶۰۰ لوگ کام کرتے ہیں۔فیکٹری کے اندر مسجد بھی ہے اور باقاعدہ نماز باجماعت ہوتی ہے چونکہ کام کی نوعیت اس طرح ہے کہ تمام افراد کا ایک جماعت میں شریک ہونا مشکل ہے،لہٰذا کیا فیکٹری میں دوسری جماعت کروانا درست ہے اور شرعاً جائز ہے یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

مقیم حضرات کا مسجد میں دوسری جماعت کروانا مکروہ ہے مسجد کے علاوہ کسی دوسری جگہ جماعت ثانیہ کرواسکتے ہیں۔

”رجل دخل مسجداصلی فیہ أھلہ فانہ یصلی وحدہ من غیراذان ولا اقامۃ ویکرہ لہ ان یصلی بجماعۃ باذان واقامۃ.والاصل فی ذلک ان رسول اللہ ﷺ خرج لیصلح بین الأنصار واستخلف عبدالرحمن بن عوفؓ فرجع بعدماصلی عبدالرحمن فدخل بیتہ وجمع أصحابہ وصلی بھم ولوکان یجوزاعادۃ الصلاۃ فی المسجدلماترک الصلاۃ فی المسجدمع ان الصلاۃ فی المسجدافضل.ولان فی ھذاتقلیل الجماعۃ لان الجماعۃ اذاکانت لاتفوتھم لایعجلون الی الحضورفان کل أحدیعتمدعلی جماعۃ وبہ وقع الفرق بین ھذاوبین ما اذاصلی فیہ قوم لیسوامن أھلہ حیث کان لأھلہ ان

یصلوا فیہ بجماعۃ باذان واقامۃ لان تکرار الجماعۃ ھھنا لایؤدی الی تقلیل الجماعۃ"......(المحیط البرھانی: ۱۰۴/۲)

"(قولہ وتکرار الجماعۃ) لماروی عبدالرحمن بن أبی بکر عن أبیہ ان رسول اللہ ﷺ خرج من بیتہ لیصلح بین الأنصار فرجع وقد صلی فی المسجد بجماعۃ فدخل رسول اللہ ﷺ فی منزل بعض أھلہ فجمع أھلہ فصلی بھم جماعۃ ولو لم یکرہ تکرار الجماعۃ فی المسجد لصلی فیہ وروی عن أنس أن أصحاب رسول اللہ ﷺ کانوا اذا فاتتھم الجماعۃ فی المسجد صلوا فی المسجد فرادی ولان التکرار یؤدی الی تقلیل الجماعۃ لان الناس اذا علموا انھم تفوتھم الجماعۃ یتعجلون فتکثر والا تأخروا"......(ردالمحتار: ۲۹۱/۱)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

جماعت ثانیہ کی ایک صورت:

مسئلہ(۵۷۳): کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک چھ منزلہ عمارت ہے اس کے تہہ خانہ میں ایک بڑے کمرے کو مسجد بنا کر باجماعت نماز ادا کی جاتی ہے،بیسمنٹ میں مسجد کے علاوہ چند دفاتر، راہداری، کینٹین، لفٹ اور باتھ روم وغیرہ ہیں نمازیوں کی تعداد مسجد کی گنجائش سے بڑھ جاتی ہے اس لیے نماز ظہر دو دفعہ ادا کی جاتی ہے ایک ۱:۳۰ اور دوسری ۲:۳۰ بجے نمازیوں کی کثرت کے باعث مسجد میں داخلہ کے راستے کے باہر لفٹ کے پاس اور کینٹین کے قریب بھی صفیں بچھا کر باجماعت نماز ادا کی جاتی ہے کچھ دنوں سے امام صاحب نے مسجد کے کمرے کے باہر نماز ادا کرنے سے منع کر دیا ہے کہ یہ راہداری ہے کینٹین اور لفٹ ہے اور باتھ روم کی طرف راستہ جاتا ہے اس لیے یہ جگہ پاک نہیں ہے،لہٰذا اس جگہ نماز ادا کرنا درست نہیں ہے اس کے خیال میں مسجد کے باہر لوگ جوتوں سمیت چلتے ہیں،لہٰذا فرش پاک نہیں ہے صفیں بچھانے سے یہ مسئلہ حل نہیں ہوسکتا قرآن وسنت کی روشنی میں وضاحت فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوھاب

صورت مرقومہ میں یہ جگہ چونکہ شرعی مسجد نہیں ،لہٰذا اس میں کئی بار جماعت کرانا درست ہے کیونکہ شرعی مسجد کے لیے اوپر نیچے کی تمام منزلوں کا وقف ہونا ضروری ہے، امام صاحب کا کمرے کے باہر صفیں بچھا کر نماز پڑھنے سے منع کرنا درست نہیں ہے، البتہ جس جگہ صفیں بچھائی جاتی ہیں اس راستے پر ظاہری نجاست ہو یا نجس پانی ہو جو کہ باتھ روم سے جوتوں کو لگ کر وہاں آیا ہو اس جگہ کو خشک کیے بغیر اگر صفیں بچھائی گئی ہوں تو جگہ کے تر ہونے کی وجہ سے صفیں بھی ناپاک ہو جائیں گی، اور اگر جگہ خشک کر کے صفیں بچھائی جائیں تو اس جگہ نماز پڑھنا جائز ہے۔

"(وکرہ تحریما الوطؤ فوقه والبول والتغوط لانه مسجدالی عنان السماء) بفتح العین وکذا الی تحت الثری"......(الدرمع الرد: ۱/ ۴۸۵) "ولو بسط الثوب الطاهر علی الارض النجسة صلی علیه جاز"......(البحر: ۱/ ۲۶۸)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

گھر میں بغیر عذر کے نماز باجماعت پڑھنا:

مسئلہ (۵۷۴): ایک مسلمان ماہانہ محفل ذکر و نعت اپنے گھر یا دکان میں باقاعدگی سے کراتا ہے اور بعد اختتام محفل نماز عشاء وہاں باجماعت ادا کر لیتے ہیں، جبکہ دائیں بائیں مساجد اپنے مسلک کی چند قدموں پر واقع ہیں اور اذان بھی بخوبی و آلہ تشہیر کے بغیر ہر شریک محفل سنتا ہے تو کیا نماز باجماعت کا ماہانہ معمول از روئے شریعت اور فقہ حنفی جائز ہے یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

جب مسجد میں اذان ہو جائے تو فرض نماز کے لیے (اجابت بالقدم) واجب ہے اور فقہاء کرام نے (اجابت بالقدم) مسجد میں جا کر باجماعت نماز ادا کرنے کو بتایا ہے، لہٰذا جب تک مسجد میں جماعت نہ ہوئی ہو، اس وقت تک مسجد سے ہٹ کر دکان یا گھر وغیرہ میں باجماعت نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے، اگر دکان یا گھر میں بغیر کسی عذر شرعی کے مسجد کی جماعت چھوڑ کر جماعت کیساتھ نماز پڑھی جائے تو جماعت کا ثواب اگرچہ مل جائے گا، لیکن مسجد کی جماعت ترک کرنے کا گناہ ضرور لازم آئے گا، جس سے احتراز کرنا ضروری ہے۔ بہتر یہ ہے کہ اذان کے بعد محفل کو موقوف کر کے مسجد میں جماعت کے ساتھ نماز پڑھیں، نماز کے بعد بقایا محفل منعقد کریں۔

”قال في البحر :وقال الحلواني الاجابة بالقدم لابااللسان حتى لوأجاب باللسان ولم يمش الى المسجدلايكون مجيبا“.....(البحر الرائق: ۱/ ۴۵۱)

” (قوله ولوفاتته ندب طلبها)......وان صلى في مسجدحيه منفرداًفحسن وذكرالقدوري يجمع بأهله ويصلي بهم يعني وينال ثواب الجماعة.....وأجاب ح بأن الوجوب عندعدم الحرج وفي تتبعهافي الأماكن القاصية حرج لايخفىٰ مع مافي مجاوزة مسجدحيه من مخالفة قوله ﷺ لاصلوة لجارالمسجدالافي المسجدالخ“..... (ردالمحتار: ۱/ ۴۱۰)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆
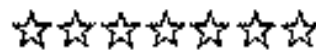
عورتوں کا مسجد کے تہہ خانے میں جماعت میں شریک ہونے کی ایک صورت:

مسئلہ(۵۷۵): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ مسئلہ یوں ہے کہ ہم نے کچھ سال پہلے ایک چرچ خرید کر مسجد میں تبدیل کیا ہے۔منسلک نقشہ دیکھنے سے آپ کو یہ اندازہ ہوگا کہ مسجد کی بالائی منزل نچلی منزل کے مقابلے میں لمبی ہے اور لمبائی زیادہ ہے جو کہ مردوں کی نماز اور لڑکوں کے مدرسہ کے لیے استعمال ہوتی ہے جب کہ نیچے کی منزل میں لڑکیوں کا مدرسہ ہے اور خواتین کی نماز کے لیے استعمال ہوتی ہے بالائی منزل میں صفوں کی زیادہ گنجائش ہے اور تقریباً ایک سو پچاس آدمی نماز پڑھ سکتے ہیں اور نیچے کی منزل میں غسل خانہ اور باورچی خانہ ہے اس لیے وہ خواتین کے لیے ہے اور صفوں کی گنجائش کم ہے جس میں قریبی خواتین نماز پڑھ سکتی ہیں، چند بھائیوں نے ایک کتاب کا حوالہ دیا جس کی فوٹو کاپی منسلک ہے اس فتویٰ کی رو سے ان تمام مردوں کی نماز نہیں ہوتی ،بالائی منزل کی وہ صفیں جو نیچے کی منزل میں عورتوں کی صفوں کے پیچھے ہیں جو کہ دو منزلیں ہیں اس میں سوچ بچار کی ضرورت ہے۔

الجواب باسم الملک الوهاب

صورت مرقومہ میں تمام لوگوں کی نماز درست ہے البتہ موجودہ دور فتنہ کا ہے،لہٰذا عورتوں کو مسجد میں آنے سے روک دیا جائے ،باقی تقدیم اور تاخیر کا اعتبار امام کی وجہ سے ہوگا،اگر امام کے پیچھے مردوں کی صف ہے تو تمام مردوں کی نماز درست ہے اور اگر عورتوں کی صف ہے تو تمام مردوں کی نماز فاسد ہو جائے گی امام خواہ اوپر ہو یا نیچے،اور محاذات کا مسئلہ یہاں نہیں ہے کیونکہ درمیان میں حائل موجود ہے۔

"ویمنع من الاقتداء صف من النساء بلاحائل قدر ذراع أو ارتفاعهن قدر قامة الرجل مفتاح السعادة (قوله صف من النساء) المراد به ما زاد علی ثلاث نسوة فانه یمنع اقتداء جمیع من خلفه"......(ردالمحتار: ۱/ ۴۳۲)

"(ویکره حضورهن الجماعة) ولو لجمعة وعید ووعظ (مطلقا) ولو عجوزا لیلا (علی المذهب) المفتی به لفساد الزمان"......(در علی الرد: ۱/ ۴۱۸)

" واذا حاذته امرأة مشتهاة ولا حائل بینهما"......(تنویر الابصار: ۱/ ۴۲۳)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆
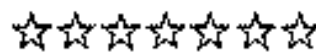
مسجد شرعی کے علاوہ کسی اور جگہ جماعت کرانے کا حکم:

مسئلہ(۵۷۶): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص نے ایک دینی مدرسہ بنوایا اس کی پہلی منزل حفظ کے لیے مختص کی گئی اور اس میں ایک کمرے میں جماعت کے ساتھ نماز بھی ادا کی جاتی ہے اور اس جگہ مسجد بنانے کی نیت نہیں اور عین اس کے اوپر دوسری درس گاہ ہے اور تیسری منزل پر قاری صاحب کی رہائش گاہ ہے نماز با جماعت کے لیے اذان لاؤڈ سپیکر پر باقاعدہ دی جاتی ہے، لہٰذا اس سلسلہ میں رہنمائی فرمائیں کہ اذان کے ساتھ نماز با جماعت گھر پر ہوتی ہے جو کہ اہل محلہ اور طلبہ کے لیے دی جاتی ہے اگر یہ نماز ہو سکتی ہے تو پھر مسجد جانے کی کیا ضرورت ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

بشرطِ صحت سوال شرعی مسجد ہونے کے لیے اس زمین کا مسجد کے لیے وقف ہونا ضروری ہے، لہٰذا سوال میں مذکورہ جگہ میں مسجد کے لیے وقف نہ ہونیکی وجہ سے جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے کا ثواب تو ملے گا لیکن مسجد میں نماز پڑھنے کا ثواب جو احادیث میں مروی ہے وہ نہیں ملے گا فقط نماز کی اجازت دینے سے شرعی مسجد نہیں بنتی۔

"(لا) یکره ما ذکر ای من الوطئی والبول والتغوط نهر (فوق بیت) جعل (فیه

مسجد)بل ولافیہ لانہ لیس بمسجدشرعا(قولہ فوق بیت) ای فوق مسجدالبیت ای موضع اعدللسنن والنوافل بأن یتخذلہ محراب وینظف ویطیب کما امربہ ﷺ(الی ان قال)بہ یفتی،نہایۃ) عبارۃ النہایۃ والمختارللفتوی انہ مسجدفی حق جوازالاقتداء الخ لکن قال فی البحر ظاھرہ انہ یجوزالوطء والبول والتخلی فیہ ولایخفی مافیہ فان البانی لم یعدہ لذلک فینبغی ان لایجوزوان حکمنابکونہ غیرمسجدوانماتظھرفائدتہ فی حق بقیۃ الاحکام وحل دخولہ للجنب والحائض اھ"......(الدرمع الرد: ۱/۴۸۶)

اور یہ ایسا ہی ہے جیسے گھر میں نماز کے لیے کوئی جگہ بنالینا جو کہ شرعا مسجد نہیں۔

ولواتخذفی بیتہ موضعاللصلاۃ فلیس لہ حکم المسجداصلاً"......(حلبی کبیری: ۵۳۰)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

جمعہ کی نماز میں اتصال صفوف کا مسئلہ:

مسئلہ(۵۷۷): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ جامع مسجد بوہڑوالی چھوٹی سی مسجد ہے، جمعہ کے دن مسجد میں بہت رش ہوتا ہے مسجد چھوٹی ہونے کی وجہ سے لوگ باہر نماز پڑھتے ہیں، سلسلہ کچھ یوں ہے کہ مسجد کے ساتھ ایک تنگ سی گلی ہے گلی کے ساتھ مارکیٹ ہے، اس میں لوگ نماز جمعہ پڑھتے ہیں، میں مسجد کمیٹی کا صدر ہوں، مجھے کسی نے یہ کہا ہے کہ یہ جو آپ نماز پڑھتے ہیں ٹھیک نہیں ہے آپ لوگوں کی نماز نہیں ہوتی، مہربانی فرما کر اس مسئلہ کی وضاحت فرمائیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

صورت مرقومہ میں اگر راستہ اتنا کشادہ ہو کہ اس راستہ سے بیل گاڑی گزر سکتی ہو تو پھر مارکیٹ والوں کی اقتداء درست نہیں اور اگر راستہ تنگ ہو اور بیل گاڑی نہ گزر سکے تو پھر مارکیٹ والوں کی اقتداء درست ہوگی البتہ اگر راستہ میں صف بنانا ممکن ہو سکے تو راستہ میں بھی صف بنالینی چاہیے تاکہ کوئی اشکال نہ رہے۔

"المانع من الاقتداء ثلاثة اشياء(منها) طريق عام يمر فيه العجلة والاوقار هكذافي شرح الطحاوى اذاكان بين الامام وبين المقتدى طريق ان كان ضيقا لايمر فيه العجلة والاوقار لايمنع وان كان واسعايمرفيه العجلة والاوقاريمنع كذافي فتاوى قاضي خان"......(الهندية : ۱ /۸۷)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆

جماعت کی نماز میں امام کی پیروی ضروری ہے:

مسئلہ(۵۷۸): الفلاح مسجد کے امام صاحب ہیں جو کہ عمر رسیدہ بھی ہیں اور گھٹنوں کے درد میں بھی مبتلا ہیں اور امامت کرواتے ہوئے رکوع سے فارغ ہوتے ہوئے قومہ سے سجدہ کی طرف جاتے ہیں تو ان کو اپنی تکلیف کی وجہ سے سجدے میں جاتے وقت کافی دیر لگ جاتی ہے اتنے میں لوگ سجدے میں جا چکے ہوتے ہیں وہ ابھی تک سجدے میں سر نہیں رکھ پاتے ، دوسری بات یہ کہ سجدے سے جب دوسری رکعت کے لیے کھڑے ہوتے ہیں تو بھی مقتدی ان کے کھڑے ہونے سے پہلے کھڑے ہوتے ہیں وہ ابھی رکوع کی پوزیشن میں ہی ہوتے ہیں ، جماعت کی نماز میں امام کی پیروی ضروری ہے یا نہیں؟ اس ضرورت میں کیا حکم ہے؟ ہم امام صاحب کو تبدیل کریں یا ان کے پیچھے نمازیں پڑھتے رہیں ہماری نماز پوری ہو جائے گی یا نہیں پیروی کا حکم پورا ہو جائے گا یا نہیں؟

الجواب باسم الملك الوهاب

جماعت کی نماز میں امام کی پیروی ضروری ہے مذکورہ صورت میں پیروی کے حکم پر مکمل طور پر عمل نہیں ہو رہا اس لیے مقتدیوں پر لازم ہے کہ اس امام کے مکمل طور پر ہر رکن میں جانے کا انتظار کریں ، ورنہ نماز فاسد ہو جائے گی ، اور اس امام صاحب کو احسن طریقے سے رخصت کریں اور صحیح اور تندرست امام کو متعین کریں۔

"ويفسدهامسابقة المقتدى بركن لم يشاركه فيه امامه كمالوركع ورفع رأسه قبل الإمام ولم يعده معه أوبعده وسلم وإذالم يسلم مع الإمام وسابقه بالركوع والسجودفي كل الركعات قضى ركعة بلاقرأة لأنه مدرك أول صلاة الإمام لاحق"......(حاشية طحطاوى:۳۳۷)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆☆

بچے پر نماز کب فرض ہوتی ہے؟ بچوں کو صفوں میں کہاں کھڑا کرنا چاہیے؟

مسئلہ(۵۷۹): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں نماز کتنے سال کے بچے پر فرض ہے، جن پر نماز فرض نہیں ہوئی وہ اپنے بڑوں کے ساتھ مسجد میں فرض نماز کے لیے جاسکتے ہیں یا نہیں؟ انہیں بڑوں کے ساتھ صف کے درمیان میں کھڑا کیا جاسکتا ہے یا نہیں؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوهاب

جب بچہ بالغ ہوتا ہے تو نماز اس پر فرض ہوتی ہے، اگر بالغ ہونا کسی وجہ سے معلوم نہ ہوسکے تو شرع میں بلوغ کی عمر پندرہ قمری سال ہے، جو بالغ بچے نہیں ان کو پچھلی صف میں کھڑا کیا جائے، اگر پچھلی صف میں اکیلا ہو تو اس کو پہلی صف میں کھڑا کیا جائے یا بائیں طرف کھڑا کرنا ضروری ہے۔

”الصلاة فريضة مهمة لايسع تركها.....الوجوب يتعلق عندنابآخر الوقت بمقدار التحريمة حتى أن الكافر إذا أسلم والصبي إذابلغ والمجنون إذافاق والحائض إذاطهرت ان بقي مقدار التحريمة يجب عليه الصلاة عندنا كذافي المضمرات“.....(الهندية : ١/ ٥١)

”(بلوغ الغلام بالاحتلام والاحبال والانزال) والأصل هوالإنزال ......(فإن لم يوجدفيهما)شيء(فحتى تم لكل منهماخمس عشرة سنة به يفتى)“ ......(ردالمحتار:٥/ ١٠٧)

”ولواجتمع الرجال والصبيان والخنائى والإناث والصبيات المراهقات يقوم الرجال أقصى مايلي الإمام ثم الصبيان ثم الخنائى ثم الإناث ثم الصبيات المراهقات كذافي شرح الطحاوى“......(الهندية : ١/ ٧٩)

”وإذاكان معه اثنان قاماخلفه وكذلك إذاكان أحدهماصبيا الخ“..... (الهندية : ١/ ٨٨)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

جس مسجد کے امام وخطیب متعین ہوں اس میں جماعت ثانیہ کا حکم:

مسئلہ(۵۸۰): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ مین روڈ کے قریب ایک مسجد ہے جس میں امام وخطیب بھی متعین ہے، محلے والوں کو دوسری جماعت کروانے کا اور مسافروں کا بھی کیا حکم ہے؟

آیا کہ مسجد میں جماعت اول والے تشہد میں بیٹھے ہوں تو باہر دوسری جماعت کرواسکتے ہیں یا نہیں؟ باہر یا اندر دونوں صورتوں کی وضاحت کی ضرورت ہے۔

الجواب باسم الملک الوهاب

صورت مسئولہ میں جب امام وخطیب متعین ہیں تو محلہ والے جماعت ثانیہ نہیں کرواسکتے، مسافر اور غیر اہل محلہ کے لیے جائز ہے۔

امام جب تشہد میں بیٹھا ہو تو اس کے ساتھ جماعت میں شریک ہونا ضروری ہے دوسری جماعت نہیں کرنی چاہیئے، جماعت اندر مسجد میں ہو رہی ہو یا صحن مسجد میں۔

"یکره تکرار الجماعة فی مسجد محلة بأذان واقامة الا اذا صلی بهما فیه اولا غیر اهله او اهله لکن بمخافتة الاذان و کرر اهله بدونهما او کان مسجد طریق جاز اجماعا کمافی مسجد لیس له امام ولا مؤذن ویصلی الناس فیه فوجا فوجا فان الافضل ان یصلی کل فریق بأذان واقامة علی حدة کمافی امالی قاضی خان ونحوه فی الدرر والمراد بمسجد المحلة ماله امام وجماعة معلومون کمافی الدرر وغیرها"......(فتاویٰ شامی : ۱/۴۰۸)

"واذا دخل القوم مسجد قد صلی فیه اهله کرهت لهم ان یصلوا جماعة باذان واقامة ولکنهم یصلون وحدانا بغیر اذان ولا اقامة لحدیث الحسن قال کانت الصحابة اذا فاتتهم الجماعة فمنهم من اتبع الجماعات ومنهم من صلی فی مسجده بعده بغیر اذان ولا اقامة ......ولنا انا امرنا بتکثیر الجماعة وفی تکرار الجماعة فی مسجد واحد تقلیلها لان الناس اذا عرفوا انهم تفوتهم الجماعة یعجلون للحضور فتکثر الجماعة ......فاما اذا صلی فیه اهلها او اکثر اهلها فلیس لغیرهم حق الاعادة "......(مبسوط سرخسی : ۱/۲۸۰)

" اهل المسجد اذاصلوا باذان وجماعة يكره تكرار الاذان والجماعة فيه ......ولوصلى فيه غيراهله بالجماعة فلاباس لاهله ان يصلوافيه بالجماعة كذافي محيط السرخسي "......(فتاویٰ الهندية: ۱/۵۴)

" عن ابن ليلى وعن معاذبن جبل قالاقال رسول الله اذااتى احدكم الصلوة والامام على حال فليصنع كمايصنع الامام "......(جامع ترمذی: ۱/۲۴۶)

" والالمن صلى الظهر والعشاء وحده مرة فلايكره خروجه بل تركه للجماعة الاعند الشروع في الاقامة فيكره لمخالفته الجماعة بلاعذر "......(درمختارعلى ردالمحتار: ۱/۵۲۸)

"اصل المسئلة اذاادرك الامام يوم الجمعة في التشهد يصير مدركا للجمعة عندهما وعندمحمد لايصير مدركالها "......(فتاویٰ التاتارخانية: ۱/۴۷۱)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆
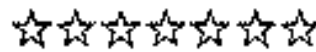
صلوۃ التسبیح باجماعت پڑھنے کا حکم:

مسئلہ(۵۸۱): محترم جناب حضرت مفتی صاحب

السلام عليكم ورحمة الله وبركاته

کیافرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ صلوۃ التسبیح باجماعت جائز ہے یانہیں؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں وضاحت فرمادیں۔

الجواب باسم الملک الوهاب

واضح رہے کہ نوافل جماعت کے ساتھ علی سبیل التداعی ممنوع ہیں۔

" واعلم ان النفل بالجماعة على سبيل التداعي مكروه على ماتقدم ماعداالتراويح وصلوة الكسوف والاستسقاء "......(شرح الكبير: ۱/۴۳۲)

" اى يكره ذلك لوعلى سبيل التداعي بان يقتدى اربعة بواحد كمافي الدرر(قوله اربعة بواحد)امااقتداء واحد بواحد اواثنين بواحدفلايكره وثلاثة

بواحد فیہ خلاف بحر عن الکافی وھل یحصل بھذا الاقتداء فضیلۃ الجماعۃ ظاھر ماقدمناہ من ان الجماعۃ فی التطوع لیست بسنۃ یفید عدمہ تأمل"......

(درمع الرد : ۱/۵۲۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

مسجد کے ملحقہ حصہ میں جماعت ثانیہ کروانا:

مسئلہ(۵۸۲): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ کیا مسجد سے ملحق حصہ میں جو کہ مسجد سے باہر ہو جماعت ثانیہ کرانا جائز ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

جو حصہ مسجد سے باہر ہو اس میں جماعت ثانی جائز ہے۔

"عن ابی بکرۃ ان رسول اللہ ﷺ اقبل من نواحی المدینۃ یرید الصلاۃ فوجد الناس قد صلوا فمال الی منزلہ فجمع اھلہ فصلی بھم رواہ الطبرانی فی الکبیر والاوسط ورجالہ ثقات"......(اعلاء السنن: ۴/۲۸۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

تکرار جماعت کا حکم:

مسئلہ(۵۸۳): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ کس مسجد کے اندر تکرار جماعت جائز ہے اور کس مسجد میں جائز نہیں ہے؟

عدم جواز کی صورت میں اگر مسافر ایسی مسجد میں دوبارہ جماعت کروائیں تو کیا جائز ہے؟

اسی طرح تراویح کے بارے میں بھی وضاحت فرمادیں کہ ایک ہی مسجد میں ایک سے زائد جماعتیں ہوسکتی ہیں یا نہیں؟

برائے مہربانی ایسی تفصیل فرمائیں کہ بستی، گاؤں، شہر، اڈہ اور راستے پر واقع تمام مسجدوں کا مسئلہ حل ہوجائے۔

الجواب باسم الملک الوهاب

بشرط صحت سوال صورت مسئولہ میں محلہ کی مسجد میں اہل محلہ کے لیے جماعت ثانیہ کروانا ہیئت اولیٰ پر مکروہ تحریمی ہے، اور مسجد محلہ کی تعریف یہ ہے کہ جس کے امام اور مؤذن متعین ہوں اور نماز با جماعت ہوتی ہو، اور مسجد محلہ میں غیر اہل محلہ کے لیے جماعت ثانیہ کروانا جائز ہے، حضرت علامہ انور شاہ الکشمیری کا یہ ارشاد ہے، اور بدائع وغیرہ کی اس تعلیل سے اس کی تائید ہوتی ہے کہ تکرار جماعت تقلیل جماعت کا باعث ہے، جب کہ غیر اہل محلہ اور بیرونی مسافر حضرات میں یہ علت نہیں پائی جاتی۔

"وعن ابی یوسف فی الکبیری انهاتجوز بدون الاذان والاقامة اذالم تکن فی موضع الامام ولعل ترک الاذان والاقامة مع ترک موضع الامام لتغییر هاعن هیئته الجماعة الاولی وفی ظاهر الروایة انهامکروهة ثم ان روایة ابی یوسف محلها فیمن فاتتهم الجماعة انهم تعمدوا ذالک اوتعودوه اماأثرانس رضی الله عنه فلادلیل فیه لمافی مصنف ابن ابی شیبة انه جمع بهم وقام وسطهم ولم یتقدم علیهم فدل ان قصدتغییرالشاکلة کمافعله ابویوسف غیران ابایوسف غیرها بترک الاذانین وموضع الامام وانسا رضی الله عنه بترک التقدم علیهم علی انه لم یجمع فی مسجد محلته وانماجاء الی مسجد بن زریق وجمع بهم فیه ومسألة الجماعة الثانیة فیمااذا جمع اهل تلک المحلة فی مسجدهم ثانیا"......(فیض الباری: ۲/۱۹۳)

"قوله وتکرارالجماعة لماروی عبدالرحمن بن ابی بکر عن ابیه ان رسول الله ﷺ خرج من بیته لیصلح بین الانصار فرجع وقدصلی فی المسجد بجماعة فدخل رسول الله ﷺ فی منزل بعض اهله فجمع اهله فصلی بهم جماعة ولولم یکره تکرارالجماعة فی المسجد لصلی فیه وروی عن انس ان اصحاب رسول الله ﷺ کانوا اذافاتتهم الجماعة فی المسجد صلوافی المسجد فرادیٰ ولان التکراریؤدی الی تقلیل الجماعة لان الناس اذاعلموا انهم تفوتهم الجماعة یتعجلون فتکثروا لاتاخرواه بدائع وحینئذ فلودخل

جماعة المسجد بعدماصلی اهله فیه فانهم یصلون وحدانا وهو ظاهر الروایة ظهیریة ،وفی آخر شرح المنیة وعن ابی حنیفة لو کانت الجماعة اکثر من ثلاثة یکره التکرار والافلا وعن ابی یوسف اذالم تکن علی الهیئة الاولی لاتکره والاتکره وهو الصحیح وبالعدول عن المحراب تختلف الهیئة کذافی البزازیة اه...... (قوله الافی مسجد علی طریق) وهو مالیس له امام ومؤذن راتب فلایکره التکرارفیه باذان واقامة بل هو الافضل خانیة "......(فتاویٰ شامی : ۱/۲۹۱)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

کیامسافر جماعت ثانیہ کے لیے اذان واقامت کہیں گے؟

مسئلہ(۵۸۴): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ تبلیغی جماعت والے کسی بستی میں تبلیغ کی غرض سے جاتے ہیں اور ایسے وقت میں پہنچتے ہیں کہ نماز ہو چکی ہوتی ہے ،تو کیاوہ جماعت کے ساتھ نماز پڑھیں یا بغیر جماعت کے،اوراگر جماعت کے ساتھ پڑھیں تواذان واقامت کے ساتھ یا بغیر اذان واقامت کے؟

الجواب باسم الملک الوہاب

بشرط صحت سوال صورت مسئولہ میں اہل محلہ کے لیے تو محلہ کی مسجد میں جماعت ثانیہ مکروہ ہے،البتہ اہل محلہ کے علاوہ کے لیے جماعت ثانیہ کی گنجائش ہے،وہ بھی امام صاحب کی جگہ کو چھوڑ کر دوسری جگہ پر ہو۔

" واذادخل القوم مسجداقدصلی فیه اهله کرهت لهم ان یصلوا جماعة باذان واقامة ولکنهم یصلون وحدانا بغیراذان ولااقامة لحدیث الحسن قال کانت الصحابة اذافاتهم الجماعة فمنهم من صلی فی مسجده بغیراذان ولااقامة "

......(مبسوط : ۱/۲۸۰)

"قوله باذان واقامة عبارته فی الخزائن اجمع مماهناونصها یکره تکرارالجماعة فی مسجدمحلة باذان واقامة الااذاصلی بهمافیه اولاغیراهله اواهله لکن بمخافتة الاذان"......(فتاویٰ شامی : ۱/۳۰۸)

”ومقتضی هذا الاستدلال كراهة التكرار في مسجدالمحلة ولوبدون اذان ويؤيده مافي الظهيرية لودخل جماعة المسجد بعدماصلى فيه اهله يصلون وحدانا وهوظاهر الرواية “......(فتاویٰ شامی: ۱/۴۰۹)

”قوله وجاء انس بن مالك الى مسجد قدصلى فيه اهله فاذن واقام وصلى بجماعة واستدل به من اختار الجماعة الثانية ووسع فيهااحمد وذهب الشافعي ومالک الى التضييق كماصرح به الترمذی وعن ابی يوسف فی الكبير انهاتجوزبدون الاذان والاقامة اذالم تكن فی موضع الامام ولعل ترک الاذان والاقامة مع ترک موضع الامام لتغيرها عن هيئة الجماعة الاولى وفی ظاهرالرواية انهامكروهة ثم ان رواية ابی يوسف محلهافيمن فاتتهم الجماعة لاانهم تعمدواذالک اوتعودوه“......(فيض البارى : ۲/۱۹۲)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆
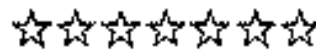
جماعت سے الگ نماز پڑھنے کا حکم:

مسئلہ (۵۸۵): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر کوئی شخص اپنی ذاتی ضد اور عناد کی وجہ سے ایک مسجد کے امام کے پیچھے نماز نہیں پڑھتا اور جب مسجد میں جماعت کھڑی ہوجائے تو وہ شخص الگ اپنی نماز مسجد کے ایک کونے میں الگ پڑھنا شروع کرتا ہے، پہلے آکر انتظار کرتا ہے، جب امام جماعت شروع کرتا ہے تو وہ الگ اپنی نماز شروع کردیتا ہے اور اعتراض بھی کرتا ہے کہ جس امام سے اس کے مقتدی ناراض ہوں اس کے لیے وعید ہے اور امام کو بدنام کرتا ہے، اب اس شخص کی نماز ہوتی ہے یا نہیں؟ اور امام اس وعید میں داخل ہوگا یا نہیں؟ مفصل جواب عنایت فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوهاب

جب امام سے شرعی وجوہات کی بناء پر اس کے مقتدی ناراض ہوں تو اس کی امامت مکروہ تحریمی ہے، ہاں اگر امام میں ظاہری فسق وفجور بھی نہ ہو تو اس کی امامت جائز ہے، اور جو شخص اپنی ذاتی بغض وعناد کی وجہ سے اس کے پیچھے نماز نہیں پڑھتا تو وہ شخص غلطی پر ہے تو اس کو سمجھایا جائے گا وہ نہ مانے تو اس سے لڑنے کی ضرورت نہیں ہے۔

”ولوام قوما وهم له كارهون ان الكراهة لفسادفيه اولانهم احق بالامامة منه كره له ذلك تحريما لحديث ابی داؤدلايقبل الله صلاة من تقدم قوماوهم له كارهون وان هواحق لا والكراهة عليهم “......(درعلی هامش الرد:۴۱۳/۱)

”وفيه لوام قوما وهم له كارهون فهوعلى ثلاثة اوجه ان كانت الكراهة لفسادفيه اوكانوا احق بالامامة منه يكره وان كان هواحق بهامنهم ولافسادفيه ومع هذا يكرهونه لايكره له التقدم لان الجاهل والفاسق يكره العالم والصالح وقال ﷺ ان سركم ان تقبل صلاتكم فليؤمكم علماء كم فانهم وفدكم فيمابينكم وبين ربكم“......(حاشية الطحطاوی علی مراقی الفلاح : ۳۰۱)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

مسجد کی بجائے خانقاہ میں نماز پڑھنے کا حکم:

مسئلہ(۵۸۶): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اس عاجز کو حضرت مولانا پیر ذوالفقار احمد نقشبندی دامت برکاتہم العالیہ سے اجازت خلافت ملی ہوئی ہے اور گھر میں خانقاہ کا قیام بھی ہے۔

(۱) ہر اتوار خانقاہ میں نماز عصر باجماعت ہوتی ہے۔

(۲) ختم خواجگان اور دعا ہوتی ہے۔

(۳) اصلاحی بیان ہوتا ہے۔

(۴) مراقبہ اور دعا پھر مغرب کی نماز باجماعت۔

کیا ہمارا خانقاہ میں نماز (اذان دینے کے بعد) باجماعت پڑھنا درست ہے؟

جب کہ مرد حضرات جماعت سے نماز پڑھتے ہیں۔

مستورات الگ باپردہ اپنی اپنی نماز پڑھتی ہیں۔

مسجد خانقاہ سے ۸۰۰ میٹر دور ہے، جس میں پیدل آنے جانے میں تقریباً دس بارہ منٹ لگتے ہیں۔

الجواب باسم الملک الوھاب

صورت مذکورہ میں غیر معذور کے لیے مسجد میں جماعت سے نماز پڑھنا ضروری ہے مسجد کی جماعت کو بغیر عذر شرعی کے چھوڑ کر گھر میں باجماعت ادا کرنا اور ہر اتوار کو معمول بنانا ممنوع ہے، واضح رہے کہ جب باد و باران یا بدنی تکلیف یا بیماری یا زیادہ بڑھاپا نہ ہو تو مذکورہ فی السوال اعمال شرعی عذر نہیں ہیں، البتہ اگر کوئی شخص ایسے وقت مسجد میں حاضر ہوا جس وقت مسجد میں جماعت ہو چکی تھی، وہ اپنے گھر والوں کو جمع کر کے باجماعت نماز پڑھتا ہے تو اس کو جماعت کی فضیلت حاصل ہو جائے گی لیکن مسجد کی فضیلت حاصل نہ ہوگی۔

علامہ شامی رحمہ اللہ صورت مسئولہ میں جواز کے قائل ہیں لیکن علامہ ظفر احمد عثمانی عدم جواز کی طرف گئے ہیں، لہذا اس شدید اختلاف کی بناء پر احتیاط اسی میں ہے کہ مسجد میں جماعت سے نماز پڑھنے کو ترجیح دی جائے دونوں حضرات کی عبارات درج ذیل ہیں۔

"ان الراجح عند اهل المذهب وجوب الجماعة وانه ياثم بتفويتها اتفاقا وحينئذ يجب السعي بالقدم لالاجل الاداء في اول الوقت اوفي المسجد بل لاجل اقامة الجماعة والا لزم فوتها اصلا اوتكرارها في مسجدان وجد جماعة اخرى وكل منهما مكروه فلذا قال بوجوب الاجابة بالقدم لايقال يمكنه ان يجمع باهله في بيته فلايلزم شئ من المحذورين لانانقول ان مذهب الامام الحلواني انه بذالك لاينال ثواب الجماعة وانه يكون بدعة ومكروها بلاعذر نعم قدعلمت ان الصحيح انه لايكره تكرار الجماعة اذالم تكن على الهيئة الاولىٰ وسيأتي في الامامة ان الاصح انه لوجمع باهله لايكره وينال فضيلة الجماعة لكن جماعة المسجد افضل فاغتنم هذا التحرير الفريدوياتي له قريبا بعض مزيد"......(فتاویٰ شامی : ۱/۲۹۲)

"قوله في مسجداوغيره قال في القنية واختلف العلماء في اقامتها في البيت والاصح انها كاقامتها في المسجد الافي الافضلية "......(فتاویٰ شامی : ۱/۳۰۹)

"قلت دل کلامه علی ان وجوب اتیان مسجده کوجوب الجماعة لان شرط التعارض مساواة الطرفین ولهذا قدتترک الجماعة لمراعاة المسجد......
قلت وهذاصریح فی ان وجوب الجماعة انمایتادی بجماعة المسجد لابجماعة البیوت ونحوها فماذکره صاحب القنیة اختلف العلماء فی اقامتها فی البیت والاصح انها کاقامتها فی المسجد الافی الافضلیة وهوظاهر مذهب الشافعی اه کذافی حاشیة البحر لابن عابدین لایصح مالم ینقل نقلاصریحا عن اصحاب المذهب ویرده ماذکرنا من الاحادیث فی المتن، فالصحیح ان الجماعة واجبة مع وجوب اتیانها فی المسجدومن اقامتها فی البیت وهویسمع النداء فقداساء واثم والله سبحانه وتعالیٰ اعلم " ......(اعلاء السنن :۱۸۸/۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

ماہانہ محفل ذکر کی وجہ سے مسجد کی جماعت چھوڑنا:

مسئلہ(۵۸۷): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک مسلمان ماہانہ محفل ذکر ونعت اپنے گھر یا دوکان میں باقاعدگی سے کراتا ہے اور بعد اختتام محفل نماز عشاء وہاں باجماعت ادا کر لیتے ہیں جب کہ دائیں بائیں اپنے مسلک کی مساجد چند قدموں پر واقع ہیں اور اذان بھی بخوبی آلہ تشہیر کے بغیر ہر شریک محفل سنتا ہے تو کیا نماز باجماعت کا ماہانہ معمول از روئے شریعت اور فقہ حنفی جائز ہے یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوهاب

واضح رہے کہ محفل ذکر ونعت گھر یا دوکان میں کرانیکی وجہ سے مسجد کی جماعت نہیں چھوڑنی چاہئے ،خاص طور پر جب کہ مسجد بھی قریب ہو،البتہ اگر گھر یا دوکان میں جماعت کر لی تو جماعت کا ثواب مل جائے گا مگر مسجد کا ثواب نہ ملے گا۔

"قوله فی مسجد اوغیره قال فی القنیة واختلف العلماء فی اقامتها فی البیت

والاصح انها کاقامتها فی المسجد الافی الافضلیة "......(ردالمحتار : ۱/۴۰۹)

"ومامنکم من احد الاولہ مسجدفی بیته ولو صلیتم فی بیوتکم وترکتم مساجدکم ترکتم سنة نبیکم ولوترکتهم سنةنبیکم لکفرتم ای لضللتم"......(بذل المجهود فی حل ابی داؤد: ۱/۳۱۱)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

دوآدمیوں کی جماعت میں اگر تیسرا شخص آجائے تو کیا کیا جائے؟

مسئلہ(۵۸۸): کیافرماتے ہیں علماء کرام اورمفتیان دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر دوآدمی جماعت کرارہے ہوں اسی دوران ایک آدمی اورگیا،اب ان میں امام کوآگے ہوناہوگایامقتدی کوپیچھے ہٹناہوگا؟

الجواب باسم الملک الوهاب

صورت مسئولہ میں مناسب یہ ہے کہ مقتدی پیچھے ہٹے ہاں اگر امام آگے ہوجائے تواس کی بھی گنجائش ہے۔

"اذااقتدی بامام فجاء آخر یتقدم الامام موضع سجوده کذافی مختارات النوازل وفی القهستانی عن الجلابی ان المقتدی یتاخرعن الیمین الی خلف اذاجاء آخراه، وفی الفتح ولواقتدیٰ واحدبآخر فجاء ثالث یجذب المقتدی بعدالتکبیر ولوجذبه قبل التکبیر لایحضره وقیل یتقدم الامام اه ومقتضاه ان الثالث یقتدی متاخرا ومقتضی القول بتقدم الامام انه یقوم بجنب المقتدی والذی یظهرانه ینبغی للمقتدی التاخر اذاجاء ثالث فان تاخروالاجذبه الثالث ان لم یخش افسادصلاته فان اقتدیٰ عن یسار الامام یشیرالیهما بالتاخر وهواولی من تقدمه لانه متبوع ولان الاصطفاف خلف الامام من فعل المقتدین لاالامام فالاولی ثباته فی مکانه وتاخر المقتدی ویؤیده مافی الفتح

عن صحیح مسلم قال جابر سرت مع النبی ﷺ فی غزوہ فقام یصلی فجئت حتی قمت عن یسارہ فاخذبیدی فادارنی عن یمینه فجاء ابن صخر حتی قام عن یسارہ فاخذ بیدیه جمیعا فدفعنا حتی اقامنا خلفه "......(فتاویٰ شامی : ۱/۴۲۰)

"رجلان صلیافی الصحراء وائتم احدهما بالآخر وقام علی یمین الامام فجاء ثالث وجذب المؤتم الی نفسه قبل ان یکبر للافتتاح حکی عن الشیخ الامام ابی بکر طرخان انه لاتفسد صلاۃ المؤتم جذبه الثالث الی نفسه قبل التکبیر اوبعدہ وفی الفتاویٰ العتابیة هوالصحیح وقال غیرہ من المشائخ اذاجاء ثالث لاینبغی له ان یجذب المؤتم الی نفسه لکن یتقدم الامام ویقوم فی موضع سجودہ فیصیر الثالث مع من کان علی یمین الامام خلف الامام"......(فتاویٰ التاتارخانیة: ۱/۴۵۳)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

کیاواجب الاعادہ نماز میں نیامقتدی شریک ہوسکتا ہے؟

مسئلہ(۵۸۹): کیافرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ امام صاحب سے نماز میں واجب چھوٹ گیا اوراس نے سجدہ سہوبھی نہیں کیا جس کی وجہ سے امام واجب الاعادہ نماز کی دوبارہ جماعت کروارہا ہے، کیااس جماعت کی نماز میں وہ لوگ بھی شریک ہوسکتے ہیں یانہیں جوپہلی جماعت میں شریک نہیں ہوئے تھے،اگرنہیں ہوسکتے توان کے منع کا طریقہ کیا ہے؟جب کہ وہ حضرات ایسے وقت میں تشریف لائے ہوں جب امام نماز میں شروع ہوچکاہو،اگریہ حضرات امام کے ساتھ نمازباجماعت پڑھ لیں توپھران کی نماز کا کیاحکم ہے؟ اوراس امام کے پیچھے مسبوق کی نماز کا کیاحکم ہے؟

براہ کرم قرآن وحدیث کی روشنی میں مفصل ومدلل جواب عنایت فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوھاب

بشرط صحت سوال صورت مسئولہ میں ترک واجب کی وجہ سے دوبارہ کروائی جانے والی جماعت میں نووارد مقتدی شریک نہیں ہوسکتے،اورمسبوق کی نماز کاحکم وہی ہے جوابتداء سے شریک مقتدیوں کا ہے۔

" والمختار ان المعادة لترک واجب نفل جابر والفرض سقط بالاولیٰ لان الفرض لایتکرر کمافی الدروغیرہ"......(حاشیة الطحطاوی علی المراقی : ۲۴۸)

"وان لایکون الامام ادنی حالا من المأموم کافتراضه وتنفل الامام "...... (حاشیة الطحطاوی علی المراقی : ۲۹۰)

"قوله والمختار انه ای الفعل الثانی جابر للاول بمنزلة الجبر بسجود السهو وبالاول یخرج عن العهدة وان کان علی وجه الکراهة علی الاصح کذافی شرح الاکمل علی اصول البزدوی ومقابله مانقلوه عن ابی الیسر من ان الفرض هو الثانی واختار ابن الهمام الاول قال لان الفرض لایتکرر"......(فتاویٰ شامی:۱/۳۳۷)

"عن ابی امامة باهلی رضی الله عنه قال قال رسول الله ﷺ الامام ضامن وفیه دلالةعلی فساد صلاة المفترض خلف المتنفل وتقریر الدلالة ماذکره العزیزی عن العلقمی ان حقیقة الضمان فی اللغة والشرعیة هوالالتزام ویاتی بمعنی الوعاء لان کل شیء جعلته فی شیء فقد ضمنته ایاه فاذاعرف معنی الضمان فان ضمان الامام لصلاة المامو م هوالتزام شروطها وحفظ صلاته فی نفسه لان صلاة الماموم تبنی علیهافان افسد صلاته فسدت صلاة من ائتم به فکان غارمالها وان قلنا بمعنی الوعاء فقدد خلت صلاة الماموم فی صلاة الامام لتحمل القراء ة عنه والقیام الی حین الرکوع ای فی حق المسبوق والسهو ولذلک لم تجز صلاة المفترض خلف المتنفل لان ضمان الواجب بمالیس واجبامحال"......(اعلاء السنن : ۴/۲۸۸)

"عن الحسن والمغیرة عن ابراهیم انهما قالافی الرجل تفوته من صلاة الامام وقدسها فیهاالامام فانه یسجد مع الامام سجدتی السهوثم یقضی رکعة بعدذلک قلت فیه دلالة علی وجوب السجود علی المسبوق بسهوامامه

وانہ یتابع امامہ فی ذالک...... قال ابن قدامۃ فی المغنی واذاکان الماموم مسبوقا فسہاالامام فیمالم یدرکہ فیہ فعلیہ متابعتہ فی السجود سواء کان قبل السلام اوبعدہ"......(اعلاء السنن: ۱۹۲/۷)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

سردی کی وجہ سے مسجد کی جماعت چھوڑ کر ساتھ والے کمرے میں جماعت کروانا:

مسئلہ(۵۹۰): کیافرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کہ بارے میں کہ مسجد کے متصل ایک کمرہ ہے جس کوامام ومؤذن کی رہائش کے لیے اوراس طرح بچوں کے پڑھنے کے لیے تعمیر کیا گیا ہے موسم سرما میں چونکہ سردی کافی ہوتی ہے تولوگ ۳ یا ۴ ماہ تک مسجد میں کوئی نماز نہیں پڑھتے بلکہ اسی کمرہ میں نماز باجماعت پڑھتے رہتے ہیں اور یہ عذر پیش کرتے ہیں کہ اندر مسجد میں سردی زیادہ ہوتی ہے حالانکہ پرانے زمانے سے علاقہ میں ہی رواج ہے کہ اندر مسجد میں آگ جلانے کا پروگرام ہوتا ہے کوئی مشکلات نہیں ہوتی،اب بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ باہر کمرہ میں نماز باجماعت صحیح ہے اورثواب بھی ملے گا،جب کہ بعض حضرات یہ کہتے ہیں کہ باہر پڑھنا درست تو ہے لیکن جماعت کاثواب نہیں ملے گااور مسجد کوغیر آباد کرنے کا گناہ بھی ہوگا،آپ ہماری راہنمائی فرمائیں

الجواب باسم الملک الوھاب

صورت مسئولہ میں کمرے میں نماز پڑھنا مسجد کو ویران اور غیر آباد کرنا ہے جو کہ گناہ ہے اور مسجد کا ویران کرنا بغیر ضرورت شرعیہ کے جائز نہیں ہے۔

"والخانیۃ بل فی الخانیۃ لولم یکن لمسجد منزلہ مؤذن فانہ یذھب الیہ ویؤذن فیہ ویصلی ولوکان وحدہ لان لہ حقاعلیہ فیؤدیہ"......(فتاویٰ شامی: ۱/۵۲۱)

"ومن اظلم ای لااحداظلم ممن منع مسجد اللہ ان یذکر فیھااسمہ بالصلوۃ والتسبیح وسعیٰ فی خرابھا بالھدم اوالتعطیل"......(تفسیر جلالین: ۱۷)

"ومن اظلم ممن منع مسجداللہ ان یذکرفیھااسمہ مفعول ثان لمنع اومفعول من اجلہ بمعنی منعھا کراھیۃ ان یذکر اوبدل اشتمال من مساجد والمفعول

الثانی اذن مقدار ای عمارتها او العبادة فیها او نحوه او الناس مساجدالله تعالیٰ اولاتقدیر والفعل متعد لواحد وکی بذکر اسم الله تعالیٰ عمایوقع فی المساجد من الصلوات والتقربات الی الله تعالیٰ بالافعال القلبیة والقالبیة الماذون بفعلها فیها وسعی فی خرابها ای هدمها وتعطیلها وقال الواحدی انه عطف تفسیر لان عمارتها بالعبادة فیها"......(روح المعانی : ۱/۳۶۴)

"فان قلت فکیف قیل مساجدالله وانماوقع المنع والتخریب علی مسجد واحدهو بیت المقدس اوالمسجدالحرام قلت لاباس ان یجیء الحکم عاما وان السبب خاصا...... وسعیٰ فی خرابها بانقطاع الذکر اوبتخریب البنیان" ......(تفسیر الکشاف : ۱/۲۰۵)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆
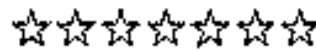
جماعت میں بڑوں اور بچوں کی صف بندی کا طریقہ:

مسئلہ(۵۹۱): مکرم ومحترم مفتی صاحب! درج ذیل مسائل کا حل مطلوب ہے۔

(۱) باجماعت نماز کی صف بندی کس طرح کرنی چاہیے؟

(۲) بچوں کی صف بندی کی شرعی حیثیت کیا ہے؟ اور ان کی صف بندی کے بارے میں بتائیں؟

(۳) بچوں کی صف بندی میں عمر کا تعین کیا ہے؟

(۴) اگر امام صف بندی کے بعد ایک رکعت مکمل کر لیتا ہے، اور پیچھے سے آنے والی نمازی بچے کو صف سے نکال کر پیچھے خالی صف پر دھکیل کر اس جگہ پر نماز پڑھ سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

(۱) سب سے پہلے مرد، ان کے بعد والی صف میں بچے اور ان کے بعد عورتوں کی صف ہونی چاہیے۔

(۲) مردوں کے بعد والی صف میں بچوں کی صف بندی کی جائے۔

(۳) بچوں کی صف بندی میں عمر کا کوئی تعین نہیں ہے، تاہم نابالغ ہونا ضروری ہے۔

(۴) بچے کو صف سے نکالنا نہیں چاہیے۔

"قال فی الدر ویصف الرجال ظاهرہ یعم العبد ثم الصبیان ظاهرہ تعددهم فلوواحدا دخل الصف ثم الخناثی ثم النساء قال الشامی تحت (قوله فلوواحدا دخل الصف) ذکرہ فی البحر بحثا قال وکذا لوکان المقتدی رجلاوصبیا یصفهما خلفه لحدیث انس فصففت اناوالیتیم وراء ہ الخ ،وفی تقریرات الرافعی ،قوله ذکرہ فی البحر بحثا قال الرحمتی ربمایتعین فی زماننا ادخال الصبیان فی صفوف الرجال لان المعهود منهم اذااجتمع صبیان فاکثر تبطل صلاۃ بعضهم ببعض وربما تعدی ضررهم الی افساد صلاۃ الرجال انتهیٰ اہ سندی(تقریرات رافعی،۷۳، ۱)"......(ردالمحتار: ۳۲۴/ ۱)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

اکیلے فرض پڑھنے والے کے سامنے اگر جماعت شروع ہوجائے تو وہ کیا کرے؟

مسئلہ(۵۹۴): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک آدمی فرض نماز پڑھ رہا تھا کہ کچھ آدمیوں نے آکر وہاں جماعت شروع کردی، اس شخص کے بارے میں کیا حکم ہے کہ اپنی نماز توڑ کر جماعت کے ساتھ شریک ہوجائے یا اپنی نماز پوری کرے؟ نیز امام اگر نماز میں سجدہ سہو کرے تو کیا مسبوق بھی سلام پھیر کر سجدہ سہو کرے گا یا بغیر سلام پھیرے سجدہ کرے گا؟

الجواب باسم الملک الوھاب

صورت مسئولہ میں اگر منفرد نے پہلی رکعت کا سجدہ نہیں کیا تو نماز توڑ کر جماعت کے ساتھ شریک ہوجائے اور اگر پہلی رکعت کا سجدہ کرلیا ہے تو دو رکعت پر سلام پھیر لے، اور اگر اکثر نماز ادا نہیں کی یعنی تیسری رکعت کا سجدہ نہیں کیا تو بھی سلام پھیر کر جماعت کے ساتھ شریک ہوجائے اور اگر تیسری رکعت پڑھ لی ہے تو پھر اپنی نماز پوری کرے، اور مسبوق سلام پھیرے بغیر امام کے ساتھ سجدہ سہو کرے گا۔

"ومن صلی رکعة من الظهر ثم اقیمت یصلی رکعة ثم یدخل مع الامام وان لم یقید الاولیٰ بالسجدة یقطع ویشرع مع الامام هوالصحیح کذافی الهدایة

...... ولو صلی ثلاثا من الظهر یتم ویقتدی متطوعا بخلاف ماإذا کان فی الثلاثة بعدو لم یقیدها بالسجدة حیث یقطعها"......(فتاویٰ الهندیة: ۱/۱۱۹)

"قوله وسهو الامام یوجب علی المؤتم السجود وان کان مسبوقا لم یدرک محل السهو معه الا انه لا یسلم بل ینتظره بعد سلامه حتی یسجد فیسجد معه ثم یقوم الی القضاء"......(فتح القدیر: ۱/۴۴۲)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

مسجد کے امام اگر فاسق ہوں تو دفتر میں جماعت کروانے کا حکم:

مسئلہ(۵۹۳): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ہمارے اردگرد تین مساجد ہیں ان تینوں کے امام ڈاڑھی کٹواتے ہیں، تینوں کی ڈاڑھی ایک مشت سے کم ہے، اس لیے ہم اپنے دفتر میں جماعت کرواتے ہیں، یہاں ہمارے امام باشرع اور بزرگ ہیں اور اجازت یافتہ ہیں، کیا ہمارا جماعت کروانا درست ہے؟ اور کیا ہمیں جماعت کا ثواب ملے گا؟

الجواب باسم الملک الوهاب

صورت مسئولہ میں دفتر کے اندر باشرع امام کے پیچھے جماعت سے نماز ادا کرنا غیر متشرع امام کے پیچھے ادا کرنے سے افضل ہے، اور جماعت کا ثواب ملے گا۔

"ویکره تنزیها امامة عبد وفاسق واعمیٰ......الی قوله وفاسق واعمیٰ قال ابن عابدین فی قوله ویکره تنزیها لقوله فی الاصل امامة غیرهم احب الی بحر عن المجتبیٰ والمعراج ثم قال فیکره لهم التقدم ویکره الاقتداء بهم تنزیها فان امکن الصلاة خلفه غیرهم فهو افضل والا فالاقتداء اولی من الانفراد"

......(فتاویٰ شامی: ۱/۴۱۳، ۴۱۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

عورتوں کا باجماعت نماز پڑھنا:

مسئلہ(۵۹۴): کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ عورت اگر عورتوں کی امامت کرے تو یہ مکروہ تحریمی ہے یا مکروہ تنزیہی؟

الجواب باسم الملک الوہاب

"ویکرہ تحریما جماعۃ النساء ولو فی التراویح"......(الدر علی الرد ۱/۴۱۸:)

"قولہ ویکرہ تحریما صرح بہ فی الفتح والبحر"......(فتاویٰ شامی : ۱/۴۱۸)

"قولہ وجماعۃ النساء ای وکرہ جماعۃ النساء لانھالاتخلوا عن ارتکاب محرم وھو قیام الامام وسط الصف فیکرہ کالعراۃ کذافی الھدایۃ وھویدل علی انھاکراھۃ تحریم لان التقدم واجب علی الامام للمواظبۃ من النبی ﷺ علیہ وترک الواجب موجب لکراھۃ التحریم المقتضیۃ للاثم ویدل علی کراھۃ التحریم فی جماعۃ العراۃ بالاولی"......(البحر الرائق:۱/۶۱۴)

"والمشھور من مذھب اصحابنا ان جماعۃ النساء وحدھن مکروھۃ وھوالمذکور فی کثیرمن الکتب الفقھیۃ لاصحابنا الحنفیۃ وعللوا الکراھۃ بتعلیلات متفرقۃ "......(مجموعہ رسائل لکھنوی : ۵/۲۱۸)

مذکورہ بالا عبارات فقہاء کرام سے عورتوں کی امامت مکروہ تحریمی معلوم ہوتی ہے، جب کہ بذل المجہود میں یوں ذکر ہے۔

"وکان رسول اللہ ﷺ یزورھا ای ام ورقۃ فی بیتھا وجعل ای امر رسول اللہ ﷺ ام ورقۃ ان تؤم اھل داریا ای نساء المحلۃ قال عبدالرحمن فانارأیت مؤذنھا شیخا کبیرا وھذاالحدیث یدل علی جواز امامۃ المرأۃ للنساء "......(بذل المجھود : ۱/۳۳۱)

"بسند خلاد الانصاری عن عبدالرحمن بن خلاد عن ابیه ان رسول الله ﷺ اذن لام ورقة ان تؤم اهل دارها وکان لها مؤذن"......(۸/۱۴۴)

لہٰذا ان روایات سے جماعت نساء کا ثبوت ملتا ہے جب کہ دوسری طرف وہ روایات جن میں عورتوں کی جماعت کی نفی کی گئی ہے۔

"عن عائشة ان رسول الله ﷺ قال لاخیر فی جماعة النساء الافی المسجد اوفی جنازة قتیل رواه احمدوالطبرانی فی الاوسط الاانه قال لاخیر فی جماعة النساء الافی مسجدجماعة وفیه ابن لهیعة وفیه کلام "......(مجمع الزوائد : ۱/۱۵۵)

"قوله عن عائشة الخ قلت وجه دلالة علی معنی الباب انه ﷺقدنفی الخیریة عن جماعة النساء خارج مسجدالجماعة ولایخفی ان جماعتهن فی مسجدالجماعة لاتکون الامع الرجال لانه لم یقل احدبجواز جماعتهن فی مسجدالجماعة منفردات عن الرجال فعلم ان جماعتهن وحدهن مکروهة " ......(اعلاء السنن: ۴/۲۴۲)

"عن علی ابن ابی طالب انه قال لاتؤم المرءة "......(اعلاء السنن:۴/۲۴۳)

صاحب اعلاء السنن اور بھی بہت سی ایسی روایات لائے ہیں جن میں عورتوں کی نماز کی نفی کی گئی ہے۔

اور حدیث ام ورقہ سے جو جماعۃ النساء کا جواز ثابت ہوتا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ وہ ابتداء اسلام کی بات ہے۔

"لکن تلک کانت فی ابتداء الاسلام ثم نسخت بعدذلک انتهی"......(بذل المجهود: ۱/۳۳۱)

یہی وجہ ہے کہ ام ورقہ کی حدیث کو امت نے کبھی بھی عام نہیں سمجھا، بلکہ ام ورقہ کی خصوصیت ہونے کی بناء پر امت نے اپنے طرز عمل سے اس حدیث کو متروک سمجھا ہے، جب کہ دوسری طرف جن احادیث سے عورت کی امامت ناجائز ثابت ہوتی ہے ان کے مضامین پر امت کا اجماع ہے، اور جب امت بالاتفاق کسی حدیث کو بطور عمل کے قبول کر لیتی ہے تو وہ حجت قطعیہ بن جاتی ہے اور اسے تواتر معنوی کا درجہ حاصل ہوتا ہے، خواہ وہ حدیث خبر واحد کیوں نہ ہو، امام ابوبکر جصاص احکام القرآن میں لکھتے ہیں۔

"وقداستعملت الامة هذين الحديثين في نقصان العدة وان كان وروده من طريق الآحاد فصارفي حيز التواتر لان ماتلقاه الناس بالقبول من اخبار الآحاد فهوعندنا في معنى المتواترلمابيناه في مواضع"......(احكام القرآن للجصاص: ۱/۵۲۶)

لہٰذا مذکورہ بالا سارے اقوال اور روایات کا موازنہ کرنے کے بعد حق بات یہ ہے کہ جماعت النساء مکروہ ہے، نہ یہ کہ اسے مکروہ تحریمی کہا جائے، جیسا کہ مجموعہ رسائل اللکھنوی والے بھی اسی طرف گئے ہیں، اور بذل المجہود والے نے کہا ہے کہ نسخ سنیت کراہت تحریمی کو مستلزم نہیں ہے۔

"ولايخفى مافيه وبتقدير التسليم فان مايفيد نسخ السنية وهولايستلزم كراهة التحريم في الفعل بل التنزيه"......(بذل المجهود : ۱/۳۳۱)

"اقول اشاربآخر كلامه الى ان كراهة التحريم ليس بحق واتباع الحق حيث ماكان احق كيف لاوقد دلت آثار واخبار على المشروعية ولم يتعين ناسخ لها ولايصح حملها على ابتداء الاسلام والعلل التي ذكرها لكراهة كلها معلولة ......والذي يظهر ان الحكم بالكراهة لاسيما بالتحريمية من تخريجات المشائخ على حسب افهامهم ومزعوماتهم لامن كلام ائمتهم"......(رسائل اللكهنوى: ۵/۲۳۳)

"وليس على النساء اذان ولااقامة لانهماسنة الصلاة بالجماعة وجماعتهن منسوخة لمافي اجتماعهن من الفتنة وكذلك ان صلين بالجماعة صلين بغيراذان واقامة ...... لمخالفة السنة والتعرض للفتنة"......(مبسوط السرخسي : ۱/۲۷۷)

"وامت ام سلمة نساء وقامت وسطهن ولان مبنى حالهن على الستر وهذا استرلهاالاان جماعتهن مكروهة عندنا "......(بدائع الصنائع : ۱/۳۸۸)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

مسجد میں دوسری جماعت کے لیے اقامت کہنا:

مسئلہ(۵۹۵): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ مسجد میں دوسری جماعت کے لیے اقامت پڑھنا کیسا ہے؟

الجواب باسم الملک الوهاب

مسجد محلہ میں اہل محلہ کے لیے جماعت ثانیہ مکروہ ہے لہٰذا بغیر اذان واقامت کے علیحدہ علیحدہ نماز پڑھیں یا مسجد سے باہر دوسری جماعت کرالیں۔

"اذا دخل القوم مسجد اقد صلی فیه اهله کره جماعة باذان واقامة ولکنهم یصلون وحدانا بغیر اذان ولا اقامة لان النبی ﷺ خرج لیصلح بین الانصار فاستخلف عبدالرحمن بن عوف رضی الله عنه فرجع بعدما صلی فدخل رسول الله بیته وجمع اهله فصلی بهم باذان واقامة فلو کان یجوز اعادة الجماعة فی المسجد لماترک الصلوة فیه والصلوة فیه افضل"......(منحة الخالق علی البحر الرائق: ۱/۳۵۱)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

عورت کا ادائیگی نماز کے لیے مسجد میں جانا:

مسئلہ(۵۹۶): محترم ومکرم حضرت مفتی صاحب مسئلہ یہ ہے کہ ہمارے خاندان کی ایک خاتون کئی سال سے رمضان المبارک میں عشاء کی نماز کے لیے اپنے خاوند کے ساتھ جامعہ اشرفیہ آتی تھیں، جس دوران ابتداء میں تو رہائش رحمان پورہ اچھرہ کے قریب تھی جو بعد ازاں کافی دور اسلام پورہ منتقل ہوگئی، اور وہاں سے بھی کئی سال تک یہ سلسلہ جاری رہا اور رمضان کے علاوہ نماز جمعہ کے لیے بھی گاہے بگاہے آنا ہوتا تھا، ایک عرصے تک دونوں میاں بیوی کو باوجود نماز کے اس اہتمام کے، پردے کا اہتمام نہیں تھا، جس کے لیے چند سال قبل خاوند نے بیوی سے اہتمام پردہ کی تاکید کی، مگر مذکورہ خاتون مناسب پردہ یا برقعہ کے لیے آمادہ نہیں ہوئی تھی، اور سر پر چادر یا بڑے دوپٹہ کو بطور پردہ کافی قرار دیتی تھیں، پورا چہرہ ڈھانپنے کو غیر ضروری خیال کرتی تھی، مگر میاں مصر تھے کہ شرعی پردہ اختیار کیا جائے، اس

ذہنی اور فکری تضاد کے باوجود مذکورہ صاحب اپنی اہلیہ کو چند سال لاتے رہے، مگر جب رمضان کا مہینہ اور تراویح سردی کے موسم میں آنا شروع ہوا تو انہوں نے رات کے وقت سردی میں آنے جانے سے معذوری کا اظہار کیا، (کیونکہ سواری سکوٹر تھی) جس وجہ سے بیوی نے اکیلے آنا شروع کیا، کبھی ویگن میں جو جامعہ اشرفیہ آنے کے لیے دو بدلنی پڑتی ہیں، اور کبھی اپنے ایک عزیز کی گاڑی میں جس میں ڈرائیور کے علاوہ مذکورہ خاتون کے ساتھ ۱۰ سال کی بچی ہوتی تھی، اور دونوں صورتوں میں پردے کی وہی حالت تھی جو اوپر بیان کی گئی، بقول خاتون کے چھوٹی بچی کو اس لیے ساتھ لیتی ہیں کہ ڈرائیور کے ساتھ گاڑی میں اکیلی نہ ہوں، خاتون کو اس کے خاوند اور جوان بیٹیوں نے کئی بار سمجھایا ہے کہ عورت پر مسجد میں جا کر نماز پڑھنا فرض نہیں ہے، اور پھر وہ بھی ۷ کلومیٹر کے فاصلے سے، اور بغیر کسی معقول سواری کے، مگر وہ یہ عذر کرتی ہیں کہ رمضان میں مجھ سے گھر میں نماز پڑھی نہیں جاتی (صرف عشاء اور جمعہ کی) اور پھر شرعی پردہ بھی نہیں کرتیں، اور ہر سال اس مذکورہ ہیئت میں آتی جاتی ہیں آپ سے درخواست ہے کہ قرآن وسنت کی روشنی میں مندرجہ ذیل سوال کا جواب دیں، تاکہ صحیح رخ پر راہنمائی ہو۔

(۱)　عورت کا ادائیگی نماز کے علاوہ مسجد جانا اولیٰ ہے یا گھر میں نماز ادا کرنا؟

(۲)　اگر خاوند اجازت نہ دے تو اپنی مرضی سے مسجد میں جا کر نماز ادا کر سکتی ہے؟

(۳)　مسئلہ میں بیان کردہ احوال کی روشنی میں جو غیر شرعی طریقہ نظر آتا ہے، آیا اس کی بناء پر مسجد میں پہنچ کر پڑھی جانے والی نمازیں ہو بھی جاتی ہیں یا نہیں؟

(۴)　مختلف سواریوں (ویگن یا گاڑی میں) بے پردہ بیٹھنے سے خود کو تو گناہ ہونا ظاہر ہے، دوسرے غیر محرموں کے گناہ گار ہونے کا گناہ تو اس عورت پر نہیں آتا یا ان کو گناہ گار کرنے کا وبال بھی اس پر آتا ہے؟

(۵)　بیان کردہ مسئلہ اور مذکورہ بالا سوالات کے جوابات کے پیش نظر اگر خاتون کی طرف سے بے اعتدالی کا ارتکاب نظر آتا ہے، اور اگر انہیں یعنی خاتون کو اس کا احساس ہو جاتا ہے تو اس کی تلافی اور وبال سے بچنے کے لیے آئندہ کیا کیا جائے، برائے مہربانی جوابات مرحمت فرمادیں، تاکہ صحیح رخ پر راہنمائی ہو۔

الجواب باسم الملک الوهاب

عورت کے لیے جماعت میں شریک ہونا مکروہ تحریمی ہے اگرچہ خاوند اجازت بھی دے، لہذا عورت کے لیے گھر میں ہی نماز پڑھنا اولیٰ وافضل ہے اور اسی میں عورت کی خیر خواہی ہے، البتہ جو نمازیں پڑھی گئی ہیں وہ واجب الاعادہ نہیں ہیں۔

"ولایحضرن الجماعات لقوله تعالی وقرن فی بیوتکن ،وقال صلاتها فی قعربیتهاافضل من صلاتها فی صحن دارها وصلاتهافی صحن دارها افضل من صلاتها فی مسجدها وبیوتهن خیرلهن ،ولانه لایؤمن الفتنة من خروجهن اطلقه فشمل الشابة والعجوز والصلوة النهارية والیلة قال المصنف فی الکافی والفتویٰ الیوم علی الکراهة فی الصلاة کلها لظهور الفساد ومتی کره حضورالمسجد للصلاة فلان یکره حضورمجالس الوعظ خصوصاعندهؤلاء الجهال الذین تحلوا بحلية العلماء اولی،ذکره فخرالاسلام اه وفی فتح القدیر المعتمد منع الکل فی الکل الاالعجائز المتفانية فیمایظهر لی دون العجائز المتبرجات وذوات الرمق اه وقدیقال هذه الفتوی التی اعتمدها المتاخرون مخالفة لمذهب الامام وصاحبيه فانهم نقلوا ان الشابة تمنع مطلقا اتفاقا واماالعجوز فلهاحضورالجماعت عندابی حنیفة فی الصلاة الافی الظهر والعصروالجمعة ،وقالا یخرج العجائز فی الصلاة کلهاکمافی الهداية والمجمع وغیرهمافالافتاء بمنع العجوز فی الکل مخالف للکل فالاعتماد علی مذهب الامام وفی الخلاصة من کتاب النکاح یجوزللزوج ان یاذن لها بالخروج الی سبعة مواضع زیارة الوالدین وعیادتهما وتعزیتهما اواحدهما وزیادة المحارم فان کانت قابلة اوغسالة اوکان لهاعلی آخرحق تخرج بالاذن وبغیرالاذن والحج علی هذا وفیما عداذلک من زیارة غیرالمحارم وعیادتهم والولیمة لایاذن لها ولاتخرج ولواذن وخرجت کاناعاصیین وسیاتی تمامه ان شاء الله تعالی".....(البحرالرائق:۶۲۷/۱)

"بشرعن ابی یوسف قال سالت اباحنیفة عن النساء هل یرخص لهن فی حضورالمساجد ؟فقال العجوزتخرج للعشاء والفجر ولاتخرج لغیرهما والشابة لاتخرج فی شیء من ذلک وقال ابویوسف والعجوز تخرج فی الصلوات کلها وفی الکافی واختلفت الروایات فی المغرب فجازان یکون

فیـــہ روایتـــان والـفـتـوی الیـوم عـلـی الکـراھۃ فـی کـل الـصـلـوات لظھور الفساد“.....(فتاوی التاتارخانیة :۴۵۷/۱)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

بریلوی امام کی وجہ سے جماعت کی نماز چھوڑنا:

مسئلہ(۵۹۷): محترمی ومکرمی جناب مفتی صاحب دامت برکاتہم

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے کہ بخیریت ہوں گے اور دین عالی کی محنت میں کوشاں ہوں گے، اللہ رب العزت آپ حضرات کی محنت کو انتہائی طور پر قبول فرمائے۔

میں ناچیز ایک مسئلہ کی تحقیق کے لیے آپ کو تکلیف دے رہا ہوں، مسئلہ یہ ہے کہ میرا گھر جس محلہ میں واقع ہے وہاں پر کل چھ مساجد ہیں، دو صحیح العقیدہ اور باقی دوسرے حضرات کے زیر کنٹرول ہیں، میرے گھر کے بالکل قریب دو مساجد ہیں لیکن دونوں دوسرے (بریلوی) عقیدے سے ہیں، پہلے نماز کے لیے جس مسجد میں میں جایا کرتا تھا وہ بالکل ہمارے گھر کے سامنے ہے وہاں پر جو امام صاحب مقرر تھے وہ حافظ اور عمر رسیدہ تھے، الحمدللہ اس مسجد میں تعلیم (فضائل اعمال) کا سلسلہ بھی جاری تھا اور وہ امام صاحب کبھی کبھار تعلیم میں بیٹھ بھی جایا کرتے تھے، اب ان امام صاحب نے امامت سے (عمر کی وجہ) سے معذوری کر لی ہے اور نئے امام صاحب مقرر ہوئے ہیں وہ بھی حافظ ہیں، اور (بریلویوں کے) مدرسہ میں زیر تعلیم ہیں، بظاہر مسائل سے اتنے واقف نہیں ہیں بس صلوٰۃ وسلام پر زور ہے، قرأت ٹھیک ہی ہے، ڈاڑھی پوری ہے، سر پر بھی سفید عمامہ بھی پہنتے ہیں، سنت کے مطابق لباس کا اہتمام نہیں ہے، شلوار ٹخنوں سے نیچے ہوتی ہے، نماز کے وقت اوپر کرتے ہیں، تعلق دعوت اسلامی سے ہے، ان کے آنے سے تعلیم کا سلسلہ ختم ہو گیا ہے اور اپنے ساتھی ان کے پیچھے نماز ادا نہیں کرتے، بعد میں اکیلے (بغیر جماعت کے) پڑھ لیتے ہیں دوسری دو مساجد جو صحیح العقیدہ ہیں وہ رہائش سے اتنی دور ہیں کہ پانچ وقت نماز کے لیے ان مساجد میں جانے کے لیے مشقت زیادہ ہے، اب آپ ہی فرمائیں کہ نماز کے لیے کیا صورت اختیار کی جائے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

مفتی بہ قول کے مطابق نماز کا باجماعت ادا کرنا واجب ہے، اور اس کا چھوڑنا گناہ ہے، بنابریں اگر آپ کو

امام رکھنے یا ہٹانے کا اختیار ہے یا قریب میں صحیح العقیدہ امام مل سکتا ہے تو اس بدعتی کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہوگی، اور اگر یہ دونوں باتیں حاصل نہ ہوں تو باجماعت پڑھنا ہی افضل ہوگا محض کراہت کی وجہ سے ترک جماعت درست نہیں ہے۔

”والجماعة سنة مؤكدة للرجال قال الزاهدى ارادوابالتاكيد الوجوب الافى جمعة وعيد فشرط وفى التراويح سنة كفاية وفى وتررمضان مستحبة على قول وفى وترغيره وتطوع على السبيل التداعى مكروهة“......(درعلى هامش الرد: ۱/۳۰۸)

”والسنة المؤكدة التى تقرب منه المواظبة اه ويردعليه مامر عن النهر الاان يجاب بان قول العراقيين ياثم بتركها مرة مبنى على القول بانها فرض عين عندبعض مشايخنا كمانقله الزيلعى وغيره اوعلى القول بانها فرض كفاية كمانقله فى القنية عن الطحاوى والكرخى وجماعة فاذاتركها الكل مرة بلاعذر اثموا فتامل“......(ردالمحتار: ۱/۳۰۸)

”الجماعة سنة مؤكدة كذافى المتون والخلاصة والمحيط ومحيط السرخسى وفى الغاية قال عامة مشايخنا انهاواجبة وفى المفيد وتسميتها سنة لوجوبهابالسنة“......(فتاوىٰ الهندية: ۱/۸۲)

”ومن صلى خلف فاسق اومبتدع يكون محرزا ثواب الجماعة امالاينال ثواب من يصلى خلف التقى“......(فتاوىٰ التتارخانية: ۱/۳۳۹)

”وقال ابويوسف اكره ان يكون الامام صاحب البدعة ويكره للرجل ان يصلى خلفه“......(التتارخانية: ۱/۴۳۷)

”قال المرغينانى تجوزالصلاة خلف صاحب هوى وبدعة ولاتجوز خلف الرافضى والجهمى والقدرى والمشبهة ومن يقول بخلق القرآن وحاصله ان كان هوى لايكفربه صاحبه تجوزالصلاة خلفه مع الكراهة والافلا هكذافى التبيين والخلاصة وهوالصحيح هكذافى البدائع ،ومن انكرالمعراج ينظران

انکر الاسراء من مکة الی البیت المقدس فھو کافر وان انکر المعراج من بیت المقدس لایکفر ولو صلی خلف مبتدع اوفاسق فھو محرز ثواب الجماعة لکن لاینال مثل ماینال خلف تقی کذافی الخلاصة “ ......(فتاویٰ الھندیة: ۱/۸۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

اکیلا آنے والا شخص کس جگہ کھڑا ہوگا؟

مسئلہ(۵۹۸): (۱) کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ امام صاحب نماز پڑھا رہے ہیں اور ان کے پیچھے والی صف مکمل پر ہو چکی ہے اب اگر اس کے بعد کوئی آدمی تنہا آتا ہے تو وہ کہاں کھڑا ہوگا؟ دوسری صف کے درمیان میں اکیلا کھڑا ہوگا یا پہلی صف کے درمیان سے کسی آدمی کو کھینچ کر اپنے ساتھ کھڑا کر دے گا؟ قرآن وحدیث کی روشنی میں اس آدمی کے لیے شرعاً کیا حکم ہے؟

(۲) اسی طرح اگر چند آدمی پہلی صف میں جگہ ہونے کے باوجود دوسری صف بنالیں، یا مسجد کے ہال میں جگہ ہونے کے باوجود دوسری منزل میں صف بندی کرلیں تو اب آیا ایسے نمازیوں کے لیے کیا حکم ہے؟ شرعاً ان کی نماز ہوگی یا کہ نہیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

(۱) بشرط صحت سوال صورت مسئولہ میں صف اول مکمل ہونے کے بعد اگر کوئی شخص تنہا آئے تو وہ دوسری صف میں اکیلا کھڑا ہو جائے تو اس کی نماز درست ہو جائے گی، لیکن اس شخص کے لیے بہتر یہ ہے کہ اگلی صف سے کسی ایسے آدمی کو کھینچ کر اپنے ساتھ کھڑا کرلے جو اس مسئلہ سے واقف ہو ورنہ اکیلا کھڑا ہو۔

”ویکرہ للمنفرد ان یقوم فی خلال صفوف الجماعة فیخالفھم فی القیام والقعود وکذاللمقتدی ان یقوم خلف الصفوف وحدہ اذاوجدفرجة فی الصفوف وان لم یجد فرجة فی الصفوف روی محمدبن شجاع وحسن بن زیاد عن ابی حنیفة رحمه اللہ تعالیٰ انه لایکرہ فان جراحدمن الصف الی نفسه وقام معه فذلک اولی کذافی المحیط وینبغی ان یکون عالما حتی

لاتفسد الصلوۃ علی نفسہ کذافی خزانۃ الفتاویٰ“......فتاویٰ الهندية: ۱/۱۰۷)

”وکذلک یکرہ للمقتدی ان یقوم خلف الصفوف وحدہ اذاوجدفرجۃ فی الصفوف وان لم یجدفرجۃ فی الصفوف روی محمدبن شجاع والحسن بن زیاد عن ابی حنیفۃ رحمہ اللہ تعالی انہ لایکرہ وان جر احدا من الصف الی نفسہ وقام معہ فذلک اولی“......(المحیط البرھانی: ۲/۱۴۵)

(۲)　اگر صف اول میں جگہ ہونے کے باوجود کوئی آدمی یا چند آدمی دوسری صف بنالیں تو ان کی نماز ہوجائے گی لیکن مکروہ ہے، اگر مسجد کے ہال میں جگہ ہونے کے باوجود دوسری منزل میں صف بندی کرلیں اگر ان پر امام کا حال مشتبہ نہ ہو رہا ہو تو ان کی نماز درست ہوجائے گی، لیکن پسندیدہ نہیں، اگر دوسری منزل والوں پر امام کا حال مشتبہ ہو رہا ہے تو ان کی نماز درست نہیں ہوگی۔

”وفناء المسجدلہ حکم المسجد حتی لوقام فی فناء المسجد واقتدی بالامام صح اقتداءہ وان لم تکن الصفوف متصلۃ ولاالمسجد ملآن الیہ اشار محمدرحمہ اللہ تعالی فی باب الجمعۃ فقال یصح الاقتداء فی الطاقات والسددوان لم تکن الصفوف متصلۃ“......(فتاویٰ الهندية: ۱/۱۰۹)

”ان فناء المسجد لہ حکم المسجد ثم قال وبہ علم ان الاقتداء من صحن الخانقاہ الشیخونیۃ بالامام فی المحراب صحیح وان لم تتصل الصفوف لان الصحن فناء المسجد“......(فتاویٰ شامی: ۱/۳۳۳)

”ولوقام علی سطح المسجد واقتدی بامام فی المسجد ان کان للسطح باب فی المسجد ولایشتبہ علیہ حال الامام یصح الاقتداء وان اشتبہ علیہ حال الامام لایصح کذافی فتاویٰ قاضی خان“......(فتاویٰ الهندية: ۱/۸۸)

”ولوقام علی سطح المسجد واقتدی بالامام وفی المئذنۃ مقتدیا بالامام فی المسجد فان کان لهما باب فی المسجد ولایشتبہ یجوزفی قولهم فان کان

من خارج المسجد ولایشتبہ فعلی الخلاف "

......(البحر الرائق:۶۳۴،۶۳۵/۱)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

محلّہ کی مسجد میں جماعت ثانیہ کا حکم:

مسئلہ(۵۹۹): (۱) کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام دریں مسئلہ کہ محلّہ کی مسجد میں جماعت ثانیہ کا کیا حکم ہے؟ ناجائز ہونے کی صورت میں جماعت ثانیہ پڑھنے والوں کو منع کیا جا سکتا ہے یا نہیں؟

(۲) اسٹیشنوں اور راستوں کی مساجد میں جس کا مستقل امام مقرر ہو یا جس کا امام مقرر نہ ہو جماعت ثانیہ کا کیا حکم ہے؟

الجواب باسم الملک الوهاب

محلّہ کی مسجد میں اسی محلّہ والوں کا دوسری جماعت کرنا مسجد میں مکروہ تحریمی ہے محلّہ سے باہر والوں کا دوسری جماعت مسجد میں کرنا مکروہ نہیں۔

"قوله وجاء انس بن مالک الی مسجدقدصلی فیه فاذن واقام وصلی بجماعة واستدل به من اختار الجماعة الثانیة ووسع فیهااحمد رحمه الله تعالیٰ وذهب الشافعی رحمه الله تعالی ومالک رحمه الله تعالی الی التضیيق کماصرح به الترمذی وعن ابی یوسف رحمه الله تعالی فی الکبیری انهاتجوز بدون الاذان والاقامة اذالم تکن فی موضع الامام ولعل ترک الاذان والاقامة مع ترک موضع الامام لتغییر هاعن هیئة الجماعة الاولی وفی ظاهر الروایة انهامکروهة ثم ان روایة ابی یوسف رحمه الله تعالی محلها فیمن فاتتهم الجماعة لانهم تعمدوا ذلک اوتعودوه امااثرانس رضی الله عنه فلادلیل فیه لمافی مصنف ابن ابی شیبة انه جمع بهم وقام وسطهم ولم یتقدم علیهم فدل انه قصدتغییر الشاکلة کمافعله ابویوسف رحمه الله تعالی

غیر ان ابایوسف رحمه الله تعالی غیرهابترک الاذانین وموضع الامام وانسارضی الله عنه بترک التقدم علیهم علی انه لم یجمع فی مسجدمحلته وانماجاء الی مسجدبنی زریق وجمع بهم فیه ومسئلة الجماعة الثانیة فیما اذاجمع اهل تلک المحلة فی مسجدهم ثانیا".....(فیض الباری : ۲/۱۹۳)

"اهل المسجد اذاصلوا باذان وجماعة یکره تکرار الاذان والجماعة فیه "

......(فتاویٰ الهندیة: ۱/۵۴)

"رجل دخل مسجدا صلی فیه اهله فانه یصلی وحده من غیر اذان واقامة ویکره له ان یصلی بجماعة اذان واقامة ".....(فتاویٰ التاتارخانیة: ۱/۳۸۵)

مذکورہ اوپر کی عبارت سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ راستوں اور اسٹیشنوں کی مساجد میں اگر امام مقرر ہو یا نہ ہو اس میں باہر سے آنے والے افراد کے لیے دوسری جماعت کروانا درست ہے، کیونکہ اس سے جماعت اولیٰ پر اثر نہیں پڑتا۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

فجر کی جماعت کھڑی ہو تو سنتیں پڑھنے کا حکم:

مسئلہ(۶۰۰): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر فجر کی نماز میں جماعت کھڑی ہو جائے تو سنتیں پڑھنا ٹھیک ہیں یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوهاب

اگر یہ یقین ہو کہ سنت پڑھ کر کم از کم آخری تشہد پا سکتا ہوں تو سنت پڑھے پھر جماعت میں شریک ہو اور اگر یہ خیال ہو کہ سنت پڑھنے کی صورت میں آخری تشہد بھی نہیں ملے گا تو سنت ترک کر دے اور جماعت میں شریک ہو جائے۔

"ومن انتهیٰ الی الامام فی صلوة الفجر وهولم یصل رکعتی الفجر ان خشی ان یفوته رکعة ویدرک الاخریٰ یصلی رکعتی الفجر عندباب المسجد ثم

یدخل وان خشی فوتھما دخل مع الامام کذافی الھدایة ولم یذکر فی الکتاب انه ان کان یرجوا ادراک القعدة کیف یفعل فظاھر ماذکرفی الکتاب انه ان خاف ان تفوته الرکعتان یدل علی انه یدخل مع الامام "......(فتاویٰ الھندیة: ۱/۱۲۰)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

امام رکعات میں مقدار مسنون کا خیال کرے:

مسئلہ(۶۰۱): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ امام مسجد کو نماز میں چھوٹی رکعتیں رکھنی چاہئیں یا لمبی؟

الجواب باسم الملک الوھاب

امام مسجد کو مقدار مسنون کا خیال رکھتے ہوئے نماز پڑھانی چاہیے کہ لوگوں پر بارنہ ہو۔

"وینبغی للامام ان لایطول بھم الصلوة بعدالقدر المسنون وینبغی له ان یراعی حال الجماعة ھکذافی الجوھرة النیرة "......(فتاویٰ الھندیة: ۱/۸۷)

"وذکرابوبکر رحمه الله تعالیٰ الافضل ان یطول القراء ة اذاکان وحده واذاکان بجماعة لاتیسیراعلی الناس "......(فتاویٰ التاتارخانیة: ۱/۳۳۱)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

معذور شخص بیوی کے ساتھ جماعت کرواسکتا ہے:

مسئلہ(۶۰۲): کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص بیماری کے باعث مسجد میں نہیں جاسکتا اب آیا کہ وہ گھر میں اپنی بیوی کے ساتھ باجماعت نماز کرواسکتا ہے کہ نہیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

اجازت ہے،اس کا طریقہ یہ ہے کہ عورت کے قدم شوہر کے قدموں سے پیچھے ہوں تو دونوں کی باجماعت نماز پڑھنا درست ہے اور اگر عورت کے قدم مرد کے قدموں کے برابر ہوں تو نماز نہیں ہوتی۔

"وقال المرء ة اذاصلت مع زوجها فی البیت ان کان قدمها بحذاء قدم الزوج لاتجوز صلاتهما بالجماعة وان کان قدماهاخلف قدم الزوج الاانها طویلة تقع رأس المرأة فی السجود قبل رأس الزوج جازت صلاتهما لان العبرة للقدم الاتری ان صیدالحرم اذاکان رجلاه خارج الحرم ورأسه فی الحرم یحل اخذه وان کان علی العکس لایحل انتهیٰ کلام النهایة"......(فتاویٰ شامی: ۱/۴۲۳)

"المرء ة اذاصلت مع زوجها فی البیت ان کان قدمها بحذاء قدم الزوج لاتجوز صلاتهما بالجماعة" ......(البحر الرائق: ۱/۶۲۰)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

سرکاری جامع مسجد میں جماعت ثانیہ کا حکم:

مسئلہ(۶۰۳): کیافرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام کہ ایک سرکاری جامع مسجد جس کی انتظامیہ بھی سرکاری افسران پر مشتمل ہے،اس میں فقہ حنفیہ اہل سنت والجماعت سے مطابقت رکھنے والے لوگ جمعہ اور تمام پانچوں وقت کی نمازیں متعین اوقات میں متعین امام صاحب کے پیچھے تقریباایک سال سے ادا کر رہے ہیں،اب گذشتہ دس یوم سے فقہ جعفریہ سے تعلق رکھنے والے اہل تشیع لوگ ظہر کی نماز کی جماعت کرارہے ہیں جس کے بارے میں نمازی حضرات بہت اضطراب کی کیفیت میں ہیں،جماعت اولیٰ فقہ حنفیہ اہل سنت والجماعت کے متعین وقت میں ہونے کے بعد جماعت ثانی وثلاثہ وغیرہ کی گنجائش اور ترتیب شرعی حوالہ جات کی روشنی میں راہنمائی فرمائیں۔

(۲)　کچھ لوگ مسلکاً متعین وقت نماز ظہر سے قبل از جماعت اولیٰ اپنی جماعت کروانے کا عزم کررہے ہیں اس کی کیاحیثیت ہے؟واضح فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوھاب

جس مسجد میں امام اوراکثر نمازی متعین ہوں اس میں جماعت ثانیہ مکروہ تحریمی ہے،اگر حضورﷺ یاصحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جماعت کبھی فوت ہوجاتی تو تنہانماز پڑھتے مسجد میں جماعت ثانیہ نہیں کرواتے تھے،بلکہ نبی کریم

ﷺ ایک دفعہ کہیں مصالحت کے لیے تشریف لے گئے، واپس تشریف لائے تو مسجد نبوی میں جماعت ہو چکی تھی تو گھر تشریف لے گئے اور اہل خانہ کو جمع کر کے گھر میں جماعت کروائی، اگر مسجد میں جائز ہوتی تو آپ گھر نہ جاتے، چنانچہ فقہ حنفی کی معتبر کتاب فتاویٰ شامی میں ہے۔

"روی عبدالرحمن بن ابی بکر عن ابیه ان رسول الله ﷺ خرج من بیته لیصلح بین الانصار فرجع وقدصلی فی المسجد بجماعة فدخل رسول الله ﷺ فی منزل بعض اهله فجمع اهله فصلی بهم جماعة ولولم یکره تکرارالجماعة فی المسجدلصلی فیه ،وروی عن انس ان اصحاب رسول الله ﷺ کانوا اذافاتتهم الجماعه فی المسجد صلوافی المسجدفرادیٰ ولان التکرار یؤدی الی تقلیل الجماعة "......

لہذا اصل جماعت وہی ہے جو متعین امام کرائے گا اس کے علاوہ جو لوگ محض شرارت اور انتشار پھیلانے کے لیے اس معین جماعت کے آگے پیچھے جماعت کا پروگرام بنا رہے ہیں یا کراتے ہیں ان کو روکنا ذمہ دار لوگوں پر لازم ہے اور ان کو سختی سے روکنا چاہیے، تاکہ مسجد جو محض عبادت کی جگہ ہے انتشار اور سرپھٹوں کی جگہ نہ بن جائے، ورنہ ذمہ دار افسران مجرم ہوں گے۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

محلہ کی مسجد میں جماعت ثانیہ کروانے کا حکم:

مسئلہ(۶۰۴): کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ محلے کی ایک مسجد ہے جس میں پانچ وقت جماعت کے ساتھ نماز ادا کی جاتی ہے، کیا اس میں دوسری جماعت کروانا جائز ہے؟ شریعت کی روشنی میں مسئلہ کو واضح فرمائیں۔

الجواب باسم الملک الوھاب

صورت مسئولہ میں محلے کی مسجد جس میں امام متعین ہو اور اذان واقامت کے ساتھ باجماعت نماز ادا کی جاتی ہو اہل محلہ کے لیے جماعت ثانیہ مکروہ تحریمی ہے، البتہ چند صورتوں میں جائز ہے۔

(۲،۱) محلے کی مسجد میں محلے والوں سے پہلے دوسرے لوگ یا محلے والوں میں سے چندلوگ مخفی طور پر اذان پڑھ کر یا بغیر اذان کے نماز ادا کرلیں تو اہل محلّہ کے لیے صورت اولی میں بغیر اذان واقامت اور صورت ثانیہ اذان واقامت کے ساتھ جماعت ثانیہ کروانا جائز ہے۔

(۳) محلے کی مسجد نہ ہو راستے کی مسجد ہو تو بھی تکرار جماعت جائز ہے۔

(۴) جس مسجد کا امام اور مؤذن مقرر نہ ہو لوگ الگ الگ آ کر نماز ادا کرتے ہوں تو بھی جماعت ثانیہ محلے والوں کے لیے جائز ہے

"المسجد اذاکان لہ امام معلوم وجماعۃ معلومۃ فی محلۃ فصلی اھلہ فیہ بالجماعۃ لایباح تکرارھا باذان ثان امااذاصلوابغیراذان یباح اجماعا وکذافی مسجدقارعۃ الطریق "......(فتاویٰ الھندیۃ: ۱/۸۳)

"ویکرہ تکرارالجماعۃ فی مسجدمحلۃ باذان واقامۃ الااذاصلی بھمافیہ اولا غیراھلہ اواھلہ لکن بمخافتۃ الاذان ولوکررّاھلہ بدونھما اوکان مسجد طریق جازاجماعا کمافی مسجد لیس لہ امام ولامؤذن اویصلی الناس فیہ فوجافوجا فان الافضل ان یصلی کل فریق باذان واقامۃ علی حدۃ کمافی امالی قاضی خان ونحوہ فی الدر والمرادبمسجدالمحلۃ مالہ امام وجماعۃ معلومون کمافی الدروغیرہ قال فی المنبع وتقیید بالمسجد المختص بالمحلۃ احترازا من الشارع وبالاذان الثانی احترازا عمااذاصلی فی مسجدالمحلۃ جماعۃ بغیراذان حیث یباح اجماعا"......(فتاویٰ شامی: ۱/۴۰۸)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

کن صورتوں میں جماعت ثانیہ کروانے کی اجازت ہے؟

مسئلہ(۶۰۵): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام ان مسائل کے بارے میں

(۱) اگر ایک مسجد میں امام مقررہ وقت میں جماعت کرائے پھر اس کے بعد دوسری جماعت کوئی اور کرا سکتا ہے یا کہ نہیں؟

(۲) کیا دوسری جماعت کرانے کے لیے کچھ شرائط بھی ہیں؟

(۳) کون کونسی صورتیں ہیں جس میں دوسری جماعت کروانا جائز ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

(۱) اگر کسی مسجد میں امام ومؤذن مقرر ہو تو وہاں پر اہل محلّہ کے لیے دوسری جماعت کروانا مکروہ ہے۔

(۲) دوسری جماعت کی عدم کراہت کے لیے تین شرطیں ہیں (۱) راستے کی مسجد ہو (۲) وہاں کا امام اور مؤذن مقرر نہ ہو (۳) اہل محلّہ نہ ہوں، ان تین صورتوں میں دوسری جماعت کروا سکتے ہیں۔

"المسجد اذا کان له امام معلوم و جماعة معلومة فی محلة فصلی اهله فیه بالجماعة لایباح تکرارها فیه باذان ثان "......(فتاویٰ الهندیة: ۱/۸۳)

"اما اثر انس رضی الله عنه فلادلیل فیه لمامصنف ابن ابی شیبة انه جمع بهم وقام وسطهم ولم یتقدم علیهم فدل انه قصدتغییر الشاکلة کمافعله ابویوف رحمه الله تعالیٰ غیران ابایوسف رحمه الله تعالی غیرهابترک الاذانین وموضع الامام وانسارضی الله عنهما بترک التقدم علیهم علی انه لم یجمع فی مسجدمحلته وانماجاء الی مسجدبنی زریق وجمع بهم فیه ومسئلة الجماعة الثانیة فیما اذاجمع اهل تلک المحلة فی مسجدهم ثانیا"......(فیض الباری:۲/۱۹۳)

"الافی مسجدعلی طریق هومالیس له امام ومؤذن راتب فلایکره التکرارفیه باذان واقامة بل هو الافضل خانیة"......(فتاویٰ شامی: ۱/۲۹۱)

"مسجدلیس له امام ولامؤذن ویصلی الناس فیه فوجافوجافالافضل ان یصلی کل فریق باذان واقامة علی حدة "......(البحر الرائق: ۱/۶۰۵)

"وهذا اذاکان صلی فیه اهله فان صلی فیه قوم من الغرباء بالجماعة فلاهل المسجد ان یصلوا بعدهم بجماعة باذان واقامة لان اقامة الجماعة فی هذاالمسجد حقهم"......(منحة الخالق: ۱/۶۰۵)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

صف مکمل ہو تو اکیلا آدمی کہاں کھڑا ہو؟

مسئلہ(۶۰۶): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام وعلماء عظام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر نماز باجماعت کی صورت میں کوئی شخص بعد میں آئے اور اگلی صف مکمل ہو وہ کسی شخص کو کھینچے یا تنہا کھڑا ہو جائے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

اگلی صف میں جگہ ہونے کے باوجود دوسری صف میں کھڑا ہونا مکروہ ہے، اگر کوئی شخص بعد میں آئے اور اگلی صف میں جگہ نہ ہو تو رکوع تک اس کو دوسرے شخص کے آنے کا انتظار کرنا چاہیے، اگر کوئی نہ آئے تو اس صورت میں اگر چہ اگلی صف میں سے کسی کو کھینچ لینا بہتر ہے، تاہم موجودہ زمانے میں دین کے احکام سے ناواقفیت زیادہ ہے اور ایسا کرنے میں خطرہ ہے کہ وہ شخص اپنی نماز خراب کرلے اس لیے بعد میں آنے والا شخص تنہا کھڑا ہو جائے اور کسی نہ کھینچے۔

”والاصح انه ينتظر الى الركوع والقيام وحده اولى فى زماننا لغلبة الجهلة“

......(حاشية الطحطاوى على المراقى الفلاح:۱۹۲)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

موسم گرما میں مسجد کی چھت پر جماعت کروانے کا حکم:

مسئلہ(۶۰۷): کیا فرماتے ہیں علماء دین متین اس بارے میں کہ ہمارے گاؤں میں واقع جامعہ مسجد عثمانیہ رقبہ کے لحاظ سے ایک چھوٹی مسجد ہے اور چاروں طرف سے بند ہے اور اس کا صحن نہیں ہے، گرمیوں میں مسجد کے اندر نماز ادا کرنا مشکل ہو جاتا ہے جس کی وجہ سے مسجد کی انتظامیہ مسجد کی چھت کو صحن کے طور پر استعمال کرتی ہے اور چھت پر باجماعت نماز ادا کی جاتی ہے دریافت طلب امر یہ ہے کہ کیا اس مجبوری کی وجہ سے گرمیوں میں چھت پر نماز ادا کرنا درست ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

صورت مسئولہ میں محض گرمی کی وجہ سے مسجد کی چھت پر باجماعت نماز ادا کرنا مکروہ ہے البتہ اگر مسجد میں جگہ تنگ ہو نمازی پورے نہ آتے ہوں تو وہاں سے زائد بقیہ نمازی اسی امام کی اقتداء میں چھت پر بلا کراہت نماز ادا کر سکتے ہیں۔

"الصعود علی سطح کل مسجدمکروہ ولھذا اذااشتد الحریکرہ ان یصلوا بالجماعۃ فوقہ الااذاضاق المسجد فحینئذ لایکرہ الصعود علی سطحہ للضرورۃ کذافی الغرائب "......(فتاویٰ الھندیۃ: ۵/۳۲۲)

"ثم رأیت القھستانی نقل عن المفید کراھۃ الصعود علی سطح المسجد ویلزمہ کراھۃ الصلوۃ ایضافوقہ"......(ردالمحتار: ۱/۳۸۵)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

امام مسجد اگر لیٹ ہوجائے تو ان کا انتظار کیا جائے:

مسئلہ(۶۰۸): کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین دریں مسئلہ کہ اگر امام صاحب جماعت کراتے ہیں اور وہ مقررہ وقت پر نہ پہنچ سکیں جیسے مثال کے طور پر ظہر کا وقت ڈیڑھ بجے ہے تو کیا امام صاحب کا انتظار کرنا دو یا تین منٹ تک ،کیا اس کی شرعاً گنجائش ہے؟ یا اگر امام صاحب نے سنتیں پڑھنی ہوں تو پانچ منٹ تک مقتدی انتظار کریں پھر امام صاحب ہی نماز پڑھائے یا مقتدی حضرات کسی اور مقتدی کو امام بنا کر نماز پڑھ لیں ؟کیا حکم ہے؟اگر مقتدی حضرات دوچار منٹ صبر کرلیں اور امام صاحب ہی جماعت کرائے اس کے بارے میں ضرور ارشاد فرمائیں، اللہ آپ کو بہترین بدلہ عطا فرمائے۔

الجواب باسم الملک الوھاب

اہل محلہ کے لیے ضروری ہے کہ اگر امام صاحب وقت مقررہ سے کبھی تھوڑا سا لیٹ ہوجائیں تو ان کا انتظار کریں اگر امام صاحب موجود ہوں اور وضو کررہے ہوں تب تو بطریق اولی امام صاحب کا انتظار اہل محلہ کے لیے ضروری ہے کیونکہ حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ ہم حضور ﷺ کا انتظار فرماتے تھے حتی کہ ہم کو اونگھ آنے لگتی تھی، نیز امام صاحب کی موجودگی میں کسی دوسرے شخص کو امام مقرر کرنا امام صاحب کی اجازت کے بغیر یہ شرعاً جائز نہیں ہے، انتظامیہ کے لیے امام صاحب پر دباؤ ڈالنا شرعاً جائز نہیں تاہم فساد زمانہ کی وجہ سے مسجد کو شور وغوغا سے بچانے کے لیے امام کو محتاط رہتے ہوئے وقت کی پابندی کرنی چاہیے۔

"فالحاصل ان التاخیر القلیل لاعانۃ اھل الخیر غیر مکروہ "......(۱/۳۶۲)

"والحاصل ان التاخیر الیسیر للاعانة علی الخیر غیر مکروہ ولا بأس ان ینظر الامام انتظارا وسطا کمافی المضمرات "......(طحطاوی علی المراقی : ۱۰۷)

"واولی الناس بالامامة اعلمهم بالسنة "......(الهدایة: ۱/۱۲۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

عورتوں کا نماز عشاء کی جماعت کے لیے گھر سے باہر نکلنا:

مسئلہ(۶۰۹): کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ عورتوں کا نماز عشاء باجماعت ادا کرنے کے لیے گھر سے نکلنا کیسا ہے؟

الجواب باسم الملک الوهاب

عورتوں کا مطلقاً مسجد میں نکلنا مکروہ ہے، خواہ کوئی بھی نماز ہو، لہذا صورت مسئولہ میں عشاء میں عورتوں کا نکلنا درست نہیں ہے۔

"ولا یحضرن الجماعات لقوله تعالیٰ(وقرن فی بیوتکن) (الاحزاب: ۳۳)وقال ﷺ صلاتها فی قعر بیوتها افضل من صلاتها فی صحن دارها وصلاتها فی صحن دارها افضل من صلاتها فی مسجدها وبیوتهن خیر لهن ولانه لایؤمن الفتنة من خروجهن اطلقه فشمل الشابة والعجوز والصلاة النهاریه واللیلیة قال المصنف فی الکافی والفتویٰ الیوم علی الکراهیة فی الصلاة کلها لظهور الفساد"......(البحر الرائق: ۱/۶۲۸،۶۲۷)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

نماز عشاء اور تراویح مسجد کے علاوہ کسی دوسری جگہ پڑھنا:

مسئلہ(۶۱۰): (۱) کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ محلّہ کی مسجد چھوڑ کر ایک ایسی جگہ عشاء

اور تراویح ادا کرنا جہاں عشاء اور تراویح کے علاوہ جماعت نہیں ہوتی اور یاد رہے کہ یہ جگہ مسجد نہیں ہے، اس کے بارے میں کیا حکم ہے؟

الجواب باسم الملک الوہاب

(۱)　صلوۃ مکتوبہ کی جماعت مسجد محلہ میں ادا کرنا سنت ہے، مسجد کے علاوہ گھر وغیرہ میں جماعت کرانے سے جماعت کا ثواب مل جائے گا لیکن مسجد کی فضیلت نہیں ملے گی، جماعت اور مسجد کا الگ الگ ثواب ہے۔

"قال الصدر الشهيد انما الاساءة فيما اذا ترك اهل المسجد كلهم الجماعة فحينئذ اساؤا وتركوا السنة وان صلوا بالجماعة في البيت اختلف المشائخ فيه والصحيح ان الجماعة فضيلة والجماعة في المسجد فضيلة اخرىٰ فهو قد اتي باحدى الفضيلتين وترك الاخرىٰ وهكذا الجواب في المكتوبات "......(خلاصه الفتاوى: ۱/۱۶۳)

"قوله سنة كفاية اى على كل اهل محلة لما في منية المصلى من بحث التراويح من ان اقامتها بالجماعة سنة على سبيل الكفاية حتى لو ترك اهل محلة كلهم الجماعة فقد تركوا السنة واساؤا في ذالك وان تخلف من افراد الناس وصلىٰ في بيته فقد ترك الفضيلة "......(فتاوىٰ شامي: ۱/۴۰۸)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆
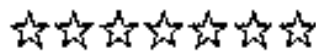
صف ثانی کی ابتداء کہاں سے کی جائے گی؟

مسئلہ (۶۱۱):　کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ صف اول کے تام ہونے کے بعد نماز میں دوسری صف کی ابتداء کہاں سے کی جائے؟ دائیں سے یا بائیں سے یا درمیان سے؟

الجواب باسم الملک الوہاب

امام کا صف کے درمیان میں کھڑا ہونا ضروری ہے لہذا ہر صف کو درمیان سے شروع کر دینا چاہیے، جہاں امام کھڑا ہو اس کے سیدھ دائیں بائیں نمازی کھڑے ہوتے چلے جائیں، اور ہر صف کو اسی ترتیب سے رکھنا چاہیے۔

”والزائد یقف خلفه ......وکیفیته ان یقف احدهما بحذائه والاخر بیمینه اذاکان الزائد اثنین ولوجاء ثالث وقف عن یسار الاول والرابع عن یمین الثانی والخامس عن یسار الثالث وهکذا“......(ردالمحتار : ۱/۴۳۰)

”قوله ویقف الاکثر من واحد صادق بالاثنین وکیفیته ان یقف واحد بحذائه والاخر عن یمینه ولوجاء واحد وقف عن یسار الاول الذی هو بحذاء الامام فیصیر الامام متوسطا ویقف الرابع عن یمین الواقف الذی هو عن یمین من بحذاء الامام والخامس عن یسار الثالث وهکذا فاذااستوی الجانبان یقوم الجائی عن جهة الیمین وان ترجح الیمین یقوم عن یسار قهستانی وفی العتابیة لوقام الامام وسط القوم وقاموا هم عن یمینه اوعن یساره اساؤا“......(حاشیة الطحطاوی علی مراقی الفلاح : ۳۰۵)

”واذااستویٰ جانباالامام فانه یقوم الجائیی عن یمینه وان ترجح الیمین فانه یقوم عن یساره“......(البحرالرائق : ۱/۶۱۸)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

امام کے پاؤں اگر محراب میں ہوں تو کیا حکم ہے؟

مسئلہ(۶۱۲): حضرات علماء دین سے ایک سوال ہے کہ امام محراب مسجد میں ایسے کھڑا ہو کہ اس کی ایڑھیاں بھی محراب میں ہوں تو یہ منع ہے یا نہیں؟ اسی طرح امام مسجد کے برآمدہ میں ایسے کھڑا ہو کہ ذرا بھی مسجد کے صحن میں نہ ہو اور مقتدی مسجد کے صحن میں ہوں تو یہ بھی منع ہے یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوھاب

صورت مذکورہ میں امام صاحب کا محراب میں اس طرح کھڑا ہونا کہ دونوں قدم پورے کے پورے محراب کے اندر ہوں تو مکروہ ہے اور اگر قدم محراب سے باہر ہوں تو جائز ہے، اور اگر امام برآمدہ میں ہو اور مقتدی صحن میں ہوں تو مکروہ ہے، البتہ نمازیوں کے ازدحام اور جگہ کی تنگی کے سبب اگر محراب میں قیام کی نوبت آجائے تو مکروہ نہیں ہے۔

”ویکرہ قیام الامام بجملته فی المحراب لاقیامه خارجه وسجوده فیه سمی محرابا لانه یحارب النفس والشیطان بالقیام الیه والکراهة لاشتباه الحال علی القوم واذاضاق المکان فلاکراهة “......(حاشیة الطحطاوی علی مراقی الفلاح : ۳٦۰،۳٦۱)

”ویکرہ قیام الامام وحده فی الطاق وهوالمحراب ولایکره سجوده فیه اذاکان قائما خارج المحراب هکذافی التبیین واذاضاق المسجد بمن خلف الامام فلاباس بان یقوم فی الطاق کذافی الفتاوی البرهانیة“......(فتاویٰ الهندیة:۱/۱۰۸)

”فحینئذ وقوفه فی المحراب تشبه باهل الکتاب لغیرحاجة فکره مطلقا ولهذا قال الولوالجی فی فتاواه وصاحب التجنیس اذاضاق المسجد بمن خلف الامام علی القوم لاباس بان یقوم الامام فی الطاق لانه تعذر الامر علیه وان لم یضیق المسجدبمن خلف الامام لاینبغی للامام ان یقوم فی الطاق لانه یشبه تباین المکانین“......(البحرالرائق: ۲/۳٦)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

مقررہ وقت کے بعد جماعت میں تاخیر کرنے کا حکم:

مسئلہ(٦١٣): کیا فرماتے ہیں مفتیانِ کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ نماز کا وقت پورا ہوجانے کے بعد تاخیر جماعت کا شرعی حکم کیا ہے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

اصل مسئلہ تو یہ ہے کہ مقررہ وقت پر ہی نماز شروع کردی جائے البتہ کوئی شریر یا مفسد آدمی ہو تو اس کے شروفساد سے بچنے کے لیے تھوڑی سی تاخیر کی جاسکتی ہے۔

”ولوانتظر الامامة لیدرک الناس الجماعة یجوزولواحدبعدالاجماع لا الااذاکان داعرا شریرا“......(فتاویٰ الشامی : ۱/۴۲۱)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

عورتوں کا فرض نماز کے لیے مسجد میں آنا:

مسئلہ(۶۱۴): حضرت مفتی صاحب ایک مسئلہ درپیش ہے

یہ نقشہ جامع مسجد بلال راوی بلاک علامہ اقبال ٹاؤن کا ہے، اس مسجد میں جو چھوٹا ہال ہے اس کے اوپر گیلری ہے جو کہ مسجد کا حصہ ہے، اس گیلری میں جانے کے لیے سیڑھیاں استعمال کی جاتی ہیں، رمضان المبارک میں اس گیلری میں مستورات کے لیے تراویح کا باقاعدگی سے اہتمام کیا جاتا ہے، اور ان کے لیے گیٹ نمبر ۳ کھولا جاتا ہے، اور صحن میں ایک چادر لگادی جاتی ہے، اور مستورات وہاں سے گزر کر گیلری میں جاتی ہیں، کیا ان کا گیلری میں نماز پڑھنا ٹھیک ہے؟ جب کہ مرد حضرات کا بیت الخلاء میں آنا جانا لگا رہتا ہے۔

الجواب باسم الملک الوھاب

عورتوں کا مسجد کی جماعات میں شریک ہونا مطلقاً مکروہ ہے، عورتوں کو اپنے اپنے گھروں ہی میں انفراداً نماز پڑھنا چاہیے، فرائض ونوافل اور تراویح سب کا یہی حکم ہے۔

"(ولایحضرن الجماعات) لقوله تعالیٰ (وقرن في بیوتکن، سورة الاحزاب: ۳۳) وقال رسول الله ﷺ صلاتها في قعر بیتها افضل من صلاتها في صحن دارها وصلاتها في صحن دارها افضل من صلاتها في مسجدها وبیوتهن خیر لهن ولانه لایومن الفتنة من خروجهن اطلقه فشمل الشابة والعجوز والصلوة النهارية والليلية قال المصنف في الكافي والفتویٰ اليوم على الكراهة في الصلوة كلها لظهور الفساد "...... (البحر الرائق: ۱/۶۲۸)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆
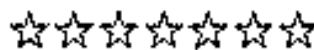
صلوۃ التسبیح باجماعت پڑھنے کا حکم:

مسئلہ(۶۱۵): بخدمت جناب حضرت مفتی صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

(۱) کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ کیا فقہ حنفیہ میں نفل نماز صلوۃ التسبیح باجماعت پڑھنے کی اجازت ہے؟

(۲) کیا یہ ہی نماز نفل امام بآواز بلند مقتدی حضرات کو پڑھا سکتا ہے؟ ۷۵ مرتبہ کلمہ امام بلند آواز سے پڑھ سکتا ہے؟ قرآن وسنت کی روشنی میں جواب تحریر فرمائیں، عین نوازش ہوگی۔

الجواب باسم الملک الوهاب

مسئلہ مذکورہ میں بطور تداعی کے باجماعت صلوۃ التسبیح پڑھنا مکروہ ہے، لہذا اکیلے اکیلے صلوۃ التسبیح پڑھنی چاہیئے۔

"(ولایصلی الوتر و) لا (التطوع بجماعة خارج) رمضان ای یکره ذلک لو علی سبیل التداعی"......(الدر المختار مع تنویر الابصار علی هامش ردالمحتار: ۱/۵۲۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

ایک مسجد میں دو جماعتیں کروانے کا حکم:

مسئلہ(۶۱۶): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ کیا ایک مسجد میں دو جماعتیں ہوسکتی ہیں جب کہ مسجد میں امام اور موذن بھی ہو، دو الگ الگ جماعتیں ایک مسجد میں جائز ہیں یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوهاب

ایک مسجد میں تکرار جماعت مکروہ ہے خصوصا جب مسجد میں نماز ہورہی ہو تو آنے والے لوگوں کو اسی جماعت میں شامل ہونا ضروری ہے الگ جماعت کروانا مکروہ ہے لیکن اگر مسجد ایسی ہے جو راستہ پر ہے اور لوگ اس میں گروہ درگروہ آتے ہیں ان کے لیے تکرار جماعت جائز ہے اور ایسی مسجد میں بھی تکرار جماعت جائز ہے جس کا امام اور موذن نہ ہو۔

"(او) مصل (فی مسجد بعد صلوة جماعة فيه) بل يكره فعلهما وتكرار الجماعة (قوله وتكرار الجماعة) لماروی عبدالرحمن بن ابی بکر عن ابيه ان رسول الله ﷺ خرج من بيته ليصلح بين الانصار وقد صلی فی المسجد بجماعة فدخل رسول الله ﷺ فی منزل بعض اهله فصلی بهم جماعة ولو لم يكره تكرار الجماعة فی المسجد يصلی فيه وروی عن انس ان اصحاب رسول الله ﷺ كانوا اذا فاتتهم الجماعة فی المسجد صلوا فی المسجد فرادیٰ ولان التكرار يؤدی الی تقليل الجماعة لان الناس اذا علموا

انهم تفوتهم الجماعة يتعجلون فتكثروا لاتاخرو ااه بدائع وحينئذ فلو دخل جماعة المسجد بعدما صلى اهله فيه فانهم يصلون وحدانا .....(قوله الا في مسجد على طريق) هو ماليس له امام ومؤذن راتب فلايكره التكرار فيه باذان واقامة بل هو الافضل خانية".....(الدرمع الرد: ۱/۲۹۱)

"ويكره تكرار الجماعة باذان واقامة في مسجد محلة لافي مسجد طريق اومسجد لاامام له ولامؤذن.....قوله ويكره اى تحريما لقول الكافي لايجوز والمجمع لايباح وشرح الجامع الصغير انه بدعة كمافي رسالة السندى قوله باذان واقامة عبارته في الخزائن اجمع مماهنا ونصبها يكره تكرار الجماعة في مسجد محلة باذان واقامة الااذا صلى بهما فيه اولا غير اهله واهله لكن بمخافتة الاذان ولو كرر اهله بدونهما او كان مسجد طريق جاز اجماعا كمافي مسجد ليس له امام ولامؤذن ويصلى الناس فيه فوجا فوجا فان الافضل ان يصلى كل فريق باذان واقامة على حدة كمافي امالي قاضي خان.....ومقتضى هذاالاستدلال كراهة التكرار في مسجد المحلة ولو بدون اذان ويؤيده مافي الظهيرية لو دخل جماعة المسجد بعدما صلى فيه اهله يصلون وحدانا وهو ظاهر الرواية ".....(الدرمع الرد: ۱/۳۰۸،۳۰۹)

"اهل المسجد اذاصلوا باذان وجماعة يكره تكرار الاذان والجماعة فيه " .....(فتاویٰ الهندية: ۱/۵۴)

"وان اذن في مسجد جماعة وصلوايكره لغيرهم ان يؤذنوا ويعيد والجماعة ولكن يصلوا وحدانا وان كان المسجد على الطريق فلاباس ان يؤذنوا فيه ويقيمو ااه ".....(البحر الرائق: ۱/۳۶۲)

"المسجد اذاكان له امام معلوم وجماعة معلومة في محلة فصلى اهله فيه بالجماعة لايباح تكرارها فيه باذان ثان امااذاصلوا بغيراذان يباح اجماعا

وکذا فی مسجدقارعة الطریق کذافی شرح المجمع المصنف"......(فتاویٰ الهندیة:۱/۸۳)

"عن ابی بکرة ان رسول الله ﷺ أقبل من نواحی المدینة یریدالصلاة فوجدالناس قدصلوافمال الی منزله فجمع اهله فصلی بهم رواه الطبرانی فی الکبیر والاوسط ورجاله ثقات (مجمع الزوائد)"......(اعلاء السنن: ۴/۲۸۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆
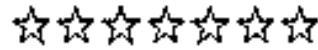
(مسبوق)

صف پوری ہونے پر مسبوق کیا کرے؟

مسئلہ(۶۱۷): محترم جناب مفتی حمید اللہ جان صاحب ! بندہ کو مندرجہ ذیل مسئلہ کی وضاحت درکار ہے جب نماز باجماعت ہورہی ہو اور پہلی صف مکمل ہو چکی ہو تو اب ایک مقتدی نماز میں شامل ہونا چاہتا ہے آیا اگلی صف میں کسی ایک کو پیچھے لے آئے یا اکیلا ہی کھڑا ہو جائے؟

الجواب باسم الملک الوهاب

پہلی صف مکمل ہونے کے بعد مقتدی کا دوسری صف میں اکیلے کھڑا ہونا مکروہ ہے،لہٰذا اگلی صف سے کسی ایسے آدمی کو پیچھے کھینچ لے جو اس مسئلہ کو جانتا ہو،اصل حکم یہ ہے، البتہ جہالت عامہ کی وجہ سے اگر آگے والی صف سے آدمی کے کھینچنے کی صورت میں اسکی نماز فاسد ہونے کا خطرہ ہو یا جھگڑے کا خدشہ ہو تو پیچھے اکیلا ہی کھڑا ہو کر نماز شروع کردے۔

”وكذلك يكره للمقتدى ان يقوم خلف الصفوف وحده اذا وجد فرجة في الصفوف وان لم يجدفرجة في الصفوف روى محمدبن شجاع والحسن بن زيادعن أبي حنيفة انه لايكره وان جرأحدامن الصف الى نفسه وقام معه فذلك اولى“......(المحيط البرهاني: ۱۴۵/۲)

” وينبغي ان يكون عالماحتى لاتفسدالصلوة على نفسه كذافي خزانة الفتاوى“......(الهندية : ۱۰۷/۱)

” صلى خلف الصفوف منفر دامختار ابلاضرورة كره وينبغي ان يجذب واحدامن الصف في المسجدأوفي الصحراء ثم يكبر ولو كبر خلفالصف ثم لحق به كره.قال الفقيه أبوجعفرؒ هذا اذاكان في الصف فرجة والافلاكراهةالخ“......(البزازية : ۵۷/۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

مسبوق آخری قعدہ میں صرف تشہد پڑھے گا:

مسئلہ(۶۱۸): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک آدمی امام صاحب کے ساتھ آخری التحیات میں ملتا ہے یا چار رکعت میں سے دو ہو چکی تھیں تو آخری التحیات میں تشہد اور درود پاک پڑھنے کا کیا حکم ہے صرف تشہد ہی پڑھے گا یا درود شریف بھی؟

الجواب باسم الملک الوہاب

صورت مرقومہ میں مسبوق کے لیے آخری التحیات کا حکم یہ ہے کہ وہ آخری قعدہ میں صرف تشہد پڑھے گا باقی ادعیہ نہیں پڑھے گا مسبوق کو چاہیے کہ تشہد آہستہ آہستہ پڑھے یہاں تک کہ امام سلام سے فارغ ہو جائے۔

"ان المسبوق ببعض الركعات يتابع الامام فى تشهدالأخير واذا أتم التشهدلايشتغل بمابعده من الدعوات ثم ماذايفعل تكلموافيه وعن ابن شجاع انه يكرر التشهدأى قوله اشهدان لا اله الا الله وهو المختار"......
(الهندية : ۱/ ۹۱)

"والصحيح ان المسبوق يترسل فى التشهدحتى يفرغ عندسلام الامام كذافى الوجيزللكردرى وقاضى خان هكذافى الخلاصة وفتح القدير"......(الهندية : ۱/ ۹۱)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆
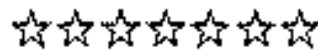
مسبوق کے تشہد کا حکم:

مسئلہ(۶۱۹): مفتی صاحب سوال یہ ہے کہ ایک آدمی امام کیساتھ اس وقت ملتا ہے جب وہ سلام پھیرنے کے قریب تھا مقتدی کے التحیات میں بیٹھتے ہی امام نے سلام پھیر دیا کیا مقتدی تشہد پڑھے گا یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوہاب

صورت مرقومہ میں اولی یہ ہے کہ تشہد پوری کر کے اٹھے لیکن اگر تشہد پورا کیے بغیر اٹھ گیا تب بھی نماز درست ہو جائیگی۔

"وشمل باطلاقه مالو اقتدى به فى أثناء التشهد الاول أو الاخير فحين قعد قام امامه أو سلم ومقتضاه انه يتم التشهد ثم يقوم ولم أره صريحا ثم رأيته فى الذخيرة ناقلا عن أبى الليث المختار عندى انه يتم التشهد وان لم يفعل أجزأه الخ"......(ردالمحتار: ۱/۳۶۶)

"اذا أدرک الامام فى التشهد وقام الامام قبل ان يتم المقتدى أو سلم الامام فى آخر الصلاة قبل ان يتم المقتدى التشهد فالمختار ان يتم التشهد كذا فى الغياثية وان لم يتم أجزأه كذا فى الغياثية"......(الهندية: ۱/۹۰)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

مسبوق تشہد پورا پڑھے گا:

مسئلہ(۶۴۰): کیا فرماتے ہیں مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ اگر مقتدی نے دوسری رکعت کے قعدے میں تشہد مکمل نہ کیا ہو اور امام تیسری رکعت کے لیے کھڑا ہو جائے تو مقتدی کو تشہد مکمل کرنا چاہیے یا امام کے ساتھ کھڑا ہو جانا چاہیے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

صورت مرقومہ میں مقتدی تشہد پورا کر کے بعد میں کھڑا ہو۔

"(بخلاف سلامه) أو قيامه لثالثة (قبل تمام المؤتم التشهد) فانه لايتابعه بل يتمه لوجوبه"

"(قوله فانه لايتابعه) أى ولو خاف ان تفوته الركعة الثالثة مع الامام كما صرح به فى الظهيرية"......(درمع ردالمحتار: ۱/۳۶۶)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

قومہ میں تسمیع وتحمید کون کہے گا؟

مسئلہ(۶۴۱): کیا فرماتے مفتیان کرام اس مسئلہ کے بارے میں کہ شریعت مطہرہ کی روشنی میں نماز میں امام کے "سمع الله لمن حمده" کے بعد "ربنالک الحمد" صرف مقتدی کہے گا یا امام بھی کہے گا؟

الجواب باسم الملک الوھاب

امام صرف "سمع الله لمن حمده" کہے گا اور مقتدی "ربنالک الحمد" کہے گا لیکن اگر امام تسمیع کیساتھ تحمید بھی کہے تو کوئی حرج نہیں۔

"(واكتفى الامام بالتسميع والمؤتم والمنفرد بالتحميد) لحديث الصحيحين اذاقال الامام سمع الله لمن حمده فقولوا ربنالك الحمدفقسم بينهماوالقسمة تنافي الشركة"..... (البحر الرائق: ۱/۵۵۲)

" وفي ظاهر الرواية عنه أى عن أبي حنيفة رحمه الله انه(أى الامام) ياتي بالتسميع لابالتحميدلمامر من قوله عليه السلام اذاقال الامام سمع الله لمن حمده فقولوا اللهم ربنالك الحمدفانه قسم والقسمة تنافي الشركة"..... (حلبى كبيرى:۲۷۷، خلاصة الفتاوى: ۱/۵۳)

"(التسميع للامام والتحميدلغيره) قال صاحب ردالمحتار فى شرحه(لغيره) اى مؤتم ومنفردلكن سيأتي ان المعتمدان المنفرديجمع بين التسميع والتحميدوكذا الامام عندهماوهورواية عن الامام جزم بها الشرنبلالي في مقدمته"..... (در مع ردالمحتار: ۱/۳۵۳)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆

مطاف میں نمازیوں کے آگے سے گزرنا جائز ہے:

مسئلہ(۶۲۲): کیافرماتے ہیں علماء کرام دریں مسئلہ کے حرم شریف میں نمازوں کے فوراً بعد طواف شروع ہوجاتا ہے اور مطاف میں نماز پڑھنا ممکن نہیں ہوتا، ایسی صورت میں مسبوق اپنی بقایارکعتیں کیسے ادا کرے؟

الجواب باسم الملک الوھاب

صورت مسئولہ میں مسبوق کے لیے حکم یہ ہے کہ بغیر عذر کے امام کے سلام پھیرنے سے پہلے اٹھنا نہیں کیونکہ مسبوق کے لیے امام کے سلام پھیرنے سے پہلے کھڑا ہونا مکروہ تحریمی ہے، مطاف میں نمازیوں کے آگے سے گزرنے کی اجازت ہے۔

"قال الطحاوی فی مشکله انه لاباس بمرور الطائفین امام المصلی عندالبیت لان الطواف بالبیت صلاۃ ولاتوجدتلک المسئلة فی المذاهب الاربعة الاعندالطحاوی"......(فیض الباری شرح صحیح البخاری : ۲/۸۱)

"ویجوزالمرورللطائف امام المصلی فان الطائف فی حکم المصلی قال ابن عابدین فی ردالمحتار ذکر فی حاشیة المدنی لایمنع الماردا خل الکعبة وخلف المقام وحاشیة المطاف لماروی احمدوابوداؤد عن المطلب بن ابی وداعة ......انه رای النبی ﷺ یصلی ممایلی باب بنی سهم والناس یمرون بین یدیه ولیس بینهما سترة وهومحمول علی الطائفین فیمایظهر لان الطواف صلاۃ فصار کمن بین یدیه صفوف من المصلین انتهی"......(معارف السنن: ۳/۳۵۳)

"قال العلامة قطب الدین فی منسکه رأیت بخط بعض تلامذة الکمال بن الهمام فی حاشیة الفتح اذاصلی فی المسجد الحرام ینبغی ان لایمنع المارلهذاالحدیث وهومحمول علی الطائفین لان الطواف صلاۃ فصارکمن بین یدیه صفوف من المصلین اه وقال ثم رأیت فی البحر العمیق حکی عزالدین بن جماعة عن مشکلات الآثار للطحاوی ان المرور بین یدی المصلی بحضرة الکعبة یجوز"......(فتاویٰ شامی : ۲/۱۸۶)

" ومن احکامه انه لایقوم المسبوق قبل السلام بعدقدرالتشهد الافی مواضع اذاخاف وهوماسح تمام المدة لوانتظر سلام الامام اوخاف المسبوق فی الجمعة والعیدین والفجراوالمعذورخروج الوقت اوخاف ان یبتدر ه الحدث اوتمرالناس بین یدیه ولوقام فی غیرها بعدقدرالتشهد صح ویکره تحریما لان المتابعة واجبة بالنص قال علیه السلام انماالامام لیؤتم به فلاتختلفوا علیه "......(البحرالرائق: ۱/۶۶۲)

"ان قبل قعودالامام قدرالتشهد لاوان بعده نعم وکره تحریما الالعذر کخوف

حدث وخروج وقت فجر وجمعة وعيد ومعذور وتمام مدة مسح ومرورمار بين يديه (قوله وكره تحريما) اى قيامه بعدقعودامامه قدرالتشهد لوجوب متابعته في السلام (قوله كخوف حدث) اى خوف سبق الحدث (قوله وخروج)عطف على حدث (قوله وجمعة وعيدومعذور)“......(فتاوىٰ شامي : ۱/۴۴۲)

”المسبوق اذاقعد مع الامام كيف يفعل اختلفوا فيه والصحيح انه يترسل في التشهد حتى يفرغ من التشهد عندسلام الامام واذاخاف انه لو انتظر سلام الامام يمر الناس بين يديه كان له ان يقوم بقضاء ماسبق ولاينتظر سلام الامام“ ......(فتاوىٰ قاضي خان علىٰ هامش الهندية:۱۰۳،۱۰۴/۱)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆
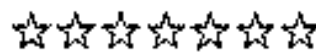
مسبوق آدمی امام کو جس حالت میں بھی پائے اس کے ساتھ شریک ہوجائے:

مسئلہ(۶۲۳): ایک آدمی نماز میں اس حالت میں شریک ہوتا ہے کہ امام یا تو سجدہ میں ہوتا ہے یا پھر رکوع میں کھڑا ہوتا ہے تو یہ کیا کرے؟ آیا اس کے ساتھ اسی حالت میں شریک ہوجائے جس میں وہ ہے یا پھر دوسری رکعت میں حالت قیام میں یا پھر تشہد میں شریک ہو، نیز اگر وہ سجدہ میں شریک ہوجائے یا رکوع کے بعد قومہ میں شریک ہوجائے تو اس کی یہ رکعت شمار ہوگی یا نہیں؟

الجواب باسم الملک الوهاب

اس آدمی (مسبوق) کے لیے مناسب یہی ہے کہ وہ امام کو جس حالت میں پائے اسی حالت میں اس کے ساتھ شریک ہوجائے انتظار میں نہ کھڑا رہے پھر اگر یہ امام کے ساتھ اس حالت میں شریک ہوا کہ امام رکوع میں یا رکوع سے قبل قیام میں تھا تو مقتدی کی یہ رکعت شمار ہوجائیگی اور اگر رکوع کے بعد کسی بھی حالت میں شریک ہوا تو شرکت صحیح ہوگی لیکن اس کی یہ رکعت شمار نہیں ہوگی بلکہ امام کے سلام پھیرنے کے بعد اس کی قضاء ضروری ہوگی۔

”وينبغي للمسبوق أن يشرع مع الإمام في أي جزء أدركه فيكبر قائماثم

یشارکه فی الفعل الذی هو فیه من غیر أن یقضی مابین القیام وبین ذلک الفعل ولایعتدبالرکعة إلابإدراک الإمام فی رکوعهالقوله علیه الصلوة والسلام إذاجئتم إلی الصلوة ونحن سجود فاسجدوا ولاتعدوها شیأ ومن أدرک الرکوع فقدأدرک الرکعة رواه أبوداؤدوقال علیه الصلوة والسلام إذا أتی أحدکم والإمام علی حال فلیصنع کمایصنع الإمام.رواه الترمذی"......(حلبی کبیری:۴۴۰)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

☆☆☆☆☆☆☆
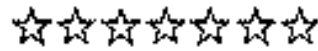
تمت المجلدالثالث بحمدالله تعالیٰ وعونه